السلام علیکم!

سب سے پہلے تو آپ تمام ہی قارئین کا ای بک خریدنے کا شکریہ! آگر آپ کو یاد ہو تو یہ میرا موسٹ ڈیمانڈنگ ناول "میرا ستمگر میرا مسیحا" ہے۔ جس کی ای بک پڑھنے کے لئے بہت سے ریڈرز نے مجھ سے ڈیمانڈ کی تھی۔ فائینلی اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔۔ البتہ ناول ای بک میں دینے کے لئے ناول اور کرداروں کے نام تبدیل کئے گئے ہیں۔ تاکہ دوسرا پلیٹ فارم متاثر نہ ہوں۔ اور ناول کی انفرادیت برقرار رہے۔ اس تحریر کے دو فیمیل مرکزی کردار ہالہ اور زویا اولڈ ورژن میں ان کرداروں کے نام فریال اور رمشاء رہے ہیں۔ تو کہیں اچانک سے یہ نام نظر آجائیں تو حیران نہ ہوئیے گا۔۔ وہ ایرر سمجھ کر اگنور کر دیجیے گا۔ البتہ اپڈیٹڈ ورژن پڑھ کر آپ بالکل مایوس نہیں ہونگے۔ مجھے آپ کی قیمتی آراء کا انتظار رہے گا۔ آپ پڑھیے!

ہما قریشی

A Tale of Love & Revenge

میری حسرتیں تمام کر

ہما قریشی

مکمل ناول

رات کی وحشت ناک خاموشی میں ننگے سر اور ننگے پاؤں زخمی پیروں کی پرواہ کئے بغیر وہ خوف زدہ سی مسلسل بھاگ رہی تھی۔ کنکریاں لگنے کے باعث پاؤں لہولہان ہو رہے تھے۔ خون الود پیروں کے باعث روڈ پر قدموں کے نشان

بنتے چلے جا رہے تھے۔ جبکہ وہ بکھری سی حالت میں بغیر دوپٹے کے بس بھاگتی چلی جا رہی تھی۔

خوفزدہ نگاہوں سے رُخ موڑ کر پیچھے دیکھا جہاں دور سے ہی کچھ لوگوں کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ جیسے کوئی تھا۔ جو تعاقب میں پیچھے آ رہا تھا۔

کمزوری کے باعث لڑکھڑاتے پیروں سے وہ بے ساختہ ہی پاس بنے قبرستان کا کھلا دروازہ دیکھ اندر چلی گئی تھی۔

قبرستان کی نرم مٹی نے جیسے جلتے پیروں کو ٹھنڈک سی بخش دی تھی۔ گرتی پڑتی وہ ایک قبر کی آڑ میں جا کر چھپ گئی تھی۔

یااللہ میری حفاظت کر۔"آسمان کی جانب نم نگاہیں اٹھا کر" خاموش لبوں سے فریاد کرتی وہ بہت بے بس دکھائی دے رہی تھی۔اور شاید دور آسمانوں پر عرش والے نے اپنی مخلوق کی یہ دعا قبول کی تھی۔اور اس کے تعاقب میں آتے افراد پاؤں کے نشان پر غور کئے بنا ہی اپنے قدموں کا رخ موڑتے مخالف سمت میں چلے گئے تھے۔جبکہ وہ نقاہت اور کمزوری کے باعث لہرا کر ایک قبر نما گڑھے میں جا گری تھی۔

*_____*_____*

انگلینڈ کی پردیس ہواؤں کو خیر باد کہنے کا وقت آن پہنچا تھا۔ گلابی رنگ کمبل میں لپٹے پانچ ماہ کے بچے کو تھامے وہ آج پورے پانچ سال بعد اپنے وطن واپس لوٹ رہی تھی۔

انگلینڈ کی سرزمین پر بیت جانے والے یہ گزشتہ ماہ وسال کس تیزی سے گزر گئے تھے وقت کی رفتار کا کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا۔ دل میں غم بھی تھا اور کہیں نا کہیں گلٹ بھی۔۔ جو ہمیشہ قدموں کو جکڑ لیتا تھا۔ پاکستان سے کس قدر دردناک یادیں وابسطہ تھیں۔۔ وہ پاکستان کبھی واپس نہیں لوٹنا چاہتی تھی۔ ان لوگوں کے چہروں کو دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ جن کی وجہ سے آج اس کی زندگی بیچ منجھدار

میں رک سی گئی تھی۔ مگر وقت اور حالات اسے ہو گئے تھے کہ اسے لوٹنا تھا اور شاید ہمیشہ کے لیئے لوٹ جانا تھا۔

پاکستان جانے والی فلائٹ میں اپنی سیٹ پر سر گرا کر بیٹھتی وہ ماضی کی دردناک یادوں میں کھونے لگی تھی۔ کہ جبھی وہ ہنستا مسکراتا منظر نگاہوں کے سامنے چلنے لگا تھا۔ جہاں سے اس سارے قصّے کا آغاز ہوا تھا۔

*_____*_____*

جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کراچی میں اس وقت خاصہ رش سا لگا ہوا تھا۔ فلائٹ کی اناؤنسمنٹ میں ابھی پورا ڈیڑھ گھنٹا باقی تھا۔ اسے میں ایئرپورٹ کی حدود سے چند پھلانگ کی

مسافت پر اس نے گاڑی کو ایئرپورٹ کے عین سامنے ایک جھٹکے روکا تھا۔ تیزی میں اصل مسافر 'زویا درانی' کو نظر انداز کیے ارد گرد سے بیگانہ 'ہالہ انصاری' سوٹ کیس ٹرالی تھامے تیزی سے ایئرپورٹ کے احاطے میں داخل ہوئی تھی۔

جبکہ اس سے چند قدموں کی مسافت پر ساتھ اس کی ہمراہی میں ہانپتی کانپتی تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتی زویاء مسلسل اسے تحمل رکھنے کا کہہ رہی تھی۔

ہالہ یار آرام سے۔۔ ہم پہنچ چکے ہیں۔ قدم سے قدم ملاتی" وہ مکمل پسینے میں ڈوب ہو گئی تھی۔ وہ اب انٹرینس تک پہنچ چکی تھیں۔

ہاں! تو جلدی کرو بورڈنگ بھی تو کروانی ہے۔۔ اگر جہاز" اڑ گیا تو۔" ہالہ کے اپنے ہی خدشے تھے۔

ہالہ انصاری یہ انٹرنیشنل فلائٹ ہے آپ کے گھر کی منڈیر" پر بیٹھا قاصد کبوتر نہیں جو بنا اطلاع دیے پھُر سے آڑ جائے گا۔" زویا نے ٹھہر کر دانت کچکچائے۔

اچھا میری بہن غصّہ کیوں کر رہی ہے۔ میں تو اس لئے کہ" رہی تھی ان پاکستانی فلائیٹس کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا

نا۔۔"ہالہ اب ایئرپورٹ پر معمول کی تیزی دیکھ کھسیانی ہوئی۔

ٹھیک ہے۔ہم ٹریفک میں پھنس گئے تھے مگر اب تو پہنچ" گئے ہیں نا۔تو آرام سے چلو۔"زویا نے زبردستی ٹرالی اس کے ہاتھ سے جھپٹنے کے انداز میں لی تھی۔جو ہر جگہ فلمی سچوئشن کرئیٹ کرنے کے چکر میں لگ جاتی تھی۔

وہ دونوں مگن سے انداز میں بات کرتیں بورڈنگ کاؤنٹر" کی جانب بڑھ رہی تھیں۔جبھی سامنے سے آتی ہستی سے ایک زوردار تصادم ہوا تھا۔

ہاں! میں۔آؤچ!!!" وہ دونوں ہی چونک کر ٹھہر گئیں" تھیں۔

یو ایڈیٹ! اندھی ہو کیا؟" مقابل اپنے آئی گلاسز زمین پر" گرتے دیکھ غصّہ سے بولی۔ جبکہ ہالہ اپنا توازن برقرار کرتی مقابل آئی۔

سوری! سوری جی دراصل ہم اپنی آنکھیں گھر بھول آیئے" ہیں۔۔۔"ہالہ تیزی سے معذرت کر شرارتی لہجے میں طنز کرتی آگے بڑھنے لگی۔،

یار اس بیچاری کے گلاسز تو اٹھانے دو۔"زویا نے اسے بازو" سے پکڑ کر روکا۔

چھوڑونا۔۔ ہمیں ایڈیٹ کہہ رہی ہے خود اٹھالے گی۔""
ہالہ زویا کو زبردستی وہاں سے اپنے ساتھ کھینچ کر لے گئی
تھی۔

"بلڈی ایڈیٹ!! میرے گلاسز۔۔" وہ تو ہونق سی اپنے
برینڈڈ گلاسز کا حشر نشر دیکھ کر رہ گئی۔ غصّے میں نظر چاروں
جانب گھمائی مگر وہ آندھی طوفان سی لڑکی اب وہاں سے
غائب تھی۔

------------*

برج خلیفہ کے ٹاپ فلور زیستوران میں ارینج کئے جانے
والے آفیشل ڈنر سے فری ہوتا وہ ابھی لفٹ کے ذریعے

گراؤنڈ فلور پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ جبھی اس کا ٹکراؤ سامنے سے نزاکت کے ساتھ اپنے باپ کے ہمراہی میں آتی مالا ہمدانی سے ہو گیا تھا۔

بلیک اسکینی جینز پر بے بی پنک ٹاپ پہنے نظر کے اسٹائلش سے گلاسز آنکھوں پر سجائے وہ مغرور مسکراہٹ کے ساتھ اسی کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔

ہیلو ینگ مین!! میٹنگز کیسی رہیں؟"تھری پیس سوٹ" میں ملبوس رعب دار سی شخصیت کے مالک ہمدانی صاحب نے شرجیل کے قریب آتے کندھا تھپتھپا کر بزنس میٹنگز کے بابت استفسار کیا تھا۔

اچھی رہیں! بٹ آپ یہاں کیسے؟" ساتھ کھڑی مالا نے" چمکتی نگاہوں سے شرجیل احمد کا اوپر سے لے کر نیچے تک مکمل جائزہ لیا تھا۔

جو چیک اسٹائل لائینگ تھری پیس سوٹ کا کوٹ اپنے بازو پر ڈالے ڈریس پینٹ اور وائٹ ٹی شرٹ کے ساتھ محض ویسٹ کوٹ پہنے سحر انگیز لگ رہا تھا۔ معمول کے مطابق بالوں کی آڑی مانگ نکال کر پیچھے سیٹ کر رکھے تھے۔ مغرور سے چہرے پر سنجیدگی واضح تھی۔ جبکہ ایک ہاتھ پینٹ کی جیب سے نکالتا وہ اب اس کے بابا کے ساتھ مزید بات چیت میں مصروف تھا۔

ایکچولی میری یہاں میٹنگ تھی اور مالا بھی اپنے دوستوں"
کے ساتھ دبئی شاپنگ کے لئے آئی ہوئی تھی۔ تو میں نے
سوچا آج کا دن ہم اپنی بیٹی کے نام کریں گے۔" ہمدانی
صاحب مالا کو بازوؤں کے گھیرے میں لئے مسکرا کر گویا
ہوئے۔

چلیں پھر میں نکلتا ہوں۔" شرجیل نے رسمی مسکراہٹ کا"
تبادلہ کرتے اجازت چاہی۔ جبکہ وہ محض اس کی ایک نظر کی
منتظر تھی۔

مالا مائے گرل! اگر آپ چاہو تو شرجیل کے ساتھ ہوٹل"
جاسکتی ہو۔ شرجیل کا اسٹے بھی سیم ہوٹل میں ہے۔ میں

جب تک شیخ کے ساتھ ایک میٹنگ بھگتا کر آتا ہوں۔۔"

ٹرانس میں کھڑی مالا چونک کر متوجہ ہوئی۔

اوکے بابا! میں شرجیل کے ساتھ چلی جاتی ہوں۔"وہ"

جھٹ راضی ہوئی۔ جبکہ مقابل کے ماتھے پر بل نمودار

ہوئے۔

چلو ٹھیک ہے بیٹا! شرجیل مالا کو ساتھ لے جانے پر کوئی"

اعتراض تو نہیں۔" وہ خاموش کھڑے شرجیل کو دیکھ سوالیہ

لہجے میں بولے۔

نہیں بالکل نہیں۔۔۔"وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔"

اوکے بیٹا! ٹیک کیئر۔۔" وہ اسے اشارہ کرتے اپنے مینیجر "
کی ہمراہی میں آگے بڑھ گئے تھے جبکہ وہ اس کے ہم قدم
ہوئی۔

شرجیل اگر تم فری ہو تو ہم شاپنگ پر چلتے ہیں۔" مالا نے "
سپاٹ تاثرات کے ساتھ کھڑے شرجیل کو دیکھ نزاکت
سے کہا جو اپنے فرینڈ کو بائے کرتا لفٹ کی جانب بڑھا تھا۔

کیوں فرینڈز کے ساتھ شاپنگ کر کے دل نہیں بھرا"
تمہارا۔" سدا کا کھڑوس انسان مالا نے یونہی دل میں سوچا۔

وہ بات نہیں۔۔دراصل میں تمہارے ساتھ تھوڑا ٹائم "
اسپینڈ کرنا چاہ رہی تھی اگر تم۔۔" وہ بادل نخواستہ جملہ ادھورا
چھوڑ گئی۔

نہیں!! میں یہاں سے سیدھا ہوٹل جا رہا ہوں۔آج رات "
کی میری پاک کی فلائٹ ہے۔۔" وہ سرد سپاٹ سے انداز
میں بولتا اس کے سارے ارمانوں پر پانی پھیر تا لفٹ کی
جانب بڑھا۔جو ناک بھنوئیں سمیٹتی اس کے ہم قدم ہوئی
تھی۔

اگست کا اختتام تھا۔ سردی کا خاصہ زور چل رہا تھا۔ گردن میں مفلر لپیٹ کر آسٹریا کی سڑکوں پر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر چلتا وجود اس وقت پاکستان میں اپنی ماں کے ساتھ کال پر مصروف تھے۔

آج کا دن خاصہ خوشگوار تھا اور اس کہ دل کا موسم تو کچھ عرصے سے کچھ زیادہ ہی دلنشین تھا۔ بس کچھ دن اور پھر دِیارِ غیر سے جلد اپنے وطن واپسی روانہ ہونے والا تھا۔ جہاں اس کے اپنے، اس کا خاندان سب اس کہ منتظر تھے اور وہ بھی، جس سے ملنے کی سب سے زیادہ جلدی تھی۔

جی مام ! ! آپ فکر نا کریں۔ بس کچھ دن اور پھر میں ہمیشہ "
کے لئے آپ کہ پاس پاکستان آجاؤں گا۔۔ "کانوں میں ہینڈ
فری لگا کر اپنی ماں سے باتیں کرتا وہ قریبی پارک میں ایک
بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔

اوکے ! اوکے ! ! جی جی سب کے لئے گفٹس لے لئے "
ہیں۔ آپ کہ لئے بھی لیا ہے۔ افکورس مام اس کے لئے بھی
لیا ہے بلکہ ایک نہیں پوری لسٹ دے دی تھی میڈم
نے۔۔۔ "اس نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر اطلاع دی تھی۔

بلیو جینز پر بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک جیکٹ پہن رکھی
تھی۔ اونچے دراز قد کا مضبوط قدامت اور بھرپور دلکش

شخصیت کا مالک اپنی مردانہ وجاہت کے ساتھ مسکراتا وہاں الگ ہی آیشین نظر آرہا تھا۔ جاذب نظر آتے چہرے پر ہلکی سی داڑھی اور اس کہ مسکرانے پر گال میں پڑتا دمپل کتنی ہی نظروں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا تھا۔ جواب ویڈیو کال پر آتا کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔

کتھئی آنکھوں کی چمک مزید دیدنی ہوئی تھی۔ گہرے سیاہ کالے بالوں میں ایک مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرتا کسی کی بھی توجہ اپنی جانب کروانے کی الگ ہی مقناطیسی کشش رکھتا تھا۔ کتنی ہی لڑکیاں اسے نظر بھر کر دیکھتی رہ گئی تھیں۔ جس کی مکمل توجہ موبائل پر ہوتی گفتگو پر تھی۔ جن

کی ساری باتیں اسی ایک ہستی کے گرد گھوم رہیں تھیں۔
جس کا ذکر اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔

اوکے مام ! ! اللہّ حافظ ۔۔ان شاءاللہ جلد پاک میں "
ملاقات ہوگئ۔۔"اپنی ماں سے آخری کلمات کا تبادلہ
کرتے موبائل آف کیا۔ مسکراتی نظروں سے اِرد گرد کے
منظر سے لطف اٹھاتا،ں وہ مسلسل اس کو ہی سوچ کر مسکرا
رہا تھا۔

افففف۔ کیا ہو گیا ہے مجھے۔" یکدم اپنی بے اختیاری پر "
بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کا رخ اپنے
فلیٹ کی جانب تھا۔

شام ڈھل کر رات میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ اسے میں وہ
کانوں میں ہینڈ فری ڈالے مگن سے انداز میں کوئی سانگ
سننے اور ساتھ ساتھ گنگنانے میں مصروف تھی۔

جبھی اچانک اسکرین پر بلنک کرتے انٹرنیشنل نمبر کو دیکھ
آنکھیں چمکیں تھیں۔ جھٹ سے کال اٹھا کر موبائل کان
سے لگایا تھا۔

ہیلو! رم جھم کیسی ہو یار۔۔" وہ اکثر زویاء کو رم جھم کہہ کر" ہی پکارا کرتی تھی۔

اوہ یس!!" میں کیسے بھول گئی۔" ہالہ کی بیزاری بھک"" سے ہوا ہوئی تھی

جب ہر وقت کمرے میں مری رہو گی تو تمھیں کیسے یاد" رہے گا۔" دوسری جانب وہ بھی چڑ گئی تھی۔

آج اس کی دبئی سے واپسی کی فلائٹ تھی۔اور کچھ ہی دیر میں اس کا پلین پرواز بھرنے والا تھا۔

تو تم فکر ہی نہیں کرو۔ تم آڑان بھرو۔ ویلکم کے لئے ایئر"
پورٹ پر ہی ملو نگی آپ کو۔" وہ جھٹ بولی تھی۔

اوکے بائے! ہاں ہاں تیاری میں دو گھنٹے نہیں لگا رہی"
" بھئی۔

ہالہ اس کی بکواس نظر انداز کرتی اندھاڈُھند واشروم کی
جانب ڈوڑئی تھی۔

چند منٹوں بعد ہی گرم پانی سے شاور لے کر موسم کی
مناسبت سے کپڑے زیب تن کئے وہ آئینہ کے عین سامنے
تھی۔

نیوی بلیو رنگ کی نیرو پینٹ کے ساتھ سلک کی لانگ کلر فل پرنٹڈ شرٹ پہنے وہ بالوں کو سکھاتی مسلسل گنگنانے میں مصروف تھی۔ایک گھنٹہ تو وہ ویسے ہی لگا چکی تھی۔

پانچ فٹ سے نکلتا دراز قد، گوری سی رنگت پر غضب ڈھاتے ٹماٹر جیسے سرخ گال،لانبے سلکی بالوں کو ہاف کیچر میں جکڑ رکھا تھا۔ کھڑے کھڑے نین نقش، مغرور سی اٹھی ہوئی ناک اور اس حسین چہرے کو مزید دلکش بناتی اس کی بڑی بڑی ڈارک براؤن آنکھیں جن کی چمک ہی نرالی

تھی۔ہالہ انصاری اپنے نام ہی کی طرح تھی۔سب سے الگ اور منفرد۔

افف !اللہ !دیر ہو گئی۔۔"ہاتھ پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھ ہالہ نے سلک کا پرنٹڈ دوپٹہ گلے میں ڈال کر بالوں کی لٹیں کان کے پیچھے آڑسیں۔گلابی گداز لبوں پر بام لگا کر آئینہ میں نگاہ ڈورا کر اپنا فائنل لک دیکھا۔چہرے پر ہلکی سی بی بی کریم لگا رکھی تھی۔جس نے چہرے کو الگ ہی تازگی بخش دی تھی۔ہلکے نم بالوں کی دو لٹیں نکال کر چہرے پر کیں۔

ڈن۔۔بس کرہالہ زویاء کاولیمہ نہیں ہے۔۔"خود سے "
خود ہی کو سرزش کی گئی تھی اوراب اس کارخ کارپورچ کی
جانب تھا۔

ایئرپورٹ کااحاطہ عبور کرتاوہ موبائل کان سے لگائے"
مسکراتاہوا باہر آیا تھا۔اس کاارادہ سرپرائز دینے کا تھا مگر
ایک سرپرائزاسے بھی مل چکا تھا کیونکہ ڈرائیور آدھے
راستے میں گاڑی خراب ہو جانے کے باعث اسے ریسیو
کرنے نہیں پہنچ سکا تھا۔

یس بابا۔۔ڈانٹ وری۔۔۔آئیل مینج۔۔"فراز صاحب کو" اطلاع ملتے ہی وہ ذرا پریشان ہو گئے تھے۔

جی جی! میں کیب لے کر بس گھر ہی آرہا ہوں۔پلیز مام کو" ڈسٹرب نہ کیجئے گا۔میں بس اب ریسٹ کرونگا۔" وہ انہیں مطمئن کرتا۔دو چار قدم لیتا مین روڈ کی جانب بڑھنے لگا تھا۔ جبھی خود پر کسی کی نظروں کی تپش کا گماں سا گزرا تھا۔کوئی تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔شرجیل ٹھہر کر یکدم پلٹا تھا۔مگر پیچھے محض آدم زادوں کے ہجوم کے سوا کچھ نہ تھا۔

یار ہالہ سچ میں تم اتنی کیئر لیس کیسے ہو سکتی ہو؟ تمہیں پتہ ہے میں پہلے ہی ڈھائی گھنٹے کی فلائٹ لے کر تھک چکی ہوں۔اوپر سے تم گاڑی بھی نہیں لائی ہو۔" زویاء کو اسے کیب بک کرواتا دیکھ تپ چڑھی تھی۔

"اتنا شور کیوں ڈال رہی ہو۔بس ابھی دس منٹ میں نزدیک ترین گاڑی ہمیں پک کرنے آجائے گی۔بتایا تو ہے مجھے سے گاڑی لگ گئی تھی۔اب میں نے اس کی حالت دیکھی تو وہ بیچاری 'آئی سی یو' میں ایڈمٹ ہونے کے قابل ہو گئی ہے۔" ہالہ نے فخر سے اپنا کارنامہ بتایا تھا۔

تو کیا گھر میں اور کوئی گاڑی موجود نہیں تھی۔" وہ غصے "
سے چڑی۔

تھی یار تھی۔ مگر پھر ماما میری گاڑی کا پوچھتیں۔ اس لیے "
میں کیب لے کر آگئی۔" اب وہ دونوں ائیر پورٹ کے
احاطہ سے باہر مین روڈ کی جانب آگئی تھیں۔

لو آگئی گاڑی بھی۔۔ شاید وہ والی ہے۔" روڈ کے اس پار "
ایک لوکل کمپنی کی گاڑی کھڑی دیکھ وہ چہک کر بولی۔ جبھی
موبائیل اسکرین نے بھی بلنک کیا تھا۔ مطلب پکا وہی کیب
تھی۔

چلیں بھائی جلدی سے ہمارا سامان گاڑی میں رکھیں۔"""

ہالہ بی بی نے ہمیشہ کی طرح آؤ دیکھا نا تاؤ اور وہ گاڑی میں پورے کروفر سے براجمان ہو گئیں تھیں۔

شرجیل جو کال پر بات کرتا۔ابھی گاڑی میں صحیح سے بیٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ اچانک ایک اجنبی لڑکی کو اپنے برابر میں نشست سنبھالتا دیکھ چونکا۔

ایکسکیوزمی" وہ متعجب لہجے میں گویا ہوا۔"

آپ ! آپ کون ہیں۔۔۔اور ہماری گاڑی میں کیا کر ”“
رہے ہیں۔“کیب کا ڈرائیور بھی بیچارہ گھبرا کر ڈگی بند کرتا
گھوم کر آیا۔

آپ کی گاڑی؟ میڈم یہ کیب میں نے ُبک کار روائی ”“
ہے۔“شرجیل کو فضول سوال پر تپ چڑھی۔

میڈم یہ آپ کیسے بغیر اجازت گاڑی میں بیٹھ گئی ہیں۔ باہر ”“
آئیں پلیز !“کیب کا ڈرئیوار عزت سے بولا۔

کیوں باہر آئیں بھئی۔ یہ کیب ہم نے ُبک کار روائی ”“
ہے۔۔۔یہ دیکھیں۔“ہالہ نے بھی اپنی موبائیل اسکرین شو

کی تھی۔ جہاں انہی کی کمپنی کے ایپ سے کیب بک کی گئی تھی۔

ڈرائیور نے جلدی سے اپنا موبائیل چیک کیا تھا۔

"سوری میم! آپ کی کیب دوسری ہے۔ یہ کیب شرجیل احمد فراز نے بُک کروایا ہے۔" وہ مودبانہ انداز میں بولا۔

"واٹ!"

"فری کیا کر رہی ہو یار! باہر آؤ۔۔ ہماری دوسری گاڑی ہو گی۔" زویا کو جھنجھلاہٹ ہوئی، وہ اکثر اسے فری بلایا کرتی

تھی۔دونوں نے ہی ایک دوسرے کے نیک نیم رکھے ہوئے تھے۔۔۔

ارے اسے کیسے۔۔"وہ توفل لڑنے کے موڈ میں تھی۔"

محترمہ سیکنڈ سے بھی پہلے میری کیب سے باہر نکلیں۔۔"

ورنہ میں بہت بری طریقے پیش آؤنگا۔"وہ تماشے پر تماشہ ہوتا دیکھ چڑ ہی تو گیا تھا۔

آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔جائیں اب تو میں بھی"

نہیں اترونگی۔بولیں کیا کرلیں گے آپ۔"وہ بھی اپنے نام کی اکلوتی واحد پیس تھی۔

"افف! ڈونٹ میس ود می لیڈی! گیٹ آوٹ آف داکار امیجیٹلی۔" شرجیل کا پارا ہائی ہوا تھا۔

"یو۔۔۔۔۔۔۔" ہالہ نے تن فن کرتے انداز میں کچھ کہنا چاہا تھا۔

"شٹ اپ فری! آیئم سوری سر! آپ کو ہماری وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ تم باہر نکلو فوراً۔" زویاء نے تیزی سے معذرت کرتے اسے باہر نکالا تھا۔

یار زویاء مجھے اس کھڑوس کا دماغ تو ٹھیکانے لگانے دو۔"""

ہالہ صاحبہ الگ ہی موڈ میں تھیں۔

چپ کرو تم۔۔اور چلو۔۔وہ آگئی تمہاری بُک کی ہوئی" کیب۔"زویانے اس کی توجہ سامنے دلاوائی۔جہاں دور سے گاڑی اپنے قریب آتی محسوس ہوئی۔جو پیچھے ونڈو سے سر نکال کر دیکھتے شرجیل کو دیکھ مزید تپ گئی تھی۔جس کے چہرے پر بڑی ہی قاتلانہ مسکراہٹ تھی۔

مس!آپ تو مجھے سمجھدار لگتی ہیں۔یہ مس فری رشتے" میں آپ کی جو بھی محترمہ ہیں۔پلیز انہیں حیدر آباد پاگل

خانہ شفٹ کر دیں۔۔انسانیت پر ایک عظیم احسان ہو گا یہ۔"شر جیل ساتھ کھڑی زویاء سے بلند آواز میں مخاطب ہوتا واپس سر اندر لے گیا تھا۔ جبکہ ہالہ کے تو تن بدن میں مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔۔

یو۔۔۔"جبکہ ہالہ جذبات میں اپنی تیز زبان کا استعمال" کرتی شر جیل کی طبیعت صاف کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ جس کی گاڑی حدِ نگاہ سے نکل چکی تھی۔

ہالہ یار چُپ کرو! مین روڈ پر کیوں تماشہ بنا رہی ہو۔""" زویاء نے شرمندگی سے لب دبائے۔

تم چپ کرو۔۔وہ بد تمیز شخص مجھے پاگل بول گیا اور تم ”
“خاموش ہو۔

ہاں تو وہ کچھ غلط بھی نہیں کہہ کر گیا ہے۔۔ایسی پاگلوں ”
والی حرکتیں کرو گی تو لوگ پاگل ہی بولیں گے۔“زویاء کا
بھی دماغ گھوما تھا۔

تم دوست ہو یا دشمن۔“اس نے گھورا۔ ”

جو تم سمجھو۔“وہ بھی بے نیازی سے بولی۔ ”

“اوہ! مطلب دشمن۔۔۔ ”

جاؤ' ہالہ انصاری' اپنے پورے ہوش و حواس میں 'زویاء'' درانی' تمہیں طلاق دیتی ہے۔ طلاق دیتی ہے۔ طلاق دیتی ہے۔'' ہالہ صاحبہ مکمل اداکاری کے انداز میں دو قدم دور ہوتی بے یقینی کی کیفیت سے بولی تھی۔

اوہ بھئی میں تو جا رہی ہوں گھر۔۔ رات ہونے والی ہے تم'' یہیں مری رہو۔'' ں زویا غصے سے بولتی کیب کی جانب بڑھی۔ جبکہ ساتھ وہ بھی پیر پٹختی اس کے پیچھے آئی تھی۔

خالد اور فائزہ انصاری کے دو ہی بچے تھے۔ بڑا بیٹا عادل انصاری اور اس سے تین سال چھوٹی ہالہ انصاری دونوں ہی بچے انصاری ہاؤس کی رونق تھے۔

خالد صاحب کا اپنا بزنس تھا۔ دو سال پہلے ہی عادل نے اپنا ایم بی اے مکمل کر کے خالد صاحب کا آفس جوائن کر لیا تھا۔ ہالہ کا یہ فیشن ڈیزائننگ میں آخری سال تھا۔

انصاری ہاؤس کا برابر والا بنگلہ دُرانی مینشن تھا۔ برابر، برابر بنگلہ اور اسکول، کالج سب ساتھ پڑھنے کے باعث ہالہ اور زویاء دُرانی کی خُوب دوستی تھی۔ خالد صاحب کے بھی محمود

دُرانی سے خاصے اچھے مراسم تھے۔یہی وجہ تھی کہ ہالہ اور زویاء کے لئے یہ دونوں گھر بالکل بھی الگ نہیں تھے۔
محض ایک دیوار کے فرق کے علاوہ دُرانی مینشن اور انصاری ہاؤس کا ہر سُکھ دُکھ سانجھا تھا۔

اوہ مائی گاڈ!!اتنے سارے گفٹس۔مطلب کیا آسٹریا کے " سارے شاپنگ مالز خالی کرنے کا ارادہ ہے تمہارا۔" سفیر نے اسے لڑکیوں کی بے تحاشہ چیزوں سے بیگز بھرتے دیکھ شوخی سے چھیڑا۔

اس نے محض مسکرانے پر اتفاق کیا۔ کل رات ہی ویڈیو کال پر وہ ایک بار پھر اپنی لمبی چوڑی لسٹ اس کے ہاتھ میں تھما گئی تھی اور وہ اس کی فرمائشوں پر صرف سر کو خم دیتا خاموش رہا۔

"چل بھائی تیرا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ لکھ کر رکھ لے تو بہت جلد کنگلا ہونے والا ہے۔" سفیر نے اس کے چہرے کی بشاشت دیکھ پیشن گوئی کی۔ جس پر وہ صرف مسکرا کر رہ گیا۔

سفیر اپنے لئے شاپنگ کرنے کی غرض سے جینز سیکشن کی سائیڈ چلا گیا تھا۔ جبکہ وہ کئی مہنگے اور نایاب پرفیومز کی خوشو

چیک کرتا انہیں پیک کروا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اسے نئی نئی خوشبوئیں کس حد تک پسند تھیں۔

کتنے ہی گفٹس وہ پہلے ہی پاکستان روانہ کر چکا تھا اور اس حسینہ کی لسٹ ایک بار پھر جاری ہو چکی تھی۔ جس کی فرمائش پوری کرنا اسے بے حد پسند تھا۔

محمود درانی اور صائمہ درانی کو اللہ پاک نے تین بچوں کی نعمت سے نوازہ تھا۔ سب سے بڑا بیٹا حیدر دُرانی، زویاء دُرانی اور پھر سب سے چھوٹا ساحل دُرانی۔

حیدر دُرانی نے اپنی ابتدائی تعلیم پاکستان میں ہی مکمل کی تھی۔ اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے وہ باہر چلا گیا تھا۔ حیدر کئی سالوں سے تعلیم کے باعث لندن میں رہائش پذیر رہا تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ ورلڈ ٹور پر نکل گیا تھا۔ جبکہ اسٹریا کے بعد اب ان کی سیدھی پاک کی فلائٹ تھی۔ زویا دُرانی، ہالہ کے ساتھ یونیورسٹی کے آخری سمسٹر کی طلبہ علم تھی۔ جبکہ تیسرے نمبر کے سب سے چھوٹے بیٹے ساحل دُرانی نے انٹر کے فوراً بعد ہی گریجویشن کے لئے آکسفورڈ یونیورسٹی میں اپلائے کر دیا تھا۔ پچھلے ایک سال سے وہ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح باہر ہی اپنی تعلیم مکمل کر رہا تھا۔

ان کے تینوں بچے ہی اپنی زندگی میں مگن تھے۔دُرانی صاحب کا بھی اپنا بزنس تھا۔ جس کی بھاگ ڈور بعد میں حیدر اور ساحل نے ہی سنبھالنی تھی۔

سورج کی روشن ٹھنڈی کرنیں نمودار ہوتے ہی رات کی گہری سیاہی اپنے اندر سموتی رخصت ہو چکی تھیں۔اسے میں احمد ولاز کی چھت پر نمودار ہونے والا سورج خود میں بہت سے حادثات اور ان سے جڑی کہانیاں لے کر طلوع ہوا تھا۔

"!السلام علیکم"

وعلیکم السلام! ٹرپ کیسا رہا برخوردار۔" احمد صاحب نے"
تازہ اخبار فولڈ کر کے رکھتے جم سوٹ میں ملبوس شرجیل سے
خوشگوار لہجے میں پوچھا۔ جو شاید ابھی جوگنگ سے لوٹا تھا۔

ایزیجول اچھا رہا۔۔۔ آپ یہ بتائیں ماما کہاں ہیں؟" اورینج"
جوس کا گلاس بھر کر لبوں سے لگاتے اُن کی غیر موجودگی
محسوس کر پوچھا۔

آپ کے لئے ناشتہ تیار کروا رہی ہیں وہ بھی اپنی نگرانی"
میں۔" شرجیل ماں کی محبّت پر مسکرایا۔

چلیں میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں۔ پھر ساتھ ہی ناشتہ"
کریں گے۔" دیوار گیر گھڑی میں وقت دیکھ عجلت بھرے

انداز میں بولتا غائب ہو گیا تھا۔۔ جبکہ وہ گہری سانس بھرتے پھر سے اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

السلام علیکم آنٹی!" ہالہ نے دُرانی مینشن میں قدم رکھتے" ہی بلند آواز میں سلامتی بھیجی تھی۔

وعلیکم السلام بیٹے۔۔۔ مگر پہلے آپ زرا سائیڈ پر" آجائیں۔" ہالہ کو سیڑھیوں کی جانب بڑھتا دیکھ وہ زرا تیوری چڑھا کر بولیں۔

"!خیریت"

خیریت تو زرا آپ اپنی بنائیں۔۔۔یہ کل رات کیا حرکت" کی ہے آپ دونوں نے۔" صائمہ بیگم نے زرا سختی سے پوچھا۔جو بھاگنے کو بے تاب تھی۔

کونسی حرکت!" وہ انجان بنی۔"

میں یاد دلاؤں۔" جبھی سامنے سے زویاء نیچے آتی دکھائی" دی۔

ہاں! ہا۔۔بتاؤ۔" ہالہ اس غداری پر بوکھلائی۔"

"ماما! آپ کو کل میں نے اپنی واپسی کا ایسی کی وجہ سے نہیں
بتایا تھا کہ میڈم کا آئیڈیا تھا۔ ہم آپ کو سرپرائز دیں
گے۔ اور بس۔۔۔ ورنہ میں معصوم کیا آپ کو بغیر بتائے
کوئی کام کرتی ہوں۔" وہ معصوم بنی۔ ہالہ نے آنکھیں
گھمائیں۔

"آنٹی! میں تو بس آپ کو خوش کرنا چاہتی تھی۔"

خوش! ابھی میں بتاؤ آپ کو۔۔ کہ خوش کیسے کیا جاتا"
ہے۔" انہوں نے کان مڑوڑا۔

"آہ ہ! نہیں پیاری آنٹی۔۔۔ بس معاف کر دیں بچی کو۔"

معاف کر دوں۔۔ یہ بہت غلط بات ہے ہالہ۔۔ آپ"
دونوں کل رات اتنی دیر رات تک آئیر پورٹ سے اکیلی
واپس آئی ہیں۔۔ مجھ سے بھابھی نے بھی تمہارا پوچھا
تھا۔۔ تم اُن سے جھوٹ بول کر آئیں کہ ہماری طرف آ رہی
ہو۔۔ یہ کوئی اچھی بات ہے۔" وہ ناراض دکھائی دے رہی
تھیں۔۔ جبکہ زویاء ساتھ کھڑی دانت دکھا رہی تھی۔

آنٹی یہ صرف مجھ اکیلی کا آئیڈیا ہر گز نہیں تھا۔۔ اس پاپ"
میں یہ بھی برابر کی شریک ہے۔" لو جی پھر ایکٹنگ شروع۔

اچھا بس! بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ میں آپ دونوں کی"
حرکتوں کو۔۔ بس یہ آخری بار تھا۔۔ آئیندہ آپ دونوں اتنی

رات گئے اکیلی ہر گز بھی کہیں نہیں جائیں گی۔۔ورنہ مجھے مجبوراً بھائی صاحب سے آپ کی شکایت کرنی پڑے گی۔" وہ تنبیہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"سوری! آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔" جلدی سے معذرت کر معصوم بنی۔

"اچھا! خیر اتنی صبح صبح کیسے جاگ گئیں آج آپ۔۔۔" وہ اب بازپرس پر اُتر آئیں۔

"بس اسے ہی۔۔۔زویاء سے ملنے کا دل کیا تو آ گئی۔"

نہیں ! آج تو آپ دونوں آف پر ہیں۔۔اور عموماً تو آپ ”
دونوں ہی اتنی جلدی نہیں جاگتیں۔۔۔بتایئے۔۔۔کیا چل
رہا ہے دماغ میں ؟“ وہ مشکوک ہوئیں۔

نہیں ! نہیں آنٹی۔۔ایسا کچھ نہیں۔۔۔زویاء تم بتاؤ ”
نا۔“ وہ گڑبڑائی۔

یس مام ! شی از رائٹ۔۔۔آپ جیسا سمجھ رہی ہیں۔ویسا ”
کچھ بھی نہیں۔۔۔ہم تو بس اتنے دن ایک دوسرے سے اتنا
دور دور رہے تو بس یونہی۔“ زویاء کو آنکھیں دکھانے پر وہ
بھی صفائی پیش کرتے لہجے میں بولی۔

اور ایسا ویسا کوئی فضول سا پلین ہونا بھی نہیں"

چاہیئے۔۔ورنہ ہالہ اس بار میں نے آپ کو بھابھی کے

ہاتھوں آنے والی شامت سے بچالیا ہے۔۔آئندہ ایسا نہیں

"ہوگا۔

"آنٹی آپ بے فکر رہیں۔"

ہم! گڈ۔۔ چلیں جائیں اپنی اسٹڈی پر فوکس کریں آپ"

دونوں زرا۔۔۔آپ کے پیپرز سر پر کھڑے ہیں۔" وہ

مزید گویا ہوئیں۔

زویاء کی بچی! میں نے تم جیسی غدار دوست آج تک اپنی لائف میں نہیں دیکھی! یار مطلب حد ہے۔۔کل تم اس پاگل شخص کے ساتھ مل کر میرا مزاق اُڑا رہی تھیں۔۔اور آج میری شکایت۔" ہالہ نے صائمہ بیگم کے وہاں سے روانہ ہوتے ہی زویاء کو آڑے ہاتھوں لیا۔

ہیں! ہیں کیا؟" میں نے کونسی شکایت کر دی۔" وہ" ہونک ہوئی۔۔

اچھا! تو آنٹی کو کیسے معلوم ہوا ہمارے پلین کا؟" وہ" تفشیشی آفسر بنی گھور کر بولی۔

میڈم ماما کو آپ کے جھوٹ کی وجہ سے معلوم ہوا۔۔جو" آپ اپنے گھر میں بول کر نکلی تھیں۔۔شکر کرو۔۔میں نے رات اُس لڑکے سے ہوئی منہ ماری کا نہیں بتایا۔۔ورنہ تمہارا تو باہر نکلنا ہی بند ہو جاتا۔"زویاء نے گھور کر احساس دلایا۔

ہونہہ !اور میں نے تو جیسے بڑی کسی کی بات کو خاطر میں" لانا تھا۔"" ہالہ مغرور ہوئی۔

اوہ اچھا! واقعی۔۔۔تم یہاں بیٹھو۔۔میں زرا آنٹی سے" تمہاری گاڑی کی خیریت دریافت کر کے آتی ہوں۔۔سنا تھا

بیچاری کو ''آئی سی یو میں'' آیڈمٹ کروانے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔'' زویاء نے جانے کے لیے پر تولے۔

شرافت سے میرے ساتھ اُپر آؤ۔۔ میں نے بہت ساری'' باتیں کرنی ہے تم سے۔۔۔ بڑی آئی میری شکایت کرنے والی۔۔ اور گاڑی میں عادل سے بول کر مکینک کر پاس روانہ کرواچکی ہوں۔'' ہالہ نے بھی آئی بروا اٹھا کر حساب بے باک کیا۔

اچھا! ایسی بات ہے۔۔ چلو کوئی نہیں۔۔۔ یہ حساب "
کتاب پھر کبھی سہی۔" وہ لاپروہی سے بولتی اس کے ہم
قدم ہوئی۔

شام کا وقت تھا۔۔ گھر کے تمام افراد لان میں بیٹھے چائے کی
چسکیاں بھر رہے تھے۔ جبھی موبائیل میں گم زُویاء کی غیر
ارادی سی نظر سامنے گئی تھی۔۔ اور وہ خوشی سے چلانے ہی
والی تھی۔۔ کہ مقابل کے خاموش رہنے کے اشارہ پر منہ
بند کر گئی۔

سرپرائز۔" پیچھے سے اُبھرتی شناسہ آواز پر سب ہی چونک "
اٹھے تھے۔

حیدر! میرا بچہ۔۔"سب سے پہلے صائمہ درانی اس کی "
جانب لپکیں۔

زویاء بھی چلا کر اسکی سمت بھاگی۔

جو جینز، شرٹ کے ساتھ لیدر کی بلیک جیکٹ ہاتھ پر
ڈالے۔سیدھے بالوں کو جیل سے سیٹ کئے۔ہلکی بھوری
ڈاڑھی والے جذب نظر آتے چہرے پر دلکش مسکراہٹ
سجائے انہیں حیران کر گیا تھا۔۔حُیدر دُرانی نے مسکرا کر
قدم آگے بڑھائے تھے۔

السلام علیکم ماما بابا۔۔"حیدر قدم آگے بڑھا کر اپنے باپ"
سے بغل گیر ہوتا ماں کی جانب بڑھا۔۔

ویلکم بیک ٹو ہوم۔۔"محمود درانی نے کندھا تھپتھپا کر"
خوشی کا اظہار کیا۔
تھنکس بابا۔۔"حیدر ان کہ انداز پر مسکرایا۔۔۔"

سفر کیسا رہا بیٹا۔کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی میرے بچے"
کو۔"صائمہ بیگم نے حیدر کا ستا ہوا سا چہرہ دیکھ استفسار کیا۔۔

بالکل بھی نہیں ماما کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔۔ سفر بہت اچھا" رہا۔۔ "حیدر نے زویاء کی چپڑ چپڑ چلتی زبان کو دیکھ انہیں مطمئن کیا۔۔

بیٹا آپ آنے سے پہلے انفارم ہی کر دیتے۔ میں اور آپ "" کے بابا تو یہی سمجھ رہے تھے کہ آپ کی فلائٹ اگلے ہفتے کی ہے۔ "صائمہ بیگم نے بیٹے کی آمد پر جس طرح کے استقبال کا سوچ رکھا تھا۔ وہ سارے پلینز تو دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔۔

اگر اپنی آمد کا پہلے ہی آگاہ کر دیتا تو۔ پھر آپ کے چہرے" کی یہ چمک، خوشی کیسے دیکھتا۔۔۔" حیدر نے انہیں بازوؤں کے گھیرے میں لے کر مسکرا کر کہا۔ جس پر اس کہ چہرے پر ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔

چلیں باقی باتیں بعد میں ہو گئیں۔ بیٹا تم فریش "" ہو جاؤ۔ پھر ڈنر پر ملاقات ہوتی ہے۔۔" محمود درانی نے تینوں ماں بیٹے کو مگن ہوتا دیکھ۔ حیدر کی تھکن کے پیش نظر صائمہ بیگم کی بھی توجہ اس جانب کارروائی تھی۔۔

حیدر جاؤ بیٹا! شاباش۔" وہ خیال آنے پر فوراً بولیں۔"

اوکے موم!! میں فریش ہو کر تھوڑا آرام کرنا چاہتا"
ہوں۔ پھر ڈنر پر ملاقات ہوتی ہے۔" حیدر مسکرا کر اپنا بیگ
کندھے پر ڈالتا۔ سیڑھیاں عبور کر گیا۔۔

حیدر نے اپنے روم میں قدم رکھا تو ایک مسکراہٹ سی تھی
جو لبو پر پھیل گئی تھی۔۔۔ کمرے کی ہر چیز ترتیب سے یونہی
اپنی جگہ موجود تھی جیسے وہ چھوڑ گیا تھا۔۔۔

بس سائیڈ وال پر زرا تبدیلی سی محسوس ہوئی تھی۔۔جہاں اس کی بچپن سے لے کر جوانی تک کی ہر خاص موقع کی یادگار تصویریں فریم کر کر لگائی گئی تھی۔وہ مسکرایا۔

ہمم ! لگتا ہے ماما نے کچھ زیادہ ہی اسپیشل سوچ رکھا تھا۔" وہ سب چیزوں پر نظر ڈالتا مسکرایا۔اور بے ساختہ ہی قدم اٹھاتا بیک سائیڈ کی ونڈو کی جانب بڑھا تھا۔۔جہاں سے ہالہ کے گھر کا لان واضح نظر آتا تھا۔

لگتا ہے آج میڈم کی رات کچھ زیادہ ہی جلدی ہو گئی ہے۔"اس کی مخصوص نشست کے پاس سناٹا سا دیکھ وہ خود

ساختہ بڑبڑایا۔۔ جہاں انگنت رنگ برنگے پھولوں کی کیاری سی بنی ہوئی تھی

"فائنلی! ہالہ انصاری وہ لمحات آن پہنچے ہیں۔۔ جن کا مجھے برسوں سے انتظار تھا۔" بیڈ پر پیر لٹکا کر لیٹتا وہ آنکھیں موند گیا تھا۔

"وہ سالوں پہلے یہاں سے رخصت ہوتے وقت جتنا اُداس تھا۔ آج اس سے کہی زیادہ بے انتہا خوش نظر آرہا تھا۔ آنکھیں موندے وہ لمحوں کے لیے کھو سا گیا تھا۔

"افف! حیدر درانی ابھی بہت وقت ہے۔۔ فی الحال تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔" خود کو سرزنش کی گئی۔

چلو جی اب پہلے شاور لے لیتے ہیں۔۔ پھر آرام اور پھر "
آپ کو سرپرائز بھی تو کرنا ہے میڈم۔" خود ساختہ بڑبڑاتا وہ
کمرے سے منسلک ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا

ہالہ! ہالہ کہاں ہو تم۔" زویاء عادت کے عین مطابق چیختی"
پکارتی انصاری ہاؤس میں انٹر ہوئی تھی۔

اللہ اللہ! لڑکی دل دہلا دیا میرا۔۔ سب خیر تو ہے۔" فائزہ"
بیگم ہول کر رہ گئیں۔

جی جی سب خیر ہے آنٹی۔۔ہالہ کہاں ہے۔"اتنی چیخ وپکار"
کے باوجود اس کی غیر موجودگی پر ایسسے حیرت ہوئی۔

بیٹا وہ تو اپنے بابا کے ساتھ زرا کسی کام سے گئی ہے۔۔بس"
ابھی آجائے گی۔۔سب خیریت ہے نا؟"انہیں اب
تفشیش ہوئی تھی۔

جی سب خیریت ہے۔دراصل ابھی کچھ دیر پہلے ہی حیدر"
'بھائی واپس آئے ہیں۔۔تو مجھے ہالہ کو سرپرائز دینا تھا۔

اوہ اچھا! بہت اچھی بات ہے۔۔ وہ آتی ہیں تو میں بھیجتی" ہوں ہالہ کو۔ بلکہ حیدر سے تو مجھے بھی ملاقات کرنی ہے۔" وہ بھی خوشی اور حیرانی سے بولیں۔

ضرور مگر آنٹی! ابھی آپ نہیں بتایئے گا۔ اب صبح ہی" بتائیں گے۔ ابھی حیدر بھائی ویسے بھی ریسٹ کر رہے ہیں۔" زویاء کو اب اسے تنگ کرنا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے بیٹا۔"

اوکے آنٹی! اللہ حافظ میں چلتی ہوں۔آپ ہالہ کو نہ بتائے"
"گا ابھی پلیز۔

"نہیں بتا رہی بھئی۔ "

افف! یہ لڑکیاں بھی نا۔" وہ ہولے سے مسکراتیں اپنے"
روم کی جانب بڑھیں۔

گڈ مارننگ سر! ویلکم بیک ٹو دا آفس۔" شرجیل فراز احمد "
کو اس علیشان بلڈنگ کے لفٹ سے باہر آتا دیکھ ایک
خوبصورت سی پینٹ کوٹ میں ملبوس سیکرٹری نے وش کیا
تھا۔

شرجیل نے سر کو خم دے کر اس کا وش قبول کیا۔ جواب
اس کے پیچھے پیچھے قدم بڑھاتی آفس روم کی جانب جا رہی
تھی۔ وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا۔ وہاں کا اسٹاف فوری
کھڑے ہو کر اسے صبح کا سلام پیش کر رہے تھے۔ سفید ٹی
شرٹ، بلیو پینٹ کوٹ پر آسمانی رنگ کی ٹائی میں ملبوس
شرجیل سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اپنے مضبوط بھاری قدم

اٹھاتا،اب گلاس ڈور کھول کر اپنے افس روم میں داخل ہو چکا تھا۔

یس مس ایلا۔۔اب بتائیں،اب تک کی کیا رپورٹ " ہے۔اور آج ہماری میٹنگز کا کیا اسکیجول ہے۔"شر جیل نے سب سے پہلے اپنا کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر ہینگ کرتے ریلیکس ہو کر اپنی چیئر سنبھالی۔ بھرپور توجہ کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں اُلجھا کر ایلا سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

سر آپ کی غیر موجودگی میں سائن ہونے والی تمام ڈیلز"
کی ڈیٹیلز اس فائل میں موجود ہیں۔ جبکہ فراز صاحب نے
کہا تھا کہ کنٹریکٹ سائن کرنے سے پہلے آپ ان تمام
سائٹس کا وزٹ لازمی کیجئے گا۔۔۔

آج آپ کی فی الحال کوئی میٹنگ نہیں۔ آج کی تمام میٹنگز"
فراز صاحب خود ہی اٹینڈ کریں گے۔ جبکہ فراز صاحب کا
آرڈر ہے کہ آپ آج صرف دُرانی گروپ اف کمپنیز کی
سائٹ کا لازمی وزٹ کیجئے گا۔ وہاں جلد ہی کنسٹرکشن کا کام
شروع ہونے والا ہے۔" مس ایلا نے جلدی جلدی ٹچ پیڈ پر

انگلیاں چلاتے، آج کے مکمل شیڈول سے آگاہی دی تھی۔ جیسے شرجیل بغور سن رہا تھا۔۔

اوکے مس ایلا۔ آپ آج ہونے والی تمام میٹنگز کے "" شیڈول، اور تمام ڈیٹیلز کی فائل لا دیجئے مجھے۔ شرجیل نے اس کی ساری باتیں سن کر حکم صدر کیا۔

لیکن سر، فراز صاحب نے آپ کو آج میٹنگ۔۔ "ایلا "" نے کچھ کہنا چاہا۔

مس ایلا ! ! جتنا کہا جائے بس اتنا کام کیجیے۔ جلدی"
جایئے۔ اگلے پندرہ منٹ میں مجھے اب تک کے ،اور آیندہ
پروجیکٹس کی تمام ڈیٹیلز اپنی ٹیبل پر چاہیے۔ "شرجیل نے
ایلا کو منہ کھولتا دیکھ ٹوکا۔ تو وہ بھی "اوکے سر" کہتی افس
ڈورد ھکیل کر باہر نکل گئ

ہیلو ! فیصان میرے آفس میں آؤ فوراً۔" ایکسٹینشن اٹھا کر"
ایک نیا حکم صدر کرتا وہ پیچھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گیا تھا۔

"سر مے آئی۔۔"

"کم آن۔۔۔"

یس سر!" وہ مودبانہ آنداز میں عین سامنے کھڑا تھا۔"

اب تک کمپنی میں میری غیر موجودگی میں جو کچھ ہوا"
ہے۔۔۔وہ زرا تفصیل سے بتاؤ مجھے۔" وہ سنجیدہ دکھائی
دے رہا تھا۔

"سر کچھ خاص نہ۔۔۔"

جو خاص ہے وہ بھی اور جو خاص نہیں ہے وہ "
بھی۔۔۔سب کچھ کا مطلب ہے وہ تمام باتیں جو یہاں

میری غیر موجودگی میں طے پائی ہیں۔" فیضان اپنی جگہ کھسیا کر رہ گیا۔

"اوکے تم جا سکتے ہو۔۔اور کوشیش کیا کرو کہ اپنا زیادہ دھیان کام پر دو۔۔ناکہ اِدھر اُدھر کی باتوں پر۔" شرجیل کی تنبیہ پر وہ یس سر کہتا فوری نکل گیا تھا۔

جبکہ شرجیل کا رُخ اب اس کمپنی کے مالک فراز صاحب کے آفس روم کی جانب تھا۔جو یقیناً ایلا سے تفصیل جانے کے بعد اسے ضرور آفس روم میں بلوانے والے تھے۔

ہیلو ہالہ کہاں ہو تم!" زویا کان سے موبائیل لگائے"
شرارت سے گویا ہوئی۔

ظاہر سی بات ہے آج یونی سے اف پر ہیں تو میں سو رہی" ہوں۔" وہ کمبل میں گھسی ایک ہاتھ نکال کر کال ریسو کرنے پر چڑ گئی تھی۔

اچھا! تو نیند کو زرا ٹاٹا بائے بائے کہو۔۔اور فوری ہماری" طرف پہنچو۔" زویاء نے نیا حکم صدر کیا۔

کیا یار اسے ہی بتا دو۔ ابھی مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔" وہ" جمائی روک کر کہنیوں کے بل اٹھ کر بیٹھی۔

یار جلدی سے آ جاؤ نا تمہارے لئے ایک سرپرائز" ہے۔" زویا چہک کر بولی۔

ایک منٹ کہیں تم نے آنٹی کو ہمارے پلینز کے بارے تو" نہیں بتا دیا۔ اور میری شامت بلاوالی لو۔" ہالہ کو خدشے لا حق ہوئے۔

نہیں بھئی ! ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ بگڑی۔"

تو پھر میں نہیں آرہی تم آجاؤ۔" سستی اور کاہلی سے بولی۔"

یار حد ہے مطلب ! دن کا ایک بجنے والا ہے اور تمہاری"
"نیند ہی نہیں پوری ہو رہی۔

تو۔۔۔"

بس ہالہ میں نے کہ دیا جلدی سے آجاؤ۔۔ پھر بعد میں "
مجھے نہ کہنا کہ میں نے دوست ہونے کا حق نہیں ادا کیا۔" وہ
ایک ادا سے بولی۔

ایسا کیا سرپرائز ہے۔" اب وہ بھی تجسس کا شکار ہوئی۔"

اب یہ تم گیس کرو۔۔ جب تک میں زرا گارڈن میں اپنے "
پیارے پھولوں کو پانی دے آتی ہوں۔" تیزی سے بولتی وہ
جھٹ کال رکھ چکی تھی۔

ایسا بھی کیا ہے ؟اب تو وہاں جانا ہی پڑے گا۔ کچھ تو گڑ بڑ" ضرور ہے دیا۔" ہالہ میں چھپی شکی خاتون نے جھٹ انگڑائی لی تھی۔

ہیلو!" وہ اس وقت کار ڈرائیو کر رہا تھا۔"

شر جیل کیا ہم آج شام ڈنر پر مل سکتے ہیں۔" شر جیل کو" مالا ہمدانی کی آواز سُن کر کوفت ہوئی۔

نہیں!" کھردُرے سے لہجے میں بولتا وہ کھٹ سے کال "
رکھ چکا تھا۔ دوسری جانب وہ ہکا بکا سی خاموش اسکرین کو
دیکھ کر رہ گئی تھی۔

پاگل لڑکی! فضول میں گلے پڑ گئی ہے۔" وہ اس وقت "
سائٹ وزٹ کے لئے نکلا ہوا تھا۔۔ اور مالا ہمدانی کی فضول
بات پر اسے شدید جھنجھلاہٹ ہوئی تھی۔

کیا ہوا اتنی جلدی میں کیوں بلایا ہے بھئی؟" ہالہ اپنا دوپٹہ "
سنبھالتی تیوری چڑھا کر بولی۔

یہ دیکھو نا یار! لاسٹ ٹائم جو میں نے منی پلانٹ لگایا" تھا۔۔اس میں سے پیسے نکل آئے ہیں۔" زویا نے جس قدر چہک کر کہا تھا دوسری جانب کا تاثر اس سے کئی زیادہ خشک تھا۔

پھر میں کیا کروں۔" وہ سینے پر بازوں لپیٹ کر بولی۔زویا" کو اسے زچ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔

ناچو، گاؤ، بھنگڑا ڈالو۔" حیدر اس وقت گھر پر موجود نہیں تھا۔ وہ بڑی عجلت میں گھر سے نکلا تھا۔ اور ہالہ کو تنگ کرنے میں اب اسے خوب لطف آ رہا تھا۔

"تم نے اس فضول وجہ سے میری نیند خراب کی تھی۔" ہالہ کو تپ چڑھی۔۔

"ہاہاہاہا! تو اور کیا۔۔ منی پلانٹ سے پیسے اُگ جانا کوئی چھوٹی بات تو نہیں ہے۔۔ تمہیں تو اب تک میری اس کاوش کا ڈھنڈورا پورے جہاں میں پیٹ دینا چاہیئے تھا۔"

"میں تمہیں نہ پیٹ دوں۔۔ جو تم نے میرے سارے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔"

ارے ہالہ!" وہ اسے جھنجھلاتا دیکھ مسکراہٹ ضبط کر"
کے آگے بڑھی۔

وہین بیٹھی رہو۔بد تمیز نہ ہو تو۔۔میں جا رہی ہوں۔" وہ"
پیر پٹختی اس کی کوئی بھی بات سننے بغیر ہی دُرانی مینشن سے
نکل آئی تھی جو پیچھے سے پکارتی رہ گئی تھی۔

ہالہ بیٹا کہاں بھاگی جا رہی ہو۔" خالد اور فائزہ بیگم نے اپنی"
بیٹی کو آندھی طوفان کی طرح اَندھا دُھند سیڑھیاں عبور کرتا
دیکھ ٹوکا۔

بعد میں بات کرتی ہوں پاپا۔" اس وقت ہالہ کا موڈ سخت"
خراب تھا۔ وہ دونوں ہی اس کی پشت دیکھتے خاموش ہو
گئے۔ جو شاید غصّہ میں تھی۔

اچھا آپ اسے چھوڑیں! حیدر سے ملاقات ہوئی۔" فائزہ"
بیگم نے دریافت کیا۔

نہیں ! کل ہی تو واپس آیا ہے بچہ۔اور ویسے بھی شام میں" بھائی صاحب نے ایک چھوٹا سا گیٹ ٹو گیدرار یخ کیا تو ہے۔بس اب کیا بار بار پریشان کرنا۔"ان کی صبح صرف محمود درانی سے ہی ملاقات ہوئی تھی۔

چلیں ٹھیک ہے۔میں زرا آپ کی بیٹی کو دیکھوں۔۔اس" کے تو ماتھے کے بل ہی سیدھے نہیں ہو رہے آج کل۔"وہ زرا نارضگی سے بولتیں۔۔اس کے کمرے کی جانب بڑھیں۔۔

شام کے منظر کو مزید پر کیف بناتی آسمان پر پھیلی شفق نے ماحول میں ایک خوشگواریت سی پھونک دی تھی۔انصاری ہاؤس کی فیملی کے علاوہ چند اور دوست احباب تھے جو درانی مینشن میں اس ڈھلتی شام کا حصہٰ تھے۔۔

یار زویاء! میں اتنے سالوں بعد پاکستان واپس آیا ہوں۔۔۔ مگر آپ کی دوست محترمہ نے تو مجھ سے سلام دعا تک کرنا گوارا نہیں کیا۔" مہمانوں سے فری ہوتا وہ بل آخر خود ہی ان دونوں کے پاس آن پہنچا تھا۔

ہاں! لوگ تمیز بھول گئے ہیں۔" زویاء نے مسکرا کر "
چھیڑا۔

تم تو اپنا منہ بند ہی رکھو زرا۔" ہالہ چڑ کر بولی۔ جو اپنے "
بھائی کے ساتھ مل کر کل سے اسے اّلو بنا رہی تھی۔

شکر ہے تمہاری آواز تو سننُا نصیب ہوئی۔ ورنہ مجھے لگا ہالہ "
انصاری گونگی ہو چکی ہیں۔" حیدر نے شرارتً طنزیہ
کہا۔ جو اِدھر اُدھر نظریں پھیرتی جوس پینے میں مصروف
تھی۔

"ہیلو میڈم! آپ سے مخاطب ہوں میں۔ "

مگر میں آپ سے مخاطب ہر گز بھی نہیں ہوں۔" ہالہ پھاڑ" کھاتے لہجے میں بولتی اسے بھونچکا کر گئی۔

ہیں! ہالہ کیا ہو گیا یار!" اب اسے سچ میں اس کے رویہ پر" حیرت ہوئی۔

نہیں پہلے تم اپنی اس میسنی بہن کے ساتھ مل کر مجھے پاگل" بنالو۔ باقی باتیں ہم بعد میں کریں گے۔" وہ اب ناراضگی سے بولی۔

میں۔۔زویاء بتاؤ کیا شرارت کی ہے تم نے۔"حیدر نے"
اب مسکراہٹ ضبط کرتی زویاء کو گھورا جس کے لبو پر پھیلا
تبسم سمیٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔یہ خود ہی الو بن گئ"
ہے۔"زویاء مسکرا کر بولتی اس کی پہنچ سے فوری دور ہوئی
تھی۔

کیا میں۔۔"اس کا منہ حیرت سے کُھلا۔"

جاؤ میں بات نہیں کرتی تم سے۔" وہ ناراض ہو کر حیدر کی "
بات بھی ان سنی کرتی منظر سے غائب ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ
اس کی حرکتوں پر تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔ جس
کی حرکتیں آج بھی ویسی ہی بچکانہ تھیں۔

حیدر میں تم سے ناراض ہوں۔" ہالہ نے اس کی جانب "
سے رخ موڑ کر ناراضگی کا اظہار کیا۔ جو بہت دیر بعد اسے
منانے میں کامیاب ہوا تھا۔ مگر وہ پھر ناراض دکھائی دے
رہی تھی۔۔

وہ کیوں بھلا۔۔" حیدر نے اطمینان سے پوچھا۔۔ ""

تم نے آنے سے پہلے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ میں نے سوچا"" تھا اس بار تمھیں ایئرپورٹ لینے میں جاؤنگی۔ پر تم نے میرا سارا پلین خراب کر دیا۔" ہالہ انصاری کہ منہ بسور کر کہنے پر وہ دلکشی سے مسکرایا۔

وہ دونوں اس وقت دُرانی مینشن میں زویاء کے کمرے میں موجود تھے۔۔ اور وہ میڈم ناراضگی جتا رہی تھی۔۔ جو نہ صرف بغیر بتائے آگیا تھا۔۔ بلکہ پورے ایک دن بعد اس سے ملاقات کر رہا تھا۔

خبردار جو تم نے میری ناراضگی کو کسی خاطر میں لائے بغیر" اس ڈمپل کی نمائش کی تو۔" ہالہ نے اس کہ گالوں میں پڑتے گڑھوں کو دیکھ گھورا۔۔

اچھا نہیں کرتا۔۔ تم ناراض نہیں ہو یار۔ میں تو بس تم" سب کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ مگر مجھے لگ رہا ہے کوئی میرے سرپرائز پر خوش نہیں ہوا۔۔" حیدر نے اپنی مسکراہٹ روک کر ایک نظر اس کہ خفا خفا سے چہرے پر ڈالی۔۔

تم سب کو سرپرائز کر دیتے۔ لیکن مجھے تو انفارم کر سکتے" تھے۔ میں تمہاری بیسٹ بڈی ہوں اور تم مجھ سے پورے

چوبیس گھنٹوں بعد مل رہے ہو۔" ہالہ کی ناراضگی ابھی بھی اپنی جگہ درسُت تھی۔۔

میں تمھیں بھی تو سرپرائز کرنا چاہتا تھا نا۔" اس کا انداز "" صلاح جو تھا۔ وہ ہنوز رخ موڑے بیٹھی تھی۔۔

اچھا بابا سوری غلطی ہو گئی۔ آئندہ میں کہیں بھی انے "" جانے سے پہلے تمھیں یعنی اپنی بیسٹ فرینڈ کو ضرور بتایا کروں گا۔۔" حیدر نے ہاتھ اٹھا کر علان کرنے کے انداز میں سرینڈر کرتے ہوئے کہا۔

پکّا۔۔" تصدیق چاہی۔"

بالکل پکا۔" حیدر نے مہر لگائی۔ تو وہ کھلکھلا کر سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اب اس کا مکمل رخ ہالہ کی جانب تھا۔۔

کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔" زویاء نے ٹرے میں رکھے تین کافی کے مگ ساتھ رکھتے فلور کشن سے ٹیک لگا کر پوچھا۔ جبکہ ہالہ اور حیدر بھی ذرا فاصلے پر فلور پر ہی بیٹھے تھے۔۔

کچھ خاص نہیں۔ ہالہ میڈم کو ان کے گفٹس دے رہا"" ہوں۔ جس کی لمبی چوڑی لسٹ انہوں نے مجھے تھمائی تھی۔" حیدر نے براؤن آنکھوں میں شرارت لئے کہا۔

ہاہاہا یہ بھی صحیح ہے۔زبردستی کے گفٹس۔"اس نے ""
مزے سے قہقہہ لگایا۔تو ہالہ نے ایک دھموکا اس کی کمر پر
جڑا۔

افف اللہ مار ڈالا ظالم۔"اس نے مصنوعی دہائی ""
دی۔جبکہ حیدران دونوں کو چیزوں کے ساتھ مصروف ہوتا
دیکھ مسکرا کر آہستہ سے کمرے سے نکل گیا۔۔

اس وقت انصاری ہاؤس کے تمام ہی مکین صبح صبح ناشتے کی
ٹیبل پر موجود تھے۔ہالہ یونیورسٹی سے دیری کے باعث

جلدی جلدی ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔ جبھی ساتھ آکر بیٹھتی فائزہ بیگم نے اس کو ٹوکنا ضروری سمجھا۔

آرام سے کھاؤ فریال، کس بات کی جلدی ہے"
تمھیں۔ "فائزہ بیگم نے خالد صاحب کے آگے فریش جوس کا گلاس رکھ کر ٹوکا۔

ماما میرا آج ایک بہت اہم لیکچر ہے۔ اگر وہ مس ہو گیا تو بُرا" ہو گا۔ "ہالہ نے بائل ایگ فورک میں پھنساتے جلدی سے ہاتھ صاف کر کہ کہا۔

پورے سمیسٹر میں تو تمہیں پڑھنے کا خیال نہیں ہوتا۔اور" اب ایگزامز کے دنوں میں تمہیں پڑھائی یاد آرہی ہے۔" ہالہ کھیسا کر مسکرائی۔

اوکے ! اللہ حافظ ! اس بار ٹاپ تو میں ہی کرونگی۔" وہ" جلدی سے بولتی تیزی سے نکل گئی تھی،

فائزہ بیگم تاسف سے نفی میں سر ہلاتی رہ گئیں تھی۔۔

افف افف افففف ! ! ! ! ! اللہّ پوچھے تمھیں یونیورسٹی" والوں۔۔اتنے خوشگوار موسم میں اتنے خشک لیکچر دے کر

سارے موڈ کا بیڑا غرق کر ڈالا۔۔"زویاء نے سیونٹیز کی ہیروئنوں کے انداز میں دہائی دی۔

نہیں تو کیا یونیورسٹی والے اس موسم کی مناسبت سے "" تمھیں لیلیٰ مجنوں کی کہانی سناتے۔"ہالہ نے اس کی اداکاری پر آنکھیں گھمائیں۔۔

تم تو رہنے ہی دو۔۔پہلے اتنے مزے دار موسم میں کمبل "" میں گھسی سو رہی تھیں۔اور پھر یہاں یونیورسٹی آکر سارا وقت ان بورنگ لیکچرز میں گنوا دیا۔۔"زویاء نے اپنی چھوٹی سی ناک بسور کر شکوہ درج کروایا۔

میں نے تمھیں کتنی بار کہا ہے اسے منہ نا بسورا کرو"" خاص کر یہ ناک مت گھمایا کرو۔ ایسا لگتا ہے جیسے ناک ہی کہیں غائب ہو گئی ہے۔ بغیر ناک سے نکٹّی لگتی ہو۔۔" ہالہ نے اس کی اس ادا پر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ جس پر اس کا منہ مزید پھول کر کپا ہو گیا۔۔

درمیانہ قد کاٹھ، زویاء کی اُجلی سی سرخ و سفید رنگت پر چھوٹے چھوٹے نازک سے نین نقش جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھے۔ بڑی بڑی جھیل سی آنکھیں، نرم گزار گلابی لب اور خاص کر چھوٹی سی ناک جس پر ہالہ اسے اکثر ہی نکٹی کہ کر چڑایا کرتی تھی

کندھے تک آتے آسٹریٹ بالوں کی ہائی پونی ٹیل بنا رکھی تھی۔ جبکہ کندھے پر ایک طرف کو پڑا دوپٹہ پورے میں جھاڑوں دیتا جا رہا تھا۔ جس کو وہ بارہ درست کر چکی تھی۔

اچھا چھوڑو منہ نا بناؤ۔ "آج میں اور تم فل مستی کریں ""
گے۔ چلو سب سے پہلے لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔" ہالہ نے
اس کے بگڑے تیور دیکھ فوراً ہی پروگرام ترتیب دے
ڈالا۔۔

سچ۔۔۔ "اس نے خوشی سے تصدیق چاہی۔"

مچ۔۔"اب دونوں تیز تیز قدموں سے یونیورسٹی کے"
پارکنگ ائیریا کی جانب جاتی صدر دروازہ عبور کر گئیں
تھیں۔۔

سفید کرولا کو تیز رفتار سے کراچی کی مصروف ترین شاہراہ
پر بھگاتیں تیز آواز میں بجتے میوزک کی لیرکس پر گُنگناتیں
وہ دونوں ہی مدہوش سی تھیں۔

جبھی اچانک ایک تیز رفتار گاڑی ان کی گاڑی سے ذرا سے فاصلے سے گزری جس پر فریال چونک کر ہوش میں آئی۔

سائیڈ مرر سے پیچھے دیکھا جہاں تقریبً سبھی گاڑیاں ان کی طرح اسپیڈ سے ڈورتی چلی جارہی تھیں۔۔

فریال نے ابھی موڑ کاٹا ہی تھا کہ یکدم ہی دوسری گاڑی انہیں سائیڈ دبا کر ان سے آگے نکل گئی تھی۔۔

ہالہ نے فوراً گاڑی سنبھالی تھی ورنہ اس سپیڈ کے ساتھ ان کا تصادم ضرور دوسری گاڑیوں سے ہو جاتا۔

یہ کون پاگل تھا۔اپنے باپ کا روڈ سمجھ کر گاڑی چلا رہا"" ہے کیا۔"زویا غصّہ سے سرخ ہوتی طیش میں بڑبڑائی۔

ابھی دماغ ٹھیک کرتی ہوں۔"ہالہ بھبھو کا چہرے لئے"" غصہٰ سے بولی۔

ہالہ گاڑی آہستہ چلاؤ یار مجھے ابھی نہیں مرنا۔"زویاء نے" اسپیڈ کا کانٹا سو سے اُپر جاتا دیکھ اسے ٹوکنا لازمی سمجھا۔

جو بدلہ لینے کے چکر میں خود کو انگلش ایکشن فلموں کی ہیروئن سمجھ رہی تھی۔

راستے میں آنے والی ہر گاڑی کو سائیڈ دیتی وہ اتنی اسپیڈ میں تھی کہ اگر ذرا سا بھی بیلنس اوٹ ہوتا تو وہ دونوں ہی کسی بہت خطرناک حادثے کا شکار ہو سکتی تھیں۔۔

بلآخر ہالہ انصاری نے ایکشن فلموں کی ہیروئنز کی طرح تیز رفتاری سے ذرا فاصلے پر سامنے سے گاڑی لگائی تھی۔

وہ تو سد شکر تھا کہ اس روڈ پر ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی۔

ورنہ اب تک نجانے کتنی ہی گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر روڈ پر ایک بھیانک منظر پیش کر چکی ہوتیں۔۔

شرجیل نے اچانک اپنے سامنے آتی گاڑی کو دیکھ بروقت بریک لگایا تھا۔ جس پر اس کا وجود ایک جھٹکے سے آگے کو ہوتا سیٹ سے جا لگا۔۔

ہوزدس۔ "شرجیل غصّہ سے لال پیلا ہوتا ایک جھٹکے سے "
گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر نکلا۔۔ سامنے سے ہالہ بھی اسی کی
سمت آرہی تھی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے۔" شرجیل کو دیکھ ہالہ کی فراٹے بھرتی"
زبان کو بریک لگا۔

"!تم"

اوہ! تو یہ آپ محترمہ تھیں۔ مس جڑواں اس روز میں نے" آپ کو ایک مفید مشورہ سے نوازہ تھا کہ ان محترمہ کی بھرتی کسی پاگل خانے میں کروادیں۔ مگر شاید آپ کا بھی ان صاحبہ کی طرح دنیا والوں پر رحم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" شرجیل نے طنزیہ کہا۔

کیا! دیکھو مسٹر۔۔۔اس روز تو میں نے کچھ نہیں کہا تھا" ۔۔ مگر میں آج نہیں بخشوں گی۔" وہ انگشت شہادت اٹھا کر کرخت لہجے میں چیخی۔

"اچھا! کیا کریں گی آپ۔" وہ ہولے سے استہزایہ مسکرایا۔

"میں آپ کی پولیس میں کمپلین درج کرواؤنگی۔" فی الحال کوئی معقول بات نہ سمجھ آنے پر جو منہ میں آیا بول گئی۔

"کیا! ہاہاہاہا! مطلب سچ میں۔۔" شرجیل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔یہ چھنٹاک بھر کی لڑکی ہر بار کوئی نیا سوشہ چھوڑ دیتی تھی۔

اس میں ہنسنے والی کونسی بات تھی۔" وہ زرا شرمندگی کا"
شکار ہوئی۔

مس سیکرٹری! آپ زرا ان کی کسی اچھے سے سائیکٹرسٹ"
سے تھراپی سیشن تو ارینج کارروائیں۔" شرجیل خاموش
کھڑی زویاء سے مخاطب ہوا۔

زویاء دو ملاقاتوں میں اپنے دو نئے نام سن کر مٹھیاں بھینچ"
کر رہ گئی تھی۔

اوہ ہیلو! مسلہ کیا ہے۔۔ سائیکٹرسٹ کی ضرورت مجھے "
نہیں آپ کو ہے۔۔ سمجھ آئی بات۔" وہ سختی سے بولی۔
نظر آرہا ہے۔" وہی دل جلاتا آنداز۔"
اگر آپ دونوں اپنی پانی پت کی لڑائی میں اس بات کو"
فراموش کر چکے ہیں کہ ہم روڈ پر موجود ہیں تو میں آپ کو یاد
دلا دیتی ہوں۔ کہ اب یہ لوگ آپ دونوں کو پاگل خانے
پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے کے یہ اپنے عزائم پر
پور اُاتریں میرے خیال سے آپ دونوں کو یہاں سے نکلنا
چاہیے۔" اس بار وہ بھی میدان میں کود ی۔

کس کی اتنی جرأت۔" اچانک رخ موڑ کر پیچھے دیکھا تو۔۔"
گاڑیوں کا رش دیکھ گھگھی سی بن گئی تھی۔

اس سے پہلے کہ یہاں کوئی ٹریفک پولیس اہلکار آ کر آپ"
کے ساتھ ساتھ مجھ مہذب شہری کی بھی عزت افزائی
کرے میں نکلتا ہوں۔" شرجیل بھی اپنے بچکانہ رویہ پر خود
کو کوستا ہوا جلدی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔ کیونکہ اب وہاں
واقعی رش لگنے لگا تھا۔

پتہ نہیں کہاں سے آجاتے ہیں۔روڈ پر گاڑی چلانی تک تو" آتی نہیں ہے۔" روڈ پر رش بڑھتا دیکھ وہ بڑبڑاتی ہوئی گاڑی میں سوار ہوئی۔ جس کی منزل اب انصاری ہاؤس تھا۔۔

"!السلام علیکم ماما"

وعلیکم السلام!" صائمہ بیگم ٹھہر گئی تھیں۔

ماما آپ کہیں جا رہی ہیں۔" وہ انہیں تیار دیکھ یونہی پوچھ" بیٹھا۔

جی بیٹا! آپ کے بابا کے ساتھ آج ڈنر پر انوائٹڈ ہوں"

۔۔بس وہیں جا رہی ہوں۔۔" وہ عجلت میں دکھائی دے رہی تھی،

کوئی کام تھا۔" وہ اسے کشمکش سے دوچار دیکھ پوچھ بیٹھیں۔"

جی کام تو تھا۔۔ مگر اتنا ضروری نہیں ہے۔۔" وہ بات گول کر گیا۔

پکّی بات ہے۔" وہ تصدیقی لہجے میں گویا ہوئی۔"

جی بالکل!" وہ مسکرایا۔"

چلو پھر ٹھیک ہے۔۔ صبح بات ہوتی ہے میں چلتی ہوں" تمہارے بابا گاڑی میں میرا ویٹ کر رہے ہونگے۔" وہ تیزی میں نکل گئی تھیں۔

افف!" حیدر زرا مایوس ہوا تھا۔۔ پھر نظریں کسی کی" تلاش میں چاروجانب گھمائیں مگر نگائیں خالی اور مایوس ہی لوٹ آئی تھیں۔۔

احمد ولا میں ابھی رات کے کھانے کا دور ختم ہوا تھا۔ گھر کے بڑے سے لاؤنج میں وہ تینوں افراد صوفوں پر براجمان چائے کی چسکیوں کے ساتھ ھلکی پھلکی گپ لگانے میں "مصروف تھے۔

تو پھر بیٹا اب آپ نے اپنی شادی کے بارے میں کیا سوچا" ہے۔" ثانیہ احمد نے اپنے خوبرو وجیہہ شخصیت کے مالک بیٹے کو دیکھ استفسار کیا۔۔

ناٹ اگین مام ! ! کس بات کی جلدی ہے۔۔ کر لوں گا" شادی بھی۔ جب مجھے کوئی اپنے میعار کی لڑکی مل جائے گی۔ "شر جیل نے بیزاری سے اکتائے لہجے میں کہا۔

ینگ مین اتنے بیزار کیوں ہو رہے ہو۔ تیس کے ہو گئے ہیں اب آپ۔ بزنس کی دنیا میں بھی شر جیل احمد کا ایک نام بن گیا ہے۔ میرے خیال میں اب تمھیں شادی کر لینی چاہیے۔ "فراز صاحب نے رسانیت سے کہا۔

ڈونٹ وری ڈیڈ۔ جس دن مجھے کوئی لڑکی پسند آگئی اس کہ " اگلے دن ہی میں رشتہ بھیجوا دوں گا۔ "ٹراؤزر شرٹ میں

ملبوس وہ آرام دہ انداز میں بیٹھا تھا۔ بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھوں میں کسی کا سراپہ چھم سے لہرا آیا تھا۔ جو عنابی لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔

دلکشی سے ماتھے پر بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیر کر دو پل کو آنکھیں موند گیا۔ دماغ میں ایک خیال سا کوند گیا تھا۔ جس پر وہ جلد ہی عمل پیرا ہونے کا ارادہ رکھتا تھا۔ فراز صاحب کی نظریں خود پر ہی مرکوز دیکھ جھینپ کر مسکرایا۔ جو ثانیہ بیگم کی جانچتی نظروں کا سوال دیکھ مسکرا اٹھے تھے۔۔۔

ثانیہ مجھے لگ رہا ہے۔ شرجیل نے ہماری بہو ڈھونڈ لی ""
ہے اب بس تم رشتہ لیجانے کی تیاری کرو۔"۔ فراز صاحب
کے انداز پر وہ بلا ارادہ ہی قہقہہ لگا اٹھا۔

کیا سچ میں۔۔ "ثانیہ کی تو دلی خواہش بر آئی تھی۔"

یس مام!! ڈیڈ بلکل ٹھیک کہ رہے ہیں۔ "شرجیل نے "
اب ان کہ مفروضے کی تصدیق کر ڈالی تھی۔

یامیرے اللہ۔۔جلدی بتاؤ۔کون ہے وہ لڑکی؟کیا کرتی"
ہے۔کس خاندان سے ہے؟ہمارے اسٹیٹس کے تولوگ
ہیں ناں۔"ثانیہ نے خوشی اور جذبات سے سوالوں کی
بوچھاڑ کر ڈالی تھی۔

مام مام۔۔۔ریلیکس۔میں جلد آپ کو اس سے ملواؤں"
گا۔۔"فراز اور وہ دونوں ہی ان کی جلد بازی پر مسکرا
اٹھے۔۔

وہ تو پچھلے پانچ سال سے اس کہ لئے لڑکی تلاش کر رہی تھیں۔ مگر اسے کوئی پسند آتی تب نا۔ کتنے ہی بڑے بڑے خاندان کے لوگ شرجیل احمد کو اپنی بیٹی دینا چاہتے تھے۔اپنی دوستیاں رشتہ داری میں بدلنا چاہتے تھے۔ مگر اسے اپنے سرکل کی کوئی ایک لڑکی تک پسند نہیں آئی تھی۔اور اب اس کہ اس قدر اچانک فیصلے پر ثانیہ خوشی سے پھولے ہی نہیں سما رہی تھیں۔۔

"!ہالہ"

خیریت حیدر تم یہاں۔۔"ہالہ کو حیرت ہوئی۔"

کیوں میں یہاں نہیں آسکتا؟" وہ جیبوں میں ہاتھ "
پھنسائے مسکرا کر گویا ہوا۔

بالکل آسکتے ہو۔۔ مگر اتنے دن ہو گئے تمہیں پاکستان "
"آئے ہوئے۔۔ تم نے تو یہاں آنا ہی چھوڑ دیا ہے۔

ہاں تو اب تم نے بھی تو مجھے ٹائم دینا چھوڑ دیا ہے۔ نجانے "
کہاں مصروف رہتی ہو۔" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا۔

”حیدر دراصل میرے پیپرز ہونے والے ہیں تو میں اسی کی
“تیاری میں مصروف ہوں۔

“اوہ! بیسٹ اف لک۔”
! تھینکس”

ویسے یہ تمہارا لاسٹ سیمسٹر ہے ناں؟”

ہاں جی۔۔۔اس کے بعد میں آزاد ہوں۔“ وہ چہکی۔”

آزاد کیوں بھئی۔۔ کوئی فیوچر پلینگ نہیں ہے؟" وہ "
دونوں باتیں کرتے ہوئے لان میں آ گئے تھے۔

"نہیں زویاء سے پوچھوں گی۔"

افف! ایک تو تم دونوں کی جوڑی تو "کرن ارجن" کی "
جوڑی سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔" حیدر طنزیہ بولا۔

ہاہاہا! ویسے تم بتاؤ۔۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔۔ تم باہر "
کہیں شادی وغیرہ تو نہیں کر کے آئے ہو ناں؟" وہ مشکوک
ہوئی۔

میری یہ مجال!" وہ مسکرایا۔"

ہاں! پتہ چلے بیچاری زویاء پر کوئی گوری بھا بھی مسلط کر دو" تم۔" وہ شرارتی لہجے میں بولی توحیدر نے محض مسکرانے پر اتفاق کیا۔

میرا ارادہ اب بابا کا بزنس جوائن کرنے کا ہے۔۔اور اس" کے بعد شادی۔" وہ آہستہ آہستہ موضوع پر آرہا تھا۔

سچ میں !" وہ اشتیاق بھرے لہجے میں بولی۔"

شک کی کوئی گنجائش۔" وہ آئی بروا ٹھا کر بولا۔"

ہر گز نہیں۔۔ مگر تمہارے لئے لڑکی میں ہی پسند" "کرونگی۔

اور اگر میں کہو کہ لڑکی میں پسند کر چکا ہوں تو۔" وہ چند" لمحوں کے لئے ٹھہرا۔

کیا! چھپے رستم۔۔ تم نے مجھے بھی نہیں بتایا۔" وہ منہ "
کھولے ہونک بنی۔

"چلو اب بتا تو رہا ہوں۔"

"اچھا بتاؤ کون ہے؟"

تم۔۔" وہ یکدم خاموش ہو گئی۔ حیدر کی جانچتی نگاہیں اسی
کے چہرہ کا طواف کر رہی تھیں۔

میرا مطلب ہے تم اسے بہت اچھے سے جانتی ہو۔" ہالہ "
کے چہرے کی ہوائیاں اڑتی دیکھ وہ فوراً سنبھلا۔

کیاواقعی!" وہ اپنے تاثرات پر قابو کرتی زرا حیرت زدہ سی" بولی۔

تو پھر بتاؤ کون ہے وہ؟" اس کا تجسس بیدار ہوا۔"

بس ہے کوئی۔۔ جلدی بتاؤ نگا۔۔ ابھی تو مجھے ایک کام یاد" آگیا۔۔ میں نکلتا ہوں۔" وہ اسے یونہی تجسس کا شکار چھوڑ کر انصاری ہاؤس سے نکل آیا تھا۔۔

احمد ولا کے بیک سائیڈ پر پھیلے وسیع و عریض ہارس ڑائڈ نگ آئیرینا میں بانڈری کے اندر براؤن کالے بالوں والے گھوڑے پر بیٹھا شرجیل اس وقت گھوڑ سواری میں مصروف تھا۔ جو اس کی پسندیدہ تھی۔۔ اپنے فارم پر دنیا بھر سے اعلی نسل کے خوبصورت ترین گھوڑے منگوا کر رکھے ہوئے تھے۔ جنہیں وہ ہر سال منعقد ہونے والی ریس میں ڈوراتا تھا۔۔۔

آج ایک طویل عرصے بعد وہ اپنے مخصوص پسندیدہ گھوڑے کی سواری کا لطف اُٹھا رہا تھا۔ گھوڑا ابھی شاید اتنے

دن بعد اپنے مالک کے سوار ہونے پہ بے انتہا خوش تھا۔اور اپنی خوشی کا اظہار وہ اونچی اونچی چھلانگیں لگا کر کر رہا تھا۔پورے گراؤنڈ کے گول گول چکر لگاتا تیز رفتاری سے ڈورتا چلا جا رہا تھا۔جبکہ شرجیل اس بار متوقع ریس میں اسے ہی ڈوڑانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

باونڈری کے پار نشیلی آنکھوں پر گرے سن
شیڈ چڑھائے کھڑی مالا آنکھوں میں ناگواری سموئے شدت سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔وہ شاید نہیں یقیناً جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔۔

شرجیل کی ایک سیٹی پر گھوڑا اس کہ حکم کا طبع فوراً رفتار آہستہ کرتا اب اُچھل اُچھل کر چلتا گراؤنڈ کا آخری چکر لے رہا تھا۔

مالا کے قدموں سے ذرا فاصلے پر ٹھہر کر اپنے آگے کے دونوں پاؤں فضا میں بلند کرتا ہنہناتا جیسے اپنی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔

شرجیل اپنے وفادار گھوڑے کی اس قدر انسیت پر مسکرا کر اس کہ بالوں اور گردن پر ہاتھ پھیرتا باونڈری کراس کرتا اس کہ نزدیک آیا۔

جبکہ گھوڑا ایک بار پھر اپنی آگے کی دو ٹانگیں ہوا میں بلند کرتا اونچی آواز میں ہنہناتا خوشی کا اظہار کرتا باقی گھوڑوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔۔

ایک ملازم نے ڈور کر پانی کی بوتل اس کی جانب بڑھائی تھی۔ جیسے تھامتا وہ اس حسینہ کو مکمل نظر انداز کرتا ٹاول سے گردن صاف کرتا ایک طرف کو بینچ پر بیٹھ گیا۔اس کی اس

قدر بے نیازی پر مالا کی آنکھوں میں مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔اسے کب کسی نے یوں نظر انداز کیا تھا۔۔

"ہائے شرجیل! دبئی سے واپس آنے کے بعد تم کچھ زیادہ ہی مصروف نہیں ہو گئے ہو۔نہ کوئی کال نہ میسج۔" وہ بڑی بے تکلفی سے بولی۔اس کہ اس قدر فرینک ہونے پر شرجیل کی گہری سیاہ آنکھوں میں ناگواری سے چھائی تھی۔ذرا سی نظر اٹھا کر اس کی سمت دیکھا۔

جو ہلکے آسمانی رنگ کی نیرو پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے، بلیک لانگ شوز میں پشت پر کھلے چھوڑے بالوں کے باعث چلتی پھرتی قیامت لگ رہی تھی۔۔

میک اپ سے لبریز چہرے کو دھوپ سے بچانے کے لئے سر پر ہیٹ پہن رکھا تھا۔۔ جبکہ چہرہ دھوپ کی تمازت سے تپ اٹھا تھا۔

میں دبئ بزنسز میٹنگز میں گیا تھا۔ سالانہ شاپنگ کرنے" نہیں۔" شرجیل نے رکھائی سے گہرا طنز کیا تھا۔

جانتی ہوں۔۔میں تو اس لئے پوچھ رہی تھی کہ تم کچھ "
زیادہ ہی مصروف رہنے لگے ہو۔" مالا نے مسکرا کر اپنی
جھینپ مٹائی۔۔

شرجیل اگر تم مائنڈ نہ کرو تو ہم دونوں آج ساتھ میں لنچ"
کریں۔" مالا نے موقعے کی مناسبت سے آفر کی۔

میرے پاس ان فالتو چونچلو کے لئے وقت نہیں ""
ہے۔ "شرجیل نے اکھڑ انداز میں اسے جواب دے کر قدم
گھر کہ اندرونی حصّہ کی جانب بڑھائے۔ جبکہ وہ ایک بار پھر
خود کو نظر انداز کئے جانے پر غصّہ سے سلگتی رہ گئ۔۔

نفساتی انسان۔ سمجھتا کیا ہے خود کو۔ایڈیٹ۔ "مالااِرد گرد"
میں کھڑے ملازموں کی فوج کے بیچ خود کی اس تذلیل پر
بڑے بڑے قدم لیتی شدید کوفت کا شکار ہوئی تھی۔

شر جیل بیٹا۔ آپ مالا سے ملے ؟ وہ بچی کب سے آپ کی "
راہ تک رہی تھی۔ "ثانیہ بیگم نے ہال میں داخل ہوتے
شر جیل کو دیکھ سوال کیا۔۔

جی مل لیا۔ آپ کی بچی سے۔ موم آپ سے کتنی بار کہا "
ہے۔اس لڑکی کو میرے پیچھے نا بھیجا کریں سخت بُری لگتی
ہے مجھے۔ "شر جیل نے جواب دیتے بے زار سے لہجے میں
کہا۔ تو وہ اس کہ پیچھے گھر میں داخل ہوتی مالا کو دیکھ آنکھیں
دکھا گئیں۔۔

ارے مالا بیٹی۔ اؤ بیٹا یہاں میرے پاس اؤ۔ آپ نے کچھ "
کھایا، پیا۔۔ "ثانیہ بیگم اس کی بیزاری ناٹ کرتی خود ہی مالا
کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے
گئیں۔ جواُکتا کر گردن پیچھے موڑ کو شرجیل کو دیکھ رہی
تھی۔ وہ لاپرواہی سے ایک سرد سانس خارج کرتا سیڑھیاں
عبور کر گیا۔

مالا فراز صاحب کے ایک قریبی دوست کی بیٹی تھی۔ جو
شروع سے شرجیل میں انٹرسٹڈ تھی۔۔ فرازز اور ہمدانی
صاحب بھی اس دوستی کو رشتہ داری میں بدلنا چاہتے تھے
۔ مگر شرجیل کا رجحان نہ دیکھ کر انہیں اپنے قدم پیچھے لینے

پڑے۔ مگر مالا اتنی آسانی سے جان چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔

رات کا آخری پہر چل رہا تھا۔ جبھی گہری نیند میں سوئے حیدر کو موبائل کی چنگھاڑتی ہوئی آواز نے بری طرح سے بیدار کیا تھا۔۔

کمبل میں سے ہاتھ نکال کر بغیر دیکھے کال ریسیو کرتا وہ ابھی سوئی جاگی کی سی کیفیت سے دوچار تھا۔

"!!ہیلو"

ہیلو حیدر! فلورا ازہیئر۔۔۔"دوسری جانب انگلش لب و" لہجے میں اپنا تعارف کرواتی لڑکی کی آواز سن کر وہ ذرا بیزار ہوا تھا۔

"ہاں فلورا بولو۔"

میں پاکستان میں کراچی ایئرپورٹ سے ہوٹل جارہی"
ہوں۔۔تم مجھے ملنے آجاؤ۔"حیدر کی نیند بھک سے ہواہوئی
تھی۔

کیا؟؟تم پاکستان میں کیا کررہی ہو؟"حیدر منہ پر ہاتھ"
پھیرتااٹھ بیٹھا تھا۔

ظاہر سی بات ہے۔میں پاکستان صرف تمہارے لئے آئی"
ہوں۔"حیدر کو تیز آئیر کنڈیشن کی کولنگ میں بھی پسینہ سا
آیا تھا۔۔

فلورا!! اگر یہ مذاق ہے تو نہایت ہی فضول مذاق"
ہے۔" وہ کمبل سائیڈ پر کرتا جلدی سے بیڈ سے نیچے آیا۔

میں کیوں مذاق کرو نگی تمہارے ساتھ۔ ظاہر سی بات ہے"
تم مجھے چھوڑ کر پاکستان آ گئے تو میں وہاں تمہارے بغیر اکیلی
کیا کرتی۔" دوسری جانب موجود ہستی کی باتیں اسے
پریشان کرنے کے لئے کافی تھیں۔

تم۔۔۔ تم کس ہوٹل میں جا رہی ہو۔" پیروں میں سلیپر"
آڑستا وہ جلدی سے واش روم کی جانب بھاگا۔

لوکیشن سینڈ کرو اپنی۔ میں بس ابھی آیا۔" وہ نائٹ ڈریس"
میں ہی ملبوس گاڑی کی چابیاں اٹھاتا منہ اندھیرے ہی گھر
سے نکل پڑا تھا۔۔ جبکہ چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔۔

یہ حیدر بھائی اتنی رات کو کہاں جا رہے ہیں؟"زویاء جو فجر"
کے لئے بیدار ہوئی تھی۔ کہ گاڑی کی آواز سن کر روم ونڈو
سے دیکھتی متعجب لہجے میں خود ساختہ بڑبڑائی ہوئی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی آج یونیورسٹی جانے کا کوئی ارادہ بھی ہے یا"
نہیں؟"زویاء نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

جانا تو لازمی ہے۔ مگر میرا دل نہیں چاہ رہا۔"ہالہ نے تھکے"
تھکے سے لہجے میں جواب دیا تھا۔

دل کی ایسی کی تیسی! تم اٹھو فوراً یہ بستر چھوڑو"
پہلے۔"زویاء نے ایک جھٹکے سے اس پر سے کمفرٹر اٹھا کر
دور پھینکا تھا۔

یار نہیں کرو ناں۔" ہالہ جھنجھلا کر چیخی۔"

یونیورسٹی کے آخری دن چل رہے ہیں۔ جلدی چلو۔ پھر" تو ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے گی۔ یاد کرو گی پھر اس روٹین کو۔" زویاء نے خفگی سے گھورتے احساس دلایا۔ تو وہ منہ بسورتی سُستی سے کہنیوں کے بل اٹھ بیٹھی۔۔

اچھا سُن۔ سُنا ہے اس بار یونیورسٹی میں جو کونسرٹ"" ہونے والا ہے ناں اس میں ہمارا پسندیدہ سنگر عاطف اسلم بھی آرہا ہے۔" زویاء نے چہک کر اطلاع دی۔۔

ہیں سچی۔" ہالہ کو یقین ہی نہیں آیا تھا۔"

"! بالکل مچی"

تو جلدی چلوناں یار! یونیورسٹی چل کر دیکھتے"
ہیں۔یونیورسٹی میں کیا کیا تیاریاں ہو رہی ہیں۔" ہالہ خوشی
سے ایک دم جمپ لگا کر بیڈ سے اُتری تھی۔

لیکن میں تمہیں بتا رہی ہوں۔۔کچھ بھی ہو جائے میں" عاطف اسلم کے ساتھ سیلفی ضرور لونگی۔ بھئی میرا فیورٹ سنگر ہے وہ۔" ہالہ نے چہک کر کہا۔

"اچھا بھئی لے لینا! فی الحال زرا یونیورسٹی چلو۔"

چلو! میں پانچ منٹ میں ریڈی ہو کر آتی ہوں۔۔" کچھ ہی" دیر میں ہالہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی زویاء کے ہمرا یونیورسٹی والے روڈ کی جانب گامزن تھی۔۔

سورج سوا نیزے سے ڈھل کر اب شہر میں آگ برسا رہا تھا۔ دوپہر کے کھانے کا وقت تھا۔ جبکہ اس وقت کھانے کی میز پر محمود دُرانی اور مسز دُرانی کے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ آج محمود صاحب لنچ ٹائم میں گھر ہی آ گئے تھے۔ مگر انہوں نے صبح سے اب تک حیدر کی غیر موجودگی کو شدت سے محسوس کیا تھا۔ میز پر برتنوں کی آواز کے علاوہ مکمل خاموشی تھی۔ جبھی اس خاموشی کو محمود صاحب کی سنجیدہ آواز نے توڑا۔

صائمہ بیگم آج صبح سے آپ کا لاڈلا غائب ہے۔۔کچھ خیر ”
خبر ہے اس کی۔۔میری کال بھی ریسو نہیں کر رہا ہے۔“ وہ
اپنا کھانا ختم کر چکے تھے۔ جبھی نیپکن سے منہ تھپتھپا کر زرا
تفشیشی لہجے میں گویا ہوئے۔

کال تو وہ میری بھی ریسو نہیں کر رہا۔ مگر کچھ دیر پہلے ہی ”
میسج آیا ہے کہ باہر سے اس کا کوئی دوست آیا ہوا ہے۔۔تو وہ
“اسی کے ساتھ ہے بس کچھ دیر میں آتا ہی ہو گا۔

اچھا!! میں تو پریشان ہی ہو گیا تھا۔زویاء بتا رہی تھی کہ وہ ”
منہ اندھیرے ہی گھر سے نکل گیا تھا۔“ان کے لہجے میں
ابھی بھی پریشانی کی رمق واضح تھی۔

جی آپ فکر نہیں کریں! آجائے گا تو تفصیل سے پوچھ لیجیے" گا۔" وہ مزید گویا ہوئیں۔

چلیں پھر میں نکلتا ہوں۔۔ میں حیدر کی وجہ سے گھر آگیا" تھا۔ کچھ دیر میں میری میٹنگ ہے۔ پھر شام کو ملاقات ہوتی ہے۔" وہ کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ تو وہ بھی سر ہلا کر ان کے ساتھ ہی نشست چھوڑ چکی تھیں۔

"افف یار!! میں تو بہت تھک گئی ہوں۔ میرے خیال سے اب گھر چلتے ہیں۔" ہالہ تھک کر یونیورسٹی کے گارڈن ایئریا میں گھاس پر بیٹھتی ہوئی بولی۔۔۔۔

"ہاں!! چلو۔ ویسے بھی یہاں سارے کونسرٹ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔۔ پیپرز کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔" زویاء بھی اسی کہ ساتھ آ بیٹھی تھی۔

چلو پھر نکلتے ہیں۔۔اس سے پہلے کے ٹریفک کا رش بڑھ جائے۔" ہالہ نے گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا۔

وہ دونوں ہی باتوں میں مصروف سی چھوٹے چھوٹے قدم لیتیں پارکنگ لاٹ کی جانب بڑھیں تھیں۔کہ جبھی تیز رفتاری کے ساتھ آتی گاڑی ایک جھٹکے سے ان کے قریب ہی آکر روکی تھی۔ایک لمحے کے لئے وہ دونوں ہی ڈر گئی تھیں۔بے ساختہ ہی قدم پیچھے کی جانب لئے تھے۔جبھی کار کا دروازہ کھولتا کوئی وجود خوشبوئیں بکھیرتا باہر آیا۔ہالہ اور زویاء چونک کر ٹھہر گئیں تھیں

ہالہ یہ تو وہی لڑکا ہے۔" زویاء نے ہالہ کے کان میں گھس" کر سرگوشی کرتے ٹھوکا دیا۔اب شرجیل کی نظر بھی ان دونوں پر پڑ چکی تھی۔۔وہ اس حسین اتفاق پر آج کھل کر مسکرایا تھا۔دلکشی سے مسکراتا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے وہ ان دونوں کو روبرو آیا۔۔جو کینہ توز نظروں سے اسے ہی گھور رہی تھیں۔

شرجیل کو اس طرح اپنے سامنے آکر کھڑا ہوتا دیکھ دونوں نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔پھر نظر اٹھا کر سامنے شرآرت سے مسکراتے بلیو پینٹ کوٹ میں ملبوس شرجیل احمد کو۔۔۔۔

کیا میں آپ سے دو منٹ بات کر سکتا ہوں۔" شرجیل "
نے ان دونوں کے ہونک بنے چہرے دیکھ اجازت چاہی۔۔

جی کہیں۔" جواب زویاء کی جانب سے آیا تھا۔ جبکہ ہالہ "
مسلسل جانے کے لئے پر تول رہی تھی۔

یہاں نہیں، ہم کسی ہوٹل میں بیٹھ کر بات کرتے "
ہیں۔" اس کی بے تکلفی پر حیرانی تو بنتی تھی۔۔

دیکھیں مسٹر! جو بھی بات کرنی ہے یہیں کریں۔ بلاوجہ ""
ہمارا وقت خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس بار
ہالہ زرا سختی سے مخاطب ہوئی تھی۔ شرجیل ارد گرد کے
ماحول پر ایک سرسری سی نظر دوڑاتا گہری سانس بھر کر رہ
گیا۔

اُس دن روڈ پر جو کچھ بھی ہوا۔ میں اپنے اس بچکانہ عمل کی "
آپ دونوں سے معافی چاہتا ہوں۔" شرجیل کے لہجے میں
چھپی ندامت چند پل کے لئے انہیں بھونچکا کر گئی تھی۔

مطلب آپ کو اپنی غلطی کا اِدراک اور احساس دونوں" ہو چکا ہے؟" زویاء نے آئی برو اٹھا کر طنزیہ لہجے میں دریافت کیا۔

جی بالکل! احساس زرا دیر سے ہوا ہے مگر اب تو احساس" ہو گیا۔۔اور میں معافی بھی مانگ چکا ہوں۔" نجانے کیوں ہالہ کو شرجیل کا لہجہ مسلسل کھٹک رہا تھا۔

اٹس اوکے ! ! وہ بات اس دن ختم ہو چکی تھی۔ غلطی ہم ”
دونوں کی تھی۔ میرے خیال سے اب ہمیں چلنا
چاہیئے۔ "خود کو شرجیل کی نظروں کا مرکز محسوس کر ہالہ کو
عجیب سی الجھن ہوئی تھی۔ اسی لئے سخت لہجے میں باوار
کرواتی بے تاثر نگاہوں سے بولتی زویاء کا ہاتھ تھامے آگے
بڑھ چکی تھی۔۔

رکیئے تو سہی ! ابھی میری بات ! “ شرجیل کے ادھورے ”
الفاظ اس کی زبان پر ہی رہ گئے تھے۔ جبکہ ہالہ زویاء کی
ہمراہی میں کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتی اسے سخت
نگاہوں سے گھورتی تیزی سے نکلی تھی۔ شرجیل نے بالوں

میں ہاتھ پھیر کر چہرے سے خجلت بھرے تاثرات زائل کرنے کی ناکام سی کوشیش کی۔لوگوں کی موجودگی محسوس کر خفت سے کوٹ جھٹکا۔اب اس کا رخ ڈین کے آفس کی جانب تھا۔

"!ہالہ"

ہمم۔۔"وہ چونکی۔"

تمہیں نہیں لگتا یہ شخص ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔" فرنٹ "
سیٹ پر بیٹھی زویاء تذبذب کا شکار تھی۔

سہی کہہ رہی ہو۔ مجھے بھی بالکل ایسا ہی لگتا ہے۔" ہالہ کے "
لہجے میں سنجیدگی واضح تھی۔ چہرے پر تفکر بھرے تاثرات
سجائے وہ عجیب کشمکش سے دوچار تھی۔

کیا ہم اس بارے میں بابا کو بتائیں۔" زویاء سدا کی "
ڈرپوک فوراً بوکھلا سی گئی تھی۔

اچھا! اور ہم بابا کو کیا بتائیں گے؟" وہ طنزیہ آنداز میں" بولی۔

یہی کہ یہ شخص ہمارا پیچھا کر رہا ہے پتہ نہیں کیوں۔۔آج" تو یونیورسٹی بھی آن پہنچا ہے۔۔ساتھ ہی معافی بھی مانگ لی۔"زویاء کو بھی اس گڑبڑا کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

یار! اتنا پریشان نہیں ہو۔۔ایسا ویسا کچھ نہیں کر سکتا" وہ۔۔میں ہوں ناں سب سنبھال لونگی۔" زویاء کو پریشان ہوتا دیکھ وہ فوری سیدھی ہوئی۔

یار پھر بھی۔۔مجھے اس شخص کی حرکتیں اب مشکوک لگ" رہی ہیں۔" وہ ہنوز پریشانی کا شکار تھی۔

افف! بھئی بندہ تم سے کوئی بات بھی نہیں کر" سکتا۔۔ تمہیں ساری باتیں گھر والوں کو بتانا یاد آجاتی ہیں۔" ہالہ چڑ گئی تھی۔

اچھاناں! غصہ کیوں کر رہی ہو۔۔ میں تو ویسے ہی بول" رہی تھی۔" وہ منہ بنا گئی۔

خیر اپنے چہرے کے ایکسپریشنز دُرست کرو۔۔ پتہ ہے نا" پھر صائمہ آنٹی کتنی جلدی پکڑ لیتی ہیں۔" زویاء بھی جلدی سے سیدھی ہوئی تھی۔

گڈ گرل! بس آج تم اور میں ساتھ میں کوئی اچھی سی ہورر"
"مووی دیکھیں گے۔

اوکے ڈن!" وہ اب کُھل کر مسکرائی تھی۔۔ جبکہ ہالہ کا"
دماغ مختلف سوچوں میں اُلجھا ہوا تھا۔

رات کی چاندنی نے بادلوں سے مبرا آکاش پر مکمل طور کر
قبضہ جما لیا تھا۔ ہر سو ایک خوشگواریت سی چھائی ہوئی

تھی۔ہالہ اپنی طبیعت کا بوجھل پن محسوس کرتی گھر کے سب سے پسندیدہ حصے میں آ بیٹھی تھی۔ برنگ برنگے پھولوں کی مسحور کن مہک اپنی سانس کے زریعہ سینے میں اتارتی وہ آنکھیں بند کئے بیٹھی کسی اور ہی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ جبھی کسی نے کان کے پاس چٹکی بجا کر اس کی توجہ بھٹکائی تھی۔وہ چونک کر متوجہ ہوتی سر اٹھا کر زرا گھور کر سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھنے لگی۔

خیریت تھی۔۔۔اتنی رات کو یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو۔"حیدر کسی کام سے خالد صاحب کے پاس آیا تھا۔۔وہ

واپس ہی جا رہا تھا جب اس کی غیر ارادی سی نگاہ پھولوں کی کیاری کے پاس بیٹھی ہالہ پر پڑ گئی تھی۔

"اتنی بھی رات نہیں ہوئی ہے۔" وہ خشمگین نگاہوں سے گھورتی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"ہمم! یہ تو ہے مگر خوبصورت لوگوں کو رات کے وقت پیڑ پودوں کے پاس نہیں آنا چاہیے۔" وہ رات کی چاندنی میں چمکتے چہرہ کو دیکھتا زرا شرارتی لہجے میں بولا تھا۔

ہاہاہاہا! یو مین کہ مجھ پر کوئی جن عاشق ہو سکتا ہے۔" لبو"
کے ساتھ ساتھ اُس کی آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔ حیدر
نے مٹھی بنا کر لبو پر رکھتے بڑی دل جمعی سے یہ منظر دیکھا
تھا۔

ہو بھی سکتا ہے۔" اس کے آئی بروا ٹھا کر پوچھنے پر وہ"
جلدی سے نظریں پھیرتا ہوا بولا۔

ہاہاہا! جی نہیں ایسا صرف کہانیوں میں ہوتا ہے۔" وہ مسکرا" کر اس کے روبرو آئی۔

اور ساری کہانیاں فرضی بھی تو نہیں ہوتیں۔۔ سوچوں" اگر تم پر کوئی جن عاشق ہو گیا تو۔۔۔" حیدر نے اسے دیکھ مسکراہٹ ضبط کی۔

پھر تو اچھی بات ہے میرے پاس سپر پاورز آجائیں" گی۔" وہ ہمیشہ کی طرح چہک کر بولی۔

ہمم ! مگر مجھے اس بیچارہ جن پر بڑا ترس آرہا ہے۔" حیدر کا"
لہجہ بڑا غمگیں سا تھا۔ ہالہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب
دیکھا۔

"ترس ! ! مگر کیوں ؟"

بھئی بیچارے جن کی حالت واقعی قابل ترس ہے کہ اس کا"
واسطہ ہالہ انصاری جیسی عجیب مخلوق سے جو پڑ جائے

گا۔"حیدر کی شرارت پر ہالہ نے سمجھ آنے پر کندھے پر ایک مکا جڑ دیا تھا۔

"سدھر جاؤ تم! جن کے تو مزے آجائیں گے۔۔اتنی خوبصورت ہیروئن جیسی لڑکی جو بیٹھے بیٹھائے مل جائے گی۔"ہالہ نے مغرور انداز میں گردن اکڑا کر کہا۔

"ہاہاہاہا! افف یہ خوشفہمیاں۔۔"حیدر نے مسکراہٹ روکی۔ہالہ نے محض گھورنے پر اتفاق کیا تھا۔

اچھا! تم اس دن مجھے ادھوری بات بتا کر بھاگ گئے "
تھے۔۔اب بتاؤ کون ہے وہ لڑکی۔۔ جیسے میں اچھی طرح
جانتی ہوں اور تم اس سے شادی کرنے والے ہو۔" ہالہ نے
یاد آنے پر جلدی سے حیدر سے آنکھیں چلا کر استفسار کیا۔

بس ہے کوئی۔"" حیدر مسکراہٹ ضبط کرتا قدم پیچھے کی "
جانب لینے لگا۔

ہاں تو بتاؤ ناں۔۔مجھے اتنی کرئیوسٹی ہو رہی تھی اور تم ہو" کہ۔۔"اس نے اپنا تجسس ظاہر کرتے شکوہ کناں آنداز میں کہا۔

بھئی !ابھی نہیں پہلے میں خود تو اس لڑکی کو پرپوز" کر دوں۔۔اس کی رائے جان لوں۔۔پھر تمہیں بھی بتا دونگا۔۔بلکہ سب کو خود ہی پتہ لگ جائے گا۔"حیدر کی بات سن کر ہالہ کو حیرت ہوئی۔

کیا!! تم نے ابھی تک پرپوز ہی نہیں کیا؟" وہ منہ کھولے" حیران ہوئی۔

ہاں تو ابھی تو میں پاکستان آیا ہوں۔۔" حیدر نے بھی گھور" کر جتایا۔

اوہ! یہ بھی ہے۔۔ مطلب لڑکی پاکستان سے ہے؟" ہالہ" کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

ہمم! یہ تم سوچو۔۔رات بہت ہو گئی میں جا رہا"
ہوں۔۔"حیدر آج پھر فرار ہو گیا تھا۔

یہ غلط بات ہے حیدر۔"ہالہ نے اونچی آواز زمیں ہانک"
لگائی۔

کوئی غلط بات نہیں ہے۔۔اور اب اپنے روم میں چلی"
جاؤ۔۔ایسا نہ ہو کوئی جن واقعی تم پر عاشق ہو جائے۔"حیدر
مسکرا کر بولتا انصاری ہاؤس کی دہلیز عبور کر گیا تھا۔۔۔

روشنیوں کے شہر کراچی میں ایک اور شام ڈھلنے کو
تھی۔ جہاں رات کی سیاہی پھیلتے دیکھ شہر کی مصروف ترین
شاہراہ پر گاڑیوں کا طوفان امڈ آیا تھا۔۔۔

وہیں رات کے اندھیرے میں جلتی ہیڈ لائٹس کی روشنی آنکھوں کو چندھیا دے رہی تھی۔ وہ دونوں بھی اسی ٹریفک کا حصہ تھیں۔

ہالہ یار جلدی کرو۔ ماما کی بار بار کالز آ رہی ہیں۔ وہ ہمارا"" پوچھ رہی ہیں۔ دیکھو اب تو اندھیرا بھی ہونے والا ہے۔" زویا نے پریشانی سے آسمان پر چھائے کالے بادلوں کو دیکھ پریشانی سے کہا۔۔

تم تو چپ کرو یار۔ مجھے بھی گھر پہنچنے کی جلدی ہے۔اب "" مجھے ایسا کیا پتہ تھا کہ ہمیں اینا کے گھر اتنی دیر ہو جاے گی۔" پیپر قریب تھے تو آج ان سب نے مل کر گروپ اسٹڈی کا پرو گرام بنالیا تھا۔۔

ہمم۔۔زویاء ایک گہرا ہنکار بھرتی گاڑی کی کھڑکی سے سر "" ٹکا کر بیٹھ گئی تھی۔جب اچانک ہی گاڑی ایک جھٹکا کھا کر بیچ سڑک پر رُک گئی تھی۔۔

اب اسے کیا ہوا۔" ہالہ نے پریشانی سے گاڑی دوبارہ"
سٹارٹ کی۔

کیا ہوا۔" دو تین بار سلف دینے کے بعد بھی جب گاڑی"
اسٹارٹ نہیں ہوئی تو وہ دونوں پریشان ہو گئیں۔

مجھے لگتا ہے کار کا انجن گرم ہو گیا ہے۔" ہالہ نے گاڑیوں"
کی ایک لمبی قطار دیکھ پریشانی کا اظہار کیا۔

افف ! ! اس کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا۔اب کیا"
کریں۔"اُس نے پریشانی کا اظہار کیا۔

کرنا کیا ہے۔حیدر کو کال کرو۔وہ لینے آجائے گا""
ہمیں۔"ہالہ نے اطمینان سے ونڈو گلاس اپُر چڑھا کر کہا۔۔

ہم گڈ آئیڈیا۔اس وقت صرف وہی گھر پر"
ہونگے۔"زویاء کی بھی آنکھیں چمکیں۔

جی ! ! ہم یہیں اینا کے گھر کے قریب ہی ہیں۔" ہالہ نے "
حیدر کو اپنی لوکیشن سینڈ کر ایک گہری سانس لی۔

آج کا دن ہی خراب ہے۔ صبح سے کچھ نا کچھ ہو رہا"
ہے۔" ہالہ نے سر جھٹکا۔ شکر تھا کہ سائیڈ پر چل رہی
تھیں۔ ہالہ بیزاری سے ونڈو کے پار نظریں جمائے جانے
والے روڈ پر سے گزرتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھنے لگی تھی۔

وہ یونہی ونڈو سے سر ٹیکائے سرسری سے انداز میں زویاء کی باتوں کا جواب بھی دے رہی تھی کہ جبھی دوسرے روڈ پر سے دو تیز رفتار گاڑیاں بہت تیزی میں وہاں سے نکلی تھیں۔۔ہالہ گڑبڑا کر پیچھے ہوئی تھی۔

یہ۔۔۔۔"زویاء بھی دہل کر رہ گئی تھی جبھی مزید پیچھے" سے آتی دو پولیس کی تیز رفتار گاڑیوں کو دیکھ وہ دونوں ڈر گئی تھیں۔

"ہالہ یہ کیا ہو رہا ہے یار۔۔۔"اب تو روڈ پر سے ٹریفک بھی ختم ہو گیا ہے۔۔۔"زویاء نے سائیڈ مرر سے پیچھے نظر آتے خالی روڈ کو دیکھ پریشانی سے کہا۔

"کچھ نہیں ہوا۔۔ تم جلدی سے حیدر کو کال کرو۔۔ کہاں رہ گیا ہے وہ۔۔"مزید بھاگتی دوڑتی پولیس کی گاڑیوں کو دیکھ ہالہ نے جھٹ اپنی طرف کا ونڈو گلاس اُپر کیا۔

"ہاں! میں کرتی ہوں۔۔۔" زویاء کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح تھی۔

"کیا ہو!" ہالہ نے اب روڈ پر شے رش چھٹتا سا محسوس کر رُخ موڑ کر پوچھا۔

"بس راستہ میں ہیں۔۔۔ پہنچنے ہی والے ہیں۔۔"

شکر!" ہالہ نے ایک گہری سانس بھر کر سر سیٹ کی پشت "
پر گرالیا تھا۔ جبھی اس بار تیز رفتاری سے آتی گاڑی ان کی
کار کے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی۔

یہ کون ہے؟؟اس بار چونکنے کی باری زویاء کی "
تھی۔ گلاس کے پار نظر آتی گاڑی میں سے کوئی شخص ونڈو
سے سر نکال زرا باہر کو آیا تھا۔۔۔ جبکہ مزید آنکھیں جب
پھٹی تھیں۔۔۔ جب ونڈو سے سر نکال کر پیچھے سے آتی
گاڑیوں پر فائر کرتے شرجیل احمد کو دیکھا تھا۔

ہالہ نے ذرقریب آکر غور سے دیکھا تو دوسری جانب شرجیل ہی تھا۔ جو پیچھے دیکھتا ایک بار پھر گاڑی کو ریس دیتا۔ تیز رفتاری سے کٹ لیتا آگے نکل گیا۔ وہ دونوں شرجیل احمد کا چہرہ دیکھ چکی تھیں مگر اس نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔

اُس کے پیچھے دو گاڑیاں مزید تھیں۔ جو اسپیڈ سے اس کی کار کے پیچھے جاتی شاید اسے ہی فالو کر رہی تھیں۔۔

افف فری یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں حیدر کو پھر سے کال "" کرتی ہوں۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔۔" یہ گلستان جوہر کا ذرا سنسان سا علاقہ تھا۔ زویاء اس صورتحال میں یکدم گھبرا اُٹھی تھی۔۔

تم پریشان نہیں ہو۔ حیدر آ ہی رہا ہو گا۔ بس تھوڑا سا اور" صبر کر لو۔" ہالہ نے اسے حوصلہ دیا جو بس رو دینے کو تھی۔۔۔

مگر ہالہ تم نے دیکھا وہ شخص کیسے گن سے فائر کر رہا" تھا۔۔"زویاء کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔

زویاء ریلیکس! بس حیدر آتا ہی ہو گا۔۔اور ایک بات یاد" رکھو۔۔ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہے۔۔اور تم گھر میں کچھ نہیں بتاؤ گی ٹھیک ہے۔۔"ہالہ نے اس کی پتلی ہوتی حالت دیکھ اسے سمجھانا ضروری سمجھا۔۔

مگر کیوں۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔"

بس یار کہ دیاناں کہ کسی کو کچھ نہیں بتانا۔۔" ہالہ کی "
جھنجھلاہٹ پر رمشاء پریشانی سے سر ہلاتی خاموشی سے بیٹھ
گئی۔

شرجیل شام کو آفس سے واپسی کے لیئے نکلا تو تعقب میں
آتی دو گاڑیوں کو دیکھ وہ مشکوک ہوا تھا۔ جبھی چیک کرنے

کے لئے اس نے ذرا سپیڈ بڑھائی تو وہ گاڑیاں بھی تیزی سے پیچھے آنے لگیں۔ پھر رفتار آہستہ کرنے پر وہ بھی آہستہ ہو گئیں۔ شرجیل انہیں گمراہ کرنے کے لئے غلط راستوں پر گاڑی بھگا رہا تھا۔ جب اس نے پیچھا مڑ کر دیکھا۔ جبھی گاڑیوں کے علاوہ پولیس کی گاڑیاں بھی اپنے پیچھے آتی محسوس ہوئیں تھیں۔ وہ اب واقعی میں گھبرا گیا تھا۔۔۔ کہ جبھی اس کی گاڑی پر پیچھے سے فائر ہوا تھا۔ اس بار شرجیل نے بھی جوابی کارروائی کی تھی۔۔۔ مگر کچھ دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ پولیس کی اور وہ دونوں گاڑیاں وہاں سے غائب تھیں۔۔۔۔۔

یہ کوئی طریقہ ہے؟ تم دونوں اتنی رات تک گھر سے اکیلے باہر رہتے ہو۔" حیدر کو اس وقت شدید غصہ آ رہا تھا۔

روز ایسا نہیں ہوتا۔۔ آج ہم گروپ اسٹڈی کرنے اپنی دوست کے گئے تھے۔ تو زرا دیر ہو گئی۔"" ہالہ نے ہلکی سی

آواز میں صفائی پیش کی۔آج پیش آنے والے تمام تر
واقعات کے باعث آواز ویسے ہی حلق میں اٹک گئی تھی۔

کونسی پڑھائی ہے جو گھر رہ کر نہیں کی جاسکتی۔۔۔شہر کے "
حالات دیکھیں ہیں تم دونوں نے۔۔اور تم دونوں اتنی
رات کو اکیلی سڑکوں کی خاک چھان رہی ہو۔۔میں بات
کرتا ہوں زرا انکل سے کہ تمہاری گاڑی کی چابی لے کر اپنے
پاس رکھیں۔"فرنٹ سیٹ پر ساتھ بیٹھی ہالہ نے اسے گھور
کر دیکھا۔

کیا مطلب ہے۔۔ ہم تو کام سے گئے تھے۔۔ ہمیں کیا پتہ" تھا کہ گاڑی خراب ہو جایئے گی۔" ہالہ کو بھی تپ چڑھی تھی۔ جبکہ زویاء خاموشی سے دونوں کو بحث کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

اچھا بس! بہت بحث ہو گئی۔ حیدر بھائی ایک کام کریں" گاڑی ائسکریم پارلر کی جانب موڑ لیں۔" زویاء کی آواز پر وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے تھے۔

جی نہیں! ہم سیدھا گھر جا رہے ہیں۔" حیدر نے بیک ویو" مرر سے سخت نظروں دیکھتے اس کی طبیعت صاف کی۔ جو منہ بناتی بڑبڑا کر رہ گئی۔

آج کے بعد تم دونوں مجھے پانچ بجے کے بعد گھر سے باہر ”“
نظر نہ آؤ۔“ ہالہ حیدر پر ایک ناراض سی نظر ڈالتی جمائی
روکتی ونڈو سے سر ٹیکا کر بیٹھ گئی تھی۔اب گاڑی میں صرف
خاموشی کا راج تھا۔جبکہ وہ غصہٰ سے لب بھینچے ڈرائیونگ
میں مصروف تھا۔۔

مام ہالہ کہاں ہے۔ میں جب سے آفس سے آیا"
ہوں۔ کہیں نظر ہی نہیں آ رہی۔" عادل نے کلائی پر بندھی
گھڑی پر نگاہ ڈال کر ماتھے پر بل ڈالے استفسار کیا۔

بیٹا آج وہ اپنے ایک دوست کہ گھر گئی تھی۔ ذرا دیر "
ہو گئی۔ ابھی میری بات ہوئی ہے بس راستہ میں
ہے۔۔" فائزہ بیگم نے اسے اطمینان دلایا۔ تو وہ سر ہلا کر
خاموش رہ گیا۔ جبکہ وہ اب تک متفکر سی نظر آ رہی تھیں۔۔

"ہالہ اتنی دیر کہاں لگادی تھی؟وقت دیکھا ہے تم نے۔"

فائزہ بیگم نے ہالہ اور زویاء کو گھر میں داخل ہوتا دیکھ سخت لہجے میں استفسار کرتے آڑے ہاتھوں لیا۔ان کہ پیچھے ہی حیدر بھی داخل ہوا تھا۔تو وہ اپنا لہجہ درست کرتیں خاموش ہو گئیں۔۔

حیدر بیٹا!!وہاں کیوں رک گئے۔اندر آؤنا۔"فائزہ بیگم " نے اسے مین انٹرینس پر استادہ دیکھ محبت بھرے لہجے میں کہا۔

جی انٹی۔۔دراصل ان دونوں کو میری وجہ سے دیر"
ہو گئی۔میرا آئس کریم کھانے کا دل چاہ رہا تھا تو بس ہمیں
اسی وجہ سے دیر ہو گئی۔"حیدر نے صفائی سے ان دونوں کی
سائیڈ لی۔

ہالہ اور زویاء اپنی جان خلاصی پر ایک سرد سانس خارج کرتی
رہ گئیں۔ورنہ آج ایک زبردست سی ڈانٹ تو پکی تھی۔۔۔

چلیں کوئی بات نہیں۔آئندہ خیال رکھنا یار تم ""

دونوں۔۔اور حیدر تم زرا میرے ساتھ بیٹھو عرصہ ہو گیا

تمھارے ساتھ وقت گزارے۔"عادل نے ماحول میں تناؤ

محسوس کر خوشگوار لہجے میں مسکرا کر کہا۔

چلیں آپ بیٹھیں حیدر بھائی میں گھر جا رہی ""

ہوں۔"زویاء حیدر کو عادل کے ساتھ لان کی جانب

جاتا دیکھ ہانک لگاتی جلدی سے نکل گئی۔

چلو ہالہ جلدی سے فریش ہو کر اؤ۔ میں دنڑ لگواتی"
ہوں۔۔" فائزہ بیگم نے خاموش کھڑی ہالہ کو دیکھ کہا تو وہ
بھی اثبات میں سر ہلاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

عادل کے ساتھ جاتے حیدر نے زرا سا رخ موڑ کر سیڑھیاں
چڑھتی ہالہ کو دیکھا جو شاید اس سے ناراض ہو گئی تھی اور پھر
سر جھٹک کر عادل کی جانب متوجہ ہوا۔ جواب پرانے
قصے چھیڑ بیٹھا تھا۔

حیدر کہاں جا رہے ہو بیٹا۔" صائمہ بیگم نے اسے ُنک سے "
سے تیار ہو کر باہر جاتا دیکھ نارمل لہجے میں دریافت کیا
تھا۔ مگر وہ چند لمحوں کے لئے گڑبڑا گیا تھا۔۔۔

وہ میں۔۔۔اپنے ایک دوست سے ملنے جارہاہوں ""

مام۔۔ خیریت۔ "اپنے چہرے کے تاثرات پر قابوں پاتاوہ فوری سنبھل گیا تھا۔۔

سب خیریت ہے۔ میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔ "وہ ""رسانیت سے گویاہوئیں۔ حیدر بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا گھبراہٹ کو کوستا رہ گیا۔

میں نکلتا ہوں ماما۔۔" حیدر نے ہاتھ میں پکڑے موبائیل
کی اسکرین کو مسلسل بلنک کرتا دیکھ اجازت چاہی۔

"جی بیٹے جاؤ۔اور زرا دھیان سے جانا اس شہر کے حالات
ویسے ہی ٹھیک نہیں رہتے ہیں۔" وہ دل میں دعائیں پڑ تیں
اس پر پھونک چکی تھیں۔ جبکہ حیدر نرمی سے مسکراتا وہاں
سے تیزی سے نکلا تھا۔ کیونکہ اب فلورا کی بار بار کال آ رہی
تھی۔

احمد ولا کے ڈرائنگ روم میں اس وقت ایس پی صاحب پولیس کی وردی میں ملبوس شرجیل احمد کے عین سامنے رکھے تھری سیٹر صوفے پر براجمان تھے۔ جبکہ وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے بیٹھا پر سوچ نظر آرہا تھا۔

شرجیل صاحب آپ بے فکر ہو جائیں۔ وہ جو کوئی بھی" لوگ تھے۔ ہم انہیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ وہ اس روز تو ہمیں

گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔'' وہ مطمئن کرنے والے آنداز میں بولے تو وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

ویسے مجھے ابھی تک ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ جو گاڑیاں'' میرے تعقب میں تھیں۔ انکے پیچھے پولیس کیوں لگی ہوئی تھی؟'' وہ آئی برو اُٹھا کر زار تفشیشی مگر تجسس بھرے آنداز میں گویا ہوا تھا۔

سر دراصل وہ بغیر نمبر پلیٹ کی گاڑیاں چوری کی ”
تھیں۔۔ان دونوں گاڑیوں کے خلاف پولیس اسٹیشن میں
ایف آئی آر درج ہیں۔بغیر نمبر کی گاڑیاں تھیں۔پولیس کی
نظروں میں آگئی ہونگی۔ورنہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وہ
گاڑیاں آپ کے تعقب میں تھیں۔“شرجیل نے سمجھ کر
محض سر ہلانے پر اتفاق کیا تھا۔

اوکے ! لیکن ان لوگوں کے بارے میں جیسے ہی کوئی خبر ”
ملے آپ سب سے پہلے مجھے انفارم کریں گے۔“ شرجیل کا
لہجا انتہائی سخت تھا۔

اوکے سر ! مجھے اجازت دیجئے۔“ وہ شرجیل سے ہاتھ ”
ملاتے احمد ولا سے باہر نکل آئے تھے۔

شہر کی ایک اور مصروف ترین شام ڈھلنے کو تھی۔ ہر جانب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ دفاتر، یونیورسٹیز اسٹوڈنٹس کی چھٹی ہوتے ہی سڑکوں پر رش کا ایک طوفان سا آمڈ آیا تھا۔ اسے میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہالہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔ وہ کونسرٹ شروع ہونے سے پہلے جلد از جلد یونی پہنچنا چاہتی تھیں مگر رش کا طوفان دیکھ ایسا ممکن ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔

"یار کیا مصیبت ہے۔ میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ زرا دن سے یونی پہنچ جائیں گے۔ مگر تمہارے تو فیشن ختم ہونے کا

نام ہی نہیں لے رہے تھے۔" ہالہ کو سگنل کی لال بتی دیکھ جی بھر کر غصہ آیا۔۔

ہا۔۔۔ صرف میرے فیشن اور میڈم گھنٹا بھر لگا کر بال" کس نے رول کیے ہیں؟" زویاء نے خفگی سے گھورا۔

چپ کرو یار! پہلے ہی اتنا لیٹ ہو گئے ہیں۔ پتہ نہیں ہم" وقت پر پہنچ بھی سکیں گے یا نہیں۔" ہالہ کو عجیب کوفت ہوئی تھی۔

فکر نہیں کرو۔۔بس جلدی سے گاڑی بھگاؤ مجھے عاطف ”
اسلم کے ساتھ سیلفی بھی لینی ہے۔“زویاء کی ایکسائٹمنٹ
عروج پر تھی، جبکہ اس نے منہ باسور کر گاڑی کو ریس دی
تھی۔

”

لگ رہا ہے یونیورسٹی کے سابقہ اسٹوڈنٹس بھی آ گئے ہیں۔" ہالہ نے ایکسٹینشن بلڈنگ کو اسٹوڈنٹس سے کچھا کچھ بھرا دیکھ قیاسہ آرائی کی۔

"لگ تو یہی رہا ہے۔ چلو جلدی سے اندر چلتے ہیں۔۔" زویاء نے خاصی پھرتی دکھائی تھی۔

کچھ دیر فرینڈز سے ملنے ملانے میں گزر گیا تھا۔ جبکہ ”
عاطف اسلم کے اسٹیج پر آنے سے پہلے ہی فرنٹ آئیریا کچھا
کچھا بھر چکا تھا۔

افف! یار مجھے اگے جا کر اس کو قریب سے دیکھنا
تھا۔“ زویاء نے آڑے تیڑے منہ بنا کر کہا تھا۔ وہ دونوں
زرا کم رش والے آئیریا میں کھڑی تھیں ورنہ ہر جانب
لڑکے اور لڑکیاں گروہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ بھیڑ میں
گھسنا انہیں ویسے ہی پسند نہیں تھا۔

یہ شدید ترسی ہوئی عوام تھوڑا سا راستہ دے تو بندہ زرا" آگے بھی چلا جائے۔" ہالہ ابھی مزید کچھ کہتی کہ ایک جملہ کانوں سے ٹکرایا تھا۔

"ہمیں بہت معذرت کے ساتھ آپ تمام اسٹوڈنٹس کو یہ بتانا پڑھ رہا ہے کہ عاطف کچھ سیکیورٹی ریزنز کے باعث ہمیں جوائن نہیں کر سکیں گے۔" مجمعے میں ایک دم شور سا مچ گیا تھا۔ کیونکہ وہاں سب ہی فینز موجود تھے۔

مگر ہماری یونیورسٹی کے میڈیا سائنس کے اسٹوڈنٹ ”
”زاویار فاروقی“ آپ کی یہ نائٹ بالکل بھی خراب نہیں
ہونے دیں گے۔ زاویار کی آواز تو آپ سبھی نے سُن رکھی
ہے۔ زاویار کی آواز میں بھی جادو ہے۔ تو ویلکم
کیجئے۔ ”زاویار فاروقی“۔۔

ڈیمج پینٹ کے ساتھ لائیننگ والی ٹی شرٹ پہنے گلے میں گٹار
ڈالے چہرہ پر وجیہہ سی مسکراہٹ سجائے اسٹیج کے عین بیچ
میں آ کھڑا ہوا تھا۔ زیادہ تو نہیں مگر کرؤاڈ پھر بھی اس کی سحر
انگیز آواز کا گیت سُننے کے لیے پر جوش ہو گیا تھا۔

لواب سستا بجٹ عاطف اسلم اپنی سُریلی آواز سے جادو" جگائے گا۔" زویاء کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ جبکہ ہالہ کے تاثرات بھی کچھ خاص خوشگوار نہیں تھے۔

"ہماری تو ساری محنت پر ہی پانی پھر گیا یار۔ میں فضول میں ہی اتنا تیار ہوئی۔" ہالہ نے پشت پر بکھرے بالوں کا سیکنڈ میں جوڑا بنایا تھا۔ جبھی اسٹیج پر گونجتی آواز کے باعث انہیں بھی متوجہ ہونا پڑا۔

گڈ ایوننگ لیڈیز اینڈ جینٹل مینز! زاویار نے کراؤڈ پر ایک "
مسکراتی نگاہ ڈال کر گلا کھنکھار کر آغاز کیا تھا۔ جبکہ اب ہر
طرف سے "زاویار فاروقی" کے نام کی صدائیں بلند ہونے
لگی تھیں۔ زاویار سب کی پر جوش آواز پر آنکھیں بند
کرتا گٹار کی تاروں کو چھیڑتا گنگنانے لگا تھا۔

ایسا دیکھا نہیں خوبصورت کوئی

جسم جیسے آجنتا کی مورت کوئی

زاویار کی مدھر آواز نے ایک سماں سا باندھ دیا تھا۔ جبکہ اس رش میں کوئی تھا جو اس آواز کی دلکشی میں کھو سا گیا تھا۔ سماعتوں سے ٹکراتی گانے کی شاعری۔۔اور بیک گراؤنڈ پر چلتے ہلکے سُروں کے میوزک پر سبھی مہوت ہوئے سن رہے تھے۔

یار! میرے خیال سے ہمیں نکلنا چاہیے۔۔اب یہ مری" آتما جیسا انسان! فضول کے گانے گنگنا کر دماغ کی دہی کر دے گا۔" زویاء سخت کوفت کا شکار ہوئی تھی۔ان کا موڈ کچھ اچھا سا میوزک انجوئے کرنے کا تھا مگر یہاں تو وہ "آفرین آفرین" گنگنائے جا رہا تھا۔

یار رُک جاؤ ناں تھوڑی دیر۔۔یہ والا سانگ میرا فیورٹ" ہے۔۔اور یہ بس یہی گانا اچھے سے گا سکتا ہے۔۔" ہالہ نے سانگ کے لیکر یکس انجوئے کرتے ہوئے آنکھ مار کر مزے سے کہا۔

مطلب میں جاؤں۔" زویاء کو نجانے کس بات کی جلدی" تھی۔

یار!!!!اب اتنا بُرا بھی نہیں گا رہا ہے زاویار۔۔ تمہیں تو" پتہ نہیں کیوں اس بیچارہ سے اتنی چڑ ہے۔" زویاء خفگی سے اسے گھورتی ہوئی باہر رش سے نکلنے لگی تھی۔ کیونکہ اب وہ اسٹیج چھوڑ چکا تھا اور اس کی جگہ دوسرے اسٹوڈینٹس سنبھال چکے تھے۔

"رکو تو میں بھی آ رہی ہوں یار۔۔" ہالہ تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"ہاں! جلدی آؤ میرا موڈ ویسے ہی سخت خراب ہو گیا ہے۔" زویاء جلبلاہٹ میں بولتی ہوئی تیزی سے پارکنگ کی جانب بڑھی تھی۔ مگر زرا ہلکی سی روشنی میں کسی نے تیزی سے سامنے سے آ کر اس کا راستہ روکا تھا۔

ہالہ اور زویاء دونوں ہی چونک کر ٹھہر گئی تھیں۔ جبکہ سامنے سینے پر بازو لپیٹ کر کھڑا زاویار شرارتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"کیا ہوا آپ دونوں اتنی جلدی جا رہی ہیں۔" زویاء کو جان بوجھ کر نظر آنداز کرتا وہ ہالہ سے مخاطب ہوا۔

"جی اب روکنے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔" ہالہ نے دو قدم اٹھا کر نزدیک آتے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

کیوں بھئی۔عاطف اسلم نہیں آیا تو کیا ہوا۔یونیورسٹی کے" اور سنگر اسٹوڈینٹس تو آئے ہیں ناں۔۔"زاویار نے پر شوخ نگاہوں سے زویاء کے چہرے کے بگڑے تاثرات ناٹ کئے تھے۔

لیکن ہمیں بس ایک تمہاری ہی آواز اچھی لگتی ہے۔۔سو" "ایسی لیے اب ہم جا رہے ہیں۔

ہمیں نہیں صرف تمہیں ہالہ۔" زویاء نے تیزی سے "
بات کاٹ کر تصیح کی تھی۔

مطلب آپ کو میری آواز نہیں پسند ہے۔" وہ باقاعدہ "
اس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

نہیں!" زویاء تو آج مرچیں چبا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ "

ہاہاہاہا! زاویار مائینڈ نہیں کرنا۔۔اس کا موڈ خراب ہے"
"زرا۔

آپ بے فکر رہیں ہالہ۔۔میں ویسے بھی زویاء کی کسی بات" کا برا نہیں مانتا ہوں۔"زاویار کے آنداز پر زویاء نے طنزیہ برو اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"خیر ہم نکلتے ہیں۔۔پھر ملاقات ہو گی۔"

ضرور۔۔" زاویار کی اجازت ملتے ہی ہالہ گاڑی کی جانب "
بڑھی تھی۔ جبکہ زویاء اسے اپنے راستہ میں استادہ دیکھ جز بز
سی ہوتی سائیڈ سے نکلنے لگی تھی۔

ویسے مجھ سے چڑنے کی کوئی خاص وجہ؟" وہ ایک بار پھر "
راستے میں حائل ہوا تھا۔

ہاں ہے۔۔مجھے تمہاری یہ شکل پسند نہیں ہے۔بس یہ اور" کوئی وجہ بھی سننا چاہتے ہو۔" بلا خر زویاء خود کو بولنے سے باز نہیں رکھ سکی تھی۔

اوہ! مطلب ابھی نہیں پسند۔۔ مگر آہستہ آہستہ پسند آسکتی" ہے۔۔" وہ دلکش آنداز میں مسکراتا ہوا اسے سلگا کر سائیڈ سے نکل گیا تھا۔ جبکہ وہ پیر پٹختی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود مصروف سا اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ جبھی اجازت لیتے دلاور صاحب آفس میں داخل ہوئے تھے۔

سر اس فائل میں آپ کی مطلوبہ تصویر کے ساتھ تمام تر" تفصیلات بھی موجود ہیں۔" شرجیل آرام دہ انداز میں پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ ہاتھوں کو باہم آپس میں ملا رکھا تھا۔

"اوکے! آپ جا سکتے ہیں۔" اُس کی مُسکراتی نگاہیں ٹیبل پر موجود فائل پر ہی مرکوز تھیں۔ جبکہ وہ سر ہلاتے ہوئے آفس سے نکل گئے تھے۔۔ شرجیل نے زرا آگے کو ہوتے فائل اٹھا کر کھولی۔ جس میں سب سے اُپر مسکراتی ہوئی اس حسن کے پیکر کی تصویر رکھی ہوئی تھی جو اسے پہلی نظر میں بھی بھا گئی تھی۔۔

گلابی رنگ کے شیفون کے سادھ سے سوٹ میں ملبوس سلکی بالوں کو کھلا چھوڑے، وہ صاف شفاف سا چہرہ نا جانے کیوں اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔ ورنہ اس کہ سرکل میں بھی ایک سے ایک حسین لڑکی موجود تھی۔ مگر یہ چہرہ جیسے دماغ پر نقش ہو گیا تھا۔۔

ہالہ انصاری! آہاں۔۔ہالہ شرجیل آحمد زیادہ اچھالگ رہا"
ہے۔۔"ساتھ اس کے گھر خاندان کی تمام تر معلومات
تھیں۔اور ہالہ "خالد انصاری کی بیٹی ہے" یہ جان کر
خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی۔

مسز ٹوبی آپ کے ساتھ مزہ آئیگا۔۔"شرجیل کے "
شرارتی دماغ میں یکدم سے کوئی آئیڈیا کلک ہوا تھا۔اور وہ
بھرپور آنداز میں مسکراتا ہوا ایک نمبر ڈائل کرنے لگا
تھا۔۔۔

اضطرابی کی سی کیفیت سے دوچار حیدر اس وقت اپنے فلیٹ پر موجود تھا۔ جبکہ فلورا خاموشی سے اس کے عین سامنے بیٹھی نیل فائلر سے نیلز کو شیپ دیتی اب ستائش بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"فلورا! پلیز میری بات مان جاؤ۔" وہ سخت پریشان تھا۔ جبکہ مقابل بیٹھی ہستی کی لاپرواہی عروج پر تھی۔

"حیدر تم میری بات کیوں نہیں مان لیتے ہو؟" سرخ سفید
سی رنگت میں غصہٰ کے باعث سرُخی سی گھلنے لگی
تھی۔ گرے آنکھوں میں ناگواری اترُ آئی تھی۔ لائٹ
گولڈن بالوں کی لٹ سے کھیلتی وہ سختی سے گھور کر بولی
تھی۔

"تم جو کہ رہی ہو ممکن نہیں ہے یار۔۔ میں نے یہ بات
تمہیں پہلے بھی بتائی تھی۔۔ ہم صرف اچھے فرینڈز
ہیں۔" وہ اس کی مسلسل ایک ہی گردان پر زچ ہو گیا تھا۔

تومسلہ کیا ہے۔۔میں تمہاری خاطر اسلام قبول کرنے کے لئے بھی تیار ہوں حیدر۔" وہ تیزی سے اٹھ کر اس کے نزدیک آئی تھی۔ جس نے آنکھیں میچ کر اپنے اشتعال پر قابو کیا تھا۔

مسلہ یہ ہے کہ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا" ہوں۔" بلآخر وہ زچ ہوتا غصہٰ سے پھنکارا تھا۔ جواب نرم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

تم جانتے ہو، میں تمہاری خاطر اپنے مام ڈیڈ سے ناراض" ہو کر صرف تمہارے لئے پاکستان آئی ہوں۔۔ تمہاری خاطر میں اپنا ریلیجن تک چھوڑ دینے کو تیار ہوں۔ تو کیا تم میری خاطر مجھ سے شادی نہیں کر سکتے۔" وہ چہرے پر معصومانہ تاثرات سجائے روتی صورت بنا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

فلورا! فلورا۔۔ تم میری بات مانتی کیوں نہیں ہو" یار۔۔ میرے مام ڈیڈ کبھی اس رشتہ کے لیے نہیں مانے

گے۔"حیدر ایک گہری سانس کھینچتا رسانیت سے سمجھانے والے آنداز میں بولا تھا۔

مطلب تم تیار ہو مجھ سے شادی کرنے کے لیے۔"فلورا" کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔حیدر نے ضبط سے لب بھینچے تھے۔

یار! میں۔۔۔"حیدر کو سمجھ ہی نہیں آیا وہ اس دیوانی سی" لڑکی کو کیا جواز پیش کرے۔

اچھا اچھا! پلیز غصہ نہیں ہو حیدر۔ تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔ میں تمہارے پیرنٹس کو کنوینس کرنے کی پوری کوشیش کرونگی۔ اگر وہ پھر بھی نہیں مانے تو میں چپ چاپ لندن واپس چلی جاؤنگی۔ آئی پرامس۔" وہ جھٹ نزدیک آتی بہت اُمید سے بولی تھی۔

"مگر فلورا تم میری بات سمجھتی کیوں نہیں ہو یار۔ میں شروع سے تم میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ بتایا تو تھا

تمہیں۔" حیدر نے ناچاہتے ہوئے بھی سختی سے اسے باور کروایا تھا۔ جبکہ وہ ٹھہر کر آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔

"حیدر! حیدر اس کی اموشنل بلیک میلنگ کو بہت اچھے سے جانتا تھا۔ جبھی سرینڈر کرنے والے آنداز میں ہاتھ اُپر اٹھاتا گویا ہوا۔

"اوکے! میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ مگر میں تمہیں اپنے ساتھ اپنے گھر نہیں لے جا سکتا ہوں۔ تم جب تک

چاہو یہاں میرے اس فلیٹ میں رہ سکتی ہو۔۔ میں پہلے اپنے گھر میں خود بات کرلوں۔ پھر تمہیں بھی انٹرڈیوس کروادونگا۔" حیدر اپنے تئیں جلد از جلد اسے واپس لندن بھیجنا چاہتا تھا۔

"اوکے! مگر میرا سارا سامان تو ہوٹل میں ہی ہے۔" وہ یاد آنے پر جھٹ سے بولی۔ جبکہ حیدر نے ایک جائزہ لیتی نظر سے اسے اپر سے لیکر نیچے تک دیکھا تھا۔ جو شکر تھا زرا ڈھنگ کے لباس میں موجود تھی۔ فلورا اس کی بہت اچھی

دوست ضرور تھی۔ مگر وہ کبھی اس کی چوائس نہیں بن سکتی تھی۔۔

تم اس کی ٹینشن نہ لو۔ وہ میں لے آتا ہوں۔" حیدر کچھ دیر" ٹھہر کر فلیٹ سے نکل آیا تھا۔ جبکہ دماغ میں بہت ساری سوچیں پروان چڑھ رہی تھیں۔۔

ایک مکمل دن گزار کر خوبصورت سی شام رات میں ڈھل گئی تھی۔ ہر شے پر تاریکی اپنی چادر اُڑھا چکی تھی۔ جبکہ دُرانی مینشن کی ڈنر ٹیبل پر موجود سبھی لوگ خاموشی سے کھانا نوش فرمانے میں مصروف تھے۔ برتنوں کی آواز کے علاوہ میز پر مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دُرانی صاحب نے کھانے سے ہاتھ روک کر نیپکن سے منہ تھپتھپا کر ایک طائرانہ سی نگاہ دوڑائی تھی۔ مسز دُرانی اپنی طبیعت کے باعث آج ڈنر پر ہی نہیں آئی تھیں۔ جبکہ زویاء ساتھ ساتھ میسج پر ہالہ سے بھی باتوں میں مصروف تھی۔ حیدر غائب دماغی سے پلیٹ میں مسلسل چمچ ہلا رہا تھا۔

حیدر بیٹا کوئی پریشانی ہے۔" محمود دُرانی کی آواز پر دونوں "
ہی الرٹ ہو کر بیٹھے تھے۔

"جی بابا؟"

نہیں۔۔ میرا مطلب نہیں تو۔" حیدر گڑبڑا سا گیا تھا۔ "

آپ کی ماما بھی بتا رہی تھیں۔ میں نے بھی نا ٹ کیا آپ" کسی بات کو لے کر پریشان ہیں۔" وہ تفشیشی انداز میں بولے تھے۔

نہیں بابا۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ ماما کو ویسے ہی فیل" ہوا ہو گا۔" حیدر نے مسکرا کر نفی کی۔

ہمم! وہ ہنکار بھر کر رہ گئے۔ جبکہ اب زویاء مکمل طور کر" ان کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔

اور وہ آپ کا دوست جو آیا ہوا تھا۔۔اپنے دوست کو ہم ”
سے کب ملوا رہے ہیں آپ۔“ محمود صاحب ہاتھوں کا آپس
میں ملاتے سوالیہ آنداز میں بولے تو وہ زرا نظر چرا کر رہ گیا۔

جی بابا۔۔بہت جلد۔“ وہ سمجھ کر سر ہلا کر رہ گئے۔”

ویسے اب آپ کا بزنس کے حوالے سے کیا ارادہ”
ہے۔آپ کی ایجوکیشن بھی کمپلیٹ ہو گئی۔آپ دنیا کا چکر

بھی لگا آئے ہیں۔ تو اب زرا کام پر دھیان نہ دے لیا جائے۔" وہ مسکرا کر ہلکے پھلکے آنداز میں بولے مگر اب وہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"جی ڈیڈ میرا ابھی بس جلد ارادہ ہے آپ کا آفس جوائن کرنے کا۔ انفیکٹ میں تو منڈے سے جوائن کرنے کا سوچ رہا ہوں۔" حیدر نے ہامی بھرنے کے ساتھ ساتھ اپنی رائے کا بھی اظہار کیا تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ خالد کے ساتھ اس کا بازو عادل ہے۔ اور میں چاہتا ہوں اب میرا سارا بزنس تم ہی سنبھالو۔" وہ مسکراتے لہجے میں مزید گویا ہوئے۔ حیدر نے ان کے دل کی بات کہہ دی تھی۔

"انشاءاللہ بہت جلد۔"

"ویسے ابھی حال ہی میں ہم نے احمد انٹر پرائز کے ساتھ ڈیل فائنل کی ہے۔ میں چاہتا ہوں تم بھی اس پروجیکٹ کا حصہ بنو۔"

"ضرور۔" حیدر کے بعد اب وہ زویاء کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ جواب اپنی پڑھائی کے حوالے سے ان سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ جبکہ حیدر انہیں مصروف ہوتا دیکھ۔ اپنی ماما کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

ستمبر کا آغاز تھا۔ شہر میں سردی بڑھنے لگی تھی۔ لان میں موجود ہالہ اپنے گرد شال لپیٹے زویاء سے بات ختم کرنے کے بعد اب کمرے میں جا کر سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ جبھی وہاں چہل قدمی کی غرض سے باہر آتے خالد صاحب اسے دیکھ نزدیک ہی چلے آئے تھے۔

ہالہ!" وہ جو جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ چونک کر ٹھہر گئی" تھی۔

"!جی بابا"

"اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو۔"

بس ویسے ہی کمرے میں دل گھبرایا تو میں باہر آ گئی۔ "اب" وہ ان کے ساتھ ساتھ ہی چلنے لگی تھی۔

آپ کے پیپرز کب ختم ہو رہے ہیں؟" کمر پر ہاتھ باندھے "
خالد صاحب سنجیدہ مگر پر سوچ دکھائی دے رہے تھے۔

بس ڈیڑھ اس منتھ کے اینڈ تک۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "

چلیں اچھی بات ہے، پھر آپ اپنی مکمل توجہ پڑھائی پر "
رکھیں۔ مجھے اس بار اپنی بیٹی کا گولڈ میڈل چاہیے۔" وہ زرا
جتانے والے لہجے میں گویا ہوئے۔ ہالہ کھسیا کر مسکرائی
تھی۔

ہاہاہا!! بابا امید پر تو دنیا قائم ہے۔ میں اپنی پوری کوشیش "
کرونگی۔" اس کے گھما پھرا کر جواب دینے پر انہوں نے
خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا۔

کوشیش نہیں مجھے ہر حال میں آپ کا اچھا رزلٹ "
چاہیے۔ پھر آپ کی گریجویشن مکمل ہونے کی خوشی میں
ایک گرینڈ پارٹی رکھیں گے۔ میری تو خواہش ہی رہ گئی

میری بیٹی بھی کبھی کلاس میں ہائی ہسٹ سی جی پی اے
لائے۔" وہ ایک آہ بھر کر حسرت زدہ لہجے میں گویا ہوئے۔

فکر نہیں کریں اس بار میں ٹاپ کرونگی ٹاپ۔۔" ہالہ "
جلدی سے بولتی خیالی پلاؤ بنانے لگی تھی۔

چلیں دیکھ لیں گے۔ رات بہت ہو گئی ہے اپنے کمرے "
میں جا کر آرام کریں۔۔" خالد صاحب کے کہنے پر وہ بھی

جلدی سے گڈ نائٹ بولتی ہوئی گھر کے اندرونی حصے کی
جانب بڑھ گئی تھی۔

شب خیر۔۔"اب خالد صاحب گہری سوچ میں ڈوبے"
اکیلے ہی ٹہل رہے تھے۔

آج شام کی ساری رنگینی خود میں ایک الگ ہی آنوکھی سی جازبیت لیے دُرانی گروپ اف کمپنیز اور احمد آنٹرپرائز کے آئندہ مستقبل کے حوالے سے ایک خوشگوار آنداز میں اُتر آئی تھی۔۔آج کی یہ پارٹی شہر کے فائیو اسٹار میں دُرانی گروپ اف کمپنیز کے ساتھ مستقبل کے پروجیکٹس کی ڈیل فائنل ہو جانے کے اعزاز میں رکھی گئی تھی۔

بزنس کی دنیا کے تمام چمکتے ہوئے ستاروں نے اس خوبصورت شام کا حصہٰ بن کر چار چاند لگا دیے تھے۔

ایک جانب ہاتھ میں سافٹ ڈرنکس کا گلاس تھامے بلیک" تھری پیس میں ملبوس حیدر درانی اور شرجیل احمد بھی ایک ساتھ کھڑے خوش گپوں میں مصروف تھے۔

انکل بتا رہے تھے آپ بھی جلد آفس جوائن کرنے کا ارادہ" رکھتے ہیں۔" شرجیل نے مبہم مسکراہٹ سے استفسار کیا۔

جی ان شاءاللہ اس منتھ کے اینڈ تک پورا ارادہ ہے۔" حیدر مسکرایا تو اس کے چہرے کے ڈمپل واضح ہوئے تھے۔

یار ابھی تو تمہاری ڈگری کمپلیٹ ہوئی ہے۔ ویسے ابھی کیا ضرورت پڑی ہے بزنس جوائن کرنے کی۔ عیش کرو۔ دنیا گھوموں نئی نئی جگہیں اکسپلور کرو۔۔ کام کے لیے زندگی پڑی ہے۔" شرجیل نے آئی بروز آٹھا کر مفید مشورے سے نوازہ تھا۔

ان سب چیزوں کے لیے بھی زندگی پڑی ہے۔اور ابھی تو" میں آدھی دنیا کا چکر لگا کر آرہا ہوں۔ویسے بھی اب بابا سے سب کچھ اکیلے مینج کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔تو اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مجھ اب بزنس میں دلچسپی لینی چاہیے۔" حیدر گلاس میں موجود مشروب کا گھونٹ بھرتا مسکرا کر گویا ہوا۔وہ بھی سمجھ کر سر ہلا گیا۔

خیر! یہ بتاؤ شادی کب کر رہے ہو۔" شرجیل مسکراہٹ" چھپا کر اہم مدعے پر آیا تھا حیدر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ابھی کہاں زندگی پڑی ہے۔" وہ شوخ لہجے میں بولا تو"
شرجیل نے مصنوعی خفگی سے گھورا۔

ویسے اصولاً تو یہ سوال میرا ہونا چاہیے۔ بکاز آپ مجھ سے "
زیادہ سنیئر ہیں۔" اب کے شرجیل اپنی مسکراہٹ چھپا
نہیں سکا تھا۔

نہیں بھئی مجھے تو ابھی معاف رکھو۔" وہ فوراً اپنا دامن بچا گیا"
تھا۔

بس ڈن ہو گیا اب اگلی جو بھی پارٹی ہو گی وہ آپ کے نکاح" کی ہی تقریب ہو گی۔ مجھے اس مسکراہٹ سے پتہ لگ رہا ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔" حیدر نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

امید پر دنیا قائم ہے۔" وہ انکاری نہیں ہوا تھا۔ اور یونہی" ہنستے مسکراتے ایک اور شام اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔

شرجیل خیریت بیٹا آج جلدی آگئے آپ؟" ثانیہ بیگم نے "
شرجیل کو قبل از وقت کوٹ ہاتھ پر ڈالے زرا تھکے تھکے
آنداز میں ہال میں داخل ہوتا دیکھ اچھنبے سے پوچھا
تھا۔ وجیہہ سے چہرہ پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

جی ماما! آج زرا جلدی کام ختم ہو گیا تھا۔۔ تو میں نے سوچا" باقی کا سارا ٹائم آپ لوگ کے ساتھ گزارونگا۔ آپ بتائیں کہیں جا رہی ہیں۔" ہال میں پڑے آرام دہ قیمتی صوفوں پر ریلیکس انداز میں نشست سنبھالتا وہ انہیں کیجول سی ساڑی میں ملبوس دیکھ استفساریہ لہجے میں گویا ہوا۔

سوچ تو رہی ہوں بیٹا! دراصل تمہاری ملیحہ آنٹی بہت" دنوں سے یاد کر رہی ہیں۔" وہ آگاہی دینے والے انداز میں بول کر نشست سنبھال گئیں تھیں۔

اچھا ہے۔۔ مگر ملیحہ آنٹی سے ملنے کچھ دیر بعد چلی جایئے گا"
۔فی الحال زرا میری بات سُن لیں۔" وہ لاڈ سے بولتا ان کی
گود میں ہی سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

ہاں میرا بچہ بولو۔۔" وہ محبت سے گھنے بالوں میں انگلیاں"
گھمانے لگیں تو وہ سکون سے آنکھیں موند گیا تھا۔

میں سوچ رہا تھا آج آپ انصاری انکل کی طرف کیوں" نہیں چلی جاتیں۔ ایک دوسرے کو جاننے، سمجھنے کا موقع بھی مل جائے گا۔" شرجیل انکھیں بند کیے کسی حسین خیال کے تحت بات گول مول کرتا ہوا مدعے پر آنا چاہ رہا تھا۔

وہ دُرانی صاحب کے نیبر زناں!" وہ پیر سوچ ہوئیں تو اس "
نے اثبات میں سر ہلا کر تصدیق کی تھی۔

مگر میں وہاں کیوں جاؤں بھلا؟ میرا وہاں کیا کام؟" انہوں "
نے نا سمجھی استفساریہ آنداز میں پوچھا۔۔

آپ ہی کا تو سارا کام ہے پیاری ماما۔۔" آج اس کا انداز زرا"
بدلہ بدلہ سا تھا۔

آپ کچھ دن پہلے اپنی بہو کا پوچھ رہی تھیں ناں!" اس"
نے یاد دہانی کرائی تھی۔

کیا سچ میں تم نے لڑکی ڈھونڈ لی ہے۔" انہیں خوشگوار"
حیرت ہوئی تھی۔

یہی سمجھ لیں۔" وہ مسکرایا۔ جبکہ وہ ابھی تک گنگ سی"
اسے ہی تک رہی تھیں۔

پھر آپ انصاری انکل کی طرف جانے کی تیاری کر لیں۔"
۔"وہ مزید گویا ہوا۔انہوں نے نا سمجھی سے اس کی جانب
دیکھا تھا۔

مگر بیٹا میرا وہاں کیا کام؟؟"وہ فی الحال اس کا اشارہ نہیں"
سمجھ سکی تھیں۔۔۔

انصاری انکل کی بیٹی ہے ناں۔۔وہ۔۔"آنکھیں کھول کر" شرارت سے بولتا وہ انہیں بھونچکا کر گیا تھا۔

تمہارا مطلب ہے ہالہ؟؟"شرجیل کی پسند جان کر انہیں" جھٹکا لگا تھا۔

آپ نے دیکھ رکھا ہے ہالہ کو؟؟"اسے خوشگوار حیرت" نے اپنی لیپیٹ میں لیا تھا۔

ہاں جب تم دبئی گئے ہوئے تھے۔ تو دُرانی صاحب نے ”
ہمیں اپنے گھر انوائٹ کیا تھا۔ وہیں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ تو
بڑی پیاری بچی ہے۔“ ہالہ کی نازک من موہنی سی صورت
یاد کر وہ دل سے مسکرائی تھیں۔

جبھی تو میں نے سوچا۔۔ کیوں ناں اس پیاری سی بچی کو" مستقل طور پر اپنے گھر کا حصہٰ بنالیا جائے۔"شرجیل نے آنکھیں موندلی تھیں۔۔ نظروں کے سامنے اس کا تلخ آنداز عنابی لبوں پر مسکراہٹ سی بکھیر گیا تھا۔

ہاہاہا! تم نے اپنے بابا کو بتایا ہالہ کے متعلق۔"شرجیل اب" اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

نہیں ! میں نے سب سے پہلے اپنی ماما کو بتایا ہے۔اب آپ ”
بابا کو بھی بتا دیجئے گا۔۔اور جلد از جلد رشتہ لے جانے کی
تیاری بھی کریں۔“ وہ تو ہتھیلی پر سرسوں جمانے کو بیٹھا تھا۔

ان شاءاللہ ہم جلد اپنی بہو کو۔اس گھر میں لے آئیں ”
گے۔۔اب تو مجھ سے بھی صبر نہیں ہو رہا۔“ وہ خوشی سے
پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

تحمل ماما تحمل۔۔آپ تو بہولانے کے لیے مجھ سے بھی"
زیادہ جلدی دکھارہی ہیں۔"شرجیل ان کے جلد بازی پر
ہولے سے مسکایا۔

چلو ہٹو، میں زرا اپنی بہو سے ملاقات کر کے آتی"
ہوں۔"اُن کے آنداز عجلت بھرا تھا۔

ماما! کیا ہو گیا ہے۔۔ تھوڑا حوصلہ رکھیں۔۔اور فی الحال ”“
آپ ملیحہ آنٹی سے ملاقات کرنے جائیں۔۔ہم اب ساری
باتیں بعد میں طے کریں گے۔“شرجیل نے نرمی سے ان کا
ہاتھ تھام کر روک لیا تھا۔جو اس کا ماتھا چومتی ہوئی۔۔اپنی
ساڑھی کا پلو سنبھالتی گھر کے بیرونی دروازہ کی جانب بڑھی
تھیں۔۔۔

یونیورسٹی کے اختتامی دن قریب تھے۔اسے میں ان دونوں کی پڑھائی زور وشور سے جاری تھی۔آج کل وہ دونوں ہی پیپرز میں مصروف ہونے کے باعث گھر میں کم ہی ہلا گلا کرتی نظر آتی تھیں۔وہ دونوں اس وقت ساتھ بیٹھی ہوئی مطالعہ میں مصروف تھیں۔

ہالہ؟"زویاء کی پکار پر وہ چونکی۔"

جی کیا ہوا؟"ہالہ کا آنداز خاصہ سُلجھا ہوا تھا۔جو سوالیہ" نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

زہن نصیب اتنی عزت۔"زویاء کی شرارتی رگ پھڑک" چکی تھی۔

یار تنگ نہ کرو۔ میرا دماغ پہلے ہی فیشن ہسٹری پڑھ پڑھ کر گھوم چکا ہے۔ افف! میں تو یہ سوچ رہی ہوں وہ کون بیوقوف لوگ ہوتے ہیں، جو ایک ڈیزائنر کے اتنا پڑھا لکھا ہونے کے باوجود اسے درزی یا درزن جیسے فضول القابات سے پُکارتے ہیں۔" ہالہ کے لہجے میں بے بسی در آئی تھی۔ ساتھ لوگوں کی سوچ پر تاسف نے بھی آگھیرا تھا۔

"افف اللہ اب یہ منحوس اتماؤں کی طرح رونا شروع نہیں کرنا پلیز۔۔" زویاء کو ہالہ کا بارہا ایک ہی راگ الاپنے پر کوفت سی ہوئی تھی۔

"اللہ جانے تم اس قدر ریلیکس آنداز میں کیوں میرے سر پر سوار ہو گئی ہو۔ مجھے تو ماما کی باتیں یاد آرہی ہیں۔۔ کاش کچھ پڑھ لیا ہوتا۔" ہالہ کی حالت اس کہاوت سے خاصی میل کھا رہی تھی "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چک گئیں کھیت۔"

سچ بتاؤں۔۔مجھے تم جیسے نامعقول لوگ سخت زہر لگتے ہیں"
۔جو خود تو ٹینشن لیتے ہی ہیں۔۔ساتھ میں دوسرے انسان
کو بھی ڈپریسڈ کر دیتے ہیں۔"اس کے لہجے میں ناگواری
واضح تھی،ہالہ نے آنکھیں چھوٹی کئے محض گھورنے پر
اتفاق کیا تھا۔

اچھا بتاؤ کیا کام ہے؟"وہ اسے سننے کے لیے خود کو تیار کر"
چکی تھی۔جو فضول میں مسلسل لن ترانیاں ہانک رہی تھی۔

میں کہہ رہی تھی وہ شخص یاد ہے تمہیں؟ زویاء پھر تیلے ”
آنداز میں قریب ہی پیر پسار کر اپنی جگہ سنبھال گئی تھی۔

کون؟“ ہالہ نے نا سمجھی سے دریافت کیا۔”“

ارے یار وہی جس کی گاڑی سے ہمارا ایکسیڈینٹ ہوتے "
ہوتے بچا تھا۔“ زویاء نے زچ ہو کر یاد دہانی کار روائی تھی۔

اچھاوہ،، کیاہوااسے ؟‘‘ہالہ نے اچھنبے سے دریافت کیا۔"

ہواکچھ نہیں ! ! مگر میں سوچ رہی تھی۔ کہ سوچنے والی ’’
بات ہے وہ ہر جگہ کیا کر رہا ہوتا ہے۔ جہاں ہم ہوتے
ہیں ؟‘‘زویاء کے آندر چھپی انو سٹیگیشن آفسر کی رُح
انگڑائیاں بھرتی بیدار ہو چکی تھی۔

ارے یار وہ محض ایک اتفاق تھا اور کچھ نہیں۔۔اور پلیز" اب تم اس بات کو زیادہ زہن پر سوار نہیں کرو۔" ہالہ نے آنکھیں چلا کر ناک چڑھائی۔

جاؤ یار اب پلیز!! تمہیں خود تو کوئی فکر نہیں ہے۔ جبکہ " میرا تو سوچ سوچ کے دل بندہ ہوا جا رہا ہے کہ میں کل پیپر میں لکھو نگی کیا۔" ہالہ کا دکھڑا پھر شروع ہو گیا تھا، جبکہ زویاء ریلیکس انداز میں کپڑے جھاڑتی نادیدہ شکن دور کرتی بیڈ پر نیم دراز ہو گئی تھی۔

فلورا پلیز یار! بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔میں تمہیں ”
اپنے گھر میں نہیں لا سکتا۔“ دھیمی آواز میں اسے سمجھاتا وہ
اس کی مسلسل ایک ہی گردان پر زچ ہو گیا تھا۔

بات سنو میری۔۔میں نے تم سے کہا تھا۔کہ میں تمہیں ”
جلد اپنی فیملی سے ملاؤنگا۔مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں
ہے کہ میں اتنی جلدی تمہیں سب سے انٹرڈویوز
کروادوں۔“ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ عجیب کشمش سے
دوچار تھا۔

انف از انف۔۔“میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا گاڈ ”
ڈیمٹ۔“ضبط سے سرخ پڑتی آنکھیں بند کئے وہ غصہ سے
دھاڑا تھا، جبھی عقب میں ہوتی آہٹ پر اس کے کان

کھڑے ہوئے تھے۔ حیدر ایک لمحے کی بھی دیری کئے بغیر پلٹا تھا۔ جہاں سامنے ہی وہ دشمن جان عین دروازہ میں استادہ شرارت بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں نے پتہ لگالیا۔۔" یہ وہی لڑکی تھی نا جیسے تم پسند کرتے ہو؟" آنکھوں میں ناچتی شرارت واضح تھی۔ جبکہ حیدر کا چہرہ بالکل سپاٹ ہو چکا تھا۔

بتاؤ بتاؤ! آخر تم مجھ سے کب تک چھپاتے۔ مطلب اب"
اپنی دوست سے پردہ داری حیدر رُدرانی۔" وہ زرا قریب آکر
کمر کر ہاتھ رکھتی خشمگیں نگاہوں سے گھور کر بولی تھی۔

ہالہ ایسی بات نہیں ہے۔" حیدر نے فوری اپنے تاثرات پر"
قابو کیا تھا۔ جو ساری حقیقت بیان کرنے پر در پر تھے۔

تو یہ کون تھی جس سے تم شادی کی باتیں کر رہے ”“
تھے۔“ وہ مشکوک آنداز میں آنکھیں چلا کر سوالیہ آنداز
میں گویا ہوئی۔

پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔۔ میں اپنے دوست سے بات کر رہا ”“
تھا۔“ حیدر نے مسکرا کر اس کا آندازہ غلط ثابت کرنا چاہا تھا۔

اوہ رئیلی !“ ہالہ نے طنزیہ بھنویں اٹھائی تھیں۔ ”“

جی بالکل۔" حیدر نے جھٹ اس کی خوش فہمی دور کرنا"
چاہی تھی۔

اچھا زرا یہ بتاؤ کہ محترمہ دکھنے میں کیسی ہیں۔" ہالہ کی"
سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

کون؟" حیدر آنکھیں گھما کر انجان بنتا ہوا جگ سے پانی"
گلاس میں انڈیلنے لگا۔

ارے وہی جو صبح شام تمہارے خوابوں میں بیسرا کئے"
رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے تم ہر وقت گھر سے غائب رہتے
ہو۔ تمہارے خوابوں کی ملکہ۔ میری اور زویاء کی ہونے والی
بھابھی۔" وہ جو ہالہ کی قیاسہ آرائیاں مسکرا کر سُن رہا
تھا۔ آخری کے لفظوں پر پانی کا گھونٹ بھرتے حیدر
کو زبردست پھندا لگا تھا۔

"شٹ اپ ہالہ۔۔ ہر وقت بکواس نہیں کیا کرو۔" ہالہ کا
آنداز اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

ہنہہ ! جھوٹے کہیں کہ ۔۔ میں مان ہی نہیں سکتی کہ ”
دوسری طرف کوئی لڑکی نہیں تھی۔ موبائل دکھاؤ زرا
اپنا۔“ اس کی جانب قدم اٹھاتی منہ بسور کر شکوہ کرتی تیزی
سے ہاتھ میں پکڑا موبائل اُچک چکی تھی۔

ہالہ یہ کیا بدتمیزی ہے موبائل واپس کرو میرا فوراً۔“ اس ”
بار حیدر سنجیدگی سے بولا تو وہ ہاتھ میں پکڑے موبائل پر
ایک سرسری سی نگاہ ڈالتی واپس ہی کرنے لگی تھی۔ کہ اس
پر فلورا کا لنگ جگمگانے لگا۔

اوہ فلورا! نائس نیم ہاں۔۔ چلو تم بھابھی بات کرو۔۔ میں" جارہی ہوں۔۔ فلورا۔۔" وہ شرارت سے نام پڑھ کر دہراتی ہوئی موبائل اس کے ہاتھ میں تھما کر وہاں سے نکل آئی تھی۔ جبکہ اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔

ہیلو!" حیدر کے لہجے میں تلخی واضح تھی۔"

"حیدر تم میرے پاس آرہے ہو یا میں تمہارے گھر آجاؤں۔" دوسری جانب وہ غصہٰ سے غرائی تھی۔

"آرہا ہوں صبر کرو۔۔" وہ تو عجیب ہی مصیبت میں پھنس گیا تھا۔۔جواب ایک پرانے قصّہ کو وجہ بنا کر بلیک میلنگ پر اتر آئی تھی۔چہرہ پر ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوزڈ کرتا وہ گاڑی کی چابیاں اٹھاتا تیزی سے نکل گیا تھا۔

افف ! اللہ کا شکر جان چھوٹی ان پیپرز سے۔۔" وہ دونوں" آخری پیپر سے فارغ ہوتیں گارڈن آئیریا میں آکر گھاس پر بیٹھ گئی تھیں۔

ہاں مگر مجھے یونی بہت یاد آئیگی۔" زویاء کا لہجا اس کے دُکھ" کی عکاسی کر رہا تھا۔

ہاں! مگر یار اس پڑھائی سے تو جان چھوٹ گئی ناں۔" ہالہ"
کی خوشی اس کے غموں پر بھاری تھی۔

مگر یار کینٹین کے فرنچ فرائز تو مجھے بہت یاد آئینگے میک" "
ڈونلڈز کے فرائز سے بھی اچھے ہوتے ہیں۔۔" زویاء کو پھر"
یونیورسٹی ختم ہو جانے کے دکھ نے آن گھیرا تھا۔

ہاں یار یہ تو ہے۔۔" غروب آفتاب اپنی کرنیں سمیٹتا"
بلڈنگوں کے پار سے رخصت ہوتا چلا جا رہا تھا۔ یونیورسٹی
کے کیفٹیریا میں اس وقت خاصہ رش تھا۔

چلو آؤ پھر زرا کھا پی کر آتے ہیں ویسے بھی بڑی بھوک لگ"
رہی ہے۔" بھوک تو دونوں کو ہی شدت کی لگ رہی
تھی۔ جبھی دونوں اپنا اپنا بیگ سنبھالتیں کیفے کی جانب
بڑھیں۔ جہاں انہی جیسے شدید بھوکے پہلے ہی ساری جگہ
گھیر چکے تھے۔

سکن ٹائیٹ جینز پر فل وائٹ شارٹ ٹاپ پہنے مالا نزاکت سے قد آٹھاتی آحمد انٹر پرائز کا گرؤانڈ آئیر یا عبور کرتی لفٹ کی جانب آئی تھی۔اپنی پشت پر نظروں کی تپش محسوس کر اِرد گرد میں ایک طائرانہ اچٹتی نگاہ گھمائی۔

اس کی جانب متوجہ افراد گڑ بڑا کر نظروں کا رخ پھیر گئے۔وہ دھیرے سے مسکائی تھی،یقیناً جدید تراش خراش

سے مزئین چہرہ، اور اس کا چال کا مغرورانہ آنداز لیے وہ خاصی حسین لگ رہی تھیں۔ لفٹ کے زریع وہ سیدھی شرجیل کے آفس فلور پر آئی تھی۔

شرجیل کہاں ہے۔" نازک سی کلائی پر بندھی گھڑی پر" ایک نظر ڈالی جہاں لنچ ٹائم ہونے میں بس کچھ ہی دیر باقی تھی۔۔

میڈم! سر اپنے آفس میں ہی ہیں مگر وہ ابھی بزی"
ہیں۔انہوں نے کسی کو بھی آندر بھیجنے سے منع کیا
ہے۔" رسیپشنسٹ زرا ڈر ڈر کر بولی تھی۔وہ مالا ہمدانی کی
بد دماغ طبیعت سے بھی خوب واقف تھی۔

تو میں کیا کروں؟اور میری ایک بات زہن نشین کر لو"
"میں کسی نہیں میں "مالا ہمدانی" ہوں آئندہ مجھے انکار
کرنے سے پہلے اپنی اوقات اور میری حثیت ضرور یاد
کر لینا۔" تنفر سے انگشت شہادت بلند کر وہ ناگواری سے

تنبیہ لہجا میں بولی تھی۔ رسیپشینسٹ شرمندگی سے سرخ پڑتی خاموش ہو گئی۔

مالا ایک حقارت بھری نگاہ اس کے جھکے ہوئے سر پر ڈالتی "شرجیل کے آفس روم کی جانب بڑھی۔

میڈم پلیز!!" وہ پھر منمنائی تھی۔ اور تیزی سے اس کے "تعاقب میں بھاگی۔

میڈم رُک جایئے پلیز! سر نے سختی سے منع کیا"
ہے۔ میری جاب چلی جائے گی پلیز ٹرائے ٹو انڈر
اسٹینڈ!" وہ دوڑنے والے آنداز میں آفس ڈور کے عین
سامنے ٹھہر تا دیکھ منت سماجتی لہجے میں گویا ہوئی۔

شٹ اپ! ابھی سمجھایا تھا ناں کہ میرا شمار باقی سب لوگ"
کے ساتھ نہ کرو۔" مالا لب بھینچ کر پھُنکاری۔

میڈم شرجیل سر اس وقت امور ٹنٹ میٹنگ میں بزی ہیں آپ تھوڑا ویٹ کر لیں۔ میں سر سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔" وہ تحمل سے بولتی لب چبا گئی تھی، مالا کی غصہ کی شدت کے باعث سرخ پڑتی نگاہیں اسی پر جانب مرکوز تھیں۔

گیٹ اوٹ فرم ہیئر! اور خبر دار! خبر دار جو آئندہ کبھی" بھی مجھ سے بکواس کرنے کی کوشش کی۔۔آوٹ۔"اس کے تیز لہجے پر پورا اسٹاف متوجہ ہو چکا تھا۔ جبکہ وہ اس قدر ہتک آمیز لہجے پر شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟" جبھی اچانک گلاس ڈور دھکیلتا" شرجیل ان کے نزدیک آیا تھا۔

سر میڈم ود آوٹ پرمیشن آپ کے آفس میں انے کی ضد" کر رہی ہیں۔ میں نے منع بھی کیا تھا۔" لائبہ زرا گھبرا کر بولی تھی۔

آپ جائیں مس لائبہ انہیں میں دیکھ لونگا۔" شرجیل نے" سخت نظروں سے اپنے روبرو کھڑی مالا کو گھور کر سپاٹ آنداز میں کہا۔

اوکے سر! وہ جلدی سے سر ہلا کر کہتی اپنی ڈیسک پر آئی" تھی۔

"شجی اس بیوقوف کو وارن کر دو کہ یہ آئندہ مجھے تمہارے روم میں آنے سے منع نہیں کرے گی۔ ورنہ قسم سے میں اس کا کچھ کر ڈالونگی۔" مالانزاکت سے اس کی ہمراہی میں قدم آٹھاتی ناگواری سے بولی۔ جو اسٹاف پر ایک تیز نظر ڈالتا اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

تم بولو ایسا کونسا ضروری کام یاد آگیا تھا تمہیں۔ جو تم سے ”
زرا سا صبر نہیں ہوا؟“ شرجیل کا لہجہ سرد تھا۔

کیوں کیا میں تمہارے آفس صرف کام سے ہی آسکتی ”
ہوں؟“ مالا نے چیئر سنبھال کر ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ ایک
تاسفی نگاہ ڈالتا خاموش ہی رہا۔

اور لائبہ سے کیوں بد تمیزی کی تم نے؟ جبکہ اس نے ”
“تمہیں منع بھی کیا تھا؟

کیونکہ وہ معمولی سی ملازمہ مجھے۔۔۔ ”مالا فیاض ہمدانی“”
کو تمہارے آفس میں آنے سے منع کر رہی تھی۔ وہ معمولی

سی رسپشنسٹ۔" مالا کو نئے سر سے غصّہ عود آیا تھا۔ اسکا تنفر بھرا لہجا شرجیل کو آیک آنکھ بھی نہیں بھایا تھا۔

"اچھا چھوڑو۔ موڈ ٹھیک کرو اپنا۔ آج میرا تمہارے ساتھ لنچ کا ارداہ تھا۔ اسی لیے چلی آئی اس جاہل نے میرا دماغ خراب کر دیا۔" مالا نے سر جھٹک کر لہجہ ہموار کیا۔

تمہیں میں اتنا فارغ نظر آ رہا ہوں کہ آفس ٹائمنگ میں" تمہارے ساتھ گھنٹوں لنچ میں گزاروں گا؟" شرجیل کے اکھڑ لہجے میں آئی برو آٹھا کر طنزیہ استفسار پر مالا کی بولتی بند ہو گئی تھی۔ مالا کا چہرہ اس تذلیل پر لال بھبھوکا ہو گیا تھا۔

تم میرے ساتھ ایسا رویہ نہیں اختیار کر سکتے شرجیل احمد" ۔" مالا کا لہجا سخت ہوا تھا۔

تو تم کیوں میرے ہاتھوں بے عزت ہونے آئی ہو۔ جاؤ" یہاں سے۔" رُخ پھیر کر کہتا وہ مالا کی آنا کو للکار چکا تھا۔

شرجیل احمد میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں جیسے تم" کچھ بھی کہہ دو، میں مالا فیاض ہوں بکواس کرنے سے پہلے اپنی زبان سنبھال کر رکھو سمجھے۔" وہ ایک جھٹکے سے چیئر چھوڑ کر کھڑی ہوتی سربراہی کرسی پر اس کے مدے مقابل آئی تھی۔

تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ یہاں آکر میرئی بکواس سے ”
لطف اندوز ہوا کرو۔ اتنی غیرت مند ہو تو روز روز مجھ سے
اپنی تزلیل کرانے یہاں آتی ہی کیوں ہو؟“ وہ استہزیہ
مسکراہٹ مالا کا تپا تپا چہرہ مزہ دینے لگا تھا۔

تم اچھے سے جانتے ہو شرجیل احمد۔۔۔۔میرے صبر کا" امتحان مت لو جس دن میں اپنی مرضی کرنے پر آگئی ناں۔۔بہت پچھتاؤ گے تم۔"شرجیل کی آنکھوں کا رنگ یکا یک تبدیل ہوا تھا۔

کیا بکواس ہے ہٹو پیچھے۔۔"مالا جو اس کی چیئر پر زرا جھکنے" کے انداز میں چہرہ سامنے کیے کھڑی تھی اچانک جھٹکا پڑنے پر لہرا کر گر زمین بوس ہوئی تھی۔

شرجیل احمد تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھکا دینے"
کی۔" وہ طیش میں آ ٹھتی جھپٹ پڑی تھی۔

گیٹ اوٹ! مالا ابھی کے ابھی دفعہ ہو جاؤ یہاں"
سے۔" اپنا گریبان چھوڑا کر وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھ
گیا تھا۔

مالا ایک بار پھر بے یقینی کی حالت میں گہری چیئر پکڑ کر خود" کو گرنے سے سنبھال گئی تھی۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اور ہاں اگر واقعی کسی غیرت" مند باپ کی بیٹی ہو تو آئندہ یوں منہ آٹھا کر میرے آفس تشریف لانے سے گریز کرنا۔"اسٹینڈ پر سے اپنا کوٹ آٹھا کر پشت پر ڈالتا وہ جاتے جاتے پلٹ کر حقارت زدہ لہجہ میں کہتا مالا فیاض کا خوش فہمی کا بت پاش پاش کر گیا تھا۔

تم۔۔۔"اچانک افتاد پر لفظ کہیں غائب ہو کر رہ گئے" تھے۔

شرجیل اس پر ایک طنزیہ مسکراتی نگاہ ڈالتا مغرورانہ چال چلتا ہوا آفس سے باہر نکل گیا۔کچھ دیر میں اس کی میٹنگ تھی جبکہ یہ بیوقوف لڑکی اس کا دماغ ہلا کر رکھ چکی تھی۔

تم نے مجھے ٹھکرایا ہے ناں شرجیل احمد۔۔۔پچھتاؤ گے ”
اپنے اس عمل کے لیے ساری عمر پچھتاؤ گے تم۔۔۔“غصہ
سے چیختی وہ ہاتھ مار کر ساری فائلز کا ڈھیر زمین پر بکھیر چکی
تھی۔جبکہ غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔بس نہیں
چل رہا تھا ورنہ اس آفس میں ہی آگ لگا ڈالتی۔

کندھوں کو چھوتے ہلکے سنہری بال، سفید سی رنگت، سادہ سے نین نقش والی وہ گوری اس وقت حد درجہ اشتعال کے عالم میں کمرے میں ادھر سے ادھر مارچ کر رہی تھی۔ لمبی سی ناک پر غصہ ٹھہرا ہوا تھا۔

حیدر نے ایک نظر آٹھا کر اس کو بھرپور آنداز میں دیکھا تھا۔ جو ٹخنوں سے اونچی شارٹ نما پینٹ کے ساتھ بیک اور سلیولیس شرٹ پہنے انتہائی نامناسب حلیہ میں ملبوس تھی۔ مگر وہ ہنوز خاموش رہا تھا۔

"حیدر جسٹ سے یس اور نو!" وہ سینے پر بازو لپیٹے نجانے حیدر سے کس بات کی حامی کرانا چاہ رہی تھی۔۔

"اس بار وہ۔۔۔۔ڈویولومی۔۔۔۔انسرمی مسٹر حیدر دُرانی۔۔" صوفے پر قریب چہرہ کے پاس رکتی تیز لہجے میں بولی تھی۔

"حیدر نے زچ ہو کر پھر وہی۔۔۔۔وی آر گڈ فرینڈز فلورا۔۔" جواب دہرایا تھا۔جو وہ ہر بار دہراتا تھا۔

اوہ مائے گاڈ! آر یو میڈ؟ آئی جسٹ وانٹ ٹو نو ڈو یو لو می اور" ناٹ۔۔" وہ زچ ہوتی اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی۔

میں نہ تو تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ اور نہ ہی تم سے شادی" کرنا چاہتا ہوں۔۔ بہتر ہو گا کہ تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ۔" وہ سپاٹ آنداز میں بولتا ہوا فلیٹ سے ہی باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ وہ منہ کھولے ہونکوں کی مانند اپنی جگہ پر ہی جمی رہ گئی تھی۔

یونیورسٹی ختم ہوتے ہی انہیں مکمل آزادی مل چکی تھی۔اب وہ دونوں تھیں اور ان کی ایک اکلوتی لاڈلی کار۔سارا سارا دن سیر سپاٹوں کی نظر ہو رہا تھا۔مگر اب حیدر کی تنبیہ کی وجہ سے ایک تبدیلی ضرور رونما ہوئی تھی ۔۔کہ اب ان کے ساتھ گھر کے پرانے ڈرائیور لازمی ہوا کرتے تھے۔جن کے زمہ انہی دونوں کو پک اینڈ ڈراپ کرنے کی زمہ داری عائد کر دی گئی تھی۔

"بی بی جی آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں میں دیکھ رہا ہوں گاڑی میں کیا ہو گیا ہے۔۔" زبیر بابا نے ہالہ کی پیچین ہڈی کو گاڑی سے باہر نکلتا دیکھ ٹوکنا مناسب سمجھا تھا۔

"مجھے اب گاڑی میں بیٹھے بیٹھے کوفت ہو گئی ہے۔آپ پلیز گاڑ کو جلدی سے ٹھیک کریں۔۔۔۔" وہ بیزاری سے گویا ہوئی۔ جبکہ وہ خاموش سے ہو گئے۔

ہالہ باہر اشتہار بن کر کیوں کھڑی ہو گئی ہو اندر آجاؤ" یار۔۔" زویاء نے ان کی شکل دیکھ ہالہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔

ہالہ جو ماتھے سے بہتا پسینہ پونچھ رہی تھی کہ زویا کو ونڈو سے آدھا باہر کو دیکھ چونک کر ہنس پڑی۔

موٹی تمہارا اس میں پھنسنے کا ارادہ ہے کیا۔ آندر ہو۔۔" ہالہ نے گھور کر پیچھے دھکیلا۔ جو اپنی پوزیشن دیکھ کھسیا کر پیچھے ہوئی۔

"یار گاڑی میں آجاؤ. زبیر بابا ٹھیک کہ رہے ہیں۔ تمہاری وجہ سے ونڈو کھولنی پڑ رہی ہے۔ اندر ابھی ٹھنڈک ہے تو کیوں اس شدت کی گرمی میں پسینہ پسینہ ہونے کا شوق سوار ہو گیا ہے۔" زویاء نے گھورا۔

بی بی! چھوٹی بی بی درست بول رہی ہیں۔ ویسے بھی میں" آپ لوگ کو صاحب کی اجازت کے بغیر اتنی دور لانے پر پچھتا رہا ہوں۔ اگر انہیں خبر لگ گئی کہ شہر سے اتنی دور گاڑی خراب ہو گئی ہے تو میری تو خیر نہیں۔" ڈرائیور بابا کو اپنی ہی فکر لاحق ہوئی تھی۔

ارے بابا فکر ناٹ! میں کس مرض کی دوا ہوں۔" ہالہ" نے ہنوز شوخی سے کہا۔ جبکہ وہ تاسفی آنداز میں سر ہلاتے پھر انجن پر جھک چکے تھے۔

ہالہ کھڑکی پر زرا جھکنے کے انداز میں کہنیاں ٹکاتی زویاء سے باتوں میں مشغول ہو گئی تھی۔ جبھی ایک تیز رفتار گاڑی اس کے قریب سے گزری تھی۔۔

آوچ! کس طرح کے لوگ ہیں یہ زرا جو تمیز ہو روڈ پر'' گاڑی چلانے کی۔'' دور جاتی گاڑی کو دیکھ ہالہ عادتً پیچھے سے بڑبڑائی تھی۔ جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان شرجیل سائیڈ مرر سے دھندلا نظر آتا سورج کی تمازت سے تمتماتا چہرہ دیکھ چونک آٹھا تھا۔

گاڑی ریورس ہوئی تو ہالہ کی چلتی زبان کو بریک لگا۔

زویاء زویاء بچاؤ مجھے۔۔وہ گاڑی والا تو واپس آ رہا"
ہے۔"الٹی گاڑی قریب سے قریب تر آتی چلی جا رہی
تھی۔ہالہ ہڑ بڑا کر رہ گئی تھی۔

اور چلاؤ اپنی گز بھر کی زبان جب دیکھو کسی نا کسی سے الجھ" پڑتی ہو۔" زویاء ماتھے پر تیوری ڈالے غصہ سے بولی۔

شٹ اپ! بعد میں ساس کی طرح طعنے دے لینا فی الحال" مجھے آندر آنے دو۔" ہالہ کی سٹی گم ہو گئی تھی۔ جبکہ ڈرائیور بابا مگن سے اپنے کام میں مصروف تھے۔

ہاں تو جلدی بیٹھو گاڑی میں اب گود میں آ ٹھا کر بیٹھاؤں ”
کیا؟“ زویاء کو بھی سارے بدلے یاد آ گئے تھے۔اس سے
پہلے کے وہ گھوم کر گاڑی کا دروازہ کھولتی شرجیل کی گاڑی
اس کے قدموں میں آ کر ٹھہر گئی تھی۔

آہ ہ ! ! “ ہالہ چیخ کر اُچھل پڑی۔ ”

کیا ہوا بی بی ؟“ بابا اس کی شوخ طبیعت سے واقف تھے ”
جبھی اس بار خود آنے کے بجائے جھکے جھکے ہی پوچھا تھا۔

کچھ۔۔۔کچھ نہیں۔۔"ہالہ کی سٹی اب گم ہوئی تھی۔جبکہ "
شرجیل نے ونڈو گلاس کے پار نظر آتا اس کا فق چہرہ دیکھ
مسکراہٹ روکی۔

آہستہ سے گلاس نیچے کیا تو ہالہ کا بوکھلایا سا چہرہ اس کے "
سامنے واضح ہوا تھا۔جبکہ شرجیل کے چہرہ پر رقص کرتی
شرارتی مسکراہٹ دیکھ ہالہ کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔

یو اڈیٹ ! مجھے پہلے ہی اندازہ تھا تمہیں گاڑی چلانی آتی ہی نہیں ہے۔" ہالہ بھیگی بلی سے فوراً شیرنی بن گئی تھی۔ شرجیل نے خشمگیں نظروں سے گھورا۔ اب وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ چکا تھا۔

خیریت آپ دونوں جڑواں بہنیں اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں؟" شرجیل کی آواز پر زبیر بابا چونک کر اس جانب آئے تھے۔

شرجیل بیٹا آپ یہاں۔۔" زویاء اور ہالہ نے ہونکوں کی طرح مُنہ کھول کر انہیں دیکھا۔

السلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟" شرجیل سن گلاسز اُتار کر خوش دلی سے بولا۔

وعلیکم السلام! اللہ کا شکر صاحب جی۔۔"

"زبیر بابا آپ جانتے ہیں انہیں؟"

جی بیٹا بڑے صاحب کے ساتھ کام کرتے ہیں یہ۔" خان "
بابا کے انکشاف پر اُس کا منہ حیرت کی زیادتی سے مزید کُھل
گیا تھا۔

خان بابا خیریت ہے سب۔ کیا ہوا گاڑی کو؟" شرجیل "
نے ہالہ کو نظر انداز کیے استفسار کیا۔

بیٹا خیریت ہی تو نہیں ہے۔ یہ بی بی لوگ ضد کر رہی تھیں" ہائی وے پر لے جانے کی اب واپس جا رہے تھے کہ گاڑی خراب ہو گئی ہے۔

اگر آپ مائینڈ ناں کریں تو انہیں میں گھر چھوڑ" دوں۔" شرجیل نے کان کھجا کر کن آنکھیوں سے ہالہ کو دیکھ پوچھا جو کڑے تیوروں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

صاحب نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔" وہ گویا تیار بیٹھے تھے۔"

نہیں نہیں خان بابا کوئی ضرورت نہیں! آپ گاڑی ٹھیک" کریں۔۔ ہم آپ کے ساتھ ہی گھر واپس جائیں گے۔" زویاء فوری انکاری ہوئی تھی۔

بی بی فکر کی کوئی بات نہیں۔ اور آپ لوگوں کو مزید دیر" ہوئی تو بڑے صاحب غصہٰ کریں گے بہتر یہی ہے کہ آپ شرجیل صاحب کی گاڑی میں گھر چلی جائیں ویسے بھی دن

ڈھلنے والا ہے۔‘‘‘خان بابا نے عاجزانہ آنداز میں کہا۔ہالہ کی ہٹ دھرم طبیعت سے وہ خوب واقف تھے۔

’’ویسے میرے ساتھ جانے میں کیا قباحت ہے؟جبکہ زبیر بابا آپ کو میرا مکمل تعارف بھی کروا چکے ہیں۔اور فکر نہ کریں میں اکیلا بندہ آپ دو محترماؤں کو ہر گز بھی آغوا نہیں کرونگا۔‘‘شرجیل گہری نگاہیں ان کے پریشان چہروں پر مرکوز کیے شرارت سے گویا ہوا۔

ہم کسی بھی انجان شخص پر بھروسہ نہیں کرتے۔" سینے پر "
ہاتھ باندھے وہ ضدی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ خان بابا
کشمکش سے دوچار پریشانی سے کبھی شرجیل کا سپاٹ چہرہ
دیکھتے تو کبھی ہالہ کا چہرہ۔ جو اپنی جگہ ڈٹی ہوئی تھی۔

خیر پھر میں دُرانی انکل کو کال کر کے بتا دیتا ہوں۔ کہ آپ "
دونوں شام کے اس وقت بیچ سڑک پر کھڑی ہیں۔ پھر وہ ہی
کوئی مناسب حل نکالیں گے۔" شرجیل نے بھی ان کی
دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

نہیں ! نہیں ! کیا بکواس ہے۔ آخر مسلہ کیا ہے آپ کے ”
ساتھ۔ ہماری مرضی۔۔ ہم نہیں جانا چاہتے آپ کے
ساتھ۔“ گڑ بڑا کر بولتی زویاء اعتماد بحال کرتی تڑاخ کر بولی۔

مگر میں یہاں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ کم از کم انہیں ”
علم تو ہونا چاہیے ناں۔۔“ شرجیل سنجیدگی سے کہتا نمبر
ڈائل کرنے لگا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چلو زویاء بیٹھو گاڑی میں۔ ویسے "
بھی ڈرائیور کو یہاں تک آنے میں خاصہ وقت لگا جائے
گا۔ یہی آپشن بیسٹ ہے۔" ہالہ تفخر سے رُخ پھیرتی زرا اترا
کر لٹھ مار آنداز میں احسان لینے کو تیار ہوئی تھی۔

نوازش! ناچیز کو اس قابل سمجھنے کے "
لیے۔۔ پلیز!" شرجیل سر کو خم دیے بیک ڈور کھول چکا
تھا۔ زویاء جلدی سے سیٹ سنبھال چکی تھی۔ جبکہ ہالہ بونٹ
پر جھکے خان بابا سے راز و نیاز کرتی پلٹی تھی۔

ویسے آپ چاہیں تو میرے ساتھ آگے فرنٹ سیٹ پر بھی" بیٹھ سکتی ہیں۔ کیونکہ میں آپ کا ڈرائیور تو ہر گز نہیں ہوں۔" شرجیل کی پیشکش پر اس کے ماتھے پر بل نمایا ہوئے تھے۔

جی نہیں! میں اپنی دوست کے ساتھ ہی بیٹھونگی۔" وہ" جڑواں بہنوں کی آنوکھی محبت پر آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"چلیں! ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے شرجیل نے بیک ویو مرر سے دیکھ استفسار کیا۔

"جی چلیں! کیا یہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے۔" وہ دونوں ہی بے وقت بولی تھیں۔

"افف! ناٹ آگین۔۔۔" شرجیل ضبط سے آنکھیں میچ گیا تھا۔

جبکہ ڈھلتی شام کے حسین مناظر میں ایک منظر یہ بھی تھا"
کہ شرجیل احمد ہالہ انصاری کی ہمراہی میں ایک نئے سفر کا
آغاز کرتا نہایت ہی پر سکون تھا۔ مگر کون جانتا تھا کہ اس سفر
کی منزل کس قدر بھیانک ہونے والی تھی۔

افف ! شکر ہے یار ہم بال بال بچ گئے۔۔۔" ہالہ دھپ"
سے صوفے پر گری۔ شرجیل کچھ دیر قبل ہی انہیں گھر

چھوڑ کر گیا تھا۔ شکر تھا کہ ان کے ماں، باپ ایک بزنس ڈنر پر انوائٹ ہونے کے باعث گھر میں موجود نہیں تھے۔

"ہاں یار! وہ تو اللہ بھلا کرے شرجیل احمد کا جو وہ ہمیں گھر تک چھوڑ گئے۔ ورنہ نجانے ہم کب تک خواری کاٹتے رہتے۔" زویا بھی ساتھ ہی گر پڑی تھی۔

ہنہہ !۔ تمہیں بڑا اچھا لگ رہا ہے وہ۔" ہالہ نے ماتھے پر "
بل ڈالے کڑے تیوروں سے گھورا۔

تم تو بس یونہی ہر ایک سے اللہ واسطہ کا بیر باندھ لیتی "
ہو۔" زویاء نے بیزاری سے سر جھٹکا۔ ساتھ ہی وہ اپنا ہینڈ
بیگ آٹھاتی انصاری ہاؤس سے باہر نکل آئی تھی۔

یہ اس ناراضگی کا اظہار تھا۔

ہالہ زویاء کو ڈھونڈتی ڈھونڈتی درانی ہاؤس چلی آئی تھی۔ شاید زویاء کل والی بات پر اس سے سخت قسم کا ناراض ہو گئی تھی۔ جبھی صبح سے نہ اس نے خود انصاری ہاؤس کا چکر لگایا تھا اور نہ ہی اس کی کال ریسیو کر رہی تھی۔ جبھی اسے لان میں بیٹھا ہوا حیدر نظر آ گیا تھا جو شاید موبائل پر کسی سے گفتگو میں مصروف تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے قدموں کا رخ حیدر کی جانب موڑ چکی تھی۔

یار میں خود پریشان ہوں۔۔ فلورا تو میری جان کو ہی آ گئی" ہے۔۔ یار وہ مسلسل بلیک میل کر رہی ہے۔ تو خود بتا میں کیا کروں۔۔ اس رات لندن اسٹریٹ پر جو کچھ ہوا تھا۔ وہ محض ایک اتفاق تھا۔۔ اور وہ سب میں نے کیوں کیا تھا تو اچھے سے جانتا ہے۔ مگر اب وہ بات پکڑ کر بیٹھ گئی۔" حیدر سخت کوفت میں دکھائی دے رہا تھا۔

نہیں یار! منڈے سے بابا کا آفس جوائن کر رہا ہوں۔ پھر" کچھ سوچتا ہوں۔ فلورا کی وجہ سے سارے کام تاخیر کا شکار ہو

رہے ہیں۔۔بس کچھ روز تک مام سے بات کر کے ہالہ کا رشتہ بھی بھیجواتا ہوں۔" وہ اپنی ہی دھن میں دھیمی سی آواز میں بول رہا تھا۔

نہیں ابھی میں نے اسے کچھ نہیں بتایا ہے۔میں چاہ رہا" ہوں۔سب کچھ بڑوں کی موجودگی میں آرام سے طے پا جائے۔" ہالہ اس کے بہت پاس آچکی تھی۔اور مسکرا کر سامنے پڑی کرسی پر نشست سنبھال گئی تھی۔حیدر اسے دیکھ چونک کر سیدھا۔

سفیر میں تجھ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" وہ کال بند کر"
چکا تھا۔

خیریت! کس کا رشتہ ڈالنے کی باتیں ہو رہی تھیں۔" ہالہ"
نے یونہی پوچھ لیا تھا۔

کسی کا نہیں۔" حیدر نے مسکرا کر پھر سے ٹالنا چاہ تھا۔"

مطلب اب حیدر درانی مجھ سے اپنی باتیں شئیر نہیں کیا" کریں گے۔" وہ مصنوعی ناراضگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

ایسا نہیں ہے ہالہ۔۔" حیدر نے نفی کی۔"

"جھوٹ۔۔۔"

یار جب ویسا کچھ ہے ہی نہیں جیسا تم سمجھ رہی تو فضول سی بات کا فائدہ۔" حیدر نجانے کیوں چڑ سا گیا تھا۔ گالوں کا پڑنے والا گڑھا بھی آج اسی جیسا بدمزاج لگ رہا تھا۔

"اچھا تو غصہ کیوں ہو رہے ہو۔۔ اگر نہیں شئیر کرنا چاہ رہے تو تمہاری مرضی حیدر۔" ہالہ اس کے لہجے میں چھپی بیزاری محسوس کر یکدم سنجیدہ ہو گئی تھی۔

پھر وہی بات ہالہ ! ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ کتنی بار سمجھاؤ میں تمہیں۔۔۔" موبائل پر فلورا کا لنگ دیکھ وہ زچ ہوتا غصہ سے پھنکارا تھا۔ ہالہ اچانک اس کے رویہ کے بدلاؤ پر سہم سی گئی تھی۔

"سوری حیدر!" ہلکی سی آواز میں وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔ جو آج پھر فلورا نامی لڑکی کی کال ریسو کرتا ہوا اسے اکیلا چھوڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ حیدر کے نظر آنداز کرنے پر سسکی سے نجانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔۔۔۔

وہ عجلت بھرے آنداز میں گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا گھر سے نکل گیا تھا۔۔ جبکہ وہ کتنی ہی دیر خاموش بیٹھی رہ گئی تھی۔ فی الحال وہ زویاء سے ملاقات کا ارادہ بھی ملتوی کر چکی تھی۔

ویک اینڈ کے بعد ہفتے کا پہلا دن خاصہ مصروف ہوتا ہے۔۔ آفس میں موجود تمام ہی لوگ بہت تیزی سے اپنا اپنا

کام نبٹانے میں مصروف تھے۔ کچھ دیر قبل ہی خالد انصاری کمپنی کے تمام امپلائز سے حیدر کا تعارف کروا چکے تھے۔

"ویلکم ٹو دا آفس مائے سن!" آفس ڈریس کوڈ میں نک سک سے تیار حیدر کو اپنی ہمراہی میں لیے گلاس آفس کی جانب قدم بڑھاتے وہ خوشدلی سے بولے تھے۔ جو آفس خاص الخاص شارٹ ناٹس پر اسی کے لیے تیار کروایا گیا تھا۔

تھینکس ڈیڈ۔" وہ مسکرایا تو گالوں کا گڑھا واضح ہوا تھا۔ جو "
ایک طائرانہ تفصیلی نظر آفس کی ڈیکوریشن پر دوڑا رہا تھا۔

آفس پسند آیا؟" انہونے میں مِحو کھڑے حیدر "
کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا جس کی آنکھوں میں ستائش
ابھری تھی۔

بالکل ڈیڈ! میری توقع سے زیادہ اچھا ہے۔۔۔" وہ دل "
سے مسکرایا تھا۔

یہ ایک مکمل گلاس وال آفس تھا جو حیدر کی ڈیمانڈ کے مطابق ہی ڈئزانگ کیا گیا تھا۔اس آفس کی ہر چیز اس نے خود ہی سلیکٹ کی تھی۔میز سے لے کر بیک وال کا کلر تک اس نے خود ہی ڈیسائیڈ کیا تھا۔جو اس طرز سے ڈئزانگ کیا گیا تھا جو ہر طرف سے بلڈنگ کا سینٹر تھا۔

سو حیدر آج سے دُرانی گروپ اف کمپنی کی آفیشلی بھاگ دوڑ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یہ سیٹ آج سے تمہاری ہوئی۔" وہ سنجیدگی سے حیدر کو سربراہی چیئر تک لائے تھے۔

بیٹھو! اور ہان ٹینشن لینے کی قطعی کوئی ضرورت" نہیں۔ کہیں کوئی مئسلہ ہو رفیق صاحب آپ کو اسسٹ کریں گے۔۔ ورنہ میرا فس چند قدموں کی دوری پر ہی

ہے۔" سامنے سے داخل ہوتے رفیق کو دیکھ وہ اسے فری ہینڈ دے چکے تھے۔

"رفیق آج کا سارا دن آپ حیدر کے ساتھ رہیں۔ آئندہ اور جاری تمام ڈیلز اور پروجیکٹس کے بارے میں ڈیٹیل میں گائیڈ کریں۔ اس کے علاوہ حیدر آکاؤنٹس پر بھی اپکی گہری نگاہ ہونی چاہیے آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کمپنی نقصان میں جا رہی یا پھر فائدہ میں۔ او کے بیسٹ اف لک مائے سن۔۔" وہ سنجیدگی سے چند اہم باریک باتیں ہائی لائٹ

کرتے اپنے آنداز میں باور کراتے آفس سے باہر نکل گئے تھے کچھ ہی دیر میں انہیں بورڈ اف ڈائریکٹر کی میٹنگ آٹینڈ کرنی تھی۔۔

انصاری ہاؤس کے وسیع سے مہمان خانے میں موجود مہمانوں کی غیر متوقع آمد نے فائزہ بیگم اور خالد صاحب کو حیرت میں مبتلہ کر دیا تھا۔ کچھ دیر قبل ہی مسز درانی اور محمود

درانی نے بھی انہیں جوائن کیا تھا۔ڈبل سیٹر صوفوں پر براجمان احمد صاحب اور ثانیہ بیگم ہنستے مسکراتے چہروں سے بس ہالہ کی آمد کے منتظر تھے ابھی باقاعدہ طور پر رشتہ کے مطلق انہونے کوئی بات نہیں کی تھی۔

بھابی بچے نظر نہیں آرہے؟"بل آخر جب انتظار طویل" ہوا تو پوچھ بیٹھیں۔

عادل تو اس وقت آفس میں ہوتا ہے جبکہ ہالہ پیپرز سے ”
ابھی فری ہوئی ہے۔ تو آج کل وہ آرام کر رہی
ہے۔۔“ انہوں نے رسانیت سے جواب دیا تھا۔

اچھا اچھا! ویسے یہ ہالہ کا آخری سال تھا ناں؟“ فائزہ بیگم ”
زرا چونک گئیں تھیں۔ بھلا انہیں کیسے علم ہوا۔

جی جی بس یہ لاسٹ سمسٹر تھا۔" فائزہ مسز احمد کی جانب دیکھ مسکرا کر گویا ہوئیں۔

بڑی پیاری ہنس مک بچی ہے۔ مجھے تو بہت پسند آئی" تھی۔" ثانیہ کی خوشگوار لہجے میں کہی بات نے انہیں ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

آپ ہالہ سے کہاں ملیں؟" ان کا تجسس اُبھرا تھا۔"

وہ مسز دُرانی کے وہاں زویاء کے ساتھ ملاقات ہوئی" تھی۔" وہ تو ہنس کر بتا گئیں تھیں مگر فائزہ کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔

اچھا! اور آپ بتائیں کیا مصروفیات چل رہی ہیں؟" اب" وہ مسز درانی کے ساتھ محوِ گفتگو تھیں جبکہ فائزہ کا دماغ کہیں اور چل رہا تھا۔

ہالہ اپنے کمرے میں ہی تھی مگر انہیں اپنے بچوں خاص کر کے ہالہ کا ہر کسی کے سامنے آنا کچھ خاص پسند نہیں تھا۔انکی غیر متوقع آمد انہیں بہت کچھ باور کروا رہی تھی۔۔

بیگم میرا خیال ہے اب ہمیں نکلنا چاہیے۔"احمد صاحب" کلائی کی گھڑی میں وقت دیکھ کر گویا ہوئے تھے۔ مسز احمد فوراً رسمی سا مسکرا کر آٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں میں وہ دونوں میاں بیوی مسکرا کر انصاری ہاؤس سے واپسی کے لئے نکل آئے تھے جبکہ فائزہ مسز درانی سے غائب دماغی سے باتیں کرتیں پُر سوچ نظر آ رہی تھیں۔ان کی آمد کا وہ کچھ کچھ مطلب سمجھ چکی تھیں۔

"ہالہ! کہاں ہو تم۔۔۔" زویاء اسے ڈھونڈتی ہوئی لان میں آگئی تھی۔

"میں نے کہاں جانا ہے یہیں ہوں۔" جھولے میں بیٹھی ہالہ سپاٹ آنداز میں بولی تھی۔

"اچھا یہاں اداس اداس کیوں بیٹھی ہو۔۔اور کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے مجھ سے۔ جبکہ ناراض تو میں تھی۔" زویاء اس کے گلے میں باہیں ڈال کر بیٹھ گئی تھی۔

میں کیوں ناراض ہونے لگی تم سے۔" وہ نروٹھے پن سے "
منہ بسور کر بولی۔

اچھا تو پھر منہ کیوں سوجھا ہوا ہے؟" زویاء نے تیوری "
چڑھا کر پوچھا۔

بس ویسے ہی۔" ہالہ نے اصل وجہ بتانے سے گریز ہی "
کیا تھا۔

کہیں تم شرجیل احمد کے بارے میں تو نہیں سوچ رہی "
ہو۔" زویاء نے اپنے تئیں آندازہ لگایا تھا۔

نہیں یار! میں کیوں سوچوں گی۔" وہ جھٹ بات بنا گئی۔ "

تو پھر کیوں ناراض ہو۔" زویاء کی سوئی بھی ہنوز وہیں "
آٹک سی گئی تھی۔

نہیں ہوں یار میں ناراض۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" ہالہ "
کو عجیب سی چڑ ہوئی تھی۔ حیدر سے اس دن کے بعد سے
اس کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے پھر میں آنٹی سے جا کر پوچھ لیتی ہوں کہ ”
آخر تم کس بات کو لے کر ناراض گھوم رہی ہو۔“ زویاء نے
جانے کے لئے پر تولے۔

یار بیٹھ جاؤ۔۔۔“ ہالہ نے ہاتھ پکڑ کر زبردستی اسے اپنے ”
ساتھ ہی بیٹھا لیا تھا۔

تمہیں پتہ ہے آج ہمارے گھر کون آیا تھا۔" ہالہ نے لبوں "
کا کونا دبا کر دریافت کیا تھا۔

نہیں کون؟" زویاء نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔ "

شرجیل احمد کے پیرنٹس۔" زویاء کو حیرت انگیز جھٹکا لگا "
تھا۔

تمہارا رشتہ لے کر؟" زویاء نے ہونکوں کی طرح منہ "
کھول کر پوچھا۔

نہیں یار!" وہ اس کے ریکشن پر بیزار ہوئی۔ "

تو پھر کیوں آئے تھے؟" وہ مشکوک ہوئی۔ "

مجھے کیا معلوم۔۔ وہ تو ماما مجھ سے پوچھ رہی تھیں کہ میں "
آنٹی سے کب ملی تو مجھے ان کی آمد کا بھی پتہ لگا۔" ہالہ نے

اس بار تفصیلی بتایا جبکہ وہ ڈانٹ پڑنے والی بات گول کر گئی تھی۔

اوہ! میں سمجھ گئی وہ کنفرم تمہارا رشتہ ہی مانگنے آئے" تھے۔" زویاء نے اپنی سوچ کے گھوڑے دوڑائے تھے۔

تمہاری سوئی ہمیشہ ایک بات پر اٹک کیوں جاتی ہے؟" وہ' تنے تاثرات سے خشمگیں آنداز میں سوالیہ بولی۔

جب میں نے ایک بار بول دیا کہ ویسا کچھ نہیں"
ہے۔ مطلب وہ بس یونہی ملنے کے لئے آئے تھے۔" ہالہ
نے صحیح سے گھر کا تھا۔

اچھا تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔" زویاء نے بھی خفگی"
بھرے انداز میں کہا تھا۔

اچھا چھوڑو یہ بتاؤ۔۔ تمہاری زاویار فاروقی سے بات ہوتی ہے؟" ہالہ نے یکدم بات کر رخ چینج کر دیا تھا۔

میری کیوں بات ہو گی اس سے؟" زویاء کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔

یار مطلب ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔ دراصل زاویار نے" مجھ سے تمہارا نمبر لیا تھا۔" ہالہ نے زرا ہچکچا کر بتایا تھا۔

اور تم نے دے دیا ہالہ؟" وہ تیوری چڑھا کر بولی۔"

یار وہ صرف ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔" ہالہ نے اسے" سمجھانا چاہا۔

شٹ اپ یار! تم ایسا کیسے کر سکتی ہو۔۔ مطلب مجھے تم سے" یہ امید نہیں تھی یار۔" زویاء خفگی بھرے آنداز میں بولتی تیزی سے جھولے سے اٹھتی انصاری ہاؤس سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔ جبکہ اس بار ہالہ اس کو ماننے کی خاطر پیچھے دوڑی تھی۔

۔۔۔۔۔ کوٹ پشت پر ڈالے وہ رف اینڈ ٹف حلیہ میں تھکا ہارا ساولا میں داخل ہوا تھا۔ دونوں ہاتھ کی آستینوں کو فولڈ کر کے کہنیوں تک موڑ رکھا تھا۔ بھاری قدموں کی دھمک

چھوڑتا وہ اپنے کمرے میں جانے کا ارادہ ملتوی کرتا ثانیہ بیگم کی تلاش میں نگاہیں گھماتا ہوا ہال سے نکل کر گھر کی بیک سائیڈ پر آیا تھا۔ جہاں وہ فراز صاحب کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مصروف تھیں۔

السلام علیکم!" وہ باآواز سلام کرتا ہوا وہیں آ گیا تھا۔"

وعلیکم السلام! تھکے تھکے سے لگ رہے ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔" وہ اس کے چہرے پہ چھائی پژمردگی دیکھ فکریہ انداز میں گویا ہوئی۔

ایئم فائن مام! آپ بتایئے انصاری صاحب کے گھر گئے تھے آپ لوگ ہالہ کے پیرنٹس سے ملاقات ہوئی۔" ثانیہ بیگم نے فراز صاحب کی جانب دیکھ کر گلا کھنکھارا۔ شرجیل نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"بیٹا! ہم فرسٹ ٹائم ان کے گھر گئے تھے۔اور ہالہ بیٹی بھی گھر پر نہیں تھی تو ہمیں ابھی رشتہ کی بات کرنا کچھ مناسب نہیں لگی۔" جواب احمد صاحب کی جانب سے آیا تھا۔

شرجیل کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"میں نے تو آپ کو کہا تھا کہ ابھی پہلے میں خود زاتی طور پر ہالہ سے بات کرلوں پھر آپ لوگ بھی اپنی مرضی کر لیجئے گا۔" شرجیل پیچھے کو ہوتا ریلیکس انداز میں بیٹھ گیا تھا۔

درست کہ رہے ہو بیٹا۔۔ مگر مجھے ہالہ کی مدر کا رویہ کچھ "
خاص اچھا نہیں لگا۔۔ میں سوچ رہی تھی کیوں ناں پہلے ہم
انہیں اپنے گھر ڈنر پر انوائٹ کر لیتے ہیں۔ درانی اور انصاری
صاحب سے تو تمہارے بابا کے اچھے مراسم ہیں۔۔ انکار کی
تو گنجائش ہی نہیں ہے۔" ثانیہ بیگم نے اپنی سوچ کے تحت
رائے کا اظہار کیا۔

کم آن ماما! کیا ضرورت ہے۔۔ فضول کی فارملیٹیز نبھانے "
کی۔" شرجیل کو بیزاری ہوئی۔

فارملیٹیز نہیں ہیں۔۔ مگر خاندانی لوگوں کے کچھ رکھ رکھاو بھی تو ہوتے ہیں۔اچھا ہے وہ ہماری فیملی کو جان لیں پرکھ لیں۔۔ فیصلہ لینے میں آسانی رہتی ہے۔" فراز صاحب نے بھی متفقانہ رائے کا اظہار کیا تھا.

"جیسی آپ کی مرضی ! آپ لوگ دیکھ لیں۔۔ میری ویسے بھی میٹنگ کے سلسلے میں نیکسٹ فرائیڈے کی دبئی کی فلائٹ ہے۔۔اس کے بعد ہی کچھ ممکن ہو سکے گا۔" وہ فی الحال مکمل زمہ داری ان کے سپرد کرتا کھڑا ہو گیا تھا۔

چلیں میں جب تک فریش ہو جاؤ! ڈیئر ماما آپ اچھی سی کافی تیار کروالیں پلیز! سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔" جیبوں میں ہاتھ پھنسائے وہ فرمائشی لہجے میں بولتا ہوا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

ہالہ زویاء کو پکارتی ہوئی دُرانی مینشن میں داخل ہوتی اسکے کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ جبھی کارپورچ میں

رکتی گاڑی کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔ہالہ زرا چونک کر پلٹی تھی۔

وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس حیدر بازوؤں پر کوٹ ڈالے ابھی آفس سے واپس لوٹا تھا۔حیدر کی شکل دیکھ ہالہ کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔حیدر کی نظر بھی اس کے ناراض چہرے پر پڑ چکی تھی۔

ہالہ! روکو پلیز!" وہ جو تیزی سے وہاں سے نکل جانا چاہتی"
تھی۔۔ حیدر کی آواز پر ناچاہتے ہوئے بھی ٹھہری۔

ناراض ہو۔" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑا"
عین مقابل آگیا تھا۔ جو مخالف سمت میں نظریں کئے کھڑی
تھی۔

یار! اس دن کے لئے میں کتنی بار تو تمہیں سوری بول چکا"
ہوں۔۔ بس میں تھوڑا پریشان تھا۔۔ معاف کر دو

یار۔"حیدر کئی بار معذرت کر چکا تھا۔ مگر دوسری جانب کی ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔

بول لیا تم نے اب میں جاؤ۔"سرد لہجے میں وہ بالکل سپاٹ" آنداز میں گویا ہوئی تھا۔

اسے منہ کے ساتھ تو میں تمہیں کہیں جانے نہیں" دونگا۔۔آج میرا آفس کا پہلا دن تھا اور تمہاری اتنی سڑی ہوئی شکل دیکھ کر میں اپنا پہلا دن خراب نہیں کرنا

چاہتا۔۔شاباش جیسے صبح بیسٹ وشز کا پیارا سا میسج کیا تھا۔اب ویسا ہی سمائلی سا فیس بنالو۔"حیدر نے شرارت سے بول کر اس کو ہنسانا چاہا تھا جو منہ بنائے کھڑی تھی۔

"اب ہنس بھی دو یار۔اور مزید کتنے نخرے دکھانے کا ارادہ ہے۔"حیدر نے خشمگین نگاہوں سے گھورا۔تو وہ مسکراہٹ چھپانے لگی۔

ہاہاہا! اب لگ رہی ہو ناں دی گریٹ ہالہ انصاری۔۔ ورنہ" چڑیل لگ رہی تھی۔"" حیدر نے مسکرا کر چھیڑا تھا۔۔ جو منہ کھولے حیرانگی سے اپنے لئے چڑیل کا الفاظ برداشت کر رہی تھی۔

میں چڑیل! اور تم جانتے ہو کیا لگ رہے ہو۔"" وہ کینہ طور" نظروں سے گھورتی بولی تو اس نے سوالیہ بروآٹھائے۔

بھوت لگ رہے ہو بالکل۔۔" وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے" اس کے گال میں پڑھتا گڑھا دیکھ کڑھ کر بولتی حساب بے باک کر چکی تھی۔

ہاہاہاہا! چلو کچھ تو لگ ہی رہا ہوں ناں۔۔اب آندر" آجاؤ۔۔آج تمہارا ڈنر ہمارے ساتھ ہی ہو گا۔۔" حیدر مسکراتا ہوا اسے ساتھ لئے آندر کی جانب بڑھا۔

جی نہیں بہت شکریہ جناب۔۔میں تو آپ کی بہن صاحبہ "
کو منانے آئی ہوں۔۔ محترمہ روٹھ کر آئی ہیں مجھ
سے۔۔" ہالہ کھلکھلا کر ہنستی ہوئی زویاء کے روم کی جانب
بڑھی تھی۔۔ جبکہ حیدر ہولے سے نفی میں سر ہلاتا اپنے
روم کی جانب بڑھا۔جب سامنے سے صائمہ بیگم آتی ہوئی
نظر آئیں۔۔

حیدر میری جان آفس کا پہلا دن کیسا رہا تمہارا۔" وہ اپنے "
خوبرو بیٹے کو دیکھ محبت سے بولیں۔

بہت اچھا رہا ماما! یہ بتائیں کہ آج آپ نے کھانے میں کیا" بنوایا ہے۔" وہ انہیں کندھوں سے تھامتا لاڈ سے بولا۔۔

آج کھانے میں بہت کچھ بنایا ہے وہ بھی اپنے ہاتھوں" سے۔اور سب کچھ میرے بیٹے کی پسند کا بنا ہے تو اب تم جلدی سے فریش ہو کر آجاؤ۔۔ پھر ساتھ میں ڈنر کرتے ہیں۔۔ میں زرا اس لڑکی کو دیکھ لوں۔۔" صائمہ بیگم اس کے بالوں محبت سے ہاتھ پھیرا تو وہ دھیرے سے مسکرایا۔

یعنی آج تو کھانا کھانے میں مزہ ہی آجائے گا۔۔۔اب تو"
مجھ سے مزید ویٹ بھی نہیں ہو رہا۔۔آپ جلدی سے سب
کو بلوائیں۔۔میں بس یوں گیا اور یوں آیا۔۔"حیدر تیزی
سے بول کر کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔جبکہ وہ زویاء کے
کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

زویاء کا موڈ خاصہ آف تھا۔ایسی وجہ سے ہالہ اسے زبردستی اپنے ساتھ باہر لے آئی تھی۔۔اور وہ جہاں جا رہی تھیں۔۔زویاء کو اگر پتہ چل جاتا تو وہ آدھے راستے سے ہی واپس چلی جاتی۔۔کیونکہ اکیلے باہر آنے جانے پر اسے پہلے بھی صائمہ درانی سے اچھی خاصی ڈانٹ پڑ چکی تھی۔۔مگر خطروں کی کھلاڑی ہالہ صاحبہ پر کسی کی ڈانٹ ڈپٹ کا اثر زرا کم ہی ہوتا تھا۔۔

ہالہ فاسٹ ڈرائیونگ کرتی کلب پہنچی تھیں۔جبکہ زویاء نے جانا پہچانا سا روٹ دیکھ کر ہالہ کو باز رہنے کا کہا تھا۔۔مگر اب

واپسی تو نا ممکن سی تھی۔ بلا خر زویاء کو بھی ہار مانتے ہی بنی تھی۔ وہ بڑے بڑے قدم لیتی کراچی ریس کلب کی سیڑھیاں عبور کر رہی تھیں۔ جہاں آج گھوڑوں کی ریس ہونے کے باعث عوام کا خاصہ رش تھا۔ ہالہ کو گھوڑ سواری کرنے کا خاصہ شوق تھا۔ مگر اس کی جلد باز طبیعت کے باعث کوئی بھی اسے اس شوق کو گھر میں لانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ جبکہ عادل کو تو گھوڑوں سے سخت قسم کی چڑ تھی۔

ویسے ہالہ یہ بہت ہی غلط بات ہے ہم بغیر بتائیں یہاں آ گئے ہیں۔" ساتھ چلتی زویاء کی ایمانداری نے آج ہی جوش مارا تھا۔

اچھا اور اس دن والے بنک کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے محترمہ۔۔ جب آپ دو دریا پر کھانا کھانے پہنچ گئی تھیں۔" ساتھ چلتی ہالہ نے وہیں ٹھہر کر یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔

ہی ہی! یار دو دریا تو اپنے گھر جیسا ہے ناں مگر یہاں ہم" کبھی حیدر بھائی کے بغیر نہیں آئے۔" زویاء کھسیا کر مسکراتی دوپٹہ کی اوٹ میں چھپتی نیا جواز پیش کر گئی تھی۔

واہ یہ تو پھر وہی بات ہو گی، تو ڈاکتا ٹومی اور ساڈا کتا" کتا۔۔۔" ہالہ نے ہاتھ جھلا کر طنزیہ لفظ ادا کیے تھے۔ جبکہ ارد گرد میں خاصہ رش تھا۔

اچھا یار اب جلدی کرو۔ کہیں ریس ختم ہی نہ ہو جائے۔ ہانپتی کانپتی، عوام کا رش چیرتیں وہ دونوں ابھی آڈینس سیکشن میں داخل ہوئی تھیں۔ جہاں پہلے ہی عوام اگے کی نشستوں پر بڑے کروفر سے براجمان تھی۔

لو کر لو بات ریس دیکھنے آئے ہیں یا پھر میچ ابھی بھی انہیں اگے کی نشستیں ہی درکار ہیں۔" وہ دونوں ہی سڑے سڑے منہ بناتیں عوام کے درمیان سے دوچار اسٹیپس پھلانگتی پیچھے کی خالی پڑی سیٹس کی جانب آئی تھیں مگر ہائے یہ

درمیانہ قد۔۔۔ پیچھے کی سیٹیں اگے والیوں کی بانسبت اونچی تھیں مگر ہالہ کو ابھی بھی جی بھر کر غصہ آرہا تھا۔

اس سے اچھا تو ہم حیدر کو اپنے ساتھ لے آتے۔ کم از کم وہ" ہمیں اسپیشل پروٹوکول تو دلوا دیتا۔" ہالہ کو حیدر کی یاد ستانے لگی تھی۔

یار اب بیٹھ بھی جاؤ۔۔" زویا جھنجھلا کر رہ گئی تھی۔"

"تم بیٹھو۔۔" سر جھٹک کر بولنے کے ساتھ ہی وہ ایک پیر
آٹھا کر اونچا کرتی دھپ سے سیٹ پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی
تھی۔ زویاء نے منہ کھول کر اس کی کاریگری دیکھی تھی۔
مگر وہ تفخر سے مسکراتی اب آنکھیں چندھیا کر سامنے دیکھنے
کی کوشش کر رہی تھی جہاں گھوڑ سوار سیفٹی جیکٹس پہنے
اپنا اپنا گھوڑا دوڑانے کے لیے تیار کھڑے تھے۔

"میں کیوں بیٹھوں میں بھی کھڑی ہو نگی۔" زویاء بھی اس
کی دیکھا دیکھی سیٹ پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

یار جلدی کرو۔۔بس ریس شروع ہونے والی ہے۔"ہوسٹ کی مائیک میں گونجتی آواز پر ہالہ عجلت بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"اوہ یس!"زویاء سامنے کا منظر واضح ہوتے ہی کُھل کر مسکرائی تھی۔

یار وہ والا سفید گھوڑا دیکھوں کتنا خوبصورت ہے"

۔۔افف! بالکل براق لگ رہا ہے۔" ہالہ نے سامنے میدان میں کھڑے گھوڑوں کو دیکھ اشتیاق سے کہا تھا۔

واقعی پیارا ہے مگر وہ براؤن بالوں والا زیادہ خوبصورت" ہے۔ بیلوری آنکھوں والا۔" زویا نے اپنی پسند اگے رکھی تھی۔

جبکہ ہوسٹ کی آواز مائیک میں گونجنے لگی تھی سب کی" نظریں میدان پر ٹکی ہوئی تھیں۔

تم دیکھنا یہ ریس میرا براق ہی جیتے گا۔" ہالہ کے جوش" بھرے لہجے میں یقین تھا۔

دیکھتے ہیں ویسے مجھے تو لگ رہا ہے وہ میرا شیر وہی جیتے" گا۔" نک نیم سے نوازنے میں بھلا زویاء کیوں پیچھے رہتی۔

نہیں براق جیتے گا۔۔"ان دونوں کے درمیان ناختم"
ہونے والی جرح چھڑ گئی تھی۔ گھوڑ سوار میدان تاک کر
گھوڑوں کی لگامیں تھامے چوکس تھے۔ جبھی اسی درمیان
ریس بھی شروع ہو گئی تھی۔

اوہ یس!! براق براق۔۔"سب ہی گھوڑے پوری رفتار"
سے بھاگے تھے مگر سب سے اگے ہالہ کا براق ہی تھا۔ جو
خاصہ پر تیلا گھوڑا تھا۔

شیر وکم آن شیر و۔۔۔"زویاء نے فل جوش سے چیئر اپ" کیا تھا۔

"ہاہاہا!! میرا براق ہی جیتے گا۔اسے گویا اپنے گھوڑے پر پورا اعتماد تھا، مگر اگے گریل پکڑ کر کھڑا شر جیل جانی پہچانی سی آواز پر گھوما تھا۔ پیچھے کھڑی ہالہ اور رزویاء کو دیکھ وہ یکدم چونک آٹھا تھا جو تیز آواز میں صدا لگاتیں اپنی ہی دنیا میں مگن تھیں..

مگر ہر بار شرجیل احمد کو چونکا دینا تو ان کا پسندیدہ مشغلہ بن" چکا تھا۔ بھیڑ زیادہ تر مردوں کی تھی اور یہ دو عجوبے ہر اس جگہ دستیاب تھے جہاں ان کا داخلہ ممنون قرار دیا گیا ہوتا تھا۔

ہالہ یہاں۔۔" اسے خوشگوار سی حیرت نے اپنی لپیٹ میں" لیا تھا۔ خود ساختہ سی سرگوشی تھی مگر وہ مسکرا آٹھا تھا۔

یاہو!! ہالہ کے اچانک نعرے پر اس نے گردن کا زرا سا" رخ موڑ کر پلٹ کر دیکھا تھا جہاں وائٹ گھوڑا ہالہ کا براق ریس جیت چکا تھا۔

شرجیل کی آنکھیں کسی احساس کے تحت چمک آٹھی" تھیں۔ وہ وائٹ گھوڑا اس کے دوست کا تھا وہ ریس دیکھنے آیا ہی داؤد کے بے حد اسرار پر تھا۔ ورنہ آج اس کا مصمم ارادہ فارم ہاؤس پر بروس (بے بی ٹائیگر) کے ساتھ وقت گزارنے کا تھا۔ مگر ہالہ کی وہاں موجودگی نے اس کا وہاں انا کار آمد ثابت کر دیا تھا۔

دیکھا میں نے کہا تھا ناں میرا براق ہی جیتے گا۔" وہ جزبات"
میں زویاء کے پھولے پھولے سے گال کھینچ گئی تھی۔

ہنہہ!! یہ سراسر ادھاندلی ہوئی ہے میرے شیر وکے"
ساتھ ورنہ وہی جیتتا۔۔" زویاء نے مشہور سیاستدانوں والا
جملا مارا تھا۔

ہاہاہا! ! بیٹا دھاندلی نہیں ہوئی ہے تمہارا شیر وہارا ہوا گھوڑا" تھا۔اور ہارے ہوئے گھوڑے پر پیسہ اور امید دونوں ہی نہیں لگاتے کیا خبر کب دھوکا دے جائے۔" ہالہ کے شوخ بھرے لہجے پر اس کا مزید منہ بن گیا تھا۔

جاؤ میں تم سے بات نہیں کرتی۔ہالہ اپنی ہی مستی میں مگن" تھی۔ جبکہ دو نگاہیں بڑے پر شوخ انداز میں اس کا ایک ایک ایکٹ ناٹ کر رہی تھیں۔

اچھاناں! چھوڑوں تم نے کونسا اس گھوڑے پر کڑوڑوں" کی بولی لگا رکھی تھی جو ڈھاڑے مار کر پر رونے بیٹھ گئی ہو۔" ہالہ نے برابر میں ہی جگہ سنبھال کر گھورا تھا۔

اللہ اللہ میرے جزبوں کی تو کوئی قدر ہی نہیں ہے۔ بولی" بھلے ہی نہیں لگائی تھی مگر امید تو لگائی تھی نا کیا وہ اربوں روپوں سے کم ہوتی ہے؟" زویاء نادیدہ آنسو صاف کر بڑے ہی مظلوم لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

افف!! ہمیں آپ کی آپ بیتی سن واقعی بڑا افسوس ہوا" مگر زویاء درانی آپ فکر نہیں کیجئے ہم آپ کے غم میں ففٹی ففٹی کے شریک ہیں۔۔" ہالہ نے بڑے ہی دکھ بھرے لہجے میں کہتے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ! اس دنیا میں واقعی میرا کوئی نہیں ہے۔ دونوں کی نوٹنکیاں عروج پر تھیں۔ جبکہ اب عوم کا رش چھٹنے لگا تھا۔

اچھا چھا!! میری معصوم کنیا چل شاباش آٹھ جا۔ گھر کے" لیے نکلنا ہے جلدی ویسے بھی دیر ہو رہی ہے۔۔" ہالہ نے گھڑی کی بھاگتی سوئیاں دیکھ فوری احساس کروایا تھا۔

بڑی جلدی خیال آگیا ابھی کیا ضرورت ہے۔ آرام سے" بیٹھیں۔ آئیندہ منعقد ہونے والی ریس کا بھی پتہ لگا لیں آرام سے دیکھ کر جایئے گے اب تو۔" زویاء کے لہجے میں واضح طنز تھا۔

تم اُٹھ رہی ہو یا نہیں۔" ہالہ نے دانت کچا کچا کر چٹکی کاٹی" تھی۔

آہ۔۔ چل رہی ہوں ناں چڑیل۔۔" وہ بھی چار و نچار" آٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ایکسکیوزمی!" پیچھے سے اُبھرتی شناسہ آواز پر وہ دونوں ہی" ہڑبڑا کر پلٹی تھیں کہیں وہ پکڑی تو نہیں گئی تھیں۔

"اہ شکر بال بال بچ گئے۔۔" دونوں نے ہی بیک وقت پیچھے کھڑے شرجیل کو دیکھ شکر بجلایا تھا۔

"واٹ سوری!" شرجیل نے زرا اچھنبے سے دیکھا تھا۔

"واٹ نہیں۔۔۔میرا مطلب آپ یہاں بھی آ گئے۔ مسٹر تم ہمارا پیچھا کر رہے ہو؟" دونوں جو بوکھلا سی گئی تھیں اب اوسان بحال ہوتے ہی کمر پر ہاتھ ٹکائے ماتھے پر بل ڈالے اس پر چڑھ دوڑی تھیں۔

جی ! میں اور آپ دونوں کا پیچھا کرونگا۔ میڈم دماغ اپنے ٹھکانے پر ہے بھی یا نہیں ؟" شرجیل کو حیرت ہی تو ہوئی تھی۔

ہاں تو آپ بتائیں یہاں کیا کر رہے ہیں ؟" آئی برو آٹھا کر بالکل سی آئی ڈی والے آنداز میں سوال کیا گیا تھا۔

اتفاق سے میں بھی یہاں وہی کرنے آیا تھا۔ جو آپ ”
دونوں محترمہ کرنے آئیں تھیں۔“ وہ بھی زرا طنزیہ لہجے
میں گویا ہوا تھا۔ مگر وہ دونوں آفت کی پڑیے اسے گھُما چکی
تھیں۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر پھر آپ ہمیں کیوں فالو کر رہے ہیں ”
جا کر اپنا کام کیجئے ناں۔“ دونوں ہی گھور کر بولتی سر جھٹک
گئیں۔

آپ دونوں سارے کام ایک ساتھ ہی کرتی ہیں"
کیا؟"شرجیل کو ان دونوں کا ساتھ جملے ادا کرنا خاصہ کھل
اُٹھا تھا۔

آپ سے مطلب!!"جواب پھر ساتھ آیا تھا۔وہ جھنجھلا"
کر جل اٹھا تھا۔

خیر میں کہ رہا تھا،میرا مطلب میں یہ کہنا چاہتا تھا"
کہ۔۔۔نہیں میرا مطلب ہے ہالہ آپ مجھ

سے۔۔۔افففف!! کیا بولے جا رہا ہوں میں۔" شرجیل لفظوں کو ترتیب دیتا جھنجھلا کر حواس باختگی میں اپنے ہی بال پکڑ چکا تھا۔

کر لو بات انہیں تو خود ہی نہیں پتہ یہ کہنا کیا چاہتے " ہیں۔۔دیکھا دیکھا پھنس گئے ناں۔۔ایسی لیے کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔" وہ دونوں پھر سے ساتھ بولتیں مسکرا کر ایک ہاتھ سے تالی مارتیں شرجیل کو اپنا سر پھوڑ لینے پر مجبور کر گئی تھیں۔

یا میرے اللہ! میں آپ دونوں کے پاس آ ہی کیوں" گیا۔" اب اک دکا لوگ بھی رُک رُک کر دونوں ساتھ بولتی لڑکیوں اؤ سوری عجوبوں کو حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔

تو جائیں ناں کس نے روکا ہے۔ آئے بڑے ہمیں فالو" کرنے والے۔۔۔" دونوں پھر سے ساتھ بولتیں شرجیل کو واقعی وہاں آنے کی غلطی پر پچھتانے پر مجبور کر گئیں تھیں۔

ویسے آپ دونوں کی جوڑی نے تو جڑواں کران ارجن کو" بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ مطلب کیا کمال کی ٹائیمنگ ہے۔" شرجیل پلٹ کر جاتا ٹرک کر چڑے ہوئے لہجے میں بولتا وہاں سے واک آوٹ کر گیا تھا۔

ہائے میرے کران ارجن آئینگے۔ آسمان کا سینا چیر کر" آئینگے زمین کی چھاتی پھاڑ کر آئینگے میرے کران ارجن ضرور آئینگے۔" دونوں بے وقت پلٹ کر جاتے شرجیل کو دیکھ فلم کا ڈائیلاگ بولتی نفی میں سر ہلا کر افسوس کرنے پر مجبور کر گئیں۔

ویسے فری ہمارا ہر لفظ ساتھ بولنا یہ محض ایک اتفاق تھا یا"
ہم میں سپر پاورز آ گئی ہیں۔" شرجیل کے وہاں سے روانہ
ہوتے ہی زویاء اس کے کان میں گھس کر رازداری سے بولی
تھی۔

پتہ نہیں فی الحال تو یہاں سے بھاگنے کی کرو اس سے پہلے"
کے ہماری گمشدگی کی خبریں مسجدوں کے میناروں میں
گونجتی ہوئی میڈیا اور اخباروں کی زینت بھی بن
جائیں۔" ہالہ بولنے کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے

والے انداز میں کراچی ریس کلب سے بھاگتی دوڑتی نکل تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فلورا تم واپس کب جا رہی ہو۔" حیدر نے رسانیت سے" دریافت کیا تھا۔

جب تم مجھے اپنے پیرنٹس سے ملوادو گے۔۔میں واپس چلی جاؤنگی۔" وہ ہنوز اپنی بات پر قائم تھی۔"

میں تمہیں اپنے پیرنٹس سے ملوادوں تاکہ تم وہ فضول سی بات انہیں بتادو۔" حیدر کو تپ چڑھی تھی۔"

اگر فضول سی بات ہے تو اتنا ہائیپر کیوں ہو رہے ہو ڈیئر حیدر۔" وہ طنزیہ مسکائی تھی۔"

کیونکہ میں اپنی فیملی کی نظر میں اپنا امیج خراب ہوتا نہیں" دیکھنا چاہتا۔۔ سمجھ آئی تمہیں۔" وہ غصہ سے چٹخا۔

اوہ! تو پھر باہر جا کر وہ جیپ حرکت کی ہی کیوں تھی۔ تم" نے۔" فلورا کو اسے بلیک میل کر کے مزہ آ رہا تھا۔

کیا چاہتی ہو تم۔" وہ سرینڈر کر گیا تھا۔"

تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ میں اب واپس نہیں جانا" چاہتی۔۔ تم جانتے ہو نا میں اپنے پرینٹس کے اگینسٹ جا کر تم سے ملنے پاکستان آئی ہوں۔۔ اور تم میرے ساتھ اس طرح کا بیہو کر رہے ہو۔" بل آخر وہ گوری لڑکی امو شنل بلیک میلنگ پر اُتر آئی تھی۔ حیدر نے زرا کی زرا نظر آٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

اوکے ! میں تم سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔ مگر" ایک شرط پر۔۔" گہری سوچ میں ڈوبا بیٹھا حیدر بلآخر کسی نتیجے پر پہنچا تھا۔

آر یو سیریس حیدر!" وہ اپنے مخصوص انگلش لب و لہجے"
میں حیرانگی سے گویا ہوئی۔

یس آئی آیئم سیریس! بٹ یہاں ایک کنڈیشن ہے۔" وہ"
سنجیدگی سے بولا تھا۔

ایکسپٹڈ! ایکسپٹڈ! میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار"
ہوں۔" وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔

ویٹ ڈیئر فلورا! پہلے شرط تو سن لو۔" حیدر کو اس کے "
آنداز پر ہنسی آئی تھی۔

تم یہاں میرے فلیٹ میں چھ ماہ رہو گی۔۔ جیسے میں "
چاہوں گا۔۔ مینز تمہیں پاکستانی کلچر کے مطابق خود کو گرو
م کرنا پڑے گا۔ ہم چھ ماہ ساتھ رہیں گے۔۔ اگر تم بالکل
ویسے ہی بن گئی جیسے ایک مسلمان لڑکی ہوتی ہے تو میں تم
سے نکاح کر لونگا۔۔ جس کے لئے تمہیں سب سے پہلے

مسلمان ہونا پڑے گا۔" حیدر نے کچھ وقت تک لئے اسے ٹالنا چاہا تھا۔

"میں اسلام میں آنے کے لئے ریڈی ہوں۔۔اور جیسا ڈریس تم کہو گے ویسا ڈریس پہنے کے لئے بھی۔۔ مگر تم وعدہ کرو۔۔ کہ تم مجھ سے شادی کرو گے۔" فلورا خوشی سے جذبات کی رو میں فوراً ہامی بھر گئی تھی۔

اوکے ڈن ! مگر ہاں تم بھی پھر یوں بات بات پر مجھے بلیک میل نہیں کرو گی۔" وہ بھی تنبیہ لہجے میں گویا ہوا۔"

اوکے ! مگر پلیز حیدر تم مجھے دھوکا مت دینا۔" فلوا معصوم" سا چہرہ بناتی اس کا ہاتھ تھام کر بولی تھی۔

نہیں دے رہا۔۔" حیدر کو حد درجہ بیزاری نے آن گھیرا" تھا۔۔

پھر شاپنگ پر چلیں۔۔ تم مجھے سارے مسلم ڈریس بائے" کروادو۔۔ جب تک ہماری شادی نہیں ہو رہی۔۔ میں ڈریس کیئری کرنے کی پریکٹس کرلونگی۔" وہ چہک کر فرمائشی لہجے میں بولی تھی۔۔ حیدر کو چار و نچار اس کی بات ماننی پڑی تھی۔

آج اتوار کا دن تھا۔ صبح صادق سے طلوع ہوتا آفتاب پوری شان و شوکت سے احمد ولا کی چھت پر نمودار ہوا تھا۔۔ عموماً چھٹی والے روز اس وقت گھر میں خاصہ سناٹا سا

چھایا ہوتا تھا۔ مگر آج صورتحال مختلف تھیں۔احمد ولا میں خاصی گہما گہمی تھی۔گھر کے تمام تر ملازمین ہی اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔

چہرے پر عجلت بھرے تاثرات لیے ثانیہ بیگم نفیس سی بیش قیمت ساڑھی کا پلو سنبھالتیں ملازمین کو ہدایت دے رہی تھیں۔

موتی کی طرح چمکتے سنگِ مرمر کے فرش کو مزید چمکاتے ملازمین پھرتیلے آنداز میں کاموں میں جُتے ہوئے تھے۔

کچن میں نظر ڈالیں تو نت نئے پکوانوں کی اشتہا انگیز خوشبوں ناک کے نتھنوں سے ٹکراتی منہ میں پانی لانے کے لیے کافی تھی۔

جبکہ احمد صاحب اسٹڈی میں موجود کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔ شرجیل فی الحال اپنی میٹنگ کے سلسلے میں ملک سے باہر تھا۔

مہمانوں کی آمد میں کچھ دیر باقی تھی۔ آج احمد صاحب نے درانی اور انصاری صاحب کے گھرانے کو دعوت پر مدعو کر رکھا تھا۔۔۔

جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ لڑکی۔ مہمان بس آنے ہی والے"
ہونگے۔۔" گھڑی پانچ کا ہندسہ عبور کرنے پر جو آئی
ملازمین کے ہاتھوں میں پھُرتی در آئی تھی۔

افف احمد صاحب جانے کہاں رہ گئے ہیں؟" کوئی فکر ہی"
نہیں ہے۔" وہ عجلت میں سر پر ہاتھ مارتی ساڑھی سنبھالتیں
اپنے کمرے کی جانب بڑھیں۔

احمد صاحب آپ ابھی تک یونہی بیٹھے ہیں۔ کپڑے تو چینج" کر لیتے۔۔" وہ اسٹڈی میں داخل ہوتی ناراضگی سے گویا ہوئی تھیں۔ جو ابھی تک گھر کے کپڑوں میں ملبوس تھے۔

بیگم مہمانوں نے شام کو آنا ہے۔۔اور میں کونسا دلہا" ہوں۔ یہ کپڑے بھی ٹھیک ہیں۔" وہ شرارت سے مسکرائے۔

بھئی! آپ کو پتہ ہے ناں ہماری بہو کے گھر والے آرہے ہیں میں چاہتی ہوں ہر چیز پرفیکٹ ہو۔" وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

ہونے والی بہو!!" انہوں نے تصیح کرنی ضروری سمجھی۔"

ہو بھی جائے گی۔ان شاءاللہ۔۔" وہ پُرامید تھیں۔"

ان شاءاللہ۔۔"

چلیں اُٹھیں میں زرا کچن پر نظر ڈالوں آج کُک بھی ”
نہایت ہی سست آنداز میں کام کر رہا ہے۔“ وہ ان کو دیکھ
ہولے سے مسکرائے تھے۔ ساتھ ہی ایک گہری سانس بھر
کر پھر کتاب کے مطالعہ میں غرق ہو گئے تھے۔

شام کی سرخی ہر سو آسمان پر پھیلی ڈیرہ جما چکی تھی۔ ہالہ اور
زویاء گھر کے وسیع و عریض لان میں کرسیوں پر نشست

لگائیں بیٹھیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں چائے سے لطف آندوز ہو رہی تھیں۔

آج درانی اور انصاری ہاؤس کے مکین احمد صاحب کے گھر مدعو تھے۔ حیدر اور عدیل آج ساتھ میں دوستوں کی طرف نکلے تھے۔

جبکہ وہ دونوں اس وقت گھر پر اکیلی ہی ٹھہر گئیں تھیں۔ ان دونوں کو ہی ساتھ لیجانا ضروری نہیں سمجھا گیا تھا۔

یار زویاء تمہیں کیا لگتا ہے۔ یہ بابا کے اچانک سے بننے" والے بزنس پارٹنر احمد صاحب کیوں بابا کی اتنی آؤ بھگت کر رہے ہیں۔" خالی دماغ شیطان کا گھر۔۔۔

یار! وہ بابا لوگ کے ساتھ بھی کام کر چکے ہیں۔ بابا کے" ساتھ بھی ابھی حال ہی میں ایک نئی ڈیل فائنل ہوئی ہے۔ تو بس یہی چکر ہے۔" زویا چائے کا گھونٹ بھر کر عام سے لہجے میں بولی۔

نہیں مجھے تو لگتا ہے۔دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔" ہالہ "
کے اندر کی جاسوس بیدار ہو چکی تھی۔

کیوں بھئ ! ایسی کیا خاص بات ہے تمہارے بابا کی کمپنی "
میں جو وہ تمہارے ساتھ کام کرنے کے لیے دال میں کالا
پیلا ملا رہے ہیں۔" زویا کی تیوری چڑھ گئ تھی۔۔۔

پیلا نہیں مجھے تو لگ رہا ہے۔ نیلا تو دھاملانے کی تیاریاں ''
عروج پر ہیں۔'' ہالہ کا خرافاتی دماغ مزید کیا سوچ سکتا تھا۔

واٹ!!! دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟'' زویاء کو برا لگا تھا۔''

یار میں سوچ رہی ہوں بابا اور انکل لوگوں کو کال کر کے ''
پوچھوں۔ کہیں وہ شرجیل احمد مجھ سے بدلہ تو نہیں لے
رہا۔'' ہالہ کو وقفے وقفے سے ہول آٹھ رہے تھے۔

او بہن بیٹھ جا یہاں ! اتنے بڑے بزنس کا اکلوتا مالک تمہیں" اتنا فارغ دماغ نظر آ رہا ہے کیا۔" زویاء نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

مگر پھر بھی یار۔۔۔ کہیں واقعی آج کا کھانا کھلا کر کام تمام" کرنے کا ارادہ تو نہیں اس عینک والے جن کا۔" شرجیل کے چشمے پر چوٹ کی گئی تھی۔ جو وہ کبھی کبھی یوز کرتا تھا۔

"افففف! تم تو بالکل پاگل ہو چکی ہو۔ اتنی تم کوئی حور پری ہو ناں جو وہ تم سے بدلہ لینے کے لیے تمہارے بابا کے بزنس میں اپنا کڑوڑوں روپے انویسٹ کرے گا۔" زویا ءضبط سے بولتی دانت کچکچا گئی۔

"جاؤ یار! تمہیں تو میری قدر ہی نہیں ہے۔۔۔" ہالہ منہ بسور گئی۔

ہم باز آئے ایسی شکی طبیعت والی محترمہ سے۔ غضب خدا" کا تم تو چلتے پھرتے قتل کروادو۔۔" زویاء اس کے عجیب انکشافات پر دھل کر رہ گئی تھی۔

ہمم! چلو تو بیٹھی رہو یہیں اکیلی۔ جب میری شادی " ہو جائے گی ناں تو اسی لان میں اکیلے بیٹھ کر تارے گنو گی۔۔" ہالہ آنکھیں پھیر کر ناراضگی جتلاتی لان کے احاطے سے نکل آئی تھی۔ جبکہ وہ اپنے سابقہ مشغلے یعنی موبائل میں مصروف ہو چکی تھی۔

-

احمد ولا کی ڈائیننگ پر پر تکلف آنداز میں ڈنر کیا گیا تھا۔ مسز احمد نے خوشی میں ڈنر کا خاصہ اہتمام کرر کھا تھا۔ کھانے کے بعد گرین ٹی کا دور چلا تھا۔

سردیوں کے دن تھے اور اتنے ہیوی ڈنر کے بعد ہضم بھی تو کرنا تھا۔۔

خوشگوار ماحول میں وہ دھیمے آواز میں ہمہ تن گوش تھے۔

چلیں بھائی صاحب اب ہمیں اجازت دیجئے۔ کافی رات ہو گئی ہے صبح آفس بھی ہمیں ہی جانا ہے۔" وہ مزاحیہ لہجے میں گویا ہوئے۔

ہاہاہا! جی جی ہماری طرف سے اجازت ہے۔ بس پھر زرا" شرجیل واپس لوٹ آئے تو بات آگے بڑھاتے ہیں۔" وہ نیو پرپوزل کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔

جی! شرجیل بیٹے آجائیں تو عدیل سے ملاقات" کارروائیں۔ دونوں ہم عمر بچے ہیں۔ ہمارے دماغ تو مل ہی گئے ہیں۔ اب ان کے دماغ کا ملنا بھی ضروری ہے۔ مستقبل میں انہیں ہی سب سنبھالنا ہے۔" خالد صاحب مسکرا کر گویا ہوئے۔ انہوں نے محض سر ہلا کر اتفاق کیا تھا۔

چلیں بیگم ! یا پھر یہی رہنے کا ارادہ ہے۔۔" فاصلہ پر "
موجود فائزہ کو ہانک لگاتے وہ مسکرائے تھے جو انہی کی جانب
آ رہی تھیں۔

جی بس چلیں۔ ایکچوئیلی۔ بھابھی ہمیں گھر دکھانے لگی "
تھیں۔" وہ نزدیک آتی مسکرائی تھیں۔ صائمہ، فائزہ اور
ثانیہ بیگم کی خاصی علیک سلیک ہو گئی تھی۔

چند ثانیوں بعد اجازت لیتے احمد ولا کے پورچ سے درانی اور انصاری صاحب کی گاڑیاں اگے پیچھے ہی نکلی تھیں۔ایک خوبصورت دن خود میں انوکھی سی خوشی اور منفرد جاذبیت لیے اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔۔۔۔۔۔

.....

وقت پر لگا کر اڑ گیا تھا۔مزید پندرہ دن بیت چکے تھے۔۔مگر حیدر فی الحال اپنے کام میں مصروف تھا۔آج فلور از بردستی

ضد کر کے حیدر کے ساتھ لانگ ڈرائیو کے بہانے اس کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنے کے لیے باہر آئی تھی۔۔اتفاق تھا یا قسمت کی ستم ظریفی کہ آج ہالہ بھی اپنے بابا کے آفس سے واپسی پر ٹریفک میں پھنسی ہوئی تھی۔

وقت کا چکر تھا کہ سنگل پر ہالہ اور حیدر کی گاڑیاں ایک ساتھ آکر ٹھہری تھی۔۔۔

ہالہ جو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود اپنے ہی دھیان میں تھی
۔۔سائیڈ میں ایک غیر ارادی سی نظر پڑنے پر چونک کر
واپس نظروں کا رخ موڑتی وہ چونک اٹھی تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان حیدر کی ہمراہی میں ایک نازک
سی لڑکی کو دیکھ ہنستا مسکراتا دیکھ وہ زرا حیران ہوئی تھی۔

یہ لڑکی کون ہے۔۔" وہ دیکھنے میں تو مغربی لگتی تھی مگر"
اس کا لباس مکمل مشرقی تھا۔۔ نجانے دماغ میں کیا سمائی کہ

سگنل کھلتے ہی وہ خاموشی سے حیدر کی گاڑی کو فالو کرنے لگی تھی۔۔جو ایک گھنٹہ سڑکوں پر گھومنے کے بعد اپنے فلیٹ کی جانب موڑ گیا تھا۔۔

"اوہ! تو مطلب میرا شک صحیح نکلا۔۔اگر حیدر پہلے ہی کسی لڑکی کو لائک کرتا ہے تو گھر میں سب کو بتا کیوں نہیں دیتا۔۔۔"ہالہ کو نجانے کیوں تاسف نے آن گھیرا تھا۔۔

وہ جو پہلے ساری باتیں اپنی بیسٹ بڈی سے شئیر کرتا تھا۔۔اب وہ اس کے ساتھ بہت اجنبی رویہ اختیار کرنے لگا تھا۔۔

خیر مجھے کیا! حیدر رُدرانی اگر تم چاہتے ہو کہ اب سے ہالہ انصاری تمہارے راستہ میں نہ آئے تو فکر مت کرو۔۔اب ایسا ہی ہو گا۔۔"خود ساختہ سوچوں کے تحت وہ تلخی سے مسکراتی اپنے چہرے کے زاویہ درست کرتی گھر کی جانب روانہ ہو گئی۔

شرجیل بیٹا!" وہ جو ابھی آفس سے آیا تھا۔۔اپنی ماں کی" آواز زپر ٹھٹھک کر ٹھہر گیا تھا۔

میں اتوار کو ہالہ کے گھر باقاعدہ رشتہ لے کر جانا چاہ رہی" ہوں۔۔آپ نے ہالہ سے بات کرلی۔"اسے واپس آئے ایک ہفتہ بیت گیا تھا۔

ابھی تو ماما میں میٹنگز کے سلسلے میں بہت بزی تھا۔۔۔ خیر " میں کل ملاقات کرتا ہوں ہالہ سے آپ اپنی تیاری پوری رکھیں۔" وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

چلو ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔ جو بھی کرنا ہے زرا جلدی کرو۔" وہ" مسکرا کر اس کا شانہ تھپتھپاتی اپنے روم کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔۔

ہالہ!" زویاء روم میں انٹر ہوئی تو وہ ابھی تک بیڈ پر موجود "
تھی۔

خیریت ہے کل سے تم مجھ سے ملی نہیں ہو۔۔ناراض ہو "
کیا۔" زویاء نے انجانے سے خدشے کے تحت پوچھا۔

نہیں تو۔۔ تمہیں کیوں ایسا لگا۔" وہ کہنیوں کے بل آٹھ "
بیٹھی تھی۔

بس ویسے ہی۔ یہ بتاؤ۔۔۔ لنچ پر چل رہی ہو میرے"
ساتھ۔" زویاء نے اس کی بیزار طبیعت دیکھ موڈ صحیح کرنے
کی خاطر کہا تھا۔

ہاں ضرور چلو نا۔۔" وہ فوری اٹھ بیٹھی تھی۔۔"

ٹھیک ہے تم جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔۔ میں زرا ماما کو" انفارم کر کے آتی ہوں۔۔" وہ دونوں ساتھ ہی بیڈ سے آٹھ گئیں تھیں۔۔۔

اپن آئیر رستوران میں کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔ایک کونے والی ٹیبل پر وہ دونوں بھی موجود تھیں۔۔۔ برتنوں کی آوازیں اور گونجتی سرگوشیوں کی

آواز کے علاوہ ماحول میں مکمل خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

"پھر تم نے زاویار کے بارے میں کیا سوچا۔" ویٹر کچھ دیر پہلے ہی آرڈر سرو کر کے گیا تھا۔

"ناٹ آ گین یار! مجھے اس شخص میں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔" وہ بیزار ہوئی۔

ہی لوزیو یار! وہ رشتہ لے کر آنا چاہتا ہے۔۔ مجھ سے کہہ رہا" تھا کہ میں تمہیں مناؤں۔" ہالہ کی بات پر وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے گھورنے لگی تھی۔

شٹ اپ یار! کیا تم اور کوئی بات نہیں کر سکتی ہو۔" وہ" زچ ہوئی تھی۔

کر سکتے ہیں مگر میں پوچھتی ہوں آخر زاویار فاروقی میں ”
برائی ہی کیا ہے۔“ وہ خشمگیں لہجے میں استفساریہ لہجے میں
گویا ہوئی۔

کوئی برائی نہیں ہے۔۔ مگر وہ میرے لیول کا نہیں ”
ہے۔“ ہالہ نے ”اوہ“ کرنے والے آنداز میں حیرانگی کا
اظہار کیا تھا۔

اچھا! یہ بات ہے۔۔“ وہ استہزایہ مسکرائی۔ ”

ہاں یہی بات ہے۔۔ بہتر ہے کہ تم اپنے دوست کو میری" طرف سے کوئی آسرا دینے کے بجائے سیدھا سیدھا منع کر دو۔" وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔

ایک منٹ! اپنا دماغ درست کر لو۔۔ وہ صرف تمہاری" وجہ سے مجھ سے بات کرتا ہے۔ ورنہ میرا کوئی دوست نہیں ہے وہ۔" ہالہ کو اس کی بات ناگوار گزری تھی۔

جو بھی ہے۔۔۔ تمہارا دوست تو ہے ناوہ۔۔" زویاء"
نجانے کیوں تلخ ہو رہی تھی۔

ایک منٹ! کیا فضول کی بکواس کر رہی ہو تم میرے"
ساتھ۔" ہالہ کی تیوری چڑھی تھی۔

وہی جو تم سمجھنا نہیں چاہ رہی ہو۔" ہالہ نے اس کے آنداز"
پر خفگی سے اسے گھورا تھا۔۔ مگر خاموش ہی رہی تھی۔۔

میرے خیال سے تم میرے ساتھ لنچ نہیں کرنا چاہ رہی"
ہو۔۔۔۔تم لنچ کرو۔۔میں نکلتی ہوں۔"زویاء ہالہ کو
خاموشی سے بیٹھا دیکھ کھانا ادھورا چھوڑ کر آٹھ گئی
تھی۔۔جبکہ وہ خاموشی سے جہاں تھی وہیں کی وہیں بیٹھی رہ
گئی تھی۔۔۔۔

زویاء جا چکی تھی۔۔ جبکہ ہالہ خالی دماغ کے ساتھ سوچوں میں گہری بیٹھی تھی۔۔

ہیلو! ہالہ خیریت آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔" اچانک سے" شرجیل وہاں ان وارد ہوتا اس کے سامنے والی کرسی سنبھال گیا تھا۔

جس پر کچھ دیر پہلے زویاء بیٹھی ہوئی تھی۔ ہالہ چونک کر سیدھی ہوئی جبکہ مقابل کو دیکھ حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

وہی جس کے لیے خاص الخاص یہاں تشریف آوری ہوتی ہے۔" ہالہ طنزیہ لہجے میں اسے شرمندہ کر گئی۔

"میرا مطلب تھا۔ وہ آپ کی جڑواں بہن نظر نہیں آرہیں۔" فوری تاثرات پر قابو کر وہ شوخی سے گویا ہوا۔ جبکہ ہالہ کی تیوری چڑھ گئی تھی۔

وہ مصروف تھی۔ آپ کو کچھ کام تھا۔" سارے لحاظ پل"
میں بلائے طاق رکھے وہ رکھائی سے گویا ہوئی تھی۔

کام تو کچھ نہیں تھا۔ میں ایک دوست کہ ساتھ یہاں لنچ"
کرنے آیا تھا۔ آپ کو اکیلا دیکھا تو کمپنی دینے چلا
آیا۔" شرجیل چیئر پر آرام سے بیٹھ کر زیر لب مسکرایا۔
وہ اپنی عادت کے بر خلاف اس سے مسکرا کر ملتا تھا۔ جبکہ
مادام کہ مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔

مجھے آپ کی کمپنی کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ میں" یہاں لنچ کرنے آئی ہوں۔" ہالہ اب سنجیدگی سے مخاطب ہوئی تھی۔ ہر ایرے غیرے کے ساتھ فری ہونا اس کی فطرت کا حصہ ہر گز نہیں تھا۔

خیر! ویسے بھی میں آپ سے ملاقات کرنا چاہ رہا تھا۔ اچھا" ہوا آپ سے یہیں ملاقات ہو گئی۔" ہاتھوں کو باہم آپس میں ملائے وہ جھک کر زرا قریب ہوا تھا۔

ہالہ کے ماتھے پر نا سمجھی کے بل پڑ گئے تھے۔۔

مجھ سے مگر کیوں۔۔"وہ حیرانی سے گویا ہوئی۔"

دراصل میں اپنے والدین کو آپ کے گھر بھیجنا چاہ رہا" تھا۔"شرجیل نے تمہید باندھی تھی۔

ابھی چند روز پہلے ہی تو ملاقات ہوئی ہے۔۔ماما بابا کی آپ"
کی فیملی سے۔اور بابا وغیرہ کی تو ہوتی ہی رہتی ہے۔۔ پھر بھلا
اب کیوں؟؟؟" ہالہ کو وجہ کچھ خاص سمجھ نہیں آئی۔

ایکچوئیلی میں۔۔۔۔ویٹرز ڈشز تھامے قریب سے"
گزرے تو وہ خاموش ہو گیا۔

"میں آپ کو۔۔۔"

ہالہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟اور شرجیل تم۔۔"ابھی وہ "
مزید کوئی بات کرتا کہ سنجیدہ ساعدیل ان کے قریب ہی
آگیا تھا۔

یہ ہوٹل ان کے آفس سے زرا قریب واقع تھا۔

ہاں عدیل وہ۔۔"ہالہ اچانک آمد پر ہڑبڑ کر آٹھ کھڑی "
ہوئی۔

ہیلو!! ہاؤ آر یو عدیل؟" شرجیل بھی نشست چھوڑ کر آٹھ" کھڑا ہوتا شائستگی سے گویا ہوا تھا۔

آئی ایم فائن! واٹ اباؤٹ یو؟" وہ بھی رسمی سا مسکرایا۔"

گڈ! السو فائن۔۔۔بس یہاں ایک فرینڈ کے ساتھ لنچ پر " آیا تھا۔ مس ہالہ کو اکیلا بیٹھا دیکھا تو ہیلو! ہائے! کرنے آگیا تھا۔" شرجیل کے جواب پر ہالہ بھی ہلکا سا مسکرائی۔عدیل بھی سمجھ کر سر ہلا گیا۔

ہالہ ! لنچ ہو گیا؟" وہ اب ڈائریکٹ ہالہ سے مخاطب ہوا جو "
تذبذب کا شکار بوکھلائی سی کھڑی تھی۔

نہیں !" ہاں بس ہو گیا۔۔۔ "

اوکے ! پھر ملاقات ہو گی۔۔ ہیو آ گڈ ڈے۔" وہ ٹیبل پر "
سے موبائل اور اپنی کیز آٹھا کر ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر
نکلتا چلا گیا۔۔

سب تو اسے ہی رکھا ہوا ہے۔۔ چلو آؤ بیٹھو۔۔ بھوک تو" مجھے بھی لگی ہے۔" عدیل ان ٹچ ڈشز دیکھ کار کی چابی ٹیبل پر رکھتا ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

ہالہ بھی کندھے اُچکا کر اپنی سابقہ نشست سنبھالتی اس کے ساتھ خوش گپوں میں لگی لذیذ کھانے نوش فرماتی لطف آندوز ہونے لگی تھی۔

شکر تھا اسے زویاء کو چڑانے کے لیے بہترین کمپنی تو مل گئی تھی۔۔

ہالہ۔۔۔۔" مسز انصاری ہالہ کو پکارتی اس کے کمرے میں آئیں تھیں۔

جی ماما!" وہ جو پورا کمرہ پھیلا کر لیپ ٹاپ پر کوئی موو ی" دیکھنے میں مصروف تھی چونک کر متوجہ ہوئی۔

جی ماما! وہ چونک کر آٹھ بیٹھی۔"

یہ کیا کچرہ پھیلا رکھا ہے تم نے۔۔زراڈ سپلین نام کی چیز" نہیں ہے تم میں۔دوسری لڑکیوں کو دیکھوں کتنی سلیقے شعور ہوتیں ہیں۔کیسے چیزوں کو ارگنائز کرنے کا شوق ہوتا ہے مگر تم۔۔" وہ زمین پر پڑے کشنز اٹھاتیں تاسفی آنداز میں بولیں۔۔۔

ارے چھوڑیں نا یار! ملازمہ صاف کر دے گی۔۔آپ" یہاں آئیں۔" وہ جلدی سے اٹھتی قریب آئی تھی۔

ہاں وہ تو کر ہی لے گی۔ مگر اب زرا تم بھی سدھر" جاؤ۔" خشمگیں نگاہوں سے دیکھتی وہ تاسفی آنداز میں بولیں جبکہ وہ کھسیا کر رہ گئی۔

خیر مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔" وہ اسے "
ساتھ لیے صوفے پر بیٹھ گئیں تھیں۔

جی ماما بولیں!" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی تھی۔"

دراصل میں اور تمہارے بابا سوچ رہے تھے"
کہ۔۔۔۔۔" وہ ابھی کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ ملازمہ
بوکھلائی سی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

"میڈم جلدی چلیں۔۔زویاء باجی کے ہاتھ پر مجھ سے گرم گرم چائے گر گئی ہے۔۔" ملازمہ کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"کیا! مگر کیسے۔۔" وہ دونوں بھی حواس باختہ سی بھاگی تھیں۔

زویاء میرے بچے کیا ہوا؟ فائزہ انصاری پریشانی سے باہر آئی تھیں۔ جو کچن کے سنک کے پاس کھڑی ہاتھ پر ٹھنڈا پانی ڈال رہی تھی۔

کچھ نہیں آنٹی بس ملازمہ سے ٹکر ہو گئی۔۔" زویاء نے" جلن کے باوجود مسکرانے کی سعی کی۔

اسے کیسے ! دیکھو ہاتھ کس قدر سرخ ہو رہا ہے۔ چلو" جلدی سے ڈاکٹر کے پاس چلو میرے ساتھ۔۔" وہ پریشانی سے گویا ہوئیں۔

نہیں نہیں آنٹی ! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں" بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ نرمی سے مسکرائی تھی۔

اسے کیسے ٹھیک ہو۔۔۔ ہالہ برنل لا کر دو مجھے جلدی" "سے۔۔ اتنا زیادہ ہاتھ جل گیا بچی کا۔

تمہارا دھیان کہاں تھا۔۔۔جو بچی سے ٹکرا گئیں۔۔" وہ"
اب ملازمہ پر گرم ہوئیں تھیں۔

وہ میڈم!" وہ شرمندہ ہوئی تھی۔ جبکہ زویاء مسلسل"
انہیں مطمئن کر رہی تھی۔۔

فلور اکافی وقت ہو گیا ہے۔۔۔میرے خیال سے اب مجھے ”
نکلنا چاہیے۔۔اور پلیز۔۔۔اب بیوقوفوں کی طرح مجھے بار
بار کال اور میسجز کر کے تنگ نہ کرنا۔میں الریڈی تمہاری
وجہ سے بہت ڈسٹرب ہو گیا ہوں۔۔چند دن بعد میری
فلائٹ ہے۔۔۔اگر تم چاہو تو واپس جا سکتی ہو۔کیونکہ میں
دو ماہ کے لیے باہر جا رہا ہوں۔۔۔بابا کمپنی کی ایک نیو برانچ
اُپن کرنا چاہ رہے ہیں تو۔۔۔تو اس سب میں مجھے خاصہ
وقت لگ جانا ہے۔“ وہ عجلت بھرے آنداز میں گھڑی میں
دیکھتا آٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔جو اسے فضول سے میسجز کر کے
آفس سے بلا چکی تھی۔

مگر حیدر تم نے وعدہ کیا تھا۔۔ چھ ماہ تک۔۔" فلورا ایکدم"
اپنی نشست چھوڑتی نزدیک آئی تھی۔

اوہ پلیز فلورا! اسٹاپ بینگ چائلڈش۔۔ میں اپنے کاموں"
میں مصروف ہوں۔۔ نیا نیا بزنس جوائن کیا ہے۔۔ فی الحال
میرے پاس تمہارے فضول سے ڈرامے دیکھنے کا وقت
نہیں ہے۔۔" وہ زچ ہی تو ہو گیا تھا۔

مگر حیدر!" وہ مزید کچھ کہتی جبھی اس کا موبائل رنگ "
کرنے لگا تھا۔

ہیلو! جی ماما! اوہ۔۔۔اوکے میں بس گھر ہی آرہا"
تھا۔" دوسری جانب سے صائمہ بیگم نے زویاء کے متعلق
انفارم کیا تھا۔۔جو ضد میں ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکاری
تھی۔

اب میں نہیں آؤنگا فلورا! اگر تمہیں واقعی یہاں وقت "
برباد کرنے کا زیادہ ہی شوق ہے تو یہاں شوق سے
رہو۔۔" سرد مہری سے بولتا وہ فلیٹ سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ
گولڈن بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتی فلورا گہری سوچ میں گم
تھی۔۔ کیونکہ اب وہ فی الحال حیدر کو ایک چھوٹی سی وجہ
سے بلیک میل نہیں کر سکتی تھی۔

زویاء یار! کیوں فضول میں آنٹی کو پریشان کر رہی"
ہو۔۔ تمہارا ہاتھ بہت زیادہ جل گیا ہے۔۔ ڈاکٹر کے پاس
کیوں نہیں چلتی ہو۔" ہالہ نجانے کتنی دیر سے اسے قائل
کرنا چاہ رہی تھی۔۔

محمود صاحب کو پریشان کرنا صائمہ بیگم نے ضروری نہیں
سمجھا تھا۔۔ مگر زویاء کی حڈ دھرمی دیکھ کر وہ حیدر کو جلدی
گھر پہنچنے کا حکم صدر کر چکی تھیں۔۔

اوہ پلیز یار! جب میں نے کہ دیا کہ میں بالکل ٹھیک "
ہوں۔۔کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔۔تو پھر آخر مسلہ کیا
ہے۔"زویاء اب تک ہالہ سے اُکھڑی اُکھڑی سی تھی۔

تم اب تک ناراض ہو مجھ سے۔۔"وہ سنجیدگی سے "
بولی۔۔جو غیر مرئی نکتے پر نظر گاڑے بیٹھی تھی۔

یار پلیز ابھی تم جاؤ یہاں سے! میں فی الحال تم سے کوئی "
بات نہیں کرنا چاہتی۔۔"ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ان دونوں

کے بیچ ہوئی تلخ کلامی کے باعث وہ دونوں کئی روز سے ناراض تھیں۔۔ مگر بظاہر وہ سب کے سامنے ٹھیک ہی تھیں۔۔

"اگر تم چاہ رہی ہو کہ ہالہ انصاری تمہارے سامنے سے اپنی شکل لے کر دفعہ ہو جائے تو فکر نہیں کرو۔۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔۔" ہالہ کچھ لمحے خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھے گئی تھی۔۔

پھر ایک جھٹکے سے کھڑی ہوتی سپاٹ سے لہجے میں بولتی کمرے سے باہر جانے لگی۔۔ جبکہ زویاء ابھی بھی خاموش تھی۔۔

رات کا آخری پہر چل رہا تھا۔۔ اپنے بستر پر خاموشی سے لیٹیہالہ انصاری کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔ وہ مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔۔ زویاء کے رویہ نے اسے

کافی تکلیف پہنچائی تھی۔۔اپنی دانستہ میں تو وہ اس کا بھلا ہی چاہ رہی تھی۔۔ مگر نجانے کیوں وہ اس قدر بگڑ رہی تھی۔

ٹون۔۔۔ٹون۔۔" وہ یونہی ساکت سی لیٹی تھی۔۔ جبھی " اس کی توجہ موبائیل کی بیپ نے اپنی جانب کھینچ لی تھی۔

یہ کون ہے۔۔" اسکرین پر ایک آن نان نمبر سے میسج " جگمگ کر رہا تھا۔

کچھ لوگ بہت اپنے سے ہوتے ہیں

ان دیکھے انجانے مگر بہت اپنے سے ہوتے ہیں

جنہیں دیکھ کر ہوائیں خوشی سے رقص کرتی ہیں

وہ بہت خاص اپنے سے ہوتے ہیں

دلوں کے تار چھیڑتی مدھر آواز

کانوں میں رس گھولتی شریں بیانی

وہ تیرا شرارتی پن

وہ تیری نازک سی ادا

وہ تیرے چہرہ کا نکھار

سب بہت خاص اور اپنا سا ہوتا ہے

کچھ ان دیکھے

انجانے لوگ بہت خاص اور اپنے سے ہوتے ہیں۔۔

ہالہ نے اچھنبے سے ان لائنز کو پڑھا تھا۔۔جو بظاہر بہت عام سی تھیں۔۔مگر نجانے کیوں اسے کھٹکا سا ہوا تھا۔

یہ کون ہے؟" رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا۔اس وقت "
کسی انجانے نمبر کا میسج پڑھ کر اس کی تیوری چڑھ گئی تھی۔

افف! پتہ نہیں کون پاگل ہے۔" وہ سر جھٹک کر واپس "
لیٹ گئی تھی۔۔ جبکہ دماغ مختلف سوچوں میں گھیرا ہوا تھا۔

شرجیل نے میسج سینڈ کرنے کے بعد کافی دیر تک اس کے
رسپانس کا انتظار کیا تھا۔۔ مگر دوسری جانب سے کوئی جوابی
میسج موصول نہیں ہوا تھا۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔ مسز ٹوبی۔۔اب بہت جلد روبرو" ملاقات ہو گی۔" وہ زیرِلب مسکراتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔

جبکہ آنکھوں میں اس کا سراپا چھم سے لہرایا تھا۔۔جو کٹاؤدار لبو پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔

آج ماحول میں خاصی افراتفری سی پھیلی ہوئی تھی۔۔ہالہ جب صبح اٹھی تو گھر میں ایک الگ سا شور مچا ہوا تھا۔۔سب ہی کسی نہ کسی کام میں مصروف تھے۔

"مما!" وہ سیدھی کچن میں آئی تھی۔

"جی بیٹا!" وہ مصروف سے انداز میں بولیں۔۔جبکہ وہ کچن میں چولہے پر چڑھے پکوانوں پر نظر ڈالتی زرا حیران ہوئی تھی۔۔

آج کوئی آرہا ہے کیا؟" ہالہ نے اشتاق سے پوچھا تھا۔"

جی بیٹا! میں نے بتایا تھا ناں تمہیں آحمد صاحب کا۔۔" وہ"
ہونہی بولی تھیں۔۔

اچھا!" وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔۔"

خیر !آج تم گھر پر ہی رہنا۔۔لاسٹ ٹائم مسز احمد تمہارا" بہت پوچھ رہی تھیں۔۔"ہالہ سر ہلا کر کندھے اچکاتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

زویاء کیسی ہو تم۔۔"وہ ناچاہتے ہوئے بھی خیریت" دریافت کرنے کے لئے آگئی تھی۔

ٹھیک ہوں۔۔آؤ بیٹھو تم۔" وہ دھیمی سی مسکراہٹ سے "
گویا ہوئی تھی۔۔

یہ تو بہت زیادہ جل گیا ہے۔۔۔" کوئی کریم یوز کر رہی ہو "
تم۔۔" وہ اس کا ہاتھ کی جھلسی ہوئی سکن دیکھ پریشانی سے
گویا ہوئی تھی۔۔

اتنا بھی نہیں جلا ابھی۔۔ مگر اب تم آگئی ہو نا تو لگا بھی" دو۔۔" وہ مسکرا کر اس کی گود میں سر رکھ کر نیم دراز ہو گئی تھی۔

ہا۔۔۔ں۔۔ کریم کہاں ہے بتاؤ مجھے۔" پہلے تو وہ اس کا سر" اپنی گود میں دیکھ چونک گئی تھی۔۔ مگر پھر فوری حیرت پر قابوں پاتی مسکرا کر گویا ہوئی۔

وہ رہی۔۔" وہ سر ہلاتی ہاتھ بڑھا کر جلے پر لگانے کی کریم"
اٹھا چکی تھی۔۔۔ دھیرے سے مسکرا کر جلے ہوئے ہاتھ پر
کریم لگاتی وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ مگر پھر بھی دونوں کے
درمیان ایک عجیب سی خاموشی رائج تھی۔

سوری۔۔" وہ مگن سی اپنے کام میں مصروف"
تھی۔۔ جبھی اپنے دوپٹے سے کھیلتی زویاء کی شرمندہ سی
آواز پر وہ چونک کر ٹھہر سی گئی تھی۔

سوری فار واٹ ؟" لہجے سپاٹ سا تھا۔۔"

میں کل کچھ زیادہ ہی روڈ ہو گئی تھی تمہارے ساتھ۔" ہالہ"
نے ایک گہری سانس لی تھی۔

نہیں سوری تو مجھے کرنا چاہیے۔۔ تمہارے منع کرنے کے"
باوجود میں تمہیں فورس کر رہی تھی۔۔ جبکہ میرا کوئی حق
نہیں بنتا کہ میں تمہاری زاتی زندگی میں داخل آندازی

کروں۔"زویاءاس کے لہجے میں گھلتی نمی محسوس کر تڑپ کر آٹھ بیٹھی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے ہالہ! بس مجھے نہیں پسند وہ۔۔بس اسی لیئے۔۔تم پلیز ناراض نہ ہو۔"اب وہ رہانسو سی ہو گئ تھی۔

"ہمم! خیر تم بتاؤ۔۔۔یہاں اکیلی کمرے میں کیوں بیٹھی ہو۔۔"وہ ٹاپک چینج کر چکی تھی۔۔

بس اسے ہی چلو آؤ مووی دیکھتے ہیں۔۔"زویاء مسکرا کر"
آٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

کمرے میں مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔بس سکرین کی
نکلتی نیلی پیلی روشنی اور ڈراؤنی آوازیں کمرے کا ماحول
مزید ڈراؤنا کیے دے رہی تھیں۔۔وہ دونوں ایک دوسرے
سے چپکی کوئی ہارر مووی دیکھنے میں مگن تھیں۔۔چہرے پر

ڈر بھرے تاثرات واضح تھے۔۔ جبھی دروازہ نوک ہونے کی ساتھ ہی کوئی اچانک کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔وہ دونوں ہی خوف سے اچھل پڑی تھیں۔۔ مگر مقابل شاید اپنی ہی دھن میں تھا جبھی ان کے چہرہ کے اتار چڑھاؤ جانچ ہی نہیں پایا تھا۔۔ابھی وہ اٹھ بھی نہیں سکیں تھیں جبھی سامنے سے نمودار ہوتے حیدر کو دیکھ سنبھل کر بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔

زویاء بچے کیسی ہو تم؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا اب"
تمہاری۔۔۔"حیدر زویاء کی غیر موجودگی محسوس کرتا اسے
ڈھونڈتا ہوا روم میں آ گیا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔آپ کہیں جا رہے ہیں۔۔"زویاء اور"
ہالہ جو بیڈ پر کمبل آڑھے ساتھ ہی بیٹھی موووی دیکھنے میں مگن
تھیں۔۔ گرے جینز کے ساتھ بلیو ٹی شرٹ میں ملبوس
حیدر کو نک سک سے تیار دیکھ پوچھ بیٹھی۔۔

زہ نصیب ! آج تو بڑے بڑے لوگوں کا دیدار ہو گیا"
۔۔"حیدر کو ہالہ کی موجودگی پر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

ہم کہاں بڑے لوگ ہیں حیدر درانی ! بڑے لوگ تو آپ"
ہیں ۔اور بتائے آج کل کیا حسین مصروفیات ہیں جو آپ
گھر میں نظر ہی نہیں آتے۔۔"ہالہ ذو معنی لہجے میں گویا
ہوئی تو وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

کوئی حسین مصروفیات نہیں ہیں۔۔بس نیا نیا بزنس جوائن" کیا ہے تو ٹائم تو دینا ہی پڑتا ہے۔" وہ سر جھٹک کر مسکرایا۔۔

زویاء تمہیں معلوم ہے۔۔تمہارا بھائی ایک نمبر کا چھپا" رستم ہے۔" ہالہ مسکراہٹ دباتی اب زویاء کی جانب گھومی تھی۔۔اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"!کیا مطلب"

مطلب یہ کہ تیاری پکڑ لو۔۔بہت جلد تمہاری بھابھی" جان اس گھر میں تشریف لانے والی ہیں۔" ہالہ اپنی شرارتی

طبیعت کے باعث شوخی سے بولی تھی۔۔اس روز حیدر اور فلورا کو دیکھ وہ ڈس ہارٹ ضرور ہوئی تھی۔۔ مگر اب وہ اپنی کیفیت پر قابو پا چکی تھی۔

کیا واقعی حیدر بھائی!" زویاء خوشی سے چلائی تھی۔"

ہاں جی واقعی! بس آپ دونوں ہی سرپرائز کے لئے تیار" رہیں۔" حیدر ہالہ کے چہرے پر ایک مسکراتی نظر ڈالتا مبہم مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا تھا۔

ہا۔۔ مطلب مجھے کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔۔ کون ہے"
لڑکی۔۔ پلیز جلدی سے بتائیں۔۔ مجھے تو اتنی ایکسائٹمنٹ
ہو رہی ہے۔۔" زویاء متجسس لہجے میں بولتی خوشی کا اظہار
کر گئی تھی۔۔

ابھی تو میں ایک ماہ کے لیے بزنس ٹرپ پر باہر جا رہا"
ہوں۔۔ مگر ہاں اس بار واپس آتے ہی سب سے
پہلے۔۔ آپ کی بھابھی سے ہی ملاقات کارروائیں
گے۔۔" حیدر کی بات پر وہ دونوں ہی مسکرائی تھی۔۔

ایک ماہ! حیدر یہ تو بہت لمبا عرصہ ہو گیا۔۔۔ میں اور زویاء" تو تجسس میں ہی مر جائیں گے۔" ہالہ زرا فکر مندی سے گویا ہوئی تھی۔

حوصلہ رکھیں محترمہ۔۔ کیوں نکہ لڑکی کا نام جان کر سب" سے بڑا جھٹکا۔۔ آپ کو ہی لگنا ہے۔۔ تو زرا صبر۔"" حیدر گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ تو وہ منہ بنا گئیں۔

خیر میری فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔میں نکلتا ہوں۔۔پھر ”
ملاقات ہو گی۔۔اور تم خیال رکھنا اپنا۔۔“کلائی پر بندھی
گھڑی پر نگاہ ڈال کر وہ زویاء کے سر پر چپت لگاتا روم سے نکلتا
چلا گیا تھا۔۔جبکہ ہالہ کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا
تھا۔۔

حیدر بیٹا جا رہے ہو؟" صائمہ بیگم نے جینز شرٹ میں "
ملبوس اپنے خوبرو سے بیٹے کو محبت سے دیکھ پوچھا۔۔ جس
کی پرسنالٹی کسی ہالی وڈ کے ہیرو سے کم ہر گز نہیں تھی۔۔

جی ماما! جا رہا ہوں۔ایک بات اور۔۔اس بار جب میں "
واپس آؤنگا تو تیار رہیے گا۔۔بہت جلد آپ کی بہو سے
ملاقات کرؤنگا۔۔" حیدر نے اس بار سب کو زہنی طور کر
تیار رہنے کی تلقین کر ہی دی تھی۔

کیا واقعی حیدر! یقیناً تم نے ہالہ اور زویاء کو پہلے ہی بتا دیا"" ہو گا۔" صائمہ بیگم ان دونوں کو نیچے آتا دیکھ خفگی سے گویا ہوئیں۔۔جو دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھیں۔۔

ہاہاہا! ہالہ میڈم تو لڑکی سے بہت اچھے سے واقف" ہیں۔۔اور آپ سب بھی۔۔ مگر فی الحال یہ آپ سب کے لئے سرپرائز ہے۔۔" حیدر انہیں بازؤں کے گھیرے میں لئے دلکش مسکراہٹ سے گویا ہوا تھا۔

چلو ٹھیک ہے۔۔ ہم انتظار کریں گے۔۔ خیر سے"
جاؤ۔۔ اللہ کے امان!" وہ محبت سے اس کی پیشانی چوم کر دعا
پڑھ کر پھونکتی ہوئی بولیں۔

اللہ حافظ!" ہالہ کے چہرے پر ایک آخری مسکراتی نگاہ"
ڈالتا وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ اس بات سے انجان کہ آج وہ
اپنی محبّت سے بہت دور ہوتا چلا جا رہا ہے۔۔

انصاری ہاؤس کے مہمان خانے میں کچھ دیر قبل ہی آحمد صاحب اوران کی مسز کی آمد ہوئی تھی۔۔آحمد صاحب اور ثانیہ بیگم آج انصاری ہاؤس باقاعدہ رشتہ لینے کی غرض سے آئے تھے۔۔وہ اپنی ہمراہی میں ڈھیروں تحائف اور میٹھایوں کے ٹوکرے بھی لائے تھے۔۔۔۔فائزہ بیگم اور خالد صاحب تو یہ سب دیکھ ہی ٹھٹھک گئے تھے۔

ان سب چیزوں کی کیا ضرورت تھی فراز صاحب۔" خالد"
صاحب ملازموں کو شیشیے کی ٹیبل پر ڈھیروں سامان رکھتا
دیکھ رکھائی سے گویا ہوئے تھے۔۔۔

کیوں ضرورت نہیں تھی۔۔ ہم پہلی مرتبہ آپ کے گھر"
آرہے تھے۔۔ تو کیا خالی ہاتھ آجاتے۔۔ اور ویسے بھی آج
ہم بہت خاص مقصد کے تحت آئے ہیں۔" فراز صاحب
کے لہجے پر دونوں ہی میاں بیوی نے ایک دوسرے کی
جانب دیکھا تھا۔

ہالہ کہیں نظر نہیں آ رہی!" ثانیہ بیگم سے جب مزید "
انتظار کرنا مشکل ہوا تو وہ پوچھ بیٹھیں۔

ہالہ یہیں ہے۔۔زرازویاء سے ملنے گئی تھی۔۔بس آتی "
ہو گی۔۔" فائزہ بیگم ان کے لائے گئے تحائف سے کسی حد
تک ان کا مقصد بھانپ گئیں تھیں۔ان کا ارادہ ناشتے پانی
کے بہانے جلدی سے اٹھ کر ہالہ کو خبردار کرنے کا
تھا۔۔کہیں وہ یونہی منہ اٹھا کر ان کے سامنے نہ آجائے۔۔

"اور بتایئے شرجیل بیٹے کیسے ہیں؟"

"آپ لوگ بیٹھیں میں زرا ہالہ کو دیکھ لوں۔" انہیں باتوں
میں مصروف ہوتا دیکھ وہ فوری اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

"وہ دراصل فائزہ آج ہم یہاں ایک بہت خاص مقصد کے
تحت آئے ہیں۔۔ باتیں تو پھر ہوتی ہی رہیں گیں۔" ثانیہ
بیگم سے مزید انتظار کرنا مشکل ہوا تھا۔ فائزہ دوبارہ اپنی
نشست سنبھال گئی تھیں۔

جی بہن آپ بولیں!" خالد صاحب نے فائزہ بیگم کو"
خاموش دیکھ مسکرا کر اجازت دی۔

آج ہم آپ سے آپ کی بیٹی ہالہ کا رشتہ اپنے اکلوتے بیٹے"
شرجیل آحمد کے لئے مانگنے آئے ہیں۔۔" گلا کھنکار کر
بولتے فراز صاحب نے ایک نگاہ ڈال کر ثانیہ کی جانب
دیکھا۔۔ وہ دونوں میاں بیوی زرا پریشان سی نظر آرہے
تھے۔۔ مہمان خانے میں یکدم سناٹا سا چھا گیا تھا۔

خیریت۔۔خالد صاحب ہم نے کچھ غلط کہ دیا کیا؟" وہ جو"
اچانک ہوئی بات کے زیر اثر خاموش سے ہو گئے تھے۔اب
چونک کر متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

ارے نہیں نہیں فراز صاحب! بلکہ مجھے تو بہت خوشی"
ہوئی جان کر کہ آپ نے ایسا سوچا۔" وہ لفظوں کو بڑا ماپ
تول کر گویا ہوئے تھے۔

تو پھر آپ اپنا جواب بتائیے۔۔ہالہ بیٹی کا ہمارے گھر کی" رونق بن جانے پر آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟؟"ثانیہ بیگم جھٹ مسکرا کر گویا ہوئیں تھیں۔۔ان کی اس قدر جلد بازی پر فراز صاحب نے زارا نہیں تحمل مزاجی سے کام لینے کا اشارہ کیا تھا۔۔

اتنی جلدی! میرا مطلب ثانیہ ابھی تو میں خود ہی حیران" ہوں۔۔شرجیل بہت پیارا بچہ ہے۔۔مگر ہم ہالہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کہ سکتے۔"فائزہ بیگم اپنی حیرانگی پر قابوں پا کر مسکرا کر گویا ہوئیں تھیں۔

جی جی بہن آپ جتنا وقت لینا چاہیں لے لیں۔۔ کوئی "
جلدی نہیں ہے۔۔ مگر ہمیں جواب ہاں میں ہی
چاہیے۔" فراز صاحب کے کہنے پر مہمان خانے میں موجود
تمام تر افراد ہی دھیما سا مسکرائے تھے۔ جبھی پیچھے سے
ابھرتی آواز پر وہ سب ہی متوجہ ہوئے۔۔

"! السلام علیکم "

بلیک کلر کے پلین شلوار سوٹ پر ایک طرف کو شیفون کا یلو دوپٹہ ڈالے ہالہ گھریلوں حلیے میں موجود دھیمی آواز میں سلام کرتی وہیں آگئی تھی۔۔ مسکراتی ہوئی زویاء بھی ساتھ ہی وہاں آئی تھی۔۔

وعلیکم السلام بیٹے! یہاں آؤ! ہمارے پاس بیٹھو۔۔" ثانیہ بیگم کے کہنے پر وہ اپنی ماں کو دیکھتی مسکرا کر صوفے پر ٹک گئی تھی۔

زویاء آپ بھی بیٹھو ناں بیٹا۔۔آپ کیوں کھڑی ہوئی"
ہیں۔"فراز صاحب زویاء کو تذبذب کا شکار دیکھ نرمی سے
گویا ہوئے تھے۔

جی انکل!"وہ ساتھ ہی براجمان ہو گئی تھی۔"

آج کل کیا کر رہی ہیں ہالہ!"وہ اب اس سے باتیں کرنے"
لگی تھیں۔۔جبکہ فراز صاحب بھی اس سے چند ایک
سوالات کرنے لگے تھے۔۔فائزہ بیگم کے اشارہ کرنے پر وہ

دونوں کچھ ہی دیر میں اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔ کھانے کا دور چلا تھا۔۔رات کی تاریکی کے ساتھ ایک بوجھل سی شام اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔

رات کے کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے تھے۔ جبھی ہالہ کے کمرے کا دروازہ نوک کرتی فائزہ بیگم مسکرا کر روم میں داخل ہوئیں تھیں۔

ماما آپ۔۔۔ خیریت ہے۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتی اٹھ" بیٹھی تھی۔

ہاں سب خیریت ہے۔۔ کیا کر رہیں تھیں تم۔" وہ اس" کے ساتھ ہی بیڈ پر آ بیٹھی تھیں۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔حیدر کی وڈیو کال تھی۔۔تو بس حیدر" سے بات کر رہی تھی۔" ہالہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

اچھا اچھا! خیر سے پہنچ گیا حیدر۔" انہیں اکثر لگتا تھا کہ" شاید حیدر ہالہ میں انٹرسٹڈ ہے مگر یہ شاید ان کا وہم ہی تھا۔ کیونکہ مسز درانی نے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔

مما آپ کو پتہ ہے۔۔ حیدر نے شادی کے لئے لڑکی پسند" کرلی ہے۔" فائزہ بیگم جو اس سے رشتہ کے متعلق بات کرنا چاہ رہی تھیں ٹھٹھک کر رک گئی تھیں۔

کون لڑکی!" وہ متجسس ہوئیں۔"

حیدر نے گھر والوں کو لڑکی کے متعلق تو ابھی کچھ نہیں" بتایا۔۔ وہ تو میں نے اتفاق سے اس روز حیدر کو اس لڑکی کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔۔ وہ شاید غیر مذہب کی ہے۔۔۔۔ حیدر

کی کوئی یونی فیلو ہے۔" ہالہ جو آندازہ لگا سکی تھی۔۔ وہ بتا دیا تھا۔

اچھا! مگر بھابھی نے کبھی ذکر نہیں کیا۔" وہ حیرانگی سے" بولی تھیں۔۔ جبکہ اب ان کا ہالہ اور حیدر والا گماں بھی ختم ہو گیا تھا۔

انہیں تو خود حیدر نے کل ہی بتایا ہے۔۔۔ مجھے تو اتنی" جلدی ہو رہی ہے حیدر کی ہونے والی وائف سے ملنے

کی۔" وہ اسے ہی تھی۔۔پل میں باتوں کو بھول جانے
والی۔۔اس کی دلی خوشی چہرے سے عیاں تھی۔

"سب چھوڑو ہالہ میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہ رہی
ہوں بیٹا۔" اب ہالہ سنجیدہ ہو گئی تھی۔

"!جی ماما بولیں"

"بیٹا آج احمد صاحب اور ان کی بیگم تمہارا پرپوزل لے کر آئے تھے اپنے بیٹے شرجیل احمد کے لئے۔۔ ہمیں تو اس رشتہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے تم کیا کہتی ہو۔" وہ ہونکوں کی مانند ان کی بات سنتی اچھل کر پیچھے ہوئی تھی۔

"کیا؟ مما یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔" وہ اس کے رویہ پر حیران ہوئی تھیں۔

ہالہ بیٹا اتنا اور ریکٹ کیوں کر رہی ہو۔۔ تمہاری پڑھائی"
مکمل ہو گئی ہے۔۔اب رشتہ آنا کوئی بڑی بات
نہیں۔۔"انہیں فی الحال اس کے رویہ کی وجہ سمجھ نہیں آئی
تھی۔

وہ ٹھیک ہے مما! مگر آپ اس رشتہ سے منع"
کر دیں۔۔"وہ جھٹ انکاری ہوئی تھی۔

مگر کیوں؟"وہ حیرانگی سے گویا ہوئیں۔"

بس میں کہہ رہی ہوں ناں۔۔مجھے نہیں کرنی اس بدمزاج" آدمی سے شادی۔" ہالہ کرما تھے پر بل پڑے تھے۔

مگر ہالہ ہمیں تو اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ" پریشانی سے گویا ہوئیں۔

مگر مجھے ہے ماما۔۔۔میں اس شخص سے شادی نہیں کرنا" چاہتی۔۔اور وجہ آپ نہیں پوچھیں گی۔"" وہ ضدی پن سے بولی تھی۔

مگر ہالہ آخر برائی ہی کیا ہے اس رشتہ میں۔۔اپنا بزنس" ہے۔۔اتنے بڑے بزنس کا اکلوتا وارث ہے۔۔کوئی بڑی فیملی بھی نہیں ہے۔تو پھر۔"اس بار لہجے میں سختی در آئی تھی۔

میں نہیں کرنا چاہتی مما! اور اب آپ مجھ سے سوال نہیں"
کریں گی۔" وہ ھڈ دھرمی سے بولی تھی۔

ہالہ تمہارے بابا بھی اس رشتہ پر راضی ہیں۔" وہ سچ مچ"
پریشان ہو گئی تھیں۔۔ جانتی تھی کہ ہالہ کی مرضی کے بغیر
کچھ نہیں ہونے والا تھا۔

بابا کو میں سمجھا لونگی۔۔ مگر آپ پہلے صبح ہوتے ہی رشتہ"
کے لیے منع کر دیں۔" اس کے لہجے میں چھپی ناگواری

محسوس کرا نہوں نے مزید کچھ بھی کہنے یا پوچھنے سے اجتناب کیا تھا۔

"ہالہ یہ زندگی بھر کا فیصلہ ہے۔۔میں تمہیں رات تک کا وقت دے رہی ہوں۔۔ایک بار پھر سوچ لو۔۔اور آ گر کوئی اور بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔" وہ جانچتی ہوئی نگاہوں سے تحمل مزاجی سے گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

ایسی ویسی کوئی بات نہیں جو آپ سمجھ رہی ہیں۔۔ مگر" میری طرف سے انکار ہے۔۔اور اب یہ انکار اقرار میں نہیں بدلنے والا۔۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔ تم آرام سے سو جاؤ۔۔ پھر صبح بات" ہو گی۔" وہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔

رات کی سرخی مائل تاریکی پر صبح کی تازہ روشن کرنیں پڑتی رات کی ساری سیاہی خود میں سمو کر ہر جانب اجالا بکھیر چکی تھیں۔۔کمرے کی کھڑکی سے آتی سورج کی نرم کرنیں اس کے چہرے کے ساتھ مسلسل اٹکھلیاں کر رہی تھیں۔۔جو کھڑکی کا پردہ برابر نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل بیزار ہو رہی تھی۔۔

جبھی اس کی نیند میں خلل پیدا کرتی موبائیل کی چنگھاڑتی آواز نے نیند کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔وہ بغیر دیکھے ہی کال ریسیو کر چکی تھی۔

ہیلو ہالہ ! میں ویڈیو کال کر رہا ہوں۔۔" حیدر نے بس اتنا"
کہ کر کال بند کر دی تھی۔۔ وہ جمائی روکتی آنکھیں پوری
کھولنے کی کوشش میں تھی۔ جبھی حیدر کی کال آنے لگی
تھی۔۔۔۔

حیدر یار ! کیا ہو گیا ہے۔۔ اتنی صبح صبح کون تنگ کرتا"
ہے۔" ہالہ بیزار سے لہجے میں بولی تھی۔۔ جو شاید کسی
شاپنگ مال میں موجود تھا۔

"میڈم میرے خیال سے اس وقت پاکستان میں صبح کے آٹھ بج رہے ہیں۔۔اور یہ اتنی بھی کوئی صبح نہیں ہے۔۔" دوسری جانب گلے میں مفلر لپیٹے کھڑا حیدر مسکرایا تھا۔۔ساتھ ہی گال میں پڑتا گڑھا واضح ہوا تھا۔

"اچھا اب بتاؤ۔۔اتنی صبح صبح کال کیوں کی ہے۔" وہ لہجے میں ناراضگی سمو کر بولی تھی۔

یار یہ دیکھو۔۔ یہاں اتنے سارے ہینڈ بیگز کی کلیکشن ”
موجود ہیں۔۔ مگر اب مجھے سمجھ نہیں آرہا،، تمہیں کونسا والا
چاہیے۔“ وہ بیک کیمرہ آن کرتا زرا پریشان لہجے میں بولا
تھا۔۔ جبکہ وہ ریکس میں کئی سارے مہنگے برینڈز کی بیگز
کلیکشن دیکھ جھٹ سے آٹھ بیٹھی تھی ..

افف حیدر یہ تو اتنے زیادہ پیارے ہیں۔۔ مجھے تو سب ”
چاہیے۔“ وہ خوشی سے بولی تو حیدر نے فرنٹ کیمرہ آن
کیا۔۔ تو سکرین پر چہرہ واضح ہوا۔۔

مجھے پاکستان واپس بھی آنا ہے۔۔ تم کیا مجھے یہیں کنگال" کرنا چاہ رہی ہو۔" حیدر کی خفگی بھری آواز پر وہ زوردار قہقہہ لگا اٹھی تھی۔

اچھا اچھا! میں بتاتی ہوں۔" وہ مگن سے انداز میں باتوں" میں مصروف ہو گئی تھی۔ جبکہ قسمت دور کہیں مسکرائی تھی۔

ہمدانی صاحب کے گھر میں اس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔مالا ہمدانی اپنے روم میں موجود صوفہ کم بیڈ پر بیٹھی نفرت سے شرجیل کی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔۔جس سے ملاقات اس روز کے بعد دوبارہ نہیں ہوئی تھی۔شرجیل کے رویہ نے اس کی انا کو بہت کاری ضربیں لگائیں تھیں۔۔وہ چاہ کر بھی شرجیل کا وہ ہتک آمیز لہجہ نہیں بھول پا رہی تھی۔

مالا بیٹے! کیا میں اپنی بیٹی کے روم میں آسکتا"
ہوں۔" ہمدانی صاحب اس کے روم کے درواہ پر کھڑے
نرم مسکراہٹ سے گویا ہوئے تھے۔

جی جی بابا آئیں ناں۔" وہ جو نائٹ سوٹ میں ملبوس"
تھی۔ جلدی سے اٹھ بیٹھی تھی۔

میں دیکھ رہا ہوں۔۔ کچھ دنوں سے آپ بہت چپ چپ"
سی ہیں۔۔ ہر وقت اپنے کمرے میں بند رہتی ہیں۔۔ باہر

بھی کہیں آتی جاتی نہیں ہیں۔" وہ اپنی ناز و پلی بیٹی کا کملایا سا چہرہ دیکھ تفشیش بھرے لہجے میں بولے تھے۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے بابا! بس ماما کی یاد آرہی تھی۔" وہ" جھٹ بہانہ بنا گئی تھی۔

اوہ میرا بیٹا! آپ کہتی ہیں تو ہم باپ بیٹی کہیں اچھی سی جگہ" پر چلتے ہیں۔" وہ اس کا دل بہلانے کو بولے تھے۔

نہیں بابا! اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ آپ نے کہا تھا" آپ انکل سے میرے اور شرجیل کے رشتہ کے بارے میں بات کریں گے۔" وہ بہت سوچ بچار کے بعد گویا ہوئی تھی۔۔

ہاں! آپ کہتی ہیں تو میں احمد سے کل ہی بات کرتا" "ہوں۔

اب اس کی کوئی ضرورت نہیں بابا۔۔مجھے لگتا ہے میں اور" شرجیل ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں چل سکتے۔۔اور ویسے بھی جیسے میں پسندیدگی سمجھ رہی تھی۔۔وہ بس وقتی اٹریکشن تھی۔" وہ بجھے دل سے بولی تھی۔

"شرجیل سے آپ کی کوئی بات ہوئی۔"" وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

نہیں, ! مگر اب میں نہیں چاہتی ہوں کہ آپ میرے لئے" احمد انکل سے بات کریں۔" وہ سپاٹ آنداز میں بولی تھی۔۔ جبکہ انکی جانچتی ہوئی نگاہیں اپنی بیٹی کے چہرہ پر ہی آٹکی ہوئی تھیں۔

اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو ٹھیک ہے۔۔ پھر میری نظر میں آپ کے لئے ایک دو پرپوزلز ہیں۔۔ آپ وہ دیکھ لیں۔۔ اب میں جلد از جلد آپ کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔۔" وہ مزید گویا ہوئے تو اس بار وہ خاموش ہو گئی۔

مجھے کچھ وقت چاہیے بابا۔ پھر جیسا آپ چاہیں۔" وہ کچھ "
توقف کے بعد گویا ہوئی تھی۔

وقت ضرور لو۔۔ مگر دھیان رہے۔۔ یہ وقت زیادہ نہیں "
ہونا چاہئے۔ چلو اب سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے۔" وہ اس کا
سر تھپتھپا کر روم سے نکل آئے تھے۔۔ جس کی سوچوں کا
محور بس وہ ایک ہی شخص تھا۔۔

نیادن،ایک نئ صبح،ایک نیاآغاز۔۔

اپنے کمرے سے منسلک ڈریسنگ روم میں موجود شرجیل تیزی سے ہاتھ چلاتاہوا آفس جانے کی تیاری میں مصروف تھا۔

گرے رنگ کے تھری پیس میں ملبوس وہ خاصہ فریش نظر آرہاتھا۔۔۔جب سے ہالہ سے رشتہ کی بات چھیڑی تھی وہ یونہی خوش رہنے لگا تھا،،ورنہ اس کی ازالی سنجیدگی کے

باعث کوئی بھی اس کی جانب قدم اٹھانے سے کتراتا تھا۔۔کوٹ جھٹک کر چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ سجائے وہ نیچے کی جانب بڑھا تھا۔

"السلام علیکم مام،،ڈیڈ۔۔" وہ ثانیہ کو چیئر سے ہی اپنے حصار میں لیتا مسکرا کر بولا۔۔جو زرا پریشان نظر آرہی تھیں۔

وعلیکم السلام برخوردار! آج بڑے خوش نظر آرہے"
ہیں۔" وہ اپنی گود میں رومال رکھتا بھرپور مسکراہٹ سے
مسکرایا تھا۔۔ جبکہ ثانیہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا
تھا۔

کیا ہوا امام۔۔ ایوری تھنگ از الرائٹ! آپ اتنی پریشان"
کیوں لگ رہی ہیں؟" وہ ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ
متعجب ہوا۔

سب ٹھیک ہے بیٹا! آپ کی مام تو بس یونہی۔" ثانیہ نے"
ناگواری سے سر جھٹکا تھا۔

فراز صاحب اب میں مزید اپنے بچے کو کسی خوش فہمی میں"
مبتلا نہیں کر سکتی۔" وہ تیزی سے بولی تھیں۔۔ وہ جو پلیٹ
میں کروسینٹ رکھ رہا تھا ٹھٹھک کر ٹھہر گیا تھا۔

کیا ہوا امام۔۔ سب خیریت ہے۔" وہ ہاتھ روک کر"
سنجیدگی سے گویا ہوا۔

بیٹا ہالہ کے گھر والوں نے رشتہ سے انکار کر دیا ہے۔" ثانیہ نے بغیر کسی لگی لپٹی رکھے حقیقت بیان کی تھی۔ جبکہ یکدم ہی شرجیل کے چہرہ کے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔۔ ہاتھ میں پکڑے جوس کے گلاس پر گرفت سخت سے سخت ہو گئی تھی۔۔ چہرے پر چٹانوں کی سی سختی در آئی تھی۔۔۔ فراز صاحب نے خشک نظروں سے اپنے بیٹے کے چہرے کے تاثرات دیکھ ایک ناراض نظر اپنی بیگم پر ڈالی جو مزید پریشان ہو گئی تھیں۔۔

شام کا وقت تھا۔۔ہر طرف افراتفری سی چھائی ہوئی تھی۔۔ہالہ اور زویاء اس وقت طارق روڈ پر ڈالمین مال میں موجود تھیں۔۔وہ ابھی ایک شاپ سے سینڈل خرید کر باہر نکلی ہی تھیں کہ زویاء کو سامنے سے شرجیل احمد اپنے قریب جانب بڑھتا نظر آیا۔۔

اوہ گاڈ ہالہ! یار کیا ٹائمنگ سے اس بندے کی۔۔ملکو لموت" کی طرح یہ ہر بار ہمارے سامنے ہی کیوں آن وارد ہوتا ہے؟" گرے تھری پیس سوٹ میں ملبوس کوٹ کو بازوؤں

پر ڈالے چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ سیدھا انہی دونوں کی جانب آ رہا تھا۔

اس کی جانب نہ دیکھو۔۔بلکہ جلدی چلو میرے ساتھ۔" ہالہ نے ایک چور سی نگاہ قریب سے قریب تر آتے شرجیل احمد پر ڈال وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت جانی تھی۔۔۔

مس ہالہ! اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو کیا ہم دو منٹ کے لیے کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟" شرجیل کے تاثرات میں بلا کی سختی تھی۔۔وہ جو جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتی تھیں۔۔اس کے گھمبیر لہجے پر ٹھٹھک کر ٹھہر گئیں تھیں۔

مگر میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔" وہ جلدی
سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔۔ جبھی شرجیل احمد
نے بغیر کسی کی پرواہ کئے اگے بڑھ کر ہالہ انصاری کا ہاتھ تھام
لیا تھا۔۔ جبکہ شرجیل احمد کا اس قدر غیر متوقع عمل اسے
ورطہ حیرت میں مبتلہ کر گیا تھا۔

"ہاؤ ڈیریو! تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔ میرا ہاتھ پکڑنے
کی۔" ہالہ لہجے میں بلا کی سختی لئے ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔

"ہالہ ڈانٹ پینک! میں صرف بات کرنا چاہتا
ہوں۔" شرجیل نے اس کے لہجے میں در آئی ناگواری کو
اگنور کیا تھا۔ جبکہ ہاتھ ابھی بھی تھام رکھا تھا۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا!" وہ ضبط سے کام لے رہی
تھی۔۔زویاء ہونک بنی ساری صورتحال میں بالکل خاموش
کھڑی تھی۔

"پہلے آپ تحمل سے میری بات سن لیں۔" شرجیل احمد
بھی اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔۔یہ لڑکی مسلسل اس کا ضبط آزما
رہی تھی.

"مسٹر شرجیل احمد! آئی سیڈ لیو مائے ہینڈ! "زندگی میں پہلی
بار!! شاید پہلی بار ہی ہالہ اس قدر کرخت لہجے میں کسی سے
مخاطب ہوئی تھی۔

تماشہ مت بناؤ ہالہ! اور فوراً میرے ساتھ چلو۔" شرجیل نے ایک جھٹکے اسے اپنی جانب کھینچتے رسانیت سے کہا تھا۔ مگر یہاں وہ غلطی پر تھا۔

چٹاخ! شرجیل کی اچانک افتاد پر خود کو اس کے سینے سے ٹکرانے سے بچاتی ہالہ کا جنون عود آیا تھا۔ ہالہ انصاری کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا تھا۔ اور مقابل کے چہرے پر واضح نشان چھوڑ گیا۔ زویاء نے گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ ہالہ کا غصہ کبھی کبھی کا تھا مگر بہت خطرناک تھا۔

"دونٹ یو ڈئیر شرجیل احمد! آج یہ غلطی کر دی آئندہ اگر غلطی سے بھی یہ غلطی کی نہ تو۔۔۔۔" تزلیل کے باعث

سرخ پڑتی نگاہوں میں طیش لئے شرجیل نے بے یقینی سے ہالہ کی جانب دیکھا تھا۔۔جو غصہٰ کی شدت سے پورے وجود سے کپکپا رہی تھی۔

تو۔۔۔۔۔کیا کرو گی بولو۔۔کر کیا لو گی تم بتاؤ"
مجھے۔۔" جگہ کی پرواہ کئے بغیر ہی شرجیل اس کا وہی ہاتھ تھام کر اپنی جانب کھینچتا غصہٰ سے سرخ پڑ گیا تھا۔مال جس جگہ وہ کھڑے تھے وہاں آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔۔کجا کہ تھپڑ مارتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تھا مگر شرجیل کے تیز لہجے اور ہالہ کے سہمنے پر انتظامیہ کے لوگوں کے ساتھ ساتھ لوگوں کا بھی ہجوم سا لگنے لگا تھا۔

بتاؤ کیا کر لو گی؟" اس کی خوفزدہ نگاہوں میں اپنی سرخ "
پڑتی نگاہیں گاڑتا وہ طیش میں پھنکارا تھا۔

مسٹر شرجیل یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔ کچھ تو جگہ کا لحاظ "
کریں۔۔ ہالہ کا ہاتھ چھوڑیں پلیز۔۔" پبلک کا رش بڑھتا
دیکھ سب سے پہلے ہوش زویاء کو آیا تھا۔

مس زویاء درانی سمجھایئے اپنی کم عقل دوست کو۔۔ ہم "
عزت دار لوگ ہیں اور میں نے بہت عزت سے مان کے
ساتھ اپنے ماں باپ کے ہاتھوں آپ کی دوست کا رشتہ
بھیجا تھا۔۔ مگر انہوں نے ایک لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر
انکار کر دیا۔۔ میں صرف وجہ جاننا چاہتا تھا۔۔ مگر اب جو

انہوں نے کیا ہے نہ اس سارے قصہٰ میں انجام کی زمہ دار یہ خود ہو نگی۔۔۔جسٹ ویٹ آینڈ واچ۔۔"ہالہ کو ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیل کر درشتگی سے انگشت شہادت اٹھا کر بولتا۔۔وہ اس کے فق پڑتے چہرے پر ایک تیز نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔جبکہ وہ پتھر کی ہوئی کھڑی تھی۔۔

"ہالہ چلو یہاں سے۔۔۔"زویاء نے اسے ساکت کھڑا دیکھ جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

"ہالہ پلیز چلو۔۔کیوں تماشہ بنانا چاہ رہی ہو۔۔اپنا بھی اور اپنے خاندان کا بھی۔"""ہنوز شرجیل احمد کی پشت تکتی دیکھ ہالہ کو زویاء نے زچ ہو کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔جس کی نظریں

اب بھی دور جاتے شرجیل پر تھیں۔۔ جبکہ زویاء اسے کھینچنے کے آنداز میں گاڑی تک لائی تھی۔

دماغ کی شریانوں کو ہلا دیناوالا غصہٰ اور پبلک پلیس میں چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے شرجیل احمد کی انا کو بری طرح للکار ڈالا تھا۔ وہ رش ڈرائیونگ کرتا پچھلے دو گھنٹوں سے کراچی کی مصروف سڑکوں پر گاڑی بھگاتا اپنے اندر برپا اشتعال کو کم کرنا چاہتا تھا جو زائل ہونے کے بجائے مسلسل بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

ہالہ انصاری۔۔۔۔۔بہتر بُرا کر لیا تم نے اپنے ساتھ"
لیڈی۔۔بہت بُرا۔۔۔"مسلسل رش ڈرائیونگ کرتا وہ
غصہٰ سے پاگل ہو رہا تھا۔جبھی خاموشی کو چیرتی موبائل کی
گھنٹی نے اس کی توجہ دوسری جانب مبذول کارروائی تھی۔

شرجیل احمد اسپینگ!"وہ غصے میں بغیر نام دیکھے ہی کال"
پک کر چکا تھا۔

شرجیل مالا بات کر رہی ہوں۔۔"ایک لمحے کو موبائل"
کان سے ہٹا کر سامنے کیا تھا۔۔پھر ایک گہری سانس بھر کر
دوبارہ کان سے لگایا تھا۔

ہاں بولو!انتہا کا سرد لہجا۔"

میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔" شرجیل کا دل چاہا اس لڑکی کا" گلا ڈبا ڈالے جس میں عزت نفس نام کی کوئی چیز ہی موجود نہیں تھی۔

تمہارا مسلہ کیا ہے۔۔اس روز آفس میں ہوئی بے عزتی" بھول گئی ہو کیا۔۔جو تمہارا دل ایک بار پھر میرے ہاتھوں زلیل ہونے کے لئے تڑپ رہا ہے۔" شرجیل نے لہجے میں نہایت ہی حقارت سمو کر کہا تھا۔

جسٹ شٹ اپ! میں کسی وجہ سے میٹ اپ کرنا چاہتی " ہوں شرجیل احمد۔۔اپنی اوقات میں رہو۔۔میں کوئی راہ چلتی لڑکی ہر گز نہیں ہوں۔۔جیسے تم اپنی مرضی سے ڈیل

کروگے۔۔مالا ہمدانی ہوں میں اگر بکواس کی تو ایٹھ سے ایٹھ بجاڈلونگی تمہاری۔۔"مالا دھیمے لہجے میں مگر بہت سخت لفظوں میں پھنکاری تھی۔

یو۔۔۔"شرجیل نے سخت الفاظ ادا کرتے موبائل بند کر" کے ساتھ سیٹ پر اُچھال دیا تھا۔۔اور بس یہیں شرجیل کی گاڑی کا توازن بگڑا تھا۔۔اور وہ ایک لمحے میں سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرا گیا تھا۔۔

بیہوش ہونے سے پہلے کچھ لوگوں کی پریشان کن آوازیں تھیں جو شرجیل احمد کو بہت قریب سے سنائی دی تھیں۔۔اور بس پھر ہر طرف تاریکی سی چھا گئی تھی۔۔۔۔

اوہ مائے گاڈ ہالہ ! میں تو ابھی تک شاکڈ ہوں۔۔۔ سیریسلی ”
مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ تم نے بزنس ٹائیکون شرجیل
احمد کو بھرے مجمعے میں تھپڑ رسید کر دیا ہے۔“ ڈرائیونگ
سیٹ پر براجمان زویاء ورطہ حیرت سے گنگ بے یقین سی
تھی۔

شٹ اپ زویاء ! تم نے دیکھا نہیں۔۔ کس قدر چیپ ”
حرکت کی تھی اس نے۔۔ اور بزنس ٹائیکون ہو گا اپنے گھر
کا۔۔ ہالہ انصاری کو ہاتھ لگانے والے کا انجام اس سے بھی

براہونا چاہیے تھا۔"فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہالہ کا غصہ ہنوز برقرار تھا۔۔

ہالہ۔۔یوراک۔۔۔لٹرلی یو آر جیم۔۔۔میںزا گر تمہاری" جگہ میں ہوتی تو اب تک ٹینشن میں فوت ہو چکی تھی۔۔۔تمہیں آندازہ بھی ہے وہ کیا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔اور فرض کرو اگر اس تھپڑ کا بدلہ وہ تمہارے بابا کے بزنس سے اپنے شئیرز نکال کر لے لے تو پھر تم کیا کرو گی؟"زویاء نے اسٹیرنگ ویل سے ہاتھ اٹھا کر اسے داد دینے والے آنداز میں سوالیہ پوچھا تھا۔۔

"آئی ڈانٹ کیئر! بلکہ میں ابھی خود جا کر بابا سے بولتی" ہوں کہ احمد انٹر پرائزز کے ساتھ ہماری تمام ترڈیلز کو فوراً سے بیشتر کینسل کریں۔۔یہ شخص فضول میں میری جان کا عذاب بن رہا ہے۔۔" وہ طیش میں گہرے گہرے سانس بھرتی ابھی بھی بھری بیٹھی تھی۔۔

"مجھے تمہاری کچھ سمجھ نہیں آتی۔۔۔اور وہ رشتہ سے متعلق کیا کہہ رہا تھا؟" زویاء نے یکدم یاد آنے پر سوالیہ انداز میں پوچھا۔ نظریں سامنے نظر آتی پکی سڑک پر مرکوز تھیں۔۔

بکواس کر رہا تھا۔۔ کل اس کے ماں باپ آئے"
تھے۔۔۔اپنے لاڈلے کا رشتہ لے کر۔۔میں نے بھی
صاف انکار کر دیا۔۔پہلے مجھے انکار کر کے بہت برا فیل ہو رہا
تھا۔۔۔بٹ ناؤ آئی کین ریلائیز ہی ڈیزروڈیٹ۔۔۔" وہ
لاپرواہی سے پھنکاری۔

اوہ گوش! تو صرف رشتہ ہی تو بھیجا تھا۔۔اس میں اتنا غصہ" کرنے والی کونسی بات تھی؟" یہ ساری صورتحال اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

زویاء پلیز کیپ یور ماؤتھ شٹ ! آئی ڈانٹ وانٹ ٹو ٹالک ”
اینی مور۔۔“ وہ ناگواری سے بولتی رخ پھیر گئی۔۔ زویاء
بھی خاموشی سے لب بھینچتی ڈرائیونگ میں مصروف ہو گئی
تھی۔

شرجیل میرا بچہ یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی۔“ ثانیہ
بیگم اس کے ہاتھ میں پلستر اور ماتھے پر بینڈیج دیکھ رنج
بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

ائی ایم او کے مام۔۔پلیز پریشان نہ ہوں۔۔" وہ تکلیف "
سے سر دپڑتے ہاتھ کو حرکت دیتا ضبط سے ہلکا سا
مسکرایا۔۔۔

اسے کیسے ٹھیک ہو۔۔پتہ بھی ہے تمہاری حالت کا سن کر "
تمہارے بابا اور میری کیا حالت ہوئی تھی۔" وہ اس وقت
اپنے کمرے کے بیڈ ہر موجود تھا۔۔جبکہ ثانیہ شکوہ شکایتوں
پر اتر آئی تھیں۔

پلیز اب آپ اور بابا بالکل بھی ٹینشن نہ لیں۔۔اب میں "
بالکل ٹھیک ہوں۔۔بس تھوڑا آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔" وہ
عاجزانہ رویہ اختیار کر گیا تھا۔

شرجیل تم نے اپنی یہ حالت ہالہ کے انکار ہر کی ہے"
ناں۔" وہ لمحوں میں معاملے کی نزاکت کو بھانپ گئی تھیں۔

نہیں ماما ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔یہ بس ایک چھوٹا سا"
ایکسیڈینٹ تھا۔۔" اس نے دماغ میں کلبلاتی سوچوں کو
جھٹکنا چاہا۔۔

اچھی بات ہے بیٹا۔۔ایسا کچھ ہونا بھی نہیں چاہیے۔ارے"
میرے اس قدر خوبرو بیٹے کو رشتوں کی کمی ہے کیا؟" وہ
محبت پاش لہجے میں اس کے ماتھے پر بکھرے بال سنوار کر
گویا ہوئیں۔

مگر ماما میں اگر شادی کرونگا تو صرف ہالہ انصاری"
سے۔"اگر ہالہ ضدی تھی تو شرجیل احمد بھی اپنی ضد کا پکا
تھا۔

شرجیل۔۔۔جب وہ لوگ انکار۔۔۔"ثانیہ نے کچھ کہنا"
چاہا تھا جبھی فراز صاحب بھی روم میں داخل ہوئے۔

اب کیسی طبیعت ہے برخوردار!"وہ مسکرا کر نزدیک چلے"
آئے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے بس،،، مگر آپ کے بیٹے کی سوئی ابھی تک اس"
لڑکی پر اٹکی ہوئی ہے۔"وہ ناراض لہجے میں بولیں تھیں۔۔

اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے۔۔ابھی میری" خالد سے ہی بات ہو رہی تھی۔۔انہوں نے میرے بارہا استفسار پر سوچنے کے لئے مزید وقت مانگا ہے۔" وہ نرمی سے بولے۔۔۔

واٹ ڈیڈ! دس از ناٹ فئیر۔۔آپ نے مجھ سے پوچھے" بغیر ہی ان لوگوں کی منت سماجت شروع کر دی۔" وہ بھڑک اٹھا تھا۔

ہالڈان برخوردار! ہم لڑکے والے صحیح مگر لڑکی مانگنے" جا رہے ہیں۔۔اور جب کسی کے در پر آس لگا کر کوئی چیز مانگنے جایا جاتا ہے۔۔تو لہجے اور عمل دونوں میں عاجزی کا

ہونا ضروری ہے۔۔زبردستی سے صرف رشتہ خراب ہوتے ہیں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولے تو وہ اپنے باپ کے سامنے غصہ سے لب دبا گیا۔۔

"چلیں ثانیہ دوائی اس نے لے لی ہے۔۔اب زرا اسے آرام کرنے دیں۔۔" وہ ثانیہ کی ہمراہی میں روم سے باہر نکل گئے تھے۔۔جبکہ وہ بیڈ پر موجود تمام ترکشنز زمین پر پھینکتا تلملا کر رہ گیا۔۔

خیریت تھی ماما آپ کہیں جا رہی ہیں؟" ہالہ فائزہ انصاری" کو شام میں تیار دیکھ ہو چھ بیٹھی۔۔

جی بیٹا وہ دراصل شرجیل بیٹے کا کل کار ایکسیڈینٹ ہو گیا" ہے۔۔بس انہی کی عیادت کے لئے جا رہی ہوں تمہارے بابا کے ساتھ۔"" وہ عجلت بھرے لہجے میں بولتی جلدی سے صدر دروازہ کی جانب بڑھیں۔

شرجیل احمد کا یا کسیڈینٹ!" وہ خود ساختہ بڑبڑائی۔۔۔" سوچوں کو جھٹکتی وہ تیزی سے اسٹیپ پھلانگتی اپنے روم میں بند ہو گئی تھی۔۔

--

ہالہ کیا میں آندر آسکتی ہوں۔" وہ سوچوں کے محور میں گم "
بیٹھی تھی۔ جب زویاء نے دروازہ پر کھڑے ہو کر اجازت
چاہی۔

تمہیں کب سے اجازت کی ضرورت پڑ گئی؟" وہ ہوش "
میں آتی چونک آٹھی تھی۔

ہمم! آج کل تم بہت غصہٰ میں رہنے لگی ہو تو بس ویسے "
ہی۔" وہ کندھے اچکا کر بولتی قریب سے قریب تر چلی آئی
تھی۔

اوہ رئیلی ! مگر میں نے تم پر کب غصہ کیا؟" وہ گردن "
ترچھی کر کے گھور کر بولی۔

اس بات کو چھوڑو۔۔ تم نے شرجیل احمد کے بارے میں "
کیا سوچا ہے؟" زویاء نے اس کا سوال نظر آنداز کرتے
ہوئے سوالیہ پوچھا۔

اس کے بارے میں کیا سوچنا تھا؟" وہ سر جھٹک گئی۔ "

ہالہ تم جانتی بھی ہو۔۔ ہم سے ملاقات کرنے کے بعد "
شرجیل احمد کس قدر خطرناک کار حادثہ کا شکار ہو گیا
تھا؟" زویاء کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔۔

تمہاری اس بات سے میں کیا مطلب سمجھوں؟ کہ وہ" ایکسیڈینٹ کا شکار ہماری وجہ سے ہوا تھا؟" ہالہ کو نجانے کیوں مگر غصہ عود آیا تھا۔

جی یہی بات ہے۔۔ ورنہ کوئی انسان پاگل نہیں ہے جو اپنی" گاڑی کسی پیڑ میں دے مارے گا۔" زویاء نے اسے احساس دلایا تھا۔

مگر میں اس شخص کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی کجا کہ" شادی کرلوں۔" ہالہ نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

شادی نہ کرو۔۔ مگر کسی کی یوں تزلیل کرنا اچھی بات ہے" کیا؟" وہ نظر چرا گئی۔

تم نے دیکھا نہیں تھا وہ شخص کیسے میرا ہاتھ پکڑ رہا"
تھا۔۔زبردستی کر رہا تھا میرے ساتھ۔" ہالہ نے غصہ میں
اپنی پوزیشن کلئیر کرنی چاہی۔

صرف ہاتھ ہی پکڑا تھا ہالہ خدانخواستہ کوئی گری ہوئی"
حرکت تو نہیں کی تھی ناں۔" زویاء کی تیوری چڑھی دیکھ وہ
خاموش ہو گئی۔

ویسے تم کیوں اس کی اتنی وکیل بن رہی ہو؟" اس بار وہ"
خشمگیں نظروں سے گھور کر بولی۔

کیونکہ اب تم زیادتی کر رہی ہو۔۔صرف رشتہ ہی تو بھجوایا"
تھا اس نے تو پھر تم کس بات کو لے کر اتنا غصہ ہو رہی

ہو۔"زویاء نے ہنوز تیوری چڑھائے ہی حساب بے باک کیا۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم کیوں زاویار قاروقی کے رشتہ سے انکار کر رہی ہو؟"ہالہ کے غیر متوقع سوال پر وہ خاموش رہ گئی تھی۔

"کیونکہ میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔"زویاء سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تو بس ختم ہو گئی بات۔۔میں بھی اس شخص میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔"زویاء نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

خیر ! مگر مجھے لگتا ہے تمہیں شرجیل احمد کی مزاج پرُسی"
کے لئے اُن کے گھر جانا چاہئے۔۔اور ساتھ ہی اپنے رویہ کی
معافی بھی مانگنی چاہیے۔"زویاء کی بات پر وہ ایک لمحے کے
لئے خاموش ہو گئی تھی۔

اچھا سوچونگی۔۔تم یہ بتاؤ حیدر سے بات ہوئی"
تمہاری۔"ہالہ بات کو گول مول کرتی اسے مدعے سے ہٹا
چکی تھی۔۔۔جبکہ وہ ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتی
خاموش رہ گئی۔

بلیک جینز کے ساتھ ہم رنگ ٹی شرٹ پر لیدر کی جیکٹ پہنے مالا ہمدانی ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ تھامے نزاکت سے قدم آٹھاتی احمد ولا میں داخل ہوئی تھی۔۔ہال میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلے اس کا سامنا مسز احمد سے ہو گیا تھا۔جو شاید ملازمین کو کسی پر جھڑک رہی تھیں۔

ہیلو آنٹی!" وہ نرمی سے مسکراتی نزدیک چلی آئی" تھی۔ مسز احمد پیچھے سے ابھرتی مالا ہمدانی کی آواز پر چونک کر پلٹی تھیں۔

مالا بچے! کیسی ہو میری جان۔" وہ جھٹ اگے بڑھتی اسے" گلے لگا گئی تھیں۔

میں ٹھیک ہوں بیوٹیفل لیڈی! آپ بتائیں کیسی" ہیں؟" مالا شوخ بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

ماشاءاللہ! میری جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔اور یہ" فلاورز کس کے لئے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولتی اس کے ہاتھوں میں موجود بکے دیکھ زار شرارتی لہجے مُس بولیں تھیں۔

آپ گیس کریں۔ کس کے لئے ہو سکتا ہے؟" وہ آئی برو" آٹھا کر سوالیہ بولی تو وہ قہقہہ لگا اٹھیں۔

شرجیل اپنے کمرے میں ہے۔۔ تم چلو۔۔ میں زرا ان کی" خبر لے لوں۔۔ پھر اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھ کر اچھی سی چائے

پیو نگی۔" وہ اس کا شانہ تھپتھپاتیں مسکرا کر گویا ہوئیں۔ جبکہ وہ بھی چہرے پر تفخر بھری مسکراہٹ سجائے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

شرجیل کافی دیر سے چہرے پر سنجیدہ سے تاثرات سجائے بیٹھا چینل سرچنگ میں مصروف تھا۔۔ تھک ہار کر ریموٹ سائیڈ پر پٹختا وہ بیزار سا تکیہ پر سر گرا گیا۔

ہیلو شرجیل احمد!" مالا بغیر ناک کئے ہی کمرے میں آنٹر"
ہوتی چہرے پر بڑی ہی زہریلی مسکراہٹ سجا کر گویا ہوئی
تھی۔

یہ تم کس کی اجازت سے میرے روم میں آئی"
ہو۔"" شرجیل کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑ گئے تھے۔

اوہ شرجیل احمد ایکسیڈینٹ ہو گیا۔" وہ معنی خیزی سے"
بولتی نزدیک چلی آئی تھی۔۔ جس کے چہرے پر ناگواری
واضح تھی۔

"شٹ اپ! فوراً نکلو میرے روم سے باہر!" وہ مالا کو سخت سننا چاہتا تھا مگر اس کی اپنے گھر میں موجودگی کے باعث لب بھینچتا خاموش رہ گیا۔

"ویسے ایکسیڈینٹ ہونے کی خاص وجہ۔" وہ آئی برو اٹھاتی معنی خیز سا مسکرائی تھی۔

"تم خود اپنی شکل میرے کمرے سے دفعہ کرو گی یا پھر میں دھکے مار کر باہر نکالوں۔" اس بار وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر گویا ہوا تھا۔

"ہاہاہا! خیر یہ پھول رکھو تمہارے لئے لائی تھی۔۔۔ ویسے تمہاری حرکتوں کو اگر مدے نظر رکھا جائے تو کانٹے دینا

زیادہ بہتر ہو گا بانسبت پھول کے۔" وہ دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئی۔ جس نے طنزیہ آئی برو آٹھائے۔

"اور ویسے جس طرح کی تمہاری حرکتیں ہیں۔ میرے خیال سے عزت نفس سے عاری ہونے کا گولڈ میڈل آپ ہی ڈیزرو کرتی ہیں مالا ہمدانی۔" شرجیل کے کاٹ دار لہجے پر اس کی مسکراہٹ بھک سے غائب ہو گئی تھی۔

"شرجیل احمد! زبان سنبھال کر۔۔۔"

"ماما۔۔۔۔ماما۔۔" وہ اچانک اتنی تیز آواز میں چلایا تھا کہ پاس کھڑی مالا ہمدانی پورے وجود سے اچھل پڑی تھی۔۔

کیاہوا۔۔کیاہواشر جیل۔۔"وہ بوکھلائی سی روم میں آئی" تھیں۔۔جبکہ مالا کا چہرے خجالت سے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

"ماما آئیندہ کسی بھی ایرے غیرے کو میری اجازت کے بغیر میرے روم میں نہ بھیجیئے گا۔"وہ دیکھ مالا کو رہا تھا مگر بات ثانیہ سے کر رہا تھا۔جو ہونکوں کی طرح معاملا سمجھنے کی تک و دو میں خاموش کھڑی تھیں۔

"مگر بیٹا۔۔"

آنٹی میں چلتی ہوں۔۔" مالا تیزی سے ان کی بات کاٹتی" جلدی سے روم سے باہر نکل گئی تھی۔۔ جبکہ ان کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔

بیٹا یہ سب کیا تھا۔" وہ اب تک نہیں سمجھ پائی تھیں۔" میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں مام۔۔ اور پلیز کسی کو بھی" میرے روم میں نہ بھیجئے گا۔" سختی سے بول کر وہ رخ پلٹ گیا تو وہ اس پر ایک خاموش نگاہ ڈالتیں روم سے باہر نکل گئیں۔۔

ہالہ!!!!! وہ روم میں داخل ہوئیں تو ہالہ صوفے پر"
براجمان کھوئی کھوئی سی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے میں
مگن تھی۔

جی ماما!" وہ چونک کر متوجہ ہوئی تھی۔"

بیٹا تمہارے بابا کہ رہے ہیں کہ تم ایک بار پھر شرجیل کے"
پرپوزل کے بارے میں سوچ لو۔" وہ ساتھ بیٹھتی سنجیدگی
سے گویا ہوئی تھیں۔

آپ لوگ مجھے صرف اس لئے فورس کر رہے ہیں ناں"
کیونکہ اب وہ ہمارے بزنس پارٹنر ہیں۔" ہالہ شکوہ کناں
لہجے میں بولی۔

بکواس نہیں کرو۔۔ ہمیں وہ ویسے بھی بہت پسند ہے۔۔آخر برائی ہی کیا ہے اس بچے میں ؟"اس بار وہ زرا غصہٰ میں بولی۔

اور میں پوچھتی ہوں کہ اچھائی ہی کیا ہے اس بچے میں۔"ہالہ بھی دوبدو ہوئی۔

ہالہ !بچو جیسا رویہ اختیار نہ کیا کرو۔اتنے اچھے رشتہ روز روز نہیں آیا کرتے۔"وہ زرا سختی سے بولیں۔۔جو سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"ماما! جب میں ایک بار انکار کر چکی۔۔ تو آپ لوگ مجھے بار بار کیوں فورس کر رہے ہیں۔۔" اس بار وہ واقعی زچ ہو گئی تھی۔

"کیونکہ ہم چاہتے ہیں تم دماغ سے سوچ سمجھ کر درست فیصلہ کرو۔۔ سمجھیں۔" ان کے گھور کر بولنے پر وہ رخ پھیر گئی۔

"میں اس پرپوزل کے بارے میں کچھ سوچنا نہیں چاہتی۔" وہ نخوت سے بولی۔

"کیا تم کسی اور میں انٹرسٹڈ ہو۔" وہ مشکوک ہوئیں۔

آپ کی سوئی صرف اسی بات پر کیوں اٹک گئی ہے۔ جبکہ" میں بارہا کہہ چکی کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔" وہ غصہ سے بولتی نشست چھوڑ گئی۔

تو پھر انکار کی کوئی مثبت وجہ بھی بتاؤ۔" وہ بھی پیچھے ہٹنے کو" تیار نہیں تھیں۔

میں ایسا نہیں چاہتی۔۔ کیا میری بات کی میرے فیصلہ کی" کوئی ویلیو نہیں ہے۔" وہ برہمی سے بولتی سوالیہ نظروں سے بولی تھی۔

فی الحال ہم شرجیل کے گھر والوں کو نہ تو انکار کر رہے ہیں" نہ ہی اقرار۔۔ جانتی بھی ہو تمہارے انکار کے باوجود احمد

صاحب نے خود تمہارے بابا سے ریکوسٹ کی ہے۔۔ کہ ہم تمہیں اس رشتہ کے لئے راضی کریں۔۔ شرجیل پسند کرتا ہے تمھیں۔۔ مگر پھر بھی اگر تم زہنی طور پر تیار نہیں ہو تو ۔۔ کچھ وقت لے لو۔۔ آرام سے تسلی سے سوچ کر بتانا۔" وہ متوازن لہجے میں گویا ہوئیں تھیں۔

ماما یار!" وہ بیزار ہوئی۔"

بس ہالہ!" ان کی تنبیہ پر وہ خاموش ہو گئی۔"

اور ہاں۔۔ شرجیل کا اس قدر خطرناک ایکسیڈینٹ ہو گیا" تھا۔۔ وقت ملے تو زرا عیادت ہی کر آنا بچے کی۔۔۔ ثانیہ کئی بار تمہارے بارے میں پوچھ چکی ہیں۔ مجھ سے تو نظریں

بھی نہیں ملائی جارہی تھیں۔ان کے اس قدر خلوص پر شرمندگی محسوس ہورہی تھی مجھے۔۔" وہ جاتے جاتے پلٹی تھیں۔۔جبکہ وہ لب بھینچتی رخ پھیر گئی۔

"ماماحیدر بھائی کب تک واپس آئینگے!" زویاء کچن کاؤنٹر کے نزدیک ہائی چیئر پر بیٹھی موبائل پر انگلیاں پھیرتی ذرا مصروف سے انداز میں بولی تھی۔۔۔

"آجائے گا۔۔تمہارے بابا بتارہے تھے کہ انہونے خاص طور پر حیدر کو بھیجا ہے تاکہ وہ ابھی سے بزنس کی باریکیوں کو

سمجھ سکے۔" صائمہ بیگم آج خود کچن میں موجود رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

ہمم! اچھا۔۔" وہ سر ہلا گئی۔"

ماما آپ جانتی ہیں۔۔ہالہ کے لیے شرجیل احمد کا رشتہ آیا" ہے۔" زویاء موبائل سائیڈ میں رکھتی یاد آنے پر بولی تھی۔

ہمم جانتی ہوں۔۔اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہالہ بی بی نے" رشتہ سے انکار کر دیا ہے۔" وہ نجانے کیوں تلخ ہو رہی تھیں۔

ماما! زویاء کو اپنی ماں کا لہجا کھٹکا تھا۔"

اب دیکھو نا اتنے بڑے بزنس مین کا رشتہ آیا ہے محترمہ "
کے لئے۔اور انہوں نے ایک سیکنڈ میں منع کر دیا۔۔اگر
میں ہوتی تو پہلی فرصت میں تمہارے لئے ہاں کر
دیتی۔"زویاء اپنی ماں کی غیر متوقع بات ہر اچھل کر رہ گئی۔

ماما! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی "
ہیں۔۔وہ پروزل ہالہ کے لئے آیا ہے۔۔تو میں کہاں سے بیچ
میں آگئی۔"زویاء کو حیرت انگیز جھٹکا ہی تو لگا تھا۔

اتنا حیران کیوں ہو رہی ہو۔۔ہالہ کی جگہ تم بھی ہو سکتی "
تھیں۔"وہ رخ پھیر گئی تھیں۔

اوہ گاڈ ماما۔۔۔آپ تو نہ بس۔۔۔۔ خیر یہ بتائیں کیا آپ ”
نے ہالہ کے رشتہ والی بات حیدر بھائی کو بتائی ہے۔“ زویاء
آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کرتی بات کا رخ پھیر گئی۔

نہیں! اور اس بیوقوف کو بتانے کی ضرورت بھی نہیں ”“
ہے۔پہلے ہی ہالہ کی مالا پڑھتا رہتا ہے۔۔بھاگا چلا آئے
گا۔اپنی پیاری دوست کو شرجیل احمد کے پرپوزل کے لئے
قائل کرنے۔۔“ وہ نخوت سے بولیں تھیں۔۔۔

ہالہ جو زویاء سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ملازمہ کے بتانے پر
وہ کچن میں ہی چلی آئی تھی۔ مگر کچن سے آتی آوازوں پر وہ
ٹھٹھک کر ٹھہر گئی تھی۔۔وہ اور بھی نجانے کیا کیا بول رہی

تھیں۔۔ مگر وہ جس خاموشی سے آئی تھی۔۔ایسی خاموشی سے واپس بھی نکل آئی تھی۔۔۔

ہالہ بیڈ پر چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔ جبھی موبائل کی آواز پر وہ چونک کر ہوش میں آئی۔۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائیل چیک کیا جہاں زاویار کالنگ جگمگ کر رہا تھا۔

"!ہیلو"

کیسی ہو ہالہ!!" وہ کہنیوں کے بل اٹھ بیٹھی تھی۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔ تم بتاؤ۔۔ سب خیریت تھی۔" وہ زرا" تفشیش بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔۔ دراصل میں چاہ رہا تھا" کہ۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ مزید بھی کچھ بول رہا تھا۔۔ ہالہ نے توجہ سے سن کر مسکراہٹ چھپائی تھی۔

اچھا! اور اس احسان کے بدلے مجھے کیا ملے گا؟" وہ" شرارتی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

ہاہاہاہا! اچھا۔۔ اچھا۔۔ چلو ڈن ہو گیا۔۔ پھر تم اپنی شرط یاد" رکھنا۔۔

ہالہ تم مجھے فضول میں آٹھا کر یہاں لے آئی ہو۔۔یار" مطلب آج میرا بالکل بھی باہر جانے کا دل نہیں کر رہا تھا۔"زویاء رسٹورنٹ کی سیڑھیاں چڑھتی مسلسل جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔

افف !چپ کر جاؤ زویاء۔۔اگر آج کا دن تم میرے" ساتھ گزار لو گی تو کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔"مسلسل ایک ہی گردان پر ہالہ نے زچ ہو کر گھورا تھا۔

یار !مگر میرا دل نہیں تھا ناں۔"اس کے سخت لہجے پر وہ" ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔

خیر جانے دو۔۔ یہاں آؤ میرے ساتھ۔۔ تمہارے انہی" نخروں کی وجہ سے میں نے ہمارے لئے الگ سے ٹیبل ریزرو کروا رکھی تھی۔" وہ اسے لئے رش سے زرا ہٹ کر ایک کارنر کی ٹیبل پر لے آئی تھی۔

وہ دونوں اس وقت اپن آئیر رسٹورنٹ میں موجود تھیں۔۔ رات کا آندھیرا بڑھ چکا تھا۔۔ جبکہ ہر جانب پھیلی پیلی سی روشنی میں طبیعت پر خوش کن اثرات مرتب ہوئے تھے۔ زویاء بھی کسی حد تک ماحول کی خوشگواری میں کھو سی گئی تھی۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مینز پے آٹینشن پلیز! مائیک میں گونجتی" آواز پر وہ دونوں متوجہ ہوئے تھیں۔۔ جبکہ ہالہ مسکراہٹ ضبط کرتی موبائل پر مصروف تھی۔

آج کی شام ایک بہت ہی خوبصورت نازنین کے "
نام۔۔اور اس خوبصورت سی شام کو اپنی سحر انگیز آواز سے چار چاند لگانے آرہے ہیں۔۔زاویار فاروقی۔۔جی
ہاں۔۔آپ کے ہمارے فیورٹ سنگر جنہوں نے رات ورات ہی اپنے ایک وائرل سانگ کی بدولت شہرت کی بلندیوں کو چھو لیا ہے۔تو ویلکم کریں۔"زاویار فاروقی"۔" سامنے بنے اسٹیج پر بینڈ والوں کے ساتھ ہاتھ میں مائیک تھام کر کھڑے

زاویار کو دیکھ زویاء نے اچھنبے سے ہالہ کی جانب دیکھا تھا۔۔ جبکہ ماحول میں شور سا مچ گیا تھا۔ جو آنکھوں میں جگنوں کی سی چمک لئے اب گٹار اٹھا کر گلے میں ڈال رہا تھا۔۔

ہالہ!" وہ ایک جھٹکے سے اس کی جانب گھومی۔"

بلیک ڈریس پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پہنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ بے چین نگاہوں سے انہی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ جو شاید بحث و مباحثہ میں مصروف تھیں۔ مگر وہ جانتا تھا ہالہ اسے قائل کر ہی لے گی۔

زویاء پلیز! تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ بس۔۔ یہ سب کچھ زاویار" نے اسپیشلی تمہاری وجہ سے ارینج کروایا ہے۔" ہالہ کے منت بھرے لہجے میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے پر وہ لب بھینچے بیٹھی رہی تھی۔۔ جبھی زاویار کی مدھر آواز کے سریلے بول سماعتوں سے ٹکرائے۔۔

کہانی سنو، زبانی سنو

ہمیں پیار ہوا تھا، اقرار ہوا تھا

دیوانا ہوا، مستانا ہوا

تیری چاہت میں کتنا فسانہ ہوا

تیرے آنے کی خوشبو،

تیرے جانے کا منظر

تجھے ملنا پڑے گا اب زمانہ ہوا

صدائیں سنو، جفائیں سنو

ہمیں پیار ہوا تھا، اقرار ہوا تھا

ہے تمنا ہمیں تمیں دلہن بنائیں

تیرے ہاتھوں پہ مہندی اپنے نام کی سجائیں

تیری لے لین بلائیں تیرے صدقے اُتاریں

ہے تمنا ہمیں تمھیں اپنا بنائیں

نہیں مشکل وفا ذرا دیکھو یہاں

تیری آنکھوں میں بستا ہے ہمارا جہاں

کبھی سن تو ذرا جو میں کہہ نہ سکا

ہماری دنیا تمھی ہو تمھی آسارا

دعائیں سنو، سزائیں سنو

ہمیں پیار ہوا تھا

اقرار ہوا تھا

آنکھیں بند کئے اپنے گرد گرد کے منظر سے بے نیاز گٹار

کے تاروں کو دھیرے سے چھیڑتا وہ بہت دل سے گنگنانے

میں مصروف تھا۔۔یہ صرف گانا تھا یا اس کے دل کی آواز
زویاء کھوئی کھوئی سی اس کا چہرہ تک رہی تھی۔۔ٹھنڈی ہوا
کے پر کیف جھونکے،ماحول میں سروں کی دھیمی
سرگوشیاں ہر شخص سروں کے سنگ محو سا بس گنگنانے میں
مگن تھا۔۔

زاویار نے ایک فیمس سنگر کے سانگ کی بہترین لائنز
گنگنائی تھیں۔۔جو آج کل ہر دوسرے بندے کے لبو پر
قبضہ کئے بیٹھی تھیں۔۔زاویار کے ساتھ ساتھ سارا ہجوم تھا
جو اس کی دلکش آواز میں کھویا ساتھ ساتھ مگن سا گنگنا رہا
تھا۔۔کچھ لمحوں کے لئے زویاء بھی مہبوت سی زاویار کے

آواز کے سحر میں کھو سی گئی تھی۔۔جو آنکھیں بند کئے پورے دل سے گنگنا رہا تھا۔۔

Dedicated to you my love...

گانے کے اختتامی لفظوں کے ساتھ وہ محفل کو اپنے سحر سے آزاد کرتا گانا زویاء کو ڈیڈیکٹ کرنے کے بعد گٹار گلے سے نکال کر اسٹیج سے اتر گیا تھا۔۔جبکہ اب کتنے ہی لوگ تھے جو سیلفی کے چکر میں اس کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے تھے۔جس کی تشنہ نگاہیں زویا کی جانب ہی مرکوز تھیں۔۔وہ سب جلد از جلد اس تک پہنچ کر بات کرنا چاہتا تھا۔۔

زویاء!" ہالہ نے اسے کھویا کھویا سا دیکھ جھنجھوڑ ڈالا تھا۔"

ہاں!" وہ چونک کر ہوش میں آئی تھی۔"

زاویار کی آواز کتنی پیاری ہو گئی ہے ناں؟" ہالہ نے زرا" شرارتی لہجے میں کہا تھا۔

آہاں۔۔" وہ غائب دماغی سے گویا ہوئی تھی۔۔ جبھی" زاویار سب سے جان چھڑاتا انکے پاس چلا آیا تھا۔۔ تیز ٹھنڈی ہوا کے دوش پر چہرے پر رقص کرتے بال، ماحول کا سحر انگیز ہونا زویاء کو لاجواب کر گیا تھا۔

زویاء!" اس نے قریب آکر بہت ہولے سے پکارا"
تھا۔۔وہ چونک کر متوجہ ہوئی تھی۔

زوایارایک کام کرو۔۔تم دونوں بیٹھ کر باتیں کرو۔۔میں"
زراجب تک ایک راؤنڈ لگا کر آتی ہوں۔" انہیں اسپیس
دینے کے باعث وہ گلا کھنکھنار کر بولتی تیزی سے وہاں سے
نکل گئی تھی۔جبکہ زویاء نے ہونکوں کی طرح منہ کھول کر
اس کی حرکت دیکھی تھی۔

منہ بند کرلیں زویاء۔۔ورنہ منہ میں مکھی چلی جائے"
گی۔" وہ گلا کھنکھنار کر بولتا اس کی توجہ اپنی جانب کروانا چاہ
رہا تھا۔

تو آپ کو کیوں اتنی فکر ہے؟ آپ اپنے کام سے کام ”“
رکھیں۔“ وہ فوراً اپنی جون میں لوٹ آئی تھی۔

آپ کو آج یہ گانا میری آواز میں کیسا لگا۔۔ مجھے ہالہ نے ”
بتایا تھا آج کل آپ اس سانگ کی بڑی دیوانی بنی ہوئی
ہیں۔“ وہ شرارت سے لبوں کا کونا دانتوں میں
دبا گیا۔۔ زویاء نے جی بھر کر ہالہ کو کوسا تھا۔

اچھا تھا۔۔ ویسے یہ سانگ کس لڑکی کو ڈیڈیکٹ کیا ہے ”
آپ نے۔“ وہ جانتے بوجھتے انجان بن رہی تھی۔

بس ہے کوئی سم ون اسپیشل! مگر میں آپ کو کیوں" بتاؤ؟" وہ سینے پر بازو لپیٹ کر آئی برو آٹھا کر شرارتی لہجے میں گویا ہوا

اوہ! خیر مجھے کیا۔۔آپ کی سم ون اسپیشل سے۔" وہ" طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔ جبکہ مقابل کا دل کیا اس کی اس ادا پر قہقہہ لگا اٹھے۔

ویسے ایک بات پوچھوں۔۔" سر دہواؤں کے باعث" اسے کپکپی سی چڑھ گئی تھی۔

ہمم!" زویاء اپنے ہاتھ سینے پر لپیٹتی اجازت دے چکی" تھی۔۔اسے سامنے دیکھ نجانے غصہ کہاں جا سویا تھا۔

آپ میری کال کیوں رسیو نہیں کرتیں۔؟"اس کے "
برجستہ سوال پر وہ لحظہ بھر کے لئے خاموش رہ گئی۔

میں ضروری نہیں سمجھتی۔"منظر کا تنقیدی جائزہ لیتی وہ "
لاپرواہی سے بولی۔

اوہ! خیر میں آپنے پیرنٹس کو آپ کے گھر بھیجنا چاہ رہا"
تھا۔۔کیا اجازت ہے؟"پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنساتا وہ
صاف گوئی سے بولا تھا۔

نہیں!"یک لفاظی جواب پر مقابل کی ساری خوشی ہوا"
ہو گئی تھی۔

مگر کیوں زویاء؟" وہ مایوس ہو گیا تھا۔"

بس میں نہیں چاہتی۔" وہ تلخی سے بولتی رخ پھیر گئی۔"

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ڈیئر!" وہ خشمگیں نظرون سے گھور" کر بولا تھا۔

میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی زاویا فاروقی۔۔ تو" مطلب نہیں کرنا چاہتی۔"" وہ سنجیدہ لہجے میں مگر تلخی سے گویا ہوئی تھی۔

زویاء۔۔"""

ہو گئیں تم دونوں کی باتیں۔۔" وہ ابھی مزید کوئی قیاس
کرتا کہ ہالہ وہاں چلی آئی تھی۔

ہاں! ہو گئیں۔۔ڈنر کا تو پتہ نہیں مگر آج میرا پیٹ"
افسانوی باتوں سے بہت بھر چکا ہے۔۔میں کار میں ویٹ کر
رہی ہوں تمہارا۔۔۔جب تم اپنے دوست سے فری ہو تو
آجانا۔" زویاء تیزی سے بولتی اسٹیپ پھلانگتی رسٹورنٹ کی
حدود سے باہر نکل گئی تھی۔۔جبکہ وہ آج بھی مایوس کھڑا رہ
گیا تھا۔

کیا ہوا زاویار! کوئی بات بنی کیا۔" وہ خاموش کھڑے"
زاویار کی جانب گھومی تھی۔

ابھی تو نہیں!" جیبوں میں ہاتھ اڑسائے وہ جوتے کی
نوک سے کالین کھرچنے لگا تھا۔

"تم فکر نہیں کرو! میں زویاء کو منالونگی۔۔بس تھوڑا سا صبر
کرلو۔" وہ تیزی سے بولتی وہاں سے نکلتی چلی گئی
تھی۔۔جبکہ رات ورات شہرت کی بلندیوں کو چھونے والا
ملک بھر کا پسندیدہ سنگر اپنی محبت کے اس قدر جارحانہ
سلوک کے بعد اس قدر رنگین شام کے باوجود اپنے ارد گرد
اداسی سی محسوس کرتا اداس سا کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔

ہالہ!" وہ جو گنگنانے کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہی"
تھی۔ زویاء کے سنجیدگی سے پکارنے پر اس کی جانب پلٹی۔

بولو میری جان!" وہ آج زیادہ ہی موڈ میں تھی۔"

اس سارے ڈرامے میں تم زاویار کے ساتھ ٹچ میں"
تھیں۔۔" زویاء کی مشکوک نظروں کا ارتکاز محسوس کرتی
وہ قہقہہ لگا اٹھی۔

یار! کیوں بیچارے کی محبت کی ناقدری کر رہی ہو۔۔ وہ تم"
سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔ دیوانگی کی حد تک چاہتا ہے
تمہیں۔۔ جانتی بھی ہو اس وقت دنیا کی کتنی حسین لڑکیاں

زاویار فاروقی سے شادی کرنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔" ہالہ نے گھور کر اسے احساس دلایا تھا۔

"ہنہ مرتی ہونگی حسینائیں۔۔ویسے بھی یہ سب ون نائٹ فیم ہے۔۔۔اور دنیا کا کیا ہے یہ تو ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرتی ہے۔" وہ نخوت سے سر جھٹک گئی۔

"بی بی جیسے تم ون نائٹ فیم کہہ رہی ہو۔۔وہ فیوچر کا ایک مشہور سنگر بننے جا رہا ہے۔۔کتنے ہی ڈائریکٹر، پروڈیوسیرز اس کی پرسنالٹی اور آواز سے متاثر ہوئے اس کے آگے پیچھے گھوم رہے ہیں۔۔بہت جلد اس کا البم ریلیز ہونے جا رہا ہے۔۔اس وقت پورا میڈیا صرف زاویار فاروقی کا پیچھا لیا

ہوا ہے۔ جیسے تم ون نائٹ فیم کا بخار کہ رہی ہو۔۔اس وقت ایک دنیا دیوانی بنی گھوم رہی ہے اس کی۔۔ سانگ کے لئے بالیوڈ تک سے آفر آگئی ہے زاویار فاروقی کو زویاء بی بی۔۔آخر کس دنیا میں جی رہی ہیں آُپ۔" ہالہ نے آئی برو آٹھا کر اسے خشمگیں نظروں سے گھورا تھا۔جو نظر چرا کر رخ پھیر گئی تھی۔۔۔

خیر! میں تمہیں فورس بالکل نہیں کرونگی۔۔ابھی تو وہ" اپنے مستقبل کے حوالے سے بہت سریس ہے۔۔اگر تم ہاں کر دو تو ابھی صرف منگنی کرنا چاہتا ہے۔۔شادی بعد میں۔۔ مگر اگر ابھی تم تیار نہیں ہو تو جتنا چاہے وقت لے

لو۔۔وہ انتظار کرنے کے لیے تیار ہے۔"اس بار ہالہ نے سنجیدگی سے کہا۔

وقت لے لو۔۔"وہ طنزیہ بڑبڑائی۔۔"

ہالہ تم مجھ سے لکھ کر لے لو۔۔یہ محبت وحبت صرف چند" دنوں کا بخار ہے۔۔ویسے بھی اب وہ جس گلیمرس ورلڈ میں قدم رکھ چکا ہے۔۔قدم قدم پر حسینائیں اس کی ایک نظر کی منتظر ہونگی تو وہ کیونکر ایک معمولی سی لڑکی زویاء دُرانی کو یاد رکھے گا۔تم دیکھنا وہ اس قصہٰ کو بھی جلد بھول جائے گا۔"زویاء نے بہت ہی بلنٹ آنداز میں تجزیہ کیا تھا۔ہالہ نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔۔

میں بھی یہیں ہوں۔۔اور تم بھی۔۔۔۔دیکھ لیتے"
ہیں۔۔کہ جیت تمہاری بدگمانی کی ہو گی یا پھر میرے یقین
کی۔"ہالہ کی صاف گوئی پر طنزیہ مسکراتی رخ پھیر
گئی۔۔ویسے بھی زویاء درانی سراب کے پیچھے بھاگنے کی
عادی نہیں تھی۔

موسم زرا آبر الود سا تھا۔ ہالہ گنگنانے کے ساتھ ساتھ کہیں باہر جانے کی تیاری میں بھی مصروف تھی۔ اورنج کلر کا لوز سا کرتا پجامہ زیب تن کئے بالوں میں سن شیڈ پھنساتی وہ دوپٹہ گلے میں ڈال کر سنگھار آئینہ کے عین سامنے کھڑی اپنے فائنل لُک پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے میں مصروف تھی۔ جبھی کھٹکے کی آواز پر چونک کر پلٹی تھی۔

خیریت کہیں جانے کی تیاری ہے؟" زویاء نے تنقیدی" نگاہوں سے اس کے سراپے کا جائزہ لیا تھا۔ اور اب اس کے ساتھ ہی آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

ہاں۔۔بہت سوچا! مگر تمہاری اور ماما کی باتیں مجھ پر کافی" گہرا اثر کر گئیں۔" وہ اس کے عین مقابل آتی سپاٹ سے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔زویاء نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

مطلب؟" وہ سمجھی نہیں تھی۔"

میرا مطلب یہ ہے میری جان۔۔۔کہ میں نے فیصلہ کیا" ہے ہالہ انصاری خود با نفس نفیس شرجیل احمد کے گھر جا کر اپنے سابقہ تلخ رویہ کی معافی مانگ کر آج اس قصہ کو جڑ سے ہمیشہ کے لیے ختم کریں گی۔" نازک سے پیروں میں بلیک ہائی ہیلز ڈالتی وہ جانے کے لیے مکمل ریڈی تھی۔

اوہ! آئٹس مین۔۔ تم شرجیل احمد کے پرپوزل کے لئے" راضی ہو؟" زویاء نے جانچتی نگاہوں سے دیکھ قیاسہ آرائی کی۔ وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔

اوہ کم آن یار! ایک بیمار انسان کی مزاج پُرسی کرنے جانے" کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آئی ایم ریڈی ٹو سپینڈ مائے ہول لائف ود ہم۔۔" زویاء نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

خیر! تمہارا موبائل کہاں ہے۔۔ حیدر بھائی تمہیں کال کر" رہے ہیں۔ تم کال ہی ریسیو نہیں کر رہی ہو۔" وہ سر جھٹک کر گویا ہوئی۔۔۔

ہاں! وہ دراصل میں مصروف ہوں۔۔حیدر کو بولنا میں" فری ہو کر خود کو نٹیکٹ کر لو نگی۔" وہ بول کر تیزی سے قدم اُٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔جبکہ زویاء نے منہ کھول کر ہونک کی طرح اسکا رویہ دیکھا تھا۔۔

اسے کیا ہوا؟" وہ خود ساختہ سا بڑبڑائی۔"

لگتا ہے محترمہ کا زیادہ ہی دماغ خراب ہو چکا ہے۔" وہ سر" جھٹک کر روم سے باہر چلی گئی تھی۔۔اب اس کا ارادہ فائزہ بیگم کے پاس جانے کا تھا۔۔۔

ہالہ کہاں جارہی ہو تم؟" اتفاقاً فائزہ بیگم ایسی کے کمرے" کی جانب آرہی تھیں۔۔ جبھی انہوں نے اسے تیار دیکھ سوالیہ آنداز میں پوچھا۔

شرجیل احمد کے گھر جارہی ہوں۔۔ عیادت کے" لئے۔" اس کا لہجا انتہا کا خشک تھا۔۔ فائزہ بیگم نے اسے زار گھور کر دیکھا تھا۔

اچھا جاؤ! مگر اب کوئی الٹی سیدھی حرکت نہ کرنا۔۔" وہ" اجازت دے چکی تھیں۔۔ وہ جس سرکل سے تعلق رکھتے تھے وہاں اس طرح کی ملاقات ہونا کوئی اتنی بڑی بات ہر گز نہیں تھی۔

ارے زویاء تم کب آئیں؟" وہ ہالہ کے عقب سے زویاء کو"
نمودار ہوتا دیکھ پر جوش ہوئیں تیں۔۔آج کل ان دونوں کا
آنا جانا زرا کم کم ہو گیا تھا۔

ابھی بس کچھ دیر پہلے۔"" وہ دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ"
گویا ہوئی۔

بچے ہاتھ ٹھیک ہو گیا اب۔"" وہ اس کے ہاتھ پر موجود"
جلے کا نشان دیکھ پوچھ بیٹھیں۔۔جبکہ ہالہ انہیں باتوں میں
مشغول ہوتا دیکھ تیزی سے ڈرائیوے سے گزرتی اپنی کار
تک آئی تھی۔۔۔

ہیلو حیدر!" حیدر جو ہوٹل کے کمرے میں موجود مدہوش" سا اپنی نیند پوری کر رہا تھا۔۔ پہلے موبائل کی گھنٹی اور پھر موبائل پر اُبھرتی شناسہ سی آواز پر زار بیزار ہوا تھا۔

اس بیوقوف نے قسم کھا رکھی ہے کہ مجھے سکون سے نہیں" رہنے دے گی۔" وہ زچ ہو کر نیم غنودگی میں ہی بڑبڑایا تھا۔

حیدر تم مجھے سن رہے ہو۔" وہی اکھڑ آنداز۔"

جی محترمہ رات کے اس پہر میں صرف آپ ہی کو سُن رہا" ہوں۔۔" وہ شدید بیزار ہوا تھا۔

آئی نو۔۔کہ کافی رات ہو رہی ہے۔۔مگر دن میں تم" میری کال ریسیو ہی نہیں کرتے۔" وہ شکوہ کناں آنداز میں بولی تھی۔

فارغ نہیں بیٹھا میں یہاں پر۔۔کام کرنے آیا ہوں۔" وہ" چہرہ پر ہاتھ پھیر کرنا گواری سے بولا۔

تم کب واپس آؤ گے۔۔میں ابھی تک پاکستان میں تمہارا" انتظار کر رہی ہوں۔۔اور تم خود باہر جا کر بیٹھ گئے ہو۔" وہ اس بار طیش میں غرائی تھی۔

تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ میرے پیچھے پیچھے گھوموں۔۔" جا کر اپنا کام کرو۔ خود بھی سکون سے بیٹھو اور مجھے بھی سکون لینے دو۔" وہ شدید جھنجھلاہٹ سے پُھنکارا تھا۔

"حیدر تم اپنی زبان سے پھر رہے ہو۔ ڈیم آٹ۔۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں پہلے چھ ماہ تمہارے ساتھ پاکستان میں رہونگی۔ پھر بعد میں ہم شادی کر لیں گے۔" وہ دباد باسا چلائی تھی۔

"ہاں کہا تھا لیکن یہ نہیں کہا تھا۔۔ کہ میں تمہاری خاطر اپنے تمام ترکام کاج چھوڑ کر مسلسل اور ہمیشہ کے لئے تمہارے ساتھ لگ کر ہی بیٹھ جاؤنگا۔" وہ طنزیہ پھُنکارا۔

اوکے فائن! ابھی میں اپنے مام ڈیڈ کے پاس واپس جا رہی" ہوں۔۔ مگر یہ نہ سمجھنا حُیدر دُرانی کہ میں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ جلد ملاقات ہو گی۔" کرخت لہجے میں وارننگ دیتی وہ کھٹ سے موبائل بند کر چکی تھی۔۔

پاگل عورت!" وہ بڑبڑایا تھا۔۔ نجانے وہ کونسی گھڑی" تھی۔۔ جب حیدر دُرانی کا ٹکراؤ فلورا نامی بلا سے ہوا تھا۔۔ حیدر نے انجانے میں سرزد ہوئی غلطی پر خود کو جی بھر کر کوسا تھا۔۔

ہالہ انصاری کی گاڑی ایک جھٹکے سے احمد ولا کے صدر دروازہ کے عین سامنے آکر ٹھہری تھی۔۔ گارڈز نے ہالہ کو دیکھ صدر دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔ گول کیاری کے گرد گھومتی بلیک چمچماتی گاڑی کو اس علیشان عمارت کے عین سامنے روکتی ہالہ نے ستائشی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیا تھا۔۔۔ شرجیل احمد کا گھر اس کا اسٹیٹس انصاریز سے کئی درجہ زیادہ تھا۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان وہ کتنے ہی لمحوں گھر کی خوبصورتی میں کھوئی رہی تھی۔۔ عین سامنے جدید طرز کی بنی بلند عمارت پر مشتمل احمد ولا، دائیں جانب پھیلا وسیع

وعریض لان اور لائن سے لگی گاڑیوں کی قطار۔۔ہالہ کو چند روز پہلے سرزد ہوئے عمل پر جی بھر کر شرمندگی ہوئی تھی۔۔

صد شکر تھا کہ شرجیل احمد نے اس بات کو انا کا مسلہ بنا کر اسے یا پھر اس کے خاندان والوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے سے گریز کیا تھا۔۔وہ جس آکڑ سے وہاں آئی تھی۔۔اب اس کا سارا غصہٰ اور جلبلاہٹ کہیں دوُر جا سوئی تھی۔۔لب کچلتی، خراماں خراماں قدم اُٹھاتی ابھی وہ ولا میں قدم رکھنے ہی لگی تھی کہ ایک سوٹڈ بوٹڈ سی لڑکی دوڑ کر اس

کے نزدیک آئی تھی۔۔ہالہ زرا چونک کر ٹھہر گئی تھی۔۔۔۔

میڈم!!شرجیل سر وہاں گارڈن میں ہیں۔۔انہونے" آپ کو وہیں بلاوایا ہے۔" وہ مودب آنداز میں سر جھکا کر شرجیل کا پیغام دیتی ایک طرف ہو گئی۔۔ہالہ نے طائرانہ نگاہوں سے اِد گرد ملازموں اور گارڈز کی پوری فوج کو دیکھ لب کاٹے۔۔

یقیناً وہ اس کی موجودگی سے واقف تھا۔۔اب وہ اپنے قدم بھی نہیں موڑ سکتی تھی۔چار و نچار ملازمہ کی ہمراہی میں قدم اٹھاتی وہ گارڈن کی جانب جاتی پتھر کی بنی روش پر چلتی

جارہی تھی۔۔سامنے ہی خود سے کچھ فاصلہ پر اسے کُرسی پر بیٹھا شرجیل احمد نظر آگیا تھا۔۔جو سنجیدہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھا رہا تھا۔۔

ہالہ نے تھوک نگل کر ارد گرد کا جائزہ لیا تھا۔۔جہاں گارڈز اور ملازمین کے سوا کوئی تیسرا وجود موجود نہیں تھا۔۔البتہ اس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد شرجیل جھک کر اپنی دوسری جانب بیٹھے کسی جانور پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔جو شاید کوئی پالتو کتا تھا۔۔وہ منظر اس کی نظروں سے اوجھل تھا فی الحال۔۔اسی لئے وہ ریلیکس تھی۔۔

ویلکم ٹومائے ہوم۔۔مسہالہ انصاری۔۔۔"شرجیل نے"
اسے چند قدموں کے فاصلہ پر ٹھہرتا دیکھ سنجیدگی سے کہا
تھا۔۔جس کی خوفزدہ نگاہیں شرجیل کے چہرے سے سفر
طے کرتیں کسی اور منظر پر جم سی گئی تھی۔

تشریف رکھیں!"شرجیل نے اس کی نظروں کا ارتکاز"
دیکھ متوجہ کیا۔۔وہ بڑی مشکل سے خود پر قابو پاتی زرا
سمٹ کر شرجیل کے عین سامنے کرسی پر نشست سنبھال
گئی تھی۔۔

مس ہالہ! آپ کو یہاں دیکھ سچ مجھے بہت حیرت ہو رہی ہے۔" وہ اسے ڈرا سہما سا دیکھ مسکراہٹ ضبط کرتا خود ہی بات کا آغاز کر چکا تھا۔

جی۔۔جی۔۔وہ ماما۔۔بتا رہی تھیں کہ آپ کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔" وہ مخاطب شرجیل احمد سے تھی مگر سہمی سی نظریں بھٹک بھٹک کر اس آدم خور پر ہی جا رہی تھیں۔۔جو بڑے مزے سے بیٹھا اپنے مالک سے پیار لے رہا تھا۔

تو۔۔" شرجیل نے زرا گھور کر آئی برو اٹھائے۔۔کہیں نہ کہیں اس کا ڈرا ڈرا سہما سا انداز دیکھ وہ دل ہی دل میں خوش ہوا تھا۔۔کہ شکر تھا محترمہ کسی چیز سے تو ڈرتی تھیں۔۔

وہ دراصل شرجیل میں آپ سے اپنے رویہ کی معافی بھی" مانگنا چاہتی تھی۔۔اس روزمال میں جو کچھ ہوا۔۔میں اپنے اس عمل کے لیے شرمندہ ہوں۔۔وہ سچ میں ایک غیر متوقع عمل تھا۔"لبو پر زبان پھیر کر حلق تر کرتی وہ ایک ہی سانس میں وجہ پیش کر گئی تھی۔

معذرت تو کر بنتی بھی تھی۔کیونکہ آج تک شرجیل احمد" سے اونچی آواز میں بات کرنے کی جرات کسی نے نہیں کی۔۔کجا کہ ہاتھ اٹھایا جائے۔"وہ چیئر پر زرا آگے ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔جبکہ تاثرات میں بلا کی سنجیدگی تھی۔۔۔ہالہ نے دل ہی دل میں خود کو یہاں آنے پر کوسا تھا۔

مگر آپ نے جو حرکت کی۔" ہالہ کو اس کا یہ آندازا ایک "
آنکھ نہ بھایا تھا۔۔ مانا کہ اس کی غلطی تھی۔۔ مگر سارا ملبہ اس
کے کھاتے میں ڈالنا بھلا کہاں کا انصاف تھا۔

کونسی حرکت!" تنی آئی بروز سے سوال کرتا وہ انجان بنا۔"

خیر! آپ یہاں آئیں ہیں۔۔ مجھے دلی خوشی "
ہوئی۔۔۔" ہالہ کے چہرے پر ابھرتے ناگواری کے تاثرات
دیکھ وہ بات گول کر گیا تھا۔

یہ پلستر کب تک کھولے گا۔"" ہوا کی دوش پر لہراتے بال "
کان کے پیچھے اڑستی وہ بات بنا گئی۔

کیوں آپ کا میرے پلستر سے کیا لینا دینا۔" وہ اسے کا"
کترانہ خوب سمجھ رہا تھا۔

بس یونہی پوچھ رہی تھی۔۔ میرے خیال سے اب مجھے"
چلنا چاہیے۔" ہالہ نے جھٹ جانے کے لئے پَر تولے۔

ارے اسے کیسے! ہالہ انصاری آپ ہمارے گھر پہلی بار"
تشریف لائی ہیں۔۔ کجا کہ ہماری آخری ملاقات اتنی
خوشگوار نہیں تھی کہ ہم آپ کو اپنے مقابل بیٹھنے کی آفر
کرتے۔ مگر جناب ہم مہمان نواز لوگ ہیں۔۔ آ ہی گئی ہیں تو
ہمارے ساتھ کچھ خوشگوار لمحات کی یادیں بھی اکھٹی
کر لیں۔" ہاتھ کو زرا سی حرکت دے کر پیچھے ہو کر آرام

دھ آنداز میں بیٹھتا وہ لہجے میں شوخی سمو کر بولا تھا۔۔ہالہ کا خفت سے سرخ پڑتا چہرے اسے لطف دے رہا تھا۔

"آپ جانتی ہیں ہالہ! مجھے آپ کو دیکھ کر خاصی حیرت ہو رہی ہے۔ مگر سچ بتاؤ تو مجھے آپ کا یہاں آنا اچھا لگا ہے۔۔"اسے خاموش دیکھ ایک بار پھر وہ مخاطب ہوا تھا۔۔ جس کی نظریں اب لان کے حد نگاہ تک نظر آتے احمد ولا کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"مجھے دیکھ کر حیرت مگر کیوں۔۔"وہ چونک کر ہونک بنتی سوالیہ گویا ہوئی۔

"دراصل ہماری پہلی ملاقات سے لے کر اب تک کی ملاقات میں۔۔میں نے ہمیشہ آپ کو آپکی جڑواں کے ساتھ ہی دیکھا ہے۔۔تو یوں اکیلے آپ زرافریم میں فٹ نہیں ہو رہیں۔" وہ شوخی سے دو انگلیوں اور آنکھ کو ٹے کو شیپ دے کر اس کے چہرے کے عین مقابل لاتا شرارتی آنداز میں گویا ہوا۔۔

"میں چلتی ہوں۔۔۔" ہالہ اسکے بہکے بہکے سے آنداز دیکھ گڑبڑا کر آٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہالہ بیٹھ جائیں۔۔" شرجیل اور اس کا پالتو بھی ساتھ ہی آٹھ کھڑا ہوا تھا۔

آہ۔۔۔"ٹائیگر کو کھڑا ہوتا دیکھ ہالہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ"
دور ہوئی تھی۔

ریلیکس ہالہ! بیٹھ جائیں پلیز۔۔"شرجیل نے اس کے"
ماتھے پر چمکتی نمی دیکھ تحمل کا مظاہرہ کیا تھا۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ یہ جانور!!"ہالہ خوف سے تھوک"
نگلتی بھاگنے کو تیار تھی،، جبھی وہ ایک دھاڑ کے ساتھ اس
کے قریب آنے لگا تھا۔

اسے پیچھے کریں پلیز!"ہالہ سہم کر شرجیل کی جانب"
بھاگتی چیخ کر بولی تھی۔

ہالہ ! کیا ہو گیا ہے یار بیٹھ جاؤ۔۔۔ کچھ نہیں کہ رہا۔۔۔ تم "
اسس طرح کاریکیٹ کرو گی تو یہ ضرور کچھ کر دے
گا۔" ہالہ کو اپنے سے ہاتھ بھر کر فاصلے پر کھڑا دیکھ وہ ڈرانہ
ہر گز نہیں بھولا تھا۔

کیا یہ کاٹتا بھی ہے ؟" ہالہ اسے منہ کھول کر شر جیل کے "
دائیں جانب بیٹھتا دیکھ خوفزدہ سی بولی تھی۔

نہیں ! یہ صرف اپنا شکار تلاش کرتا ہے، اور فوراً سے جھپٹا "
مار کر زندہ سالم نگل لیتا ہے۔۔" ٹائیگر کے ساتھ ہی گھٹنوں
کے بل بیٹھتے شر جیل نے پیار سے اس کی گردن پر ہاتھ
پھیر کر نارمل لہجے میں جواب دیا تھا۔

کیا؟؟تو آپ نے اس آدم خور کو گھر میں اسے کھلا کیوں" چھوڑا ہوا ہے۔" ہالہ کے ماتھے پر پسینہ چھلک پڑا تھا۔ جبکہ چہرہ کے تاثرات اسے تھے کہ خوف سے گھگھی ہی بن گئی تھی۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا! اوہ مائے گاڈ ہالہ! آئی کانٹ بلیو ڈیٹ آپ ایک" معصوم سے ٹائیگر سے خوفزدہ ہو رہی ہیں۔۔۔دی گریٹ ہالہ انصاری۔۔" تمام تر صورتحال میں جب وہ مزید اپنی ہنسی پر قابو نہیں کر سکا تو بے ساختہ ہی قہقہہ لگا اٹھا تھا۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔ مگر یہ اتنا بڑا آدم خور ہے تو کوئی" بھی نارمل انسان خوفزدہ ہو سکتا ہے۔" اس کے ہنسنے پر وہ زرا خفا سے آنداز میں گویا ہوئی تھی۔

"اوکے اوکے بابا! غصہ نہیں ہو۔۔ابھی تو ہماری نئی نئی دوستی ہوئی ہے۔۔ چلو اسی خوشی میں آپکو کچھ اسپیشل سا کھلاتے ہیں۔" ٹائیگر کی چین ساتھ کھڑے آدمی کے ہاتھ میں پکڑاتا وہ ہالہ کے عین مقابل آیا تھا۔۔ جو اس کے لمبے چوڑے سے وجود کے سامنے چھپ سی گئی تھی۔۔ چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے، آنکھوں میں چمک لیے وہ بہت

اپنائیت سے گویا ہوا تھا۔۔ہالہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکی تھی۔۔۔

"چلیں! شرجیل کا اپنی جانب بڑھا ہوا ہاتھ دیکھ۔۔وہ کچھ پل تذبذب کا شکار لب چباتی رہ گئی۔۔

"فرینڈز ہیں اب تو ہم۔"شرجیل اسے مخمصے کا شکار دیکھ مسکرا کو بولا۔۔تو وہ زرا جھجھک کر اپنا نرم و نازک سا ہاتھ اس کی پھیلی ہوئی چوڑی ہتھیلی پر رکھ چکی تھی۔

"چلیں ایسی بہانے آپ اپنے مستقبل کا گھر بھی اچھی طرح سے دیکھ لیں گی۔۔۔۔"وہ اس کو ساتھ لئے قدم اٹھاتا زرا

سارُخ اس کی جانب پھیرتا آنکھ کا کونا دبا کر گویا ہوا تھا۔ فی الحال ہالہ خاموش ہی رہی تھی۔۔۔

ہالہ کا نازک سا ہاتھ ابھی بھی اس کے مضبوط ہاتھوں کی قید میں تھا۔۔۔ لب چباتی وہ اس کی ہمراہی میں ہی احمد ولا کے ہال میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ اور انٹرینس پر قدم رکھتے ہی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی لائٹنگز، اور بیش قیمت چیزوں کی چمک دمک دیکھ چند لمحوں کے لئے مسمرائز ہوتی وہ ماحول میں کھو سی گئی تھی۔

آحمد ولا میں خوش آمدید!" ہال کے عین درمیان میں "
لا کر اس کا تھاما ہوا ہاتھ چھوڑتا وہ جاذب نظر چہرے پر دھیمی
پر مسکراہٹ سجائے گویا ہوا۔۔ جس کی نظریں دو طرفہ
سیڑھیوں کی دیوار پر لگی بیش قیمت پینٹنگز، اور گھر والوں کی
تصویروں پر ہی مرکوز تھیں۔۔

ہالہ!" اس کی غائب دماغی ناٹ کرتا وہ گردن ترچھی کر "
کے اسے مخاطب کرتا اس کی توجہ بھٹکانے کی خاطر گویا ہوا۔

جی۔۔۔" وہ خفت سے چہرے پر ہاتھ پھیرتی اپنے چہرے "
پر چھاپ دکھاتے شرمندگی کے تاثرات کو زائل کرنا چاہتی
تھی۔

اپ کا گھر بہت خوبصورت ہے۔۔۔"اس بار وہ دھیمی"
مسکراہٹ سے بولی تھی۔۔تو وہ سر کو خم دیتا مشکور ہوا۔

چلیں آئیں! آپ کو مام سے ملواتا ہوں۔۔۔وہ آپ کو" یہاں دیکھ بہت خوش ہو نگی۔" ہالہ نے محض مسکرانے پر اتفاق کیا تھا۔۔وہ ابھی چند قدم ہی آٹھا سکے تھے کہ سامنے سے ثانیہ بیگم اپنے نزدیک آتی نظر آئی تھیں۔

ماشاءاللہ!!!! ہالہ انصاری اور یہاں!" وہ مسکرا کر" نزدیک آئی تھیں۔۔مگر لہجے میں طنز واضح تھا۔

جی وہ دراصل آنٹی۔۔میں شرجیل کی خیریت۔۔"ہالہ" نے شرمندگی کے باعث بڑی مشکل سے لفظوں کو ترتیب دیا تھا۔

"مام! ہالہ صرف میری خاطر خود سے چل کر ہمارے گھر آئی ہیں۔۔۔تو اگر اب بھی آپ کی ہالہ سے کوئی ناراضگی ہے تو وہ ختم کر دیجئے۔۔کیوں ہالہ۔۔۔"ثانیہ نے ایک نظر اٹھا کر اپنے شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔جو کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔۔مگر اس لڑکی کے لئے وہ پہلے دن سے مختلف انداز رکھتا تھا۔۔۔

جی بیٹے! اب آپ ہمارے گھر آ ہی گئی ہیں تو"
بیٹھیں۔۔رات کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھا کر جایئے
گا۔۔۔شرجیل ہالہ کو گھر دیکھائیں آپ۔۔جب تک میں
زرا ملازمہ کی خبر لے لوں۔۔کہ ابھی تک ہماری بیٹی کو کچھ
کھلایا پلایا کیوں نہیں ہے۔"ثانیہ اپنے بیٹے کی خوشی میں
خوش تھیں۔۔۔جبھی مصنوعی خفگی سے بولتی اس کا گال
تھتھپا گئیں۔

"ارے نہیں آنٹی۔۔۔میں بس جاؤنگی!"ہالہ یکایک ان
کے لہجے میں گھلتی شیری دیکھ گڑبڑائی۔

میرے ساتھ آجائیں ہالہ!"شرجیل اسے کی سنُے بغیر ہی"
اپنے ساتھ گھر کی بیک سائیڈ پر لیجانے لگا تھا۔۔۔

السلام علیکم!"زویاء نے حیدر کا نمبر دیکھ فوراً سلام کیا"
تھا۔۔جو اس وقت لندن میں موجود تھا۔

وعلیکم السلام!زویاء کہاں ہو تم اس وقت؟"اس کے"
لہجے میں تفشیش واضح تھی۔

گھر میں۔۔ میرا مطلب اپنے کمرے میں ہوں۔۔ خیریت تھی سب۔۔" حیدر کے لہجے میں چھپی بے چینی اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اچھا! سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔ اور ہالہ وہ ٹھیک ہے؟" لہجے میں فکر مندی واضح تھی۔

"سب ٹھیک ہے۔۔ آپ کیوں فضول میں پریشان ہو رہے ہیں۔" زویاء کو ہالہ کی لاپرواہی پر طیش آیا تھا۔ صبح سے یہ اس کی دوسری کال تھی۔

"نہیں بس ویسے ہی۔" وہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کو کمپوز کر کے گویا ہوا۔

خیر آپ کب واپس آئینگے!" زویاء ایک گہری سانس
بھرتی استفساریہ لہجے میں گویا ہوئی۔

ابھی تو مہینہ لگ جائے گا۔۔ میں کوشش کرونگا جلد واپس"
آنے کی۔۔ مگر ابھی میں اپنے ایک پرسنل کام کے سلسلے میں
لندن میں ہوں۔" حیدرؔ آنکھیں میچ کر بولتا۔۔۔ تھکا تھکا سا
تھا۔۔ نجانے آج دل اتنا بے چین کیوں ہو رہا تھا۔۔ اور ہالہ
تھی کہ اس کی کال ہی نہیں اُٹھا رہی تھی۔

اچھا! ویسے آپ مجھے اس لڑکی کا نام تو بتا ہی سکتے"
ہیں۔۔۔ اب تو مجھ سے بالکل بھی صبر نہیں ہو رہا

ہے۔"زویاءاس کا دھیان بھٹکانے کی غرض سے شوخی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

یار بتا دونگا۔۔ کس بات کی جلدی ہے۔"اس کے لہجے میں اکتاہٹ واضح تھی۔

مگر حیدر۔۔۔"وہ آگے سے کچھ بولنے ہی لگی تھی۔۔ مگر""

حیدر اس کی کال کاٹ چکا تھا۔۔ جانتا تھا اب وہ اس کا اچھا خاصہ دماغ چاٹ لے گی۔۔اور وہ فی الحال کسی قسم کی بات کرنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔

شرجیل ہالہ کی ہمراہی میں قدم اٹھاتا احمد ولا کے بیک سائیڈ پر بنے ہارس رائیڈنگ آئیرینا میں لے آیا تھا۔۔ جبکہ ہالہ تو وہاں موجود ایک خوبصورت سا سفید گھوڑا دیکھ ایکسائیٹڈ سی ہو گئی تھی۔۔ جو اس روز والے براق جیسا تھا۔

"اوہ مائے گاڈ! یہ براق آپ کا ہے۔" ہالہ اشتیاق سے اس کی جانب پلٹی تھی۔

"جی اتفاق سے۔" شرجیل چہرے پر گہری مسکراہٹ سجائے مسرور سے انداز میں گویا ہوا تھا۔۔ جبکہ اس کا چہرہ خوشی کے مارے سرخ پڑ گیا تھا۔

افف ! یہ تو اس دن والا براق ہی ہے۔۔ کیا میں اسے ٹچ کر"
کے دیکھ سکتی ہوں۔" ہالہ باؤنڈری کے پار کھڑی پر جوش
آنداز میں شرجیل کی جانب پلٹی تھی۔۔

شیور !۔۔۔" شرجیل دلکشی سے مسکرایا۔۔ جبکہ اس"
قدر کرم نوازی پر اس کا چہرہ کھل اُٹھا تھا۔

واقعی ! کیا میں اس پر بیٹھ کر سواری بھی کر سکتی"
ہوں۔۔۔۔" لبوں کا کونا دانتوں تلے دبائے وہ بہت ہی
معصوم سی صورت بنا کر گویا ہوئی تھی۔

نہیں ! !" وہ جو پر جوشی سے باؤنڈری پار کرنے کے لئے پر"
تول رہی تھی۔۔ شرجیل کی جانب سے ملنے والے غیر

متوقع جواب پر اس کی تمام تر خوشی اور ایکسائیٹمنٹ جھاگ کی مانند بیٹھ گئی تھی۔ جواب سنجیدگی سے اس کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

شرجیل فراز احمد کا انکار ہالہ انصاری کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔ جبھی اس کا چہرہ خجالت اور شدید سبکی کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔ چمکتی آنکھوں میں ناگواری سی اُتر آئی تھی۔

"ہالہ آپ نہ صرف اس گھوڑے کو ٹچ کر سکتی ہیں۔۔بلکہ آپ آرام سے اس پر سوار بھی ہو سکتی ہیں۔۔مجھے کوئی قباحت نہیں ہے۔"اس کہ صفائیہ لہجے پر ماتھے پر پڑے بل ڈھیلے پڑے تھے۔

"کیا سچ میں!"ہالہ کا پر جوش آنداز واپس عود آیا تھا۔

"بالکل سچ ڈئیر! وہ رہا آپ کا براق! پلیز!"وہ باؤنڈری کا چھوٹا سا دروازہ کھولتا اپنے ساتھ لئے آگے بڑھا تھا۔

"مگر ایک پرو بلم ہے۔۔"وہ جو ساتھ چلتی آندر کی جانب جا رہی تھی۔۔لب دانتوں تلے دباتی ٹھہر گئی تھی۔

کیسی پرو بلم!" شرجیل نے ٹھہر کرنا سمجھی سے دریافت کیا۔

"مجھے گھوڑے پر بیٹھنا نہیں آتا۔۔۔اور آگر یہ غصہٰ میں آگیااور اس نے مجھے کہیں گرادیاتو۔۔۔۔میں اسے کیسے قابوں کرونگی۔" ہالہ نے معصوم سا چہرہ بنا کر جواز پیش کیا۔تو شرجیل احمد نرمی سے مسکرایا۔

"اس میں کونسی بڑی بات ہے۔۔آیئے میں ہیلپ کرتا ہوں۔۔اور ویسے بھی یہ آپ کو ہر گز بھی گرنے نہیں دے گا۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا مگر وہ اب بھی ڈر رہی تھی۔۔

وہ اسے لئے گھوڑے کے قریب آیا تھا۔۔جو آگے کی دونوں ٹانگیں ہوا میں بلند کرتا مسلسل ہنہنا رہا تھا۔۔

"افف! شرجیل آگر اس نے مجھے گرا دیا تو۔۔" اسے خدشات لاحق ہو گئے تھے۔۔جبکہ براق صاحب شرجیل کے گرد چکر کاٹتے اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

"آپ اس کی لگامیں کس کر تھام لیں۔پھر یہ بالکل بھی بے قابوں نہیں ہو گا۔" شرجیل نے مزید حوصلہ دیا تھا۔

"اوکے! شرجیل کا ہاتھ تھام کر وہ ایک پیر اٹھاتی ابھی بیٹھنے کو ہی تھی۔۔کہ عقب سے اُبھرتی ثانیہ بیگم کی آواز پر وہ چونک کر ٹھہر گئی۔۔

کیاہوااماما!"شرجیل کو پکارتیں،وہ نزدیک ہی آرہی"
تھیں۔ہالہ بھی ڈر کر ٹھہر سی گئی تھی۔

ہالہ بیٹا!آپ اپنی ماما کی کال کیوں آٹینڈ نہیں کررہی"
ہیں۔۔وہ کافی دیر سے آپ کو کال ملارہی ہیں۔"ثانیہ
باؤنڈری کے پار کھڑی ہالہ سے مخاطب تھیں۔

ماما کی کال!ہالہ گھوڑے کی لگامیں چھوڑتی تیزی سے ان"
کے نزدیک آئی تھی۔نچار شرجیل کو بھی اس کی پیروی
کرنی پڑی تھی۔

سب خیریت تھی ماما!" شرجیل نے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھ پوچھا۔

"سب خیریت تھی۔۔ مگر ہالہ بیٹا۔۔ آپ کی ماما نے جلد آپ کو گھر آنے کا کہا ہے۔" ثانیہ کی بات سن کر وہ پریشان ہو گئی تھی۔۔

"میرا بیگ! ہالہ کو اپنے ہینڈ بیگ کا خیال سا آیا تھا۔

"اوہ شٹ! بیگ تو میں گاڑی میں ہی بھول آئی تھی۔۔ آنٹی فی الحال مجھے اجازت دیں۔" وہ یاد آنے پر جھٹ سے بولی تھی۔

مگر بیٹا اسے کیسے ! ابھی تو آپ آئی تھیں۔۔" وہ اس کی "
جلدی پر گڑ بڑائی۔

آنٹی ابھی نہیں۔۔ان شاءاللہ ! میں نیکسٹ ٹائم آپ کے "
ساتھ ضرور ٹائم اسسپینڈ کرونگی۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر
نرمی سے بولی۔

ٹھیک ہے ! پھر میں انتظار کرونگی۔" وہ مسکرائیں۔۔ "
تھنکس شرجیل احمد ! ائینڈ سوری ونس اگین !" شرجیل "
ایک بار پھر معذرتی لہجا اپناتی تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی
گئی تھی۔

بیٹا ہالہ نے معافی کس چیز کی مانگی تھی آپ"
سے۔"شرجیل ثانیہ کو اپنے حصار میں لئے گھر کے آندر
لے جارہا تھا۔۔۔

وہ مام دراصل ایک مس آنڈ سٹینڈ نگ ہو گئی تھی۔۔بس"
اسی وجہ سے۔"وہ اصل بات گول کر گیا تھا۔

تو کیا! اب ہمیں ہالہ کا دوبارہ سے رشتہ لے کر جانا پڑے"
گا۔"وہ اس کی جانب رخ پھیر تیں جانچتی نگاہوں سے گویا
ہوئی تھیں۔

مام! میں اس بار کوئی جلدی نہیں چاہتا! اس بارے میں" ہم بعد میں تفصیلی بات کریں گے۔" ثانیہ کے ساتھ ہال میں آتا وہ انہیں خاموش چھوڑتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔وہ بھی سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔

-

ہالہ اتنی دیر لگادی؟ اور میری کال کیوں نہیں ریسیو کر" رہی تھیں تم!" وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی فائزہ بیگم نے اسے بازپرست شروع کر دی تھی۔

سب خیریت تھی ناں ماما! آپ نے اتنی عجلت میں کیوں" بلاوالیا مجھے؟" اس کی پیشانی پر بل واضح ہوئے تھے۔

ایک ضروری بات کرنی تھی تم سے۔۔ مگر پہلے یہ بتاؤ" شرجیل سے کسی قسم کی بدتمیزی تو نہیں کی تھی تم نے؟" انہوں نے مشکوک سے آنداز میں استفسار کیا۔۔

کم آن مام! آپ کو اتنی پاگل نظر آرہی ہوں میں۔" وہ" بیزار ہوئی۔

تم جانتی ہو۔۔ شرجیل کا پرپوزل جب سے تمہارے لئے" آیا ہے۔۔ بھابھی زرا کھینچی کھینچی سی ہیں۔" فائزہ بیگم نے اپنے خدشے کو الفاظ دئے تھے۔

کیا فرق پڑتا ہے مام۔۔ میں نے کونسی ہاں کر دی"
ہے۔" ہالہ کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی تھی۔

مگر مجھے بھابھی سے اس قسم کے رویہ کی توقع ہرگز نہیں"
تھی۔۔ اگر تمہاری جگہ زویاء ہوتی تو میں کبھی بھی اس طرح
کا رویہ اختیار نہ کرتی۔" انہوں نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا
تھا۔

جانے دیجئے ناں مام!" وہ لاپراوہی سے بولی تھی۔"

خیر تم نے شرجیل کے پرپوزل کے بارے میں کیا"
سوچا!" ان کی سوئی پھر وہیں آکر اٹک گئی تھی۔

یار ماما! ابھی میں ریلیکس رہنا چاہتی ہوں۔۔ سو پلیز! آپ" مجھے سکون لینے دیں۔" وہ سر تھام کر بیٹھ گئی تھی۔

اچھا خیر! جاؤ فریش ہو جاؤ۔۔ تمہارے بابا تمہارا پوچھ" رہے تھے۔۔ شام کی چائے ساتھ ہی پئیں گے۔" وہ اس کا شانہ تھپتھپاتیں نکل گئی تھیں۔

مگر ماما آپ نے اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا تھا۔" وہ" ہونک بنی سوالیہ گویا ہوئی۔

شرجیل احمد کے گھر تمہاری اتنی دیر حاضری بہت" تھی۔۔ اگر میں کال نہ کرتی تو تم نے تو مصروف ہو جانا تھا۔۔ اپنے کسی مشغلے میں۔" وہ نخوت سے بولیں۔

افف !" وہ بال ہاتھوں میں جکڑتی وہ دھپ دھپ کرتی" زینہ عبور کر گئی۔ وہ اس قدر جلد بازی کے بلاوے پر ڈوری چلی آئی تھی۔ مگر ماما کی منتق افف۔۔۔۔

حیدر بھائی یار ! اب آپ بتا کیوں نہیں دیتے کہ کون ہے" وہ خوش نصیب لڑکی جیسے آپ میری بھابھی بنانے والے ہیں۔۔" وہ اس وقت لندن میں اپنے چھوٹے بھائی ساحل کے اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔ جو پڑھائی کے دوران اس کے زیرِ استعمال تھا۔

یار! ایک تو زویاء کے پیٹ میں کوئی بات نہیں رُکتی" ہے۔۔اس نے بتا بھی دیا تمہیں۔۔" کافی پھینٹتا وہ زرا خفگی سے گویا ہوا تھا۔

ہاں تو! اتنے عرصے سے پاگل بنایا ہوا ہے آپ نے ہم" سب کو۔۔۔اف ائی ایم ناٹ رانگ! کہیں وہ خوبصورت اور خوش نصیب دوشیز ہہالہ انصاری تو نہیں۔۔جو میرے ہینڈسم سے بھائی کے دل پر قبضہ جمائے بیٹھی ہیں۔" ساحل کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگائے شرارت سے گویا ہوا تھا۔۔اس کے عنابی ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

اوہ ہو! بڑا مسکرایا جا رہا ہے۔۔۔مجھے تو پہلے ہی معلوم" تھا۔۔بس پتہ نہیں کیوں زویاء آپی ہی میری دور اندیشی سے ہمیشہ انکاری رہتی ہیں۔" وہ شوخ بھرے لہجے میں گویا ہوا تو حیدر نے اسے گھورا۔

اپنا دماغ زرا کم چلاؤ۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ ابھی بھی" ماننے کا تیار نہیں تھا۔

ایسا ویسا اگر کچھ نہیں ہے تو آپ ہر وقت ہالہ ہالہ کیوں" کرتے رہتے ہیں جناب!" وہ سینے پر بازو لپیٹے آئی برو اٹھا کر شرارت سے بولا۔

کیونکہ وہ میری بہت اچھی دوست ہے۔" وہ مسکراہٹ "
دبا تارخ پھیر گیا۔

ہاہاہا! اچھا مزاق ہے بھائی! آپ زرا مجھے اپنا یہ چہرہ "
دکھایئے گا۔۔ جہاں دوست کے نام پر آپ کے لبوں سے
مسکراہٹ ہی جدا نہیں ہو رہی۔" وہ مزید شرارت پر اُتر آیا
تھا۔

اچھا بھئی مان لیا! مگر پلیز ابھی یہ بات گھر میں کسی سے "
ڈسکس نہیں کرنا۔۔ میں نے سب کے لئے سرپرائز رکھا
ہے۔ اور ہاں زویاء سے تو بالکل بھی نہیں۔۔ تمہیں پتہ ہے
نہ وہ اپنی ساری باتیں ہالہ سے شئیر کرتی ہے۔۔ یہ راز بھی

اگل دے گی۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ ہالہ کو اس بارے میں کسی اور سے خبر ہو۔۔میں خود اپنے انداز میں ہالہ انصاری سے اظہار محبّت کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"حیدر نے ہار مانتے تنبیہ کی تھی۔مگر اس کا حسین سراپا سوچ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔

یاہو!!بس آپ جلدی سے پاکستان جا کر بات پکی" کریں۔۔۔میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے آ رہا ہون پاکستان۔۔"بلیک جینز کے ساتھ لائیننگ ٹی شرٹ پہنے

گھنگریالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ حیدر سے زیادہ پرجوش تھا۔۔

"میری شادی تو ہوتی رہے گی بیٹا! تم زرا اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔" ایک کافی کا مگ اسے تھماتا وہ گھور کر بولا۔ جو کھسیا کر مسکرایا تھا۔

"پڑھائی بھی کر لیں گے برو! ابھی تو آپ زرا میرے ساتھ آجائیں۔۔۔ ساتھ مل کر کوئی اچھی سی جیمز بونڈ کی مووی دیکھتے ہیں۔" وہ اس کے گلے میں ہاتھ ڈالتا مسکرا کر بولا تو وہ بھی اس کے ہمقدم ہوا تھا۔۔

ویسے یہ آج کل ایلانامی نئ مصروفیات کے ساتھ تم کچھ "
زیادہ ہی وقت نہیں گزار رہے ہو؟" فلور کشن سے ٹیک لگاتا
حیدر معصنوعی سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔ جبکہ آنکھوں سے
شرارت ٹپک رہی تھی۔

ڈانٹ وری برو!! اپنے بھائی پر گیا ہوں۔۔ شی از جسٹ "
مائے فرینڈ!!!" وہ آنکھ مار کر بولتا ساتھ ہی آبیٹھا تھا۔ جبھی
حیدر نے اس کی کمر پر ایک دھموکا جڑ دیا تھا۔۔

سدھر جاؤ بیٹا!! اور اپنی پڑھائی پر فوکس کرو۔۔ ہمارے "
یہاں خاندان سے باہر شادی نہیں کرتے۔۔۔" حیدر کے
تنبیہ انداز پر وہ بے ساختہ ہی قہقہہ لگا اٹھا۔۔

تو کیا یہیں ہالہ انصاری کو اپنی بھابھی کے روپ میں تصور" کرنا چھوڑ دوں۔" وہ لب دبائے گویا ہوا۔

"بیٹا اپنا تصور! حقیقت، حال، ماضی، مستقبل تم سب میں ہالہ کو اپنی بھابھی سمجھ لو۔ ورنہ تمہاری نازک صحت کے لئے ایلا اور درانی صاحب کی ملاقات کا زبردست جھٹکا ہرگز بھی فائدہ مند ثابت نہیں ہوگا۔۔" حیدر کے انداز پر وہ ایک بار پھر قہقہہ لگا اٹھا۔۔ جبکہ اب وہ فلم دیکھنے میں مصروف ہو گئے تھے۔۔

نیا سورج ایک نئی امنگ لے کر طلوع ہوا تھا۔۔اوئل ستمبر کے دن تھے۔اسے میں موسم میں خنکی سی بڑھ گئی تھی۔شرجیل کے ایکسیڈینٹ کو دس دن ہونے کو آئے تھے۔طبیعت میں کافی بہتری آگئی تھی۔وہ پلستر کُھلتے ریمو ہوتے ہی ہفتہ بھر میں آفس جوائن کر چکا تھا۔

شرجیل احمد اپنی میٹنگز کے باعث آج زرا جلدی آفس پہنچ گیا تھا۔وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنی میٹنگز نبٹا تا لنچ آورز میں اپنے کیبن میں بیٹھا موبائل پر اسکرولنگ کرنے میں مصروف تھا۔جبھی سامنے ہالہ کا نمبر جگمگ کرتا دیکھ اسے خوشگوار حیرت نے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

زہ نصیب! آ جہالہ انصاری نے ہمیں کیسے یاد کر لیا!" اس "
کے لہجے میں چھائی خوشگواریت عیاں تھی۔

دراصل میں نے آپ کی طبیعت کا پوچھنے کے لئے کال کی "
تھی۔" وہ زبان دباتی بات بنا گئی۔

چلیں جس وجہ سے بھی یاد کیا۔ میرا تو فائدہ ہی "
ہو گیا۔۔ میں کچھ دیر پہلے آپ کو ہی یاد کر رہا تھا۔" وہ سچے
دل سے گویا تھا۔ ہالہ نے لحظے بھر کو ٹھہر کر اس کے اگلے
لفظوں کا انتظار کیا تھا۔

مجھے مگر کیوں؟" وہ انجان بنی تھی۔"

کیا ہم کچھ دیر میں لنچ کر مل سکتے ہیں۔" وہ کرسی کی پشت "
سے ٹیک لگا گیا تھا

۔

شیور!" وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہامی بھر چکی تھی۔ "
چلیں پھر ملاقات ہوتی ہے۔ میں لوکیشن سینڈ کر دیتا"
ہوں۔" شرجیل رابطہ منقطع کرنے کے بعد قریبی
رسٹورانٹ کی لوکیشن بھیجتا اپنا کوٹ اٹھاتا تیزی سے آفس
سے باہر نکلا تھا۔

تیز قدموں سے گراؤنڈ فلور پر جانے کے لئے وہ لفٹ تک آیا تھا۔ مگر اسی لمحے لفٹ کا دروازہ کھل گیا تھا۔ اور سامنے سے نمودار ہوتا چہرہ دیکھ شرجیل کی پیشانی پر ناگواری سے بل پڑ گئے تھے۔

اوہ شرجیل احمد! اچھا ہوا تم مجھے یہیں مل گئے۔" مالا ہمدانی" اپنے مخصوص تفخر بھرے آنداز میں بولتی لفٹ سے باہر آئی تھی۔

تم یہاں خیریت تھی!" وہ مروتً پوچھ بیٹھا تھا۔"

ہاں دراصل میں تم سے ہی ملاقات کرنا چاہ رہی تھی۔" وہ" مزید گویا ہوئی۔

تم کہیں جا رہے ہو ویسے؟" وہ آئی برو اٹھا کر بولی۔"

ہاں لنچ پر جا رہا ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔"

ڈیٹس گریٹ ایک کام کرتے ہیں۔۔ ہم دونوں ساتھ چلتے" ہیں۔۔ ہماری بات بھی ہو جائے گی۔" وہ جھٹ پروگرام ترتیب دے کر بولی۔

مالا ہمدانی میں لنچ پر اپنی ایک عزیز کے ساتھ جا رہا" ہوں۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے لفظ چبا کر گویا ہوا تھا۔

اوہ اچھا! خیر مجھے صرف تمہارے دو منٹ چاہیے! ہم کار" میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔۔" وہ شرجیل احمد سے بات کرنے کا موقع قطعاً ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔

چلو پھر!" اسے اشارہ کرتا وہ ساتھ ہی لفٹ میں انٹر ہوا" تھا۔ گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر اب انکا رخ کار پارکنگ کی جانب تھا۔۔

ڈرائیونگ کے دوران ہالہ کا ٹیکسٹ موصول ہوا تھا۔۔ہالہ کی آمد میں ابھی کافی وقت رہتا تھا۔ جبھی شرجیل مالا کو اپنی ہمراہی میں لیے ایسی رسٹورنٹ میں لے آیا تھا۔۔ جہاں اسنے ہالہ کے لئے ٹیبل ریزرور کروا رکھی تھی۔

"ہاں اب بولو!" وہ اپنی ریزروڈ ٹیبل پر مالا کے کے مقابل چیئر سنبھال کر بیٹھتا خشک لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"شرجیل پاسٹ میں تمہارے میں میرے درمیان جو بھی اخلافات رہے۔۔میں اس کے لئے تم سے دل سے معافی چاہتی ہوں۔" مالا کے غیر متوقع الفاظ شرجیل احمد کو ورطہ حیرت میں دھکیل گئے تھے۔۔

کیا؟ کیا کہا تم نے ؟'' وہ استہزایہ مسکراہٹ کے ساتھ گویا''
ہوتا ابھی بھی بے یقین سا تھا۔۔ معافی اور وہ بھی مالا
ہمدانی۔۔۔

میں اپنے رویہ کی معافی چاہتی ہوں شرجیل احمد!'' وہ''
دانٹ کچکچا کر لفظوں پر زور دے کر بولی تھی۔

ہاہاہاہا! اوہ مائے گاڈ! مالا ہمدانی طبیعت وغیرہ تو ٹھیک ہے''
ناں تمہاری۔۔ کہیں میری محبت کا صدمہ تمہارے دماغ پر
تو نہیں چڑھ گیا۔۔ مطلب سیدھا سیدھا معافی۔۔''شرجیل
بے ساختہ ہی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ مسکرایا
تھا۔۔ جبکہ سیڑھیاں پھلانگ کر اُپر آتی ہالہ کی سیدھی نظر

سائیڈ ٹیبل پر بیٹھے شرجیل پر گئی تھی۔۔جو کسی ماڈرن سی لڑکی کے ساتھ بیٹھا خوش گپوں میں مصروف نظر آرہا تھا۔۔۔ہالہ کے قدم ٹھہر سے گئے تھے۔۔

تزلیل کے باعث آنکھوں میں مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔۔وہ شخص اس کی زراسی دیری پر کسی اور لڑکی کے ساتھ بیٹھا گپے لڑ رہا تھا۔شرجیل کے اس غیر اخلاقی عمل نے ہالہ انصاری کی آنا پر کاری ضرب لگائی تھی۔۔۔

مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا۔۔یہ کھڑوس قسم کا بزنس مین بھلا''' کسی ایک لڑکی کے ساتھ گزارا کر سکتا ہے۔بڑے باپ کا بلنئیر عیاش بیٹا۔۔''ہالہ کے دل میں بدگمانی نے اپنے پنجے

گاڑھ دئے تھے۔۔ان دونوں کو آگ اگلتی نظروں سے گھورتی وہ خود ساختہ بڑبڑائی۔۔

ہنہ ! بیٹھا رہے اپنی جیسی کیسی سستے کردار والی محترمہ کے ساتھ ! ہالہ انصاری اتنی بے وقت ہر گز نہیں کہ اس کی طرح تمہارے آگے پیچھے چکر کاٹتی پھرے۔ بڑا آیا محبّت کا دم بھرنے والا۔۔پہلے محبّت کی "م" سے تو واقفیت حاصل کرلے۔۔ عشق کی منزلیں طے کرنا تو بعد کی بات ہے۔۔"خود ساختہ بڑبڑاتی وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی جس طرح آئی تھی۔۔بالکل ایسی خاموشی سے واپس پلٹ گئی تھی۔۔۔

شرجیل احمد میں سچ میں اپنے کئے پر نادم ہوں۔" مالا"
ہمدانی مسلسل ضبط سے کام لے رہی تھی۔

اوہ رئیلی! خیر چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔" وہ گھڑی پر"
نظر ڈالتا طنزیہ لہجے میں بولتا کمینگی سے مسکرایا تھا۔

دیکھو شرجیل میرا اور تمہارا رشتہ جوڑنا سراسر بڑوں کا"
فیصلہ تھا۔۔۔ایسا بابا اور انکل چاہتے تھے۔۔اور جب مجھے بابا
کی خواہش کے بابت علم ہوا تو میں بھی۔۔۔ مگر اب جبکہ ہم
دونوں کی سوچ الگ ہے۔۔۔رہن سہن کا طریقہ مختلف
ہے۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گزارا نہیں کر

سکتے۔۔تو میرے خیال سے ہمیں پھر اس قصہ کو یہیں ختم کر دینا چاہیے ناں۔۔" مالا لفظوں کو ماپ تول کر گویا ہوئی تھی

ہمم! صحیح کہہ رہی ہو۔۔ خیر تم بیٹھو۔۔مجھے ملنے جانا ہے" میں نکلتا ہوں۔" مالا کے ساتھ بیٹھے بیٹھے اسے کافی دیر ہو چکی تھی۔۔ مگر ہالہ کا اب تک کچھ پتہ نہیں تھا۔۔

نہیں! میں بھی بس نکلتی ہوں۔۔ خیر کون ہے وہ خوش" نصیب لڑکی؟ جس میں تم آج کل دلچسپی لے رہے ہو۔" وہ جو نشست چھوڑنے لگا تھا۔۔مالا کے جانچتی نگاہوں میں پنپتے حسد کو دیکھ وہ ٹھہر کر رُک سا گیا۔

ایک بہت ہی پیاری۔ سُلجھی ہوئی اچھے خاندان کی اعلیٰ" مزاج کی لڑکی ہے۔۔وہ بالکل میری توقع کے عین مطابق ہے۔ جس طرح کی بااخلاق، باحیا،اور کونفیڈینٹ لڑکیاں مجھے پسند ہیں۔۔وہ بالکل ایسی ہی ہے۔۔شرجیل احمد کے ساتھ صرفہالہ انصاری ہی جچ سکتی تھی۔جو مسز شرجیل بننے کے بعد نا صرف قابل تعریف ہو گئی بلکہ بہت سو کے لئے قابل رشک۔۔" جتاتے ہوئے لہجے میں بولتا اس بار اپنا کوٹ جھٹکتا وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے انداز پر وہ سلگ کر رہ گئی تھی۔۔

ہمم ! بہت خوب ! ! ! جتنی خوبیاں تم گنوا رہے ہو۔ دعا ہے ”
کہ یہ ساری خوابیاں اس بندی میں موجود بھی
ہوں۔۔" ہاتھوں کو باہم آپس میں الجھائے وہ زہریلی
مسکراہٹ سے گویا ہوئی تھی۔۔

ہالہ انصاری کی خوبیاں اور گنواتے اور قابلیت کے قصّہ "
سناتے شاید مجھے صبح ہو جائے۔ فی الحال میرے پاس اتنا
وقت نہیں ہے۔ تو پھر کبھی آرام سے سناؤ نگا۔" وہ طنزیہ
مسکرائی۔۔۔

مجھے مسز شرجیل سے ملنے کا انتظار رہے گا۔“ اپنا کلچ آٹھا کر
معنی خیز سی مسکراہٹ پاس کرتی وہ شرجیل سے پہلے ہوٹل

سے باہر نکل آئی۔۔ جبکہ وہ سر جھٹکتا ہالہ کا نمبر ڈائل رہا تھا۔۔ جو مسلسل بند جا رہا تھا۔۔

ھمم!!! سمجھتا کیا ہے خود کو کھڑوس انسان کہیں کا۔۔ ہالہ " انصاری آخر تمھیں ضرورت ہی کیا تھی۔ اس ضدی مزاج شخص کی ایک کال پر بھاگے چلے جانے کی۔ "ڈرائیونگ کرتی غصّہ سے ماتھے پر بل سجائے، وہ مسلسل خود کو ملامت کر رہی تھی۔۔

دیکھتی ہوں اب کون رشتہ لے کر آتا ہے۔۔ اس بار آیا" ناں تو سیدھا منہ پر ہی منع کر دونگی۔۔ آیا بڑا پرنس چارمنگ

کہیں کا۔۔ سمجھتا ہے ہالہ انصاری کو اپنی شان و شوکت کا گر ویدہ بنا کر اپنے آگے پیچھے گھومنے پر مجبور کر دئے گا۔" وہ مسلسل اپنی جھنجھل اُتار رہی تھی۔ جبھی موبائل کا خیال آیا تھا۔ تیزی سے موبائل اٹھا کر شرجیل کا نمبر بلیک لسٹ میں ڈالتی وہ سیٹ پر اچھال گئی تھی۔ جبکہ دوسری جانب موجود شرجیل احمد مسلسل اس کا نمبر ڈائل کرنے میں کوشاں تھا۔ جس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔

پک آپ دا کالہالہ انصاری!!!!" وہ موبائل کان سے لگائے سنجیدگی سے بڑبڑایا۔

افف!!!فریال انصاری میرے بلاوے کو ٹھکرا کر یہ "

بہت ہی غلط حرکت سرانجام دی ہے آپ نے۔۔۔اس بار

اس غلطی کا بہت بھاری خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں

آپ۔اب آپ کو شرجیل احمد اپنے انداز میں ہی ڈیل کرے

گا۔۔۔"موبائل کوٹ کی فرنٹ پاکٹ میں ڈال کر کوٹ

جھٹک کر کھڑا ہوتا وہ تیز قدموں سے باہر نکل آیا

تھا۔۔۔جبکہ دوسری جانب ڈرائیونگ کرتی ہالہ مسلسل

بڑبڑا رہی تھی۔۔وہ سب اپنی پلاننگ کئے بیٹھے تھے۔جبکہ

قسمت کہیں دور کھڑی شرارت سے مسکرائی تھی۔۔۔

زویاء کمرے سے منسلک بالکنی میں ریلنگ پر ہاتھ جمائے کھڑی باہر کے منظر سے لطف آندوز ہوتی چائے کی چسکیاں بھر رہی تھی۔ جبھی اس کا موبائل بلنک ہوا تھا۔ اسکرین پر پاپ اپ نوٹیفیکشن سے شناسہ نمبر سے پیغام موصول ہوتا دیکھ، میسج باکس کھولتی ٹرانس وہ لائینز پڑھنے لگی تھی۔

جھکی جھکی سی نظر بے قرار ہے کہ نہیں

دبا دبا سا سہی دل میں پیار ہے کہ نہیں

تو اپنے دل کی جواں دھڑکنوں کو گن کے بتا

مری طرح ترا دل بے قرار ہے کہ نہیں

وہ پل کہ جس میں محبت جوان ہوتی ہے

اس ایک پل کا تجھے انتظار ہے کہ نہیں

تری امید پہ ٹھکرا رہا ہوں دنیا کو

تجھے بھی اپنے پہ یہ اعتبار ہے کہ نہیں

کیفی اعظمیٰ

زویاء نے غزل کے خوبصورت فسوں آمیز شعر زیرِ لب پڑھ کر ایک گہری ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی تھی۔

کیسی ہو زویاء؟" دوسری جانب سے ایک بار پھر پہل کی "
گئی تھی۔

اچھی ہوں۔" میکانی آنداز میں ٹائپنگ کرتی وہ ہونٹ "
دانتوں تلے لب دبا گئی تھی۔

وہ تو آپ ہیں ہی۔۔" دوسری جانب سے بھرپور شرارت "
کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔

کوئی کام تھا؟" زویاء سے مزید مروت نبھانا مشکل ہوا تھا۔ "

آ،ہمم! کیا میں صرف آپ کو کام کے وقت ہی یاد کر سکتا" ہوں؟" وہ بھی موڈ میں تھا۔ زویاء کچھ لمحے سوچ میں پڑ گئی تھی۔

نہیں! مگر اتنی رات کو میسج۔۔" زاویار اس کا آدھا آدھورا" سا میسج پڑھ کر مسکرایا۔

میسج نہیں زویاء دُرانی یہ غزل میرے دل کی آواز" تھی۔" زاویار کا میسج پڑھ کر وہ ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتی اپنی زات میں اترتی گھٹن کو زائل کرنے کی تک و دو سے دو بھر موبائل سوئچ آف کر چکی تھی۔۔۔

کاش کہ تم یہ بات سمجھ سکتے زاویار فاروقی! کہ میں چاہ کر" بھی اپنے قدم تمہاری جانب نہیں بڑھا سکتی۔۔ تمہارے لئے ہالہ انصاری کی آنکھوں سے جھلکتی بے لوث محبت ہر بار تمہاری جانب بڑھتے میرے قدموں کو زنجیر کر دیتی ہے۔" گر جو یہ حقیقت ہالہ انصاری پر عیاں ہو جاتی تو یقیناً وہ اپنی دوست سے نظر ملانے کے قابل بھی نہ رہتی۔۔ زویاء نے آنکھیں میچ کر رات کی گہری سیاہ تاریکی کو بڑی شدت سے خود میں اترتا محسوس کیا تھا۔

بے کلی کی سی کیفیت سے دوچار ہالہ گھر کے لاؤنج میں بیٹھی موبائل سکرولنگ میں مصروف تھی۔ جبھی آہٹ کی آواز پر وہ چونک سی گئی تھی۔۔

زویاء کیا ہوا۔۔اتنی پریشان کیوں ہو؟" ہالہ اسے حواس" باختہ سا گھر میں آتا دیکھ اچھنبے سے بولی تھی۔

ہالہ عادل بھائی کہاں ہیں؟ پلیز ان سے بولو جلدی آئیں بابا" کی طبیعت اچانک سے خراب ہو گئی ہے۔" وہ بس رو دینے کو تھی۔

"اوہ مائے گاڈ!!! کیا ہوا انکل کو۔۔۔"

پتہ نہیں۔۔" وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھیں میچ گئی تھی۔

تم حوصلہ رکھو۔ میں عادل کو بُلاتی ہوں۔" ہالہ تیزی سے "
اُپر کی جانب بھاگی تھی۔۔ جبکہ وہ الٹے قدموں دُرانی مینشن
کی جانب دوڑی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ محمود صاحب کو شہر کے ایک
پرائیویٹ ہسپتال میں لے آئے تھے۔ انہیں فوری آئی سی یو
میں شفٹ کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر زاب تک باہر نہیں آئے
تھے۔۔ مسز دُرانی اور زویاء نے تو باقاعدہ رونا شروع کر دیا
تھا۔۔ ہالہ اُنہیں مسلسل حوصلہ دے رہی تھی۔۔

"زویاء حوصلہ رکھو۔۔کچھ نہیں ہوا ہوگا انکل کو۔۔تم فضول میں ٹینش لے رہی ہو یار!" وہ ضبط سے گویا ہوئی تھی۔جبھی سامنے سے ڈاکٹرز باہر آتے نظر آئے تھے۔

"ڈاکٹر میرے بابا!" وہ دونوں ماما بیٹی اکیلی تھیں۔۔اس وقت حیدر بھی یہاں موجود نہیں تھا۔زویاء تیزی سے ڈاکٹر کی جانب دوڑی تھی۔

اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔کچھ دیر میں انہیں وارڈ"
میں شفٹ کر دیا جائے گا۔مائینز ساہارٹ آٹیک
تھا۔۔خطرے والی کوئی بات نہیں ہے۔"ڈاکٹر پروفیشل
آنداز میں بولتا چلا گیا تھا۔۔جبکہ مسز دُرانی اور زویاء کچھ
لمحوں کے لئے سکتِ کی سی کیفیت میں رہ گئی تھیں۔۔۔

آنٹی پلیز حوصلہ کریں۔۔انکل اب بالکل ٹھیک"
ہیں۔"عادل نے اگے بڑھ کر انہیں تسلی دلائی تھی۔فائزہ
بیگم اور انصاری صاحب بھی وہیں موجود تھے۔

بھابھی حوصلہ کریں۔۔آپ دیکھئے گا محمود بالکل ٹھیک"
ہو گا۔۔زویاء بیٹے آپ رونا بند کریں۔۔شاباش میرا بہادر

بیٹا۔" خالد صاحب نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ جو آنسو پونچھتی خاموش ہو گئی تھی۔

"حیدر بھائی کو کال کر دو ہالہ! اب جا کر اوسان بحال ہوئے تھے۔ سب سے پہلا خیال حیدر کا ہی آیا تھا۔۔

"بیٹا حیدر اتنی دور بیٹھا ہے۔۔ اسے پریشان نہ کریں۔۔ یہاں آپ کے ساتھ ہم سب ہیں ناں۔" خالد صاحب کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گئی۔

زویاء حیدر اتنی جلدی واپس نہیں آسکتا۔۔ تمہارے بابا" سے مل لوں۔۔ پھر جب وہ کہیں گے تو حیدر کو بھی انفارم کر دیں گے۔" صائمہ بیگم سمجھنے والے آنداز میں گویا ہوئی تھیں۔

ریلیکس رہیں۔۔ بس کچھ دیر میں انکل کو ہوش آجائے" گا۔۔ دیکھنا وہ بالکل ٹھیک ہو جایئے گے۔" ہالہ کے مسکرا کر کہنے پر اس نے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔۔ جبکہ چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔

دن پر لگا کر اڑ گئے تھے۔۔ درانی صاحب کو گھر آئے ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔ طبیعت اب کافی بہتر تھی۔ حیدر کو کچھ دن کے توقف سے دُرانی صاحب کی طبیعت میں بہتری کے بعد انفارم کیا گیا تھا۔ وہ فوری پاکستان آنا چاہ رہا تھا۔۔ مگر فی الحال وہ اپنے پینڈنگ کام نبٹائے بغیر واپس نہیں آسکتا تھا۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ابھی لندن میں ہی قیام پذیر تھا۔

شرجیل اور اس کے درمیان حائل سرد خاموشی کی دیوار کو دس دن سے زائد کا عرصہ بیت چکا تھا۔۔ زویاء سے پتہ لگا تھا کہ وہ دو روز قبل ہی محمد صاحب کی عیادت کے باعث درانی مینشن آیا تھا۔ مگر اسے وہ مسلسل اگنور کر رہا تھا۔ وہ شرجیل

احمد کا نمبر بلاک کر چکی تھی۔۔ مگر اس کی توقع کے بر عکس کسی قسم کا کوئی رابطہ قائم نہیں کیا گیا تھا۔۔ دوسری جانب سے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔۔ ہالہ کو ہڑ کل ہی ہو گئی تھی۔۔ آخر شرجیل احمد کی یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کی آمد کا پیش خیمہ تھی۔

ستمبر کی اختتامی شام تھی۔۔ آسمان پر گہرے بادلوں کا راج تھا۔ موسم کے تیوروں میں خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔۔ وہ اُداسی سے لان میں ٹہلتی ایک جانب شرجیل احمد کی جانب سے ملنے والی خاموشی کو لیکر پریشان تھی۔۔ تو

دوسری جانب حیدر کی غیر موجودگی اسے بُری طرح سے کھل رہی تھی۔ وہ لندن جا کر بیٹھ ہی گیا تھا۔

"حیدر تم کتنا بدل گئے ہو۔۔ تمہیں میری بالکل بھی یاد نہیں آتی۔۔ ابھی تو تمہاری شادی بھی نہیں ہوئی اور تم نے مجھے یاد کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔۔ کیا معلوم وہاں بھی اس لڑکی کی وجہ سے ہی گئے ہو۔۔" وہ اداسی سے سوچتی نگاہیں لان کی گھاس پر جمائے خود ساختہ بڑبڑائی۔

"شاید ہماری دوستی کی مدت اتنی ہی تھی حیدر درانی۔۔ اب تو سب کوہالہ انصاری کی باتوں سے حتی کہ حرکتوں سے

اختلاف سا ہو گیا ہے۔۔ پتہ نہیں۔۔۔ سب اتنا بدل کیوں گئے ہیں؟'' وہ تذبذب کا شکار لب چبا گئی۔

ہالہ!'' وہ نجانے کب تک یونہی کھوئی رہتی کے پیچھے سے'' عادل نے اسے پکارا تھا۔

ہمم!'' وہ چونک کر پلٹی۔''

اتنی ٹھنڈ میں بغیر کسی گرم شال کے لان میں کیا کر رہی'' ہو۔۔ پتہ ہے نا یہ کراچی کی سردی ہے۔۔ پل میں طبیعت بگڑ جائے گی۔۔ بیمار ہونے کا ارادہ ہے کیا۔۔ کل پارٹی میں نہیں چلنا کیا؟'' عادل اس کے نزدیک کھڑا زرا خفگی سے بولا تھا۔

ابھی اتنی بھی ٹھنڈ نہیں ہوئی ہے کہ میں گرم شال اڑھ لوں۔" وہ منہ بنا گئی۔

ویسے کل کس پارٹی میں جانا ہے؟" وہ حیرت زدہ سی پوچھ بیٹھی۔

کیوں تمہیں نہیں معلوم؟" وہ اس کی لاعلمی پر زار حیران سا ہوا تھا۔

نہیں تو؟ مجھ سے تو کسی نے بھی پارٹی کا زکر نہیں کیا تھا؟" وہ متعجب لہجے میں بولی۔

اوہ! شاید ماما تمہیں بتانا بھول گئی ہو نگی۔۔ویسے بھی تمہارا" پیر بھی تو نہیں رکتا ناں گھر میں۔۔گھر میں بیٹھوں تو کوئی بندہ تم سے بات کر سکے۔" وہ زرا گھور کر بولا تو وہ کھسیانی ہوئی۔

اچھا اب اتنا سسپنس کیوں بڑھا رہے ہو۔۔جلدی" بتاؤ۔۔کس کی پارٹی میں جانا ہے؟" وہ زچ ہوئی۔

شرجیل احمد کی۔۔۔کچھ مہینوں سے ایک فارن کمپنی کے" ساتھ بزنس کے معاملات طے ہو رہے تھے۔۔وہ ڈیل فائنل ہو گئی ہے تو بس اسی خوشی میں ایک چھوٹا سا گیٹ ٹو

گیدرارینج کیا ہے۔" وہ اصل بات سرپرائز ہونے کے باعث گول کر گیا تھا۔

"اچھا! ویسے یہ احمد انٹرپرائزز والوں کو اور کوئی کام نہیں ہے۔۔جب دیکھوں ڈنر، پارٹیز۔۔افف!" وہ زار جھنجھلا کر بولی تھی۔

"سب ہوت کی جوت ہے بھئی۔" وہ گہری سانس فضا کے سپرد کر گیا۔

"ویسے تمہارا رزلٹ نہیں آیا اب تک؟ اب تو آجانا چاہئے تھا؟" وہ آئی برو اٹھا کر سوالیہ آنداز میں بولا۔

آجائے گا بھئی! اتنی جلدی کس بات کی ہے؟" وہ نخوت" سے منہ بسور گئی۔

خیر ٹھنڈ بڑھ رہی ہے۔۔ آندر چلو۔۔ کل کی تیاری" کرلو۔۔ تم لڑکیوں کی تیاری تو ویسے بھی دو دن پہلے سے شروع ہوتی ہے۔" وہ شرارت سے اس کے بال کھینچ کر بولتا بازو کندھے پر رکھے انصاری ہاؤس کے آندرونی حصہ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

حیدر کل رات کی فلائٹ سے پاکستان پہنچا تھا۔۔ ارادہ تو مزید قیام کا تھا۔۔ مگر دُرانی صاحب کی طبیعت کی ناسازی

کے باعث اسے پاکستان واپس آنا پڑا تھا۔ کل رات دیر سے گھر واپسی ہونے کے باعث وہ خاموشی سے درانی صاحب سے ملاقات کرتا اپنے روم میں آگیا تھا۔۔ صبح کے بارہ بج رہے تھے۔۔اسے میں موبائل کی چنگھاڑتی ہوئی آواز نے اس کی نیند میں خلل پیدا کیا تھا۔۔وہ بیزار سا کہنیوں کے بل اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔آنکھوں میں نیند کی خماری سی چھائی ہوئی تھی۔

"ہیلو!" نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سن مقابل زار پر جوشی سے گویا ہوا تھا۔۔۔

ہیلو ہینڈسم بوئے۔۔پہلے بغیر بتائے پاکستان سے نکل گئے" اور اب کل واپس بھی آ گئے۔۔نہ کوئی خیر نہ خبر!" دوسری جانب شرجیل اپنے مزاج سے برخلاف شرارت سے گویا ہوا۔خوشی اس کے لہجے سے عیاں تھی۔وہ دھیما سا مسکرایا۔

بس یار! آپ کو تو پتہ ہے۔۔عجلت میں جانا پڑا تھا۔۔اور" اب بابا کی طبیعت کے باعث واپسی کرنی پڑی۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیر پر واضاحتی لہجے میں گویا ہوا۔

چلو یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔۔خیر پھر شام کو پارٹی میں" آرہے ہو ناں۔" حیدر نے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔

بتایا مجھے بابا نے۔۔ مگر برو۔۔ آج تو میں بہت تھکا ہوا"
ہوں۔۔ اتنی لمبی فلائٹ لے کر آرہا ہوں۔۔ کچھ رحم کرو
"مجھ پر۔

کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔۔ عادل بھی آرہا ہے۔۔ تم بھی"
آجاؤ۔۔ مل بیٹھیں گے چار دوست اور کیا ہے۔۔ زار گپ
ہی لگالیں گے۔ ویسے بھی تمہارے لئے ایک سرپرائز
ہے۔۔"انے والے لمحات کے بابت سوچ کر شرجیل کے
لبو کے ساتھ آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔۔

کیسا سرپرائز!!"حیدر نے تجسس بھرے انداز میں"
پوچھا۔

سرپرائز!! سرپرائز ہوتا ہے بھئی۔۔ویسے بھی اس "
سرپرائز کا اہتمام ایک بہت ہی خاص ہستی کے لئے کیا گیا
ہے۔اور میں چاہتا ہوں کہ اس میں میرے تمام قریبی
دوست شامل ہوں۔"شرجیل کے بارہا اسرار پر وہ مزید
انکار نہ کر سکا تھا۔۔

بائے شام کو ملاقات ہوتی ہے پھر۔" وہ موبائل سائیڈ "
ٹیبل پر رکھتا اب مزید نیند پوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

دن ڈھل کر شام میں تبدیل ہونے لگا تھا۔درانی مینشن اور
انصاری ہاؤس کے سب ہی مکین احمد ولا میں منعقد کی جانے

والی پارٹی کے لیے تیار ہو رہے تھے۔۔ جبکہ ہالہ صاف لفظوں میں جانے سے انکار کر چکی تھی۔۔۔

"ہالہ! تم کیوں نہیں چل رہی ہو یار؟" زویاء اچانک روم میں انٹر ہوئی تھی۔

"یار مجھے آج زاویار سے ملنا جانا تھا۔۔ تو تم لوگ جاؤ۔" ہالہ نے سچ ہی بولا تھا۔

"زاویار سے؟" زویاء نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔

ہاں! دراصل اسے کچھ کام تھا۔۔ صوفہ کم بیڈ پر نیم دراز" وہ آنکھیں موند گئی تھی۔

حیرت ہے۔۔ زاویار کو ہر دو دن بعد تم سے کوئی کام نکل" آتا ہے؟" زویاء نے لہجے میں گھلا طنز محسوس کر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول لی تھیں۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو زویاء۔" اس کے ماتھے پر ناگواری سے" بل واضح ہوئے تھے۔

یہی کہ آگر تمہیں زاویار اتنا ہی پسند ہے تو شادی کیوں" نہیں کر لیتیں اس سے؟" زویاء کے لہجے میں طیش عود آیا تھا۔۔ ہالہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو

بات اس نے کبھی خود سے بھی نہیں کی تھی۔۔وہ زویاء کو کیسے معلوم ہوئی۔

"کیا ہوا اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟" کیا میں نہیں جانتی" کہ تم یونیورسٹی کے زمانے سے زاویار کو پسند کرتی ہو۔" وہ استہزایہ مسکرائی تھی۔

"زویاء تم غلط سمجھ رہی ہو۔" کمزور سے لہجے میں مزاحمت" کی گئی تھی۔

"میں غلط سمجھ رہی ہوں؟ کیا واقعی؟" وہ اپنی جانب اشارہ" کرتی تلخی سے مسکرائی تھی۔

اگر میں غلط ہوں تو۔۔ تم کیوں بار بار شرجیل احمد کے رشتہ سے انکار کرتی رہتی ہو؟ کیوں زاویار سے میرے بہانے میل ملاقاتیں کرتی ہو۔" زویاء نم آنکھوں میں ڈھیروں شکوے لئے رنج کی کیفیت سے دوچار بازپرس پر اتر آئی تھی۔

"نہیں زویاء میری جان! تم غلط سمجھ رہی ہو؟" ہالہ تیزی سے اٹھ کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"کچھ غلط نہیں سمجھ رہی میں۔۔ یہی حقیقت ہے۔۔ ایک طرف تم نے شرجیل احمد کو امید دلائی ہوئی ہے۔ دوسری جانب تم زاویار سے رابطے بڑھا رہی ہو۔" زویاء درانی کے

الفاظ تھے یا طمانچہ۔۔جو ہالہ انصاری کی روح تک چھلی کر گئے تھے۔ کتنی ہی دیر سکت کے سے عالم میں وہ کچھ بول ہی نہ پائی تھی۔

زویاء۔۔۔تم میرے بارے میں۔۔۔میرے بارمیں ایسا" کیسے سوچ سکتی ہو۔۔۔" گلے میں آنسوؤں کا گولا پھنستا محسوس ہوا تھا۔تکلیف کے باعث آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

میں نے تو صرف سوچا ہے ہالہ۔۔تم نے تو کر دکھایا" یار!"زویاء ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔ہالہ سے ضبط کرنا مشکل ہوا تھا۔۔وہ اس کی خاطر کیا کچھ کر رہی

تھی۔۔اور وہ اس کی جانب سے دل میں اتنی بد گمانی لیے بیٹھی تھی۔۔۔

زویاء جاؤ یہاں سے۔"انسوؤں سے تر چہرے پونچھتی وہ" رخ پھیر گئی تھی۔

میں کیوں جاؤں ہاں۔۔رخ کیوں پھیر رہی" ہو۔۔ حقیقت سے آنکھ ملانے کی جرات نہیں ہے کیا ہالہ انصاری۔۔"دونوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔ جبکہ وہ اس کی جانب پشت کئے کھڑی سسک آٹھی تھی۔

زویاء جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کہ میں اس دوستی کا" لحاظ بھول جاؤں۔" ہالہ بولی نہیں تھی۔۔بلکہ شدت بھرے آنداز میں چیخ اٹھی تھی۔زویاءاس کے تیز آنداز پر لحظہ بھر کو سہم گئی تھی۔

زویاء چلی جاؤ پلیز! ورنہ مجھ سے کچھ غلط ہو جائے" گا۔۔شاید جس کا پچھتاؤا پھر مجھے ساری عمر ہو۔" کرب سے آنکھیں میچتی وہ بہت برادشت سے کام لے رہی تھی۔۔ورنہ زویاء کے الفاظ اسے مسلسل تکلیف پہنچا رہے تھے۔

جارہی ہوں ہالہ انصاری! مگر یاد رکھنا اب میں مزید تمہیں" کسی کی بھی فیلنگز سے کھیلنے نہیں دونگی۔" وہ روتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ ہالہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر روم لاکڈ کر لیا تھا۔۔ دروازہ کے ساتھ بیٹھتی وہ ہچکیوں سے رو پڑی تھی۔۔۔

زویاء۔۔۔۔۔اتنا خود غرض سمجھ لیا"
مجھے۔۔۔ کیوں۔۔۔"اس نے تو زاویار فاروقی کے بارے میں اس روز سے سوچنا ترک کر دیا تھا۔۔ جب سے اس نے زاویار کے قدم زویاء کی جانب بڑھتے دیکھے تھے۔۔ اور وہ بیوقوف کیا کچھ بکواس کر رہی تھی۔۔

میرے خلوص پر شک کرنے کے لئے میں تمہیں کبھی ”
معاف نہیں کرونگی زویاء درانی۔۔ کبھی نہیں۔۔ تم نے آج
صرف مجھ پر شک نہیں کیا۔۔ بلکہ ہماری سالوں پرانی دوستی
کو گالی دی ہے۔۔ میرے کردار پر شک کیا ہے تم نے۔“ وہ
ہولے ہولے سسک رہی تھی۔ فائزہ بیگم اس کے روم کا
دروازہ بجا بجا کر اپنے جانے کی اطلاع دیتی جا چکی تھیں۔۔ وہ
ہنوز ایسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔ دل غم کی شدت سے پھٹا
جا رہا تھا۔۔

احمد ولا میں شام کی رونقیں عروج پر تھیں۔۔ بلیک فور پیس سوٹ میں ملبوس شرجیل اپنی شاندار سی شخصیت کے ساتھ کھڑا بزنس کی دنیا کے تمام چمکتے ہوئے ستاروں سے ملاقات کر رہا تھا۔

انصاری اور درانی ہاؤس کے مکین کچھ دیر قبل ہی پارٹی کا" حصہٰ بنے تھے۔۔ مگر شرجیل کی تشنہ نگاہوں کو جس چہرہ کا شدت کا انتظار تھا۔۔ اس نے تو پارٹی میں آنے کی زحمت ہی نہیں کی تھی۔۔۔

حیدر درانی! تھنکس فار کمنگ یار! مجھے لگا تم نہیں آؤ گے۔" شرجیل اپنی رعب دار سی شخصیت کے باعث سب سے منفرد نظر آرہا تھا۔ پارٹی ڈریس کوڈ میں ملبوس حیدر کو دیکھ چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے اپنائیت سے گویا ہوا۔۔۔

"جناب آپ نے اتنے دل سے بلایا تھا۔۔ ہم سے رہ ہی نہ گیا۔" حیدر کے محبوبانہ آنداز پر شرجیل اور عادل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"عادل دیکھ رہے ہو۔۔ لندن سے واپسی پر یہ لڑکا کتنا چمک رہا ہے۔۔ یہ مسکراہٹ، یہ دلکش آنداز تو ہمیں حیدر درانی

کے جب بھی دیکھنا نصیب نہ ہوئے تھے۔۔۔جب یہ لندن سے سالوں بعد لوٹ کر آئے تھے۔"شرجیل کے معنی خیز لہجے پر وہ مسکرایا۔

کہیں کوئی گوری تو نہیں پسند آگئی؟"وہ آئی بروآٹھائے" شوخی سے بولا تھا۔

بھئی ہم مشرقی حسن کے دیوانے ہیں۔۔آگر کسی گوری کا" چکر ہوتا بھی تو وہ اب تک بغل میں کھڑی ہوتی۔"حیدر نے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تھا۔اس کے آنداز پر وہ دونوں مسکرائے تھے۔

تمہاری تو سمجھ آتی ہے۔۔ابھی نئی نئی ڈگری کمپلیٹ ہوئی"
ہے۔۔یہ موصوف کیوں اب تک کنوارے گھوم رہے
ہیں؟"اب اس کی توپوں کا رخ عادل کی جانب تھا۔۔
یار اس شکل کے ساتھ ہمیں کوئی منہ ہی نہیں"
لگاتی۔"عادل کے معصوم سے شکوہ پر وہ دونوں مسکائے۔
تو آج کی محفل کس کام کی ہوئی پھر۔۔اتنی دلکش"
خوبصورتی کو آج کی شام کا حصہٰ بنایا ہے ہم نے۔ڈھونڈ لو
اپنے لئے بھی کوئی۔"ابھی شرجیل بول ہی رہا تھا۔۔کہ
ساتھ کھڑی لڑکی انکی باتیں سنتی نزاکت سے قدم اٹھاتی
نزدک چلی آئی تھی۔

ایکسکیوزمی!" وہ تینوں چونک کر متوجہ ہوئے تھے۔"

۔شرجیل نے سامنے دیکھا جہاں انہی کے بزنس پارٹنر کی سرپھری بیٹی بڑی ندیدی نظروں سے عادل کی جانب دیکھ رہی تھی۔حیدر اور شرجیل کے بیچ شرارتی نگاہوں کا تبادلہ ہوا تھا۔۔

آپ غالباً شرجیل احمد کے دوست ہیں؟ میں نتاشہ۔۔اور" حسین اتفاق ہے کہ آپ کی طرح میں بھی سنگل ہوں۔" نتاشہ نے اپنا مرمری نازک سا ہاتھ عادل کی جانب بڑھایا تھا۔جو شرجیل اور حیدر کو مسکراہٹ ضبط کرتا

دیکھ گھور کر اس کا نرم و ملائم ہاتھ ہلکا سا تھام کر چھوڑنا چاہا تھا۔ مگر وہ ابھی بھی تھامے ہی کھڑی تھی۔۔۔

"نائس ٹو میٹ یو۔ آئیم عادل انصاری۔۔۔ بائے داوئے کیا خیال ہے آپ کے لئے یہیں سے کوئی لڑکا ڈھونڈوں۔" عادل کے مسکرا کر سوال کرنے پر نتاشہ کی مسکراہٹ پل میں ہوا ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ دونوں قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں رخ پھیر گئے۔۔۔

"نان سینس!" وہ لمحوں میں خفا ہوتی جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھوڑاتی عادل پر دو حرف بھیجتی واپس پلٹ گئی۔

حد کر دی یار عادل انصاری آپ نے۔۔۔بھابھی خود چل" کر آئی تھیں۔۔اور آپ نے اتنی اچھی گولڈ ڈ گرٹائپ کی لڑکی بھاگا دی۔۔آپ کو تو لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے۔"حیدر شرارت سے افسوس بھرے لہجے میں بولا۔

اور نہیں تو کیا۔۔مجھے تو لگتا ہے حیدر یہ سنگل ہی" مر جایئے گا۔"شرجیل اور حیدر اب مسلسل اس کی ٹانگ کھینچنے میں مصروف ہو گئے تھے۔جبکہ وہ بھی بھرپور جوابی کارروائی کر رہا تھا۔

ہالہ جب بیٹھے بیٹھے تھک گئی اور گھٹن کا احساس بڑھنے لگا تو وہ جلدی سے چہرے پر ہاتھ پھیر کر آنسو خشک کرتی اپنی گاڑی کی کیز اٹھاتی انصاری ہاؤس کا ڈرائیوے عبور کرتی گاڑی میں بیٹھ کر فل اسپیڈ میں گھر سے نکل آئی تھی۔

دماغ مسلسل سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔زویاء کی باتیں ”کسی ہتھوڑے کی مانند دماغ پر کاری ضربیں لگا رہی تھی۔۔اس کا زہر اگلتا لہجہ، لفظوں میں چھپی حقارت، وہ چاہ کر بھی آنسو نہیں روک سکی تھی۔۔اسپیڈ کا کانٹا بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔اسے اپنے آندر وحشت سی محسوس ہوئی تھی۔

شام کا ملگجا سا آندھیرا ہر جانب پھیل چُکا تھا۔ وہ ہر منظر "
سے بے نیاز خود کی ذات سے راہ فرار چاہتی تھی۔۔ وہ کب
سنسنان سی سڑک پر نکل آئی تھی۔۔ اسے خبر ہی نہ ہو سکی
تھی۔۔ جبکہ اس کے تعقب میں آتی گاڑیوں نے ایک جھٹکے
سے گاڑی آگے سے لگائی تھی۔۔ ہالہ اسپیڈ میں ہونے
باعث گاڑی کو تصادم سے کسی حد تک بچاتی لرز کر رہ گئی
تھی۔۔ اچانک بریک لگانے کے باعث اس کے ماتھے پر ہلکی
سی چوٹ لگ گئی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی یا
پھر مزاحمت کر پاتی۔۔ کسی نے جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ

کھولا تھا۔۔وہ خوفزدہ سی پیچھے ہوئی مگر منہ پر آتے رومال نے اس کے حواس گم کر دئے تھے۔۔

محفل کی رنگینیاں اپنے عروج پر تھیں۔ہر کوئی خوش گپوں میں مصروف تھا۔ جبھی شرجیل کے موبائیل کی نا ٹیفیکسن کی گھنٹی بجی تھی۔۔۔اور متوقع نمبر سے پیغام موصول ہونے پر اس کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ کھل سی گئی تھی۔

"شرجیل کہاں جا رہے ہو یار!" وہ عادل کی آواز سن کر ٹھہر گیا تھا۔

مشن کمپلیٹ کرنے۔" حیدر کی موجودگی کے باعث وہ"
لبوں کا کونا دانتوں تلے دبائے ذو معنی مسکراہٹ سے گویا
ہوا۔ تو وہ "اوہ" کرتا رہ گیا۔

کونسا مشن؟" حیدر ان دونوں کے نظروں ہی نظروں"
کے تبادلے پر نا سمجھی سے بولا۔

عادل بتائے گا۔" ایک قہقہہ لگا کر وہ عجلت بھرے آنداز"
میں وہاں سے نکل گیا تھا۔ جبکہ حیدر کی مشکوک نگاہیں اب
عادل کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

کیا ہے یہ سب؟؟" وہ گھور کر بولا۔"

سرپرائز سرپرائز۔۔۔۔" عادل مسکرا کر بولتا اس کی پہنچ سے دور ہو گیا تھا۔ جبکہ وہ سچ میں سرپرائز کا منتظر کندھے اُچکا کر رہ گیا۔

شرجیل کوٹ جھٹک کر گارڈز سے رپورٹ لیتا گھر کے بیک سائیڈ پر الگ تھلگ سے بنے گلاس روم میں آ گیا تھا۔ جہاں وہ ایک طرف کو سر گرائے کُرسی پر بندھی بیٹھی تھی۔ اس کے عین پیچھے ہی گھر میں تقریب چل رہی تھی۔ وہ دوسری جانب موجود لوگوں کو دیکھ سکتے تھے۔ مگر دوسری طرف سے دیکھنے والوں کو باہر صرف ایک دیوار سی نظر آتی تھی۔

بکھرے سے بال، لبوں پر لگا ٹیپ، آنکھوں میں طیش کی سُرخی، جبکہ نم آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ ہاتھ کُرسی کے دستے سے بندھے ہوئے تھے۔

ہالہ کی خوف زدہ نظریں روم گلاس ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوتے شرجیل احمد سے ٹکرائی تو وہ کچھ لمحے حواس باختہ سی رہ گئی۔

بے یقینی، ناگواری، حیرت، دُکھ، افسوس ملال اس ایک نظر میں کیا کچھ نہ تھا۔۔ وہ جو پہلے ہی زویاء کی جانب سے ملی اذیت سے دوچار تھی۔ شرجیل احمد کی اس حرکت کے باعث مزید بدگمانی کی گہری کھائی میں گرتی چلی گئی تھی۔

کیسی ہیں مس ہالہ انصاری؟" شرجیل کا مسکراتا لہجا اسے خود کا مزاق اُڑاتا محسوس ہوا تھا۔۔ کیا یہ بدلہ کا کوئی نیا طریقہ تھا؟

وہ مسکرا رہا تھا۔۔ شاید اس کی بے بسی پر۔۔ اور واقعی اس لمحے ہالہ انصاری کو اپنا وجود بہت بے بس محسوس ہوا تھا۔

مگر ابھی اپنی کمزوری ظاہر کرنے کا وقت نہیں تھا۔ جبھی جھٹکے سے اپنا وجود ہلاتی وہ مزاحمت پر اُتر آئی تھی۔

ریلیکس ڈیئر! جانتا ہوں۔۔ تمہیں یہ تکلیف پہنچا رہے ہونگے۔۔ مگر تم ان معصوم سی نازک خواتین کے قابوں میں بھی تو نہیں آ رہی تھیں۔۔ بس اس لئے ان بیچاریوں کو

آپ کو لگام ڈالنی پڑی۔ اتنا شور ہی نہیں مچانا تھا۔" شرجیل نے مسکراہٹ ضبط کر کے رحیم شحیم سی خواتین کا حوالہ دیا تھا۔ جبکہ ہالہ نے ناگواری اسے گھورا تھا۔۔ وہ باڈی بلڈر ٹائپ کی خواتین اس کا نازک سا وجود بیہوشی میں جانے کے بعد اپنی بیک پر ڈال کر فرازولا میں لے کر آئی تھیں۔ جنہیں وہ معصوم پلس نازک سی کہ رہا تھا۔

ویسے تو آپ کی یہ حالت دیکھ مجھے بیک وقت ہنسی بھی" آرہی ہے اور افسوس بھی ہو رہا ہے۔۔ مگر آپ جیسی جنگجو طیارہ لڑکی سے دو گھڑی سکون سے بات کرنے کے لئے بلکہ آپ کو پرپوز کرنے کے لئے۔ مجھے اور کوئی معقول راستہ نظر

نہیں آرہا تھا۔ تو مجھے یہ بچکانہ رویہ اختیار کرنا پڑ رہا ہے۔" وہ اس کے تاثرات میں در آئی ناگواری دیکھ بہت مشکل سے مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔

"ویسے تو میں آپ کے والدین کے پاس اپنی عرضی لگا چکا ہوں۔ مگر ایک بار اپنے لئے آپ کی آرا بھی جاننے کی خواہش رکھتا ہوں۔" اس کی آنکھوں میں وہی محبت اور اپنائیت تھی۔ جو اسے ہمیشہ سے زاویار کی نگاہوں میں نظر آتی تھی مگر زویاء دُرانی کے لئے۔۔

"کیا آپ میرے سات اپنی پوری زندگی خوشی خوشی گزارنے پر دلی طور پر رضامند ہیں۔۔" شرجیل لہجے میں

محبت سموئے دلنشین آنداز میں اس کے رُوبرو گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔۔ جبکہ مقابل سیخ پا ہو گئی تھی۔۔۔

اوہ سوری آپ کا اسپیکر آن کرنا تو بھول ہی گیا۔۔" ہاتھ بڑھا کر اُس کے گلابی لبوں سے ٹیپ جدا کرتا وہ تاسفی لہجے میں گویا ہوا۔

"یہ کیا طریقہ ہے کس بھی لڑکی کو شادی کے لئے پرپوز کرنے کا؟" ہالہ اپنے منہ پر سے ٹیپ جدُا ہوتے ہی ایک لمحے کی بھی دیری کئے بغیر غصہ سے سوالیہ انداز میں چڑھ دوڑی تھی۔

وائف ٹوبی۔۔ذرا آہستہ آواز میں۔نرم لہجے میں بات کیا"
کریں۔ہر وقت کاٹ کھانے کو کیوں دوڑتی ہیں۔"شرجیل
دو انگلیوں سے اس کا گال تھپ تھپا کر چہرہ نزدیک لے آیا
تھا۔

دور رہ کر بات کریں۔" وہ پُھنکاری۔تو وہ زرا فاصلے پر"
ہوا۔مگر ابھی بھی گھٹنوں کے بل ہی بیٹھا ہوا تھا۔ہالہ نے
اس کا ہر آنداز دیکھا تھا،اور لہجے میں گھلی چاشنی کو بغور
محسوس بھی کیا تھا۔۔

دیکھیں فیوچر باس! رشتہ بھیجنے کا سیدھا سادہ ڈیسینٹ"
اسٹائل تو آپ کی اعلیٰ طبیعت کو پسند ہی نہیں آیا تھا۔بلکہ اس

قدر ناگوار گزرا تھا کہ بغیر کسی معقول وجہ کے سید ھارشتہ سے ہی انکار کر دیا تھا۔ تو اس بار میں نے سوچا کیوں نہ ذرا ڈیفرینٹ اسٹائل میں زور آزمائی کی جائے۔ اور آج کے زمانہ کی ضدی لڑکی کو امپریس کرنے کی ایک چھوٹی سی کوشیش کی جائے۔" شرجیل نے گلا کھنکھار کر ہالہ کی گھورتی نگاہوں میں اپنی محبّت سے لبریز آنکھیں گاڑ کر شرارت کہا۔

واہ! تو آپ نے سوچا چلو آج کے زمانے کا سستا بجٹ شارُخ" خان شرجیل احمد کچھ نیا ٹرائے کریں گے۔ اور لڑکی کو گاڑی سمیت ہی کڈنیپ کروالیں گے۔" ہالہ نے ہاتھوں پر بندھی

رسی کی نرم سی قید میں اپنے ہاتھ چھوڑانے کی ناکام سی کوشش کرتے ہوئے گھورا۔

"ہاہاہا!! کیا ہو گیا ہے فیوچر باس! میں نہایت ہی شریف اور ڈیسینٹ بندہ ہوں۔ میں نے آپ کو کڈنیپ نہیں کیا ہے۔ ذرا اپنی بیک سائیڈ پر نظر گھما کر شیشے کے اس پار دیکھیں آپ کی پوری فیملی احمد ولا میں آج کی شام کا لطف اٹھا رہی ہے۔" فریال کی حیران کن نظریں بے ساختہ ہی گھومی تھیں اور سب سے پہلا ہنستا مسکراتا چہرہ حیدر رُدرانی کا ہی نظر آیا تھا۔ جو عادل کی ہمراہی میں کھڑا کسی بات پر دلکشی سے مسکرایا تھا۔ یکایک اسے جنون سا عود آیا تھا۔

مجھے کڈنیپ نہیں کیا۔ تو مجھے بے ہوش کیوں کرایا"
تھا۔ میرے ہاتھ پیر کیوں باندھے تھے۔ منہ پر ٹیپ کیوں
لگوائی تھی۔ میری گاڑی کہاں ہے۔ اور مجھے سب سے الگ
اس جگہ کُرسی سے کیوں باندھ رکھا ہے۔ ہاتھ کھولیں
میرے۔ اور یہاں کا دروازہ بھی۔ پھر آپ کو بتاتی ہوں کہ
میں آپ کے مستقبل کی باس ہوں یا پھر ان فور گیٹبل
پاسٹ۔ "فریال انصاری ہونقوں کی مانند سب کو تکتی غصّہ
سے پلٹ کر نان اسٹاپ بولنا شروع کر گئی تھی۔ اس کے
نزدیک بیٹھے شرجیل کا محبت سے بھرپور قہقہہ فضا میں بلند
ہوا تھا۔

افف!! بس اسی لئے۔۔اسی لئے آپ محترمہ کے اس "
مائیک کا ولیوم بند کر دیا تھا۔ کس قدر بولتی ہیں آپ۔۔اور
کتنا فضول بولتی ہیں۔۔"شرجیل ذرا بیزار سے لہجے میں
مسکراہٹ ضبط کرتا کانوں میں انگلی ڈال کرتا سفی لہجے میں
گویا ہوا تھا۔

ہاتھ کھولیں میرے۔"وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر گویا"
ہوئی۔

پہلے یہ بتائیں آپ اس رشتے سے راضی ہیں"
ناں۔"شرجیل اس کے ہاتھوں کو رسی کی نرم سی گرفت

سے آزاد کرتا دونوں ہاتھ اپنی قید میں تھام کر آئی بروا ٹھا کر سوالیہ آنداز میں بولا۔

"نہیں! اور جس طرح کی گھٹیا حرکت آپ نے کی ہے اس کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔" ہالہ کو بھی سخت قسم کا طیش آیا تھا۔اپنے ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے نکالنا چاہے مگر نکام۔

"ہالہ بچوں جیسا رویہ اختیار نہ کریں۔۔اور جلدی ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ کیونکہ بڑوں میں ہمارے رشتے سے متعلق سب کچھ طے پا گیا ہے۔۔میں صرف آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں؟" اس بار وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا۔۔جبکہ ہالہ کی

خالی خالی سی نظروں نے اس کے وجیہہ چہرے کا طواف کیا تھا۔۔ زہن میں یکدم زویاء کی زہر آلود باتیں گھومنے لگی تھیں۔ وہ ہر طرح سے شاندار اور چاہے جانے کے قابل تھا۔

کیا طے پا گیا ہے۔" اپنی محویت پر لعنت بھیجتی وہ چونکی۔"

آج کی یہ سرپرائز پارٹی آپ کے اور میرے رشتے کی" باقاعدہ انانو سمنٹ کے لئے رکھی گئی ہے۔ آپ کے ماما، بابا کو میں نے ہی کہا تھا۔ کہ وہ آپ کو اس فیصلے سے انجان رکھیں۔۔ کیونکہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس روز آپ مالا ہمدانی کو میرے ساتھ دیکھنے کے بعد مجھ سے ملاقات کئے

بغیر کیوں غائب ہو گئی تھیں۔" وہ سنجیدہ سا تفصیلی آگاہی دیتا باز پرس پر اُتر آیا تھا۔ جبکہ اُس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"کیا؟ کیا بکواس ہے یہ؟ مجھ سے پوچھے بغیر میری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں آپ لوگ؟" ہالہ کو زبردست قسم جھٹکا لگا تھا۔ آج کا دن اس کے لیے نئے انکشافات لے کر طلوع ہوا تھا۔

"کم آن ہالہ! آپ کے ماما بابا آپ کو اس رشتے کو سمجھنے کے لئے کافی وقت دے چکے ہیں۔ اور بڑوں کی باہمی رضا مندی کے تخت ہی آج ہماری منگنی طے پائی ہے۔۔ مگر یہ

تقریب آپ کے ساتھ ساتھ تمام تر مہمانوں کے لئے بھی سرپرائز ہی ہے۔" شرجیل اس کی ایک ہی گردان پر زچ ہو کر تفصیلی آنداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔

اوہ! تو آپ لوگوں نے سارے انتظامات خود ہی کر لیے ہیں۔۔" وہ استہزایہ مسکرائی۔

جی! اب آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے" ہالہ۔۔ کیونکہ اب تک میں اپنے مزاج کے بر خلاف آپ کے معاملے میں بہت نرمی برت چکا ہوں۔۔ پلیز نہ کہ کر میرے آندر بھڑکتی انا کی چنگاری کو ہوا مت دیجئے۔ گا۔" وہ

مضبوط لہجے میں گزارش کے ساتھ ساتھ تنبیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

یعنی میرے پاس انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔" وہ تلخی" سے پلٹی تھی۔۔اور نظروں کے سامنے زویاء کا کرب زدہ چہرہ گھوم گیا تھا۔۔"کیا وہ بھی اس محفل کا حصہ تھی۔" مگر شاید وہ بھی اس کی طرح انجان ہی تھی۔

انکار کی کوئی خاص وجہ بتادیں مجھے۔۔یقین کیجیے میں خود" آپ کے راستے سے ہٹ جاؤنگا۔۔ مگر رشتے سے انکار کی وجہ جو بھی ہو وہ معقول ہونی چاہیئے۔" شرجیل گھوم کر دوسری جانب آکر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا

نہایت ہی پر سکون آنداز میں بولا تھا۔۔جو غیر مری نکتے کو گھورنے میں مصروف تھی۔ہالہ انصاری کا دماغ کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔

معاً سماعتوں میں گونجتی زویاء کی چھبتی ہوئی باتیں۔۔اس کی کردار کشی،اس کی صاف نیت پر کیا گیا شک۔

ہالہ کو اپنی آنکھیں جلتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

یکدم ہی نظروں کے سامنے زاویار فاروقی کا ہنستا ہوا چہرہ گھوم گیا تھا۔مگر اس کی آنکھوں سے جھلکتی محبت۔۔۔جس میں زویاء درانی کا عکس واضح تھا۔۔ہالہ نے فوری زہن جھٹکا تھا۔

ہالہ!" شرجیل کب اس کے نزدیک آیا۔۔اسے علم ہی نہ "
ہو سکا جواب اس کے چہرے پر جھکا بڑی دلچسپی سے اس کے
چہرے کا تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔ مگر وہ اب بھی اپنی
پوزیشن سے غافل تھی۔۔

نظروں کے سامنے چٹکی بجا کر متوجہ کرنے پر اس کے
خیالات کا دائرہ چھناک سے ٹوٹ گیا تھا۔

وہ گڑبڑا کر ہوش میں آئی تھی۔اپنے چہرے پر جھکے شرجیل
کو دیکھ وہ زرا پیچھے کو ہوتی بوکھلا سی گئی تھی۔

کہاں گم ہو گئی ہیں فیوچر باس! جلدی کیجئے۔۔ پارٹی ختم ہونے والی ہے۔۔" ہالہ کی جھجھک دیکھ وہ دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"آپ اس پارٹی کی ٹینشن نہ لیں۔۔ لوگوں کے لئے ہماری منگنی ویسے بھی سرپرائز ہو گی۔ اگر آپ فی الحال زہنی طور پر تیار نہیں ہیں تو کوئی جلدی نہیں ہے۔۔ جب تک آپ مینٹلی طور پر اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہوتیں۔۔ مجھے انتظار کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔ جتنا چاہے وقت لیں۔۔ مگر پلیز اس رشتے سے انکار نہ کریں۔" وہ اس کے

الجھے اُلجھے سے تاثرات دیکھ رسانیت سے بولتا آخری فیصلہ اس پر چھور گیا تھا۔۔

اور بس وہ ایک لمحہ۔۔

ایک لمحہ لگا تھا ہالہ انصاری کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ لینے میں۔۔

"میں آپ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

دماغ پر کسی ہتھوڑے کی طرح بجتی زویاء دُرانی کی باتوں کو نظر انداز کرتی وہ سپاٹ لہجے میں شرجیل احمد کو اپنا فیصلہ سُنا

چکی تھی۔ جس کے سنجیدہ چہرے پر طمانیت بھری مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مینز اٹینشن پلیز۔" ہاتھ میں مائیک تھام" کر محفل میں موجود لوگوں کے عین درمیان میں کھڑے فراز صاحب کی آواز پر وہاں موجود تمام لوگ ہی متوجہ ہوئے تھے۔ دُرانی ہاؤس کے سب ہی مکین زرا نزدیک چلے آئے تھے۔۔ انصاری صاحب کے بازوؤں میں کھڑی ہالہ کو گلابی رنگ لانگ میسکی میں موجود یکھ حیدر کو خوشگوار حیرت نے چھوا تھا۔۔ مگر وہ زرا حیران بھی ہوا تھا کیونکہ زویاء کے

مطابق ہالہ نے پارٹی میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ سو عین وقت پر وہ بھی آنے سے انکار کر چکی تھی۔۔ خیر اس کی تو دلی مراد بَر آئی تھی۔۔اب دیدار کے لئے صبح کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

ویسے تو آج کی یہ شام میرے عزیز بیٹے ''شرجیل فراز احمد'' ''کی ایک شاندار کامیابی کے نام۔ مگر ساتھ ہی میں آج کی اس پُر رونق شام میں آپ تمام ہی احباب کی موجودگی میں یہ خوشی کی خبر شئیر کرتے ہوئے اپنے بیٹے شرجیل احمد کی منگنی ہمارے عزیز ساتھی انصاری صاحب کی صاحبزادی کے ہالہ انصاری کے ساتھ طے کرنے کا اعلان کرتا

ہوں۔۔۔اور اللہ پاک سے دعا گو ہوں کہ مستقبل میں یہ رشتہ ان دونوں بچوں کے لئے خوش آئندہ ثابت ہو۔۔آمین۔"فراز صاحب کے اعلان میں پنڈال میں ایک الگ ہی شور سا مچ گیا تھا۔فور پیس سوٹ میں ملبوس شرجیل کے چہرے سے مسکراہٹ ہی جدا نہیں ہو رہی تھی۔جبکہ ساتھ کھڑی ہالہ کا سوز گوار حسن سب کی توجہ کا مرکز تھا۔۔

ہالہ!"حیدر کے لبوں نے بے آواز سی سرگوشی کی" تھی۔جو اَب ساتھ کھڑے شرجیل کی کسی بات پر شرمگین سی مسکراہٹ سجائے چہرہ جھکا گئی۔

عشق میں ایسا اک عالم بھی گزر جاتا ہے

ذہن وادراک کا احساس بھی مر جاتا ہے

عزیز وارثی دہلوی

یہ منظر، محفل کی رونقیں، لوگوں کے پر جوش قہقہے
، شرجیل کی سَرگوشیاں، ہالہ کا شرمانا حیدر کو یکدم اپنا سانس سینے میں آٹکتا محسوس ہوا تھا۔۔

اتنی بڑی بات اور ہالہ نے اسے بے خبر رکھا۔۔۔اور زویاء۔۔"حیدر کے دل کی دنیا میں ایک قہرام سا برپا ہو گیا تھا۔

ہیئے ! حیدر کہاں گم ہو یار ؟۔۔۔ یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو۔۔ وہاں آؤناں۔۔ اپنی بیسٹ بڈی اور شر جیل کو مبارک باد نہیں دو گے ؟" عادل اسے بیچ محفل میں گم سُم سا کھڑا دیکھ نزدیک چلا آیا تھا۔۔ مانو حیدر کو تو کسی نے جھنجھوڑ ڈالا ہو۔ وہ چونک کر ہوش میں آیا۔

"عادل۔۔۔۔" بے رابطہ سے الفاظ، وہ کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں جٹا پا رہا تھا۔

"چلو میرے ساتھ۔" عادل اسے کی غائب دماغی ناٹ کئے بغیر ہی حیدر کو اس ستمگر کے روبرو لے آیا تھا۔۔ جس کی

پلکوں کا چلمن اٹھانا ہی حیدر دُرانی کی دل کی دنیا میں طلاتم برپا کر گیا تھا۔

"بروپھر کیسا لگا میرا سرپرائز!" شرجیل بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا تھا۔ جبکہ حیدر سے مسکرایا بھی نہ گیا۔

"حیدر تم صبح کے آئے ہوئے ہو۔ مگر مجھ سے ملنے نہیں آئے۔" وہ درد بھری کیفیت سے دوچار چونکا۔۔ سماعتوں میں رس گھولتی اس ساحرہ کی سحر انگیز، دلکش آواز کا شکوہ۔۔ کیا ہالہ انصاری کبھی جان ہی نہ پائی کہ جب وہ بولتی ہے تو حیدر دُرانی کا پورا وجود سماعت بن کر اس کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔

کونگریچولیشنز!"شرجیل کے بغل گیر ہوتے حیدر نے"
ہالہ کی جانب سے نظر پھیر لی تھی۔
تھنکس یار! دیکھا بس اسی لیے خاص طور پر بلایا تھا میں"
نے۔۔میری زندگی کا اتنا اہم دن ہو اور میرا عزیز دوست
حیدر دُرانی نہ ہو۔ بھلا اسے کیسے ممکن ہو سکتا
ہے۔"شرجیل بہت کچھ بول رہا تھا۔ جبکہ حیدر کی آنکھوں
میں در آئے کرب سے انجان ہالہ اپنی عادت سے مجبور
ناراضگی جتاتی صائمہ بیگم کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔
حیدر زویاء کیوں نہیں آئی۔ دیکھ رہے ہو میری مسز ٹوبی"
اپنی پارٹنر کو کتنا مس کر رہی ہیں۔۔"شرجیل نے اس بار

زویاء کی غیر موجودگی کو محسوس کر ہالہ کے اداس چہرے کا یہی مطلب اخد کر لیا تھا۔ کیونکہ ہالہ اور زویاء کا ساتھ تو دائمی تھا۔

"ہمم۔۔" وہ اپنے ہوش میں ہی کہاں تھا۔ وہ تو بس ہالہ انصاری کی پتھر دلی پر خاموش ہو کر رہ گیا تھا۔ حیدر کو شرجیل فراز احمد کا چہرہ دیکھ نجانے کیوں نفرت سی محسوس ہوئی تھی۔

"عادل مجھے لگ رہا ہے۔۔اس پر ابھی تک پلین کی تھکن سوار ہے۔" شرجیل نے اس کی بے توجیہی پر گھورا۔

جو بھی ہو۔۔ خبر دار جو تم رنگ سیر منی سے پہلے یہاں ”
“” سے ہلے بھی تو۔

ویسے شر جیل بے فکر ہو جاؤ۔۔ یہ کہیں نہیں ”
جانے والا۔۔ ورنہ تم جانتے نہیں ہوا بھی ہالہ کو۔“ عادل
کے ساتھ شر جیل کے لبوں نے بھی گہری مسکراہٹ کا
احاطہ کیا تھا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی۔ تقریب اپنے عروج پر تھی۔ آج کی
اس محفل میں شہر کی ساری ہائی جینٹری نے شرکت کی
تھی۔ ہر طرف حسن کا سیلاب نظر آرہا تھا۔

لان میں کھڑے وہ دونوں محبت سے بنے مجسمے مکمل لگ رہے تھے۔ شرجیل کی نظروں میں اپنی چھاپ دکھلاتا ہالہ کا عکس۔ دوسری جانب ہالہ کا گلنار چہرہ۔ حیدر دُرانی کے وجود میں ایک چنگاری سی بھڑکا گیا تھا۔

گلابی رنگ لانگ میکسی میں ملبوس دلکش سراپا، پشت پر کھُلے سلکی بال، اور چہرہ پر ہوا لائٹ میک اپ۔۔ وہ تو خود حسن کا شہکار تھی۔ مگر نجانے کیوں اُس کا آج کا یہ سنگھار حیدر دُرانی کو بے خود نہیں کر سکا تھا۔۔

اب وہ دونوں رُوبرو کھڑے تھے۔ ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے، اپنے اِرد گرد سے بے نیاز، ہر

شخص کو فراموش کئے ایک دوسرے کی زات میں
گمُ، شرجیل کی شخصیت کا رعب تھا کہ زیادہ دیر وہ اس کی
محبت سے لبریز آنکھوں میں نہیں دیکھ پائی تھی۔اور جلد ہی
نگاہیں پھیر گئی تھی۔۔۔

ہالہ کا مرمری سا نازک ہاتھ تھامے کھڑے شرجیل نے
بہت نرمی اور محبت سے اس کے ہاتھ میں رنگ پہنائی
تھی۔ہر طرف تالیوں کا شورُ گونج اُٹھا تھا۔حیدر کی آنکھوں
میں مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔

ہالہ نے ایک نظر اپنی ماں اور باپ بھائی پر ڈالنے کے بعد بے
دلی سے شرجیل کی اُنگلی میں رنگ ڈال دی تھی۔کتنے ہی

آنسو تھے جو وہ خود میں اُتار چکی تھی۔۔زویاء کے الفاظ، آج کی تاریخ میں ملی بیک وقت اذیت اور ایک ان چاہے رشتے میں بن جانے کا غم۔۔ہالہ کو لوگوں کے ہجوم میں گھٹن سی محسوس ہوئی تھی۔مزید مصنوعی مسکراہٹ سجائے رکھنا دو بھر ہوا تھا۔وہ وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔بے ساختہ ہی نظر نے اپنے ہر لمحے کے دُکھ سُکھ کے ساتھی حیدر دُرانی کو تلاش کیا تھا۔۔مگر تشنہ نگاہیں نکام اور مایوس ہی لوٹ آئی تھیں۔۔وہ نجانے کہاں جا چھپا تھا۔کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ہالہ کے دل کا درد بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

ہالہ تقریب کا اختتام ہوتے ہی جانے کے لئے بے چین سی
تھی۔ جبھی سب گھر والوں سے پہلے گھبراہٹ کا بہانہ بناتی
لان کے دائیں جانب بنے پول والے آئیریا میں آگئی
تھی۔۔ سب ہی ملنے ملانے میں مصروف تھے۔۔ سینے کے
گرد بازو لپیٹتی وہ نیلے پانی پر نظریں ٹیکائے پر سکون فضا میں
گہری سانسیں لیتی اپنے ارد گرد سے انجان سی
تھی۔۔۔ جبھی اچانک اس حصّہ کی لائٹ بند ہو گئی
تھی۔۔۔ وہ یکدم گھبرا گئی۔۔۔

میری بننے کے لئے شکریہ ہالہ انصاری۔۔۔"کان کے "
قریب سے اُبھرتی بھاری لہجے کی سرگوشی پر وہ چونک کر
پلٹی۔۔

سب کی موجودگی کے باعث تو وہ اس سے تفصیلی بات ہی
نہیں کر سکا تھا۔ جبھی اسے اس طرف آتا دیکھ خود بھی وہیں
چلا آیا تھا۔۔۔

شیر جیل یہ کیا طریقہ ہے؟"اپنے قریب کھڑے شر جیل "
کے کو دیکھ وہ بوکھلا گئی تھی۔ماتھے پر پسینہ سا چمکنے لگا تھا۔۔

شششش!!!آج کچھ مت بولیں۔۔آپ جانتی ہیں میں "
آپ کی رضامندی اور ہماری منگنی پر میں کس قدر خوش

ہوں۔۔اب ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے دنیا کی ہر خوشی
حاصل کر لی ہو۔۔بس اب میں زیادہ انتظار نہیں
کرونگا۔۔ہماری شادی اسی ماہ میں ہو گی۔۔"سانس روکے
کھڑی ہالہ کی آنکھیں اُبل پڑی تھیں۔۔

اتنی جلدی۔۔"

شششش!!اب آپ گھر جائیں۔بہت جلد مستقل طور پر"
یہاں ہمیشہ آنے کے لئے۔۔"اندھیرا ہونے کے باعث
معلوم ہی نہ ہو سکا وہ کتنا قریب کھڑا تھا۔جبھی ذرا گردن
ترچھی کئے جھکا تھا اور دھیرے سے اس کے ماتھے پر چمکتا
پسینہ اپنے رومال سے پونچھتا کسی خوش گوار ہوا کے جھونکے

کی مانند اندھیرے میں غائب ہو گیا تھا۔۔ جبکہ وہ اس کے حصار میں جکڑی کچھ لمحے ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنی جگہ سے ہل ہی نہ سکی تھی۔۔۔۔

رش ڈرائیونگ کرتا وہ پچھلے دو گھنٹوں سے خود میں برپا اشتعال کو زائل کرنے کی تگ و دو میں ہلکان ہو کر رہ گیا تھا۔ مگر غصے کا پیمانہ تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

شرجیل احمد کا مُسکراتا چہرہ خود پر کسی طمانچے کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔۔ سب سے زیادہ دُکھ تو ہالہ کی خود غرضی کا ہوا تھا۔۔ کیا وہ کبھی اس کی محبت کو سمجھ ہی نہ پائی تھی؟ کیا اُسے اُس کے لہجے میں عیاں محبّت، ہر انداز میں چھپی بے پناہ چاہت کیا کبھی کچھ بھی محسوس ہی نہیں ہوئی تھی۔ وہ بھلا اتنی بے رحم کیسے ہو سکتی تھی۔۔ُ

رات کی تاریکی میں ہوا کو چیرتی ہوئی گاڑی سپیڈ میں تھی۔ سوچ سُوچ کر اُس کا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ فرنٹ سیٹ پر پڑا موبائل بج بج کر خاموش ہو گیا تھا۔ سُنسنان خالی پڑی

سڑک کے کنارے گاڑی رُوکتا وہ اپنا سر اسٹیرنگ ویل پر گرائے ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ جبھی آسمان پر سے بادلوں کی زوردار گرج کی آواز سُنائی دی گئی تھی۔

موبائل پھر بجنے لگا تھا۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کرتا وہ کال ریسیو کر چکا تھا۔ جہاں زویاء کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

"ہیلو! حیدر کہاں ہو تم؟" دوسری جانب سے زویاء کی پریشان کُن آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"ماما بابا آپ کا پوچھ پوچھ کر آرام کی غرض سے سونے چلے گئے ہیں۔ آپ پارٹی سے بغیر بتائے نکل آئے۔۔ میں نے اتنی مشکل سے ماما کو مطمئن کر کے سُلایا ہے۔ بابا کی

طبیعت کا کچھ خیال ہے؟ جہاں کہیں بھی ہیں فوراً گھر آئیں؟''غصّے اور پریشانی کی ملی جلی سی کیفیت میں احساس دلاتی زویاء کی آواز سُن وہ اپنی حالت پر قابوں کرنے کی نکام سی سعی کر رہا تھا۔

آجاؤنگا۔ سو جاؤ تم۔۔اور ٹینشن نہیں لو۔۔اپنے دوست'' کی طرف ہوں۔'' وہ آنکھیں میچ کر سر جھٹک گیا۔

جہاں بھی ہیں جلدی گھر آئیں۔۔ موسم خراب ہے بارش' ہونے والی ہے۔۔ کچھ دیر بعد فجر ہو جائے گی۔۔ پھر ماما آپ کی غیر موجودگی دیکھ پریشان ہونگی۔'' وہ ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کر کے رہ گیا تھا۔

آرہا ہوں۔۔ تم پریشان نہیں ہو۔" رابطہ منقطع ہوتے ہی"
وہ ایک بار پھر ازیت کی بلندیوں کو چھونے لگا تھا۔ دماغ میں
یکدم ایک خیال سا کوند گیا تھا۔۔

نہیں۔۔۔ ہالہ صرف حیدر دُرانی کی ہے۔۔ ہالہ انصاری کا"
وجود مجھ سے الگ ہر گز نہیں ہے۔۔ وہ صرف میری
ہے۔۔ اور ویسے بھی ابھی صرف منگنی ہوئی ہے۔۔ منگنی
ختم بھی ہو سکتی ہے۔۔ یقیناً اس رشتے میں ہالہ کی رضامندی
شامل نہیں ہو گی۔۔ ورنہ وہ مجھے ضرور بتاتی۔"" خود ساختہ
سوچوں میں گھرا وہ گاڑی اپنے گھر کے روڈ پر ڈال چکا
تھا۔ جبکہ قسمت پہلے ہی سارے فیصلے کئے بیٹھی تھی۔

جو سر بھی کشیدہ ہو اسے دار کرے ہے

اغیار تو کرتے تھے سو اب یار کرے ہے

وہ کون ستمگر تھے کہ یاد آنے لگے ہیں

تو کیسا مسیحا ہے کہ بیمار کرے ہے

اب روشنی ہوتی ہے کہ گھر جلتا ہے دیکھیں

شعلہ سا طوافِ در و دیوار کرے ہے

کیا دل کا بھروسہ ہے یہ سنبھلے کہ نہ سنبھلے

کیوں خود کو پریشاں مرا غم خوار کرے ہے

ہے ترکِ تعلق ہی مداوائے غمِ جاں

پر ترکِ تعلق تو بہت خوار کرے ہے

اس شہر میں ہو جنبشِ لب کا کسے یارا

یاں جنبشِ مژگاں بھی گنہگار کرے ہے

تو لاکھ فراز اپنی شکستوں کو چھپائے

یہ چپ تو ترے کرب کا اظہار کرے ہے

احمد فراز

سادہ سے لان کے سوٹ میں ملبوس ہالہ رات کے دوسرے پہر طبیعت کا بوجھل پن محسوس کرتی لان میں چہل قدمی

کی غرض سے باہر آگئی تھی۔انصاری ہاؤس کے بغیچے میں اپنی پسندیدہ جگہ پر پھولوں کی کیاری کے نزدیک بیٹھی وہ گلاب کے سُرخ پھولوں پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔

کانوں میں سیسہ انڈیلتے لفظ زہن میں بازگشت کرنے لگے تھے۔

اُس نے شرجیل سے منگنی کا فیصلہ جس قدر اچانک لیا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا۔۔ جیسے بہت قیمتی چیز ہو جو ہاتھ سے پھسل گئی ہو۔۔ مگر نہیں وہ اب اپنے فیصلہ سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔

شرجیل کا دلربا انداز، اس کی محبّت، وہ چاہ کر بھی اس کے خلوص سے انکاری نہیں ہو سکی تھی۔۔

اگر وہ اپنی زبان سے مکر گئی تو زویاء دُرانی کو پھر سے موقع" مل جائے گا اُس پر الزام تراشی کرنے کا۔۔اس کی صاف نیت پر شک کرنے کا۔ وہ اب اپنے اس فیصلہ پر آخری دم تک قائم رہنا چاہتی تھی۔

بادل گرج چمک کے ساتھ اب بَرسنے لگے تھے۔۔ جبکہ اس کی آنکھیں کب برسنا شروع ہو گئی تھیں۔۔اسے خبر ہی نہ ہو سکی تھی۔ دل میں ایک درد سا اُٹھا تھا اور وہ شدت سے رو پڑی تھی۔۔رات کی سنسان فضا میں اس کی گھٹی گھٹی سی

سسکیاں بادلوں کی تیز گرج چمک میں کہیں دب کر رہ گئی تھیں۔۔

بھیگی سی اس رات کی قسم ''زویاء دُرانی'' ''ہالہ انصاری'' ''تمہاری خاطر اپنا سب کچھ قربان کر سکتی ہے۔آج میں نے تمہاری اور میری اس دوستی کی خاطر ''زویاء درانی'' اپنے عشق کو تمہیں دان کیا۔'' اپنے الفاظ چیخنے کے سے آنداز میں ادا کرتی وہ جیسے خود کو اپنی بربادی کا یقین دلانا چاہ رہی تھی۔زندگی سے بھرپور ہر دم ہسنے مسکرانے والی ہالہ کی ہچکیاں تھم کر اب سسکیوں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔جبکہ

اس کا غم سننے کے لیے رات کی وحشت بھری تاریکی کے
سوا کوئی زی روح موجود نہ تھی۔ جو اس کا غم غلط
کر سکتی۔۔ بارش کی بوندیں چھم چھم برستی ہر دُکھ و غم کو
اپنے آندر سموئے لے رہی تھیں۔۔

اب تم آئے ہو میری جان تماشا کرنے

اب تو دریا میں تلاطم نہ سکوں ہے، یوں ہے

تو نے دیکھی ہی نہیں دشتِ وفا کی تصویر

نوکِ ہر خار پے اک قطرۂ خوں ہے، یوں ہے

وہ بارش میں بھیگا سا شکستہ خور قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا اُپر آیا تو نظر سیدھی سیکنڈ فلور کے لاؤنج میں ٹو سیٹر صوفے پر غیر آرام دہ انداز میں سوئی زویاء پر پڑی تھی۔۔جو یقیناً اس کا انتظار کرتے کرتے ہی سو گئی تھی۔حیدر کو یکدم ہی اپنی حرکت کے باعث شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔

"زویاء!اس نے قریب آکر ہولے سے پکارا وہ جو کچی سی نیند ہونے کے باعث ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی۔

"حیدر اتنی دیر لگادی۔"آنکھیں مسل کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کہا تو تھا تمہیں مجھے دیر ہو جائے گی۔۔ یہاں کیوں سو" گئیں پھر؟" وہ لہجے میں خفگی سموئے بولا۔

پتہ بھی ہے مما آپ کے یوں اچانک غائب ہو جانے کے" باعث کس قدر پریشان ہو گئیں تھیں۔ کچھ احساس بھی ہے آپ کو۔۔ بابا کی طبیعت اب اتنی بھی ٹھیک نہیں ہے۔" حیدر تھکا ہارا سا خاموش صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

افف! اتنی ٹھنڈ میں آپ بھیگ کر یہاں بیٹھ گئے" ہیں۔۔ جا کر چینج کریں۔۔ میں بھی سونے جا رہی ہوں۔" حیدر کی شکل دیکھ اطمینان ہو گیا تھا۔ تو اب نیند بھی سوار ہونے لگی تھی۔

زویاء" وہ جو صوفے کی پشت پر سر گرائے آنکھیں"

موندے پڑا تھا۔ دھیرے سے پُکار اُٹھا۔

ہمم!" وہ چونک کر ٹھہر گئی تھی۔"

ہالہ نے اپنی منگنی کے بارے میں تمہیں نہیں بتایا تھا"

کیا؟" وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کا تذکرہ چھیڑ بیٹھا تھا۔

نہیں! مما بتا رہی ہیں۔۔ سب پہلے سے طے تھا۔۔ اور"

مہمانوں کے لیئے سرپرائز تھا۔ ہمارے لئے بھی سرپرائز ہی

تھا۔ انصاری انکل نے ایک بار بھی بابا سے مشورہ کرنا ضرور

نہیں سمجھا۔" اس کے لہجے میں ابھی بھی تلخی عیاں تھی جو

حیدر کو چونکا گئی تھی۔

تمہارے اور ہالہ کے درمیان کوئی بات ہوئی ہے؟" وہ مشکوک آنداز میں بولتا اٹھ بیٹھا تھا۔

نہیں! ایسی تو کوئی بات نہین۔" وہ گڑبڑائی۔"

تو تم اتنا رو ڈ بیہو کیوں کر رہی ہو۔۔ تم تو کبھی انکل آنٹی" کے لیے اس لہجے میں بات نہیں کرتیں؟

نہیں دراصل میں ناراض ہوں ناں ہالہ سے۔۔ وہ اپنی" منگنی اکیلے کر آئی۔ دیکھیں مجھے تو یاد بھی نہیں کیا اس نے۔۔ تو بس اس لئے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔"" وہ جھٹ صفائیہ لہجے میں بولی تو وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ جبکہ دماغ میں ایک الگ ہی جنگ چھڑ گئی تھی۔ آج کی رات بہت سے لوگوں پر

بھاری گزر رہی تھی۔۔ جس میں مالا ہمدانی بھی شامل تھی۔۔

صوفہ کم بیڈ پر پیر پسارے لیٹی مالا کی آنکھوں سے جنون کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔۔اسے کچھ دیر قبل ہی واٹس ایپ پر شرجیل احمد اور ہالہ انصاری کی منگنی کی تصویریں موصول ہوئی تھیں۔اس کے باپ نے جب پارٹی سے آکر آج کے سرپرائز کے بابت اگاہی دی تھی۔تو پہلے ہی طیش میں آگئی تھی سونے پر سہاگا یہ تصاویر جلتی پر تیل کا کام کر گئیں تھیں۔

جلن کے باعث وہ اپنے پورے روم کا نقشہ بگاڑ چکی تھی۔ جگہ جگہ ٹوٹا کانچ، ڈریسنگ ٹیبل کی بکھری چیزیں، اس کے نفرت و جنون کا چیخ چیخ کر پتہ دے رہی تھیں۔

"اس معمولی سی لڑکی کی خاطر ریجیکٹ کیا تھا تم نے مجھے شرجیل احمد۔۔اس دو کوڑی کی لڑکی کی خاطر۔" موبائل پر ہالہ کا مسکراتا چہرہ دیکھ اسے اپنی ذات کی اس قدر بے معنی نفی ہرگز بھی برداشت نہیں ہوئی تھی۔

"جو میرا نہ ہو سکا اسے میں کسی اور کا بھی نہیں ہونے دونگی۔ اگر محبت میں جدائی میرا مقدر ہے تو اُس کا نصیب بھی صرف بربادی ہوگا۔۔۔ میرے مُقابلے پر آنے کی

تمہیں بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گیہالہ

انصاری۔۔"خود ساختہ نفرت سے دوچار انتقام کی آگ

میں آندھی مالا ہمدانی بہت سی زندگیاں تباہ کرنے کے درپرَ

تھی۔

جب سے تونے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

اس کے دل پر بھی کڑی عشق میں گزری ہو گی

نام جس نے بھی محبت کا سزا رکھا ہے

پتھروں آج میرے سر پر برستے کیوں ہو

میں نے تم کو بھی کبھی اپنا خدار کھا ہے

اب میری دید کی دنیا بھی تماشائی ہے

تو نے کیا مجھ کو محبت میں بنا رکھا ہے

غم نہیں گل جو کیئے گھر کے ہواؤں نے چراغ

ہم نے دل کا بھی دیا ایک جلا رکھا ہے

پی جا ایام کی تلخی کو بھی ہنس کر ناصر

غم کو سہنے میں بھی قدرت نے مزہ رکھا ہے

صبح کا اُجالا پھیلتے ہی سب میں ایک اُمید کی کرن سی پھوٹ پڑی تھی۔ رات ہوئی بارش کے باعث فضا میں خوشگواریت سی چھا گئی تھی۔ مگر دل کی دنیا میں جھکڑ چل رہے تھے۔ وہ نجانے کب تک یونہی روتی رہی تھی۔۔ اور پھر تھک ہار کر صبح کی پھیلی پوھ پھوٹتے ہی وہ اپنے کمر میں چلی آئی تھی۔

بیڈ پر یونہی گیلے لباس میں سونے کے باعث صبح تک اُس کی طبیعت اچھی خاصی بگڑ گئی تھی۔

صبح کا آغاز ہی پھیلی چھینک کے ساتھ ہوا تھا۔ مگر ساری رات اپنے آندر کا غبار باہر نکال کر اب وہ کل کی بانسبت ہلکی پھلکی ہو چکی تھی۔

ہمت کر کے بیڈ سے اٹھتی کپڑے وغیرہ چینج کرنے کے بعد ڈریسنگ روم سے باہر آئی تھی۔۔پاپ نا ٹیفیکشن میں شرجیل احمد کا میسج جگمگا رہا تھا۔فی الحال وہ اس شخص سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔موبائل کو سوئچ آف کر کے دراز میں ڈالتی روم سے باہر نکل گئی تھی۔اب اس کا رُخ نیچے کی جانب تھا۔

زویاء کہاں جا رہی ہو اتنی صبح صبح؟"صائمہ بیگ نے اسے" کار پورچ میں دیکھ آواز لگائی تو وہ بیک سائیڈ لان میں بیٹھی اپنی ماں کو دیکھ ایک گہری سانس بھرتی ان کی جانب بڑھی۔

میں نے کہاں جانا ہے مما؟ ہالہ کی طرف جا رہی"
ہوں۔ اپنی بیسٹ فرینڈ کو تو اس نے منگنی میں بلانا تو دور بتانا
بھی ضرورہی نہیں سمجھا۔ کم از کم میں مبارک ہی دے آتی
ہوں۔" وہ ان کے نزدیک آتی تفصیلی لہجے میں بولی تھی۔

کیا ضرورت ہے جانے کی۔۔ جب انصاریز نے ہمارے"
اتنے سالوں کے خلوص اور ساتھ کو کسی خاطر میں ہی نہیں
رکھا تو۔" وہ توکل کی سرپرائز پارٹی کے باعث اچھا خاصہ تپی
ہوئی تھیں۔ جبھی برہمی سے گویا ہوئیں۔۔

کم آن مما! اُن کی پرسنل لائف ہے اب اگر انہوں نے"
ضروری نہیں سمجھا تو کوئی بات نہیں۔ خیر میں تو جا رہی

ہوں۔" وہ ان کا انکار سرے سے نظر آنداز کرتی دُرانی مینشن کا صدر دروازہ عبور کر گئی تھی۔

عادل اور خالد صاحب صبح ہی ناشتہ کر کے گھر سے نکل گئے تھے۔ فائزہ بیگم ملازمین کو ہدایت کرتیں کچن میں آئی تھیں۔ جہاں وہ گول ٹیبل چیئر پر سر گرائے بیٹھی تھی۔

ہالہ کیا ہوا اسے کیوں بیٹھی ہو؟" وہ اسے نڈھال سا بیٹھا" دیکھ متعجب ہوئیں۔

کچھ نہیں ماما۔۔ناشتہ دے دیں پلیز!" وہ سر اٹھا کر اُداس "
لہجے میں بولی تو وہ ٹھٹھک گئیں۔

ہالہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں بیٹا؟" وہ متفکر لہجے "
میں بولتی اس کے پاس آئیں۔

جی جی طبیعت ٹھیک ہے میری۔بس رات کو بارش میں "
بھیگنے کی وجہ سے زکام ہو گیا ہے۔" وہ بہانہ بنا گئی۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔۔اس قدر ٹھنڈ میں تم "
بارش میں بھیگی ہو؟" وہ غصہٰ سے بولی۔

بس اسے ہی دل چاہ رہا تھا۔۔آپ پلیز مجھے دو بائلڈ ایگ" اور چائے کا مگ دے دیں بس۔" وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتی وہ اس کے سُرخ چہرہ پر ایک تاسفی نگاہ ڈالتیں پین میں آنڈے بوئل ہونے کے لئے رکھ چکی تھیں۔۔

"!السلام علیکم"

منگنی کی بہت بہت مبارک ہو ہالہ انصاری۔۔آپ نے تو" ہمیں بلاوا نہیں بھیجا مگر ہم خود ہی چلے آئے۔" زویاء چہرے پر ایک قاتلانہ مسکراہٹ سجائے اس کے ساتھ ہی نشست سنبھالتی تلخی سے گویا ہوئی تھی۔

وعلیکم السلام! خیر مبارک بیٹا۔۔۔"جواب فائزہ بیگم کی "
جانب سے آیا تھا۔

"جانتی ہوں بچے آپ اور بھابھی یقیناً ہم سے ناراض
ہونگے مگر یقین کرو بیٹا شرجیل بیٹے کی خواہش پر یہ سب
سرپرائز رکھا گیا تھا۔۔ہالہ کو تو خود اس بارے میں کوئی علم
نہیں تھا۔" وہ مصروف سی مگر تفصیلی لہجے میں گویا ہوئیں
تھیں۔ جبکہ وہ دونوں عین مقابل خاموش بیٹھی تھیں۔

"جی جی آنٹی مما نے بتایا تھا۔۔تو میں نے سوچا مبارک باد ہی
دے آؤں۔۔۔میٹھائی نہیں کھلائیں گی۔" وہ ہالہ کو سپاٹ

تاثرات کے ساتھ نظریں پھیر تا دیکھ مزید بے رُخی سے گویا ہوئی تھی۔ہالہ کو ایک بار پھر تاسف نے آن گھیرا تھا۔

"ارے بیٹا! کیوں نہیں کھیلاؤ نگی۔۔بلکہ ابھی میں خود آنے والی تھی۔۔میٹھائی لے کر بھابھی کے پاس۔بس یہ ہالہ کو زرا ناشتہ کروا کر میڈیسن دے دوں۔" وہ ہولے سے مسکرائیں۔

"کل بہت پیاری لگ رہی تھیں تم شرجیل احمد کے ساتھ۔" اب وہ باقاعدہ ہالہ سے مخاطب ہوئی تھی۔جس نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی تھی۔۔

بس بیٹا! تمہیں تو معلوم ہے کتنی جلدی نظر لگ جاتی ہے" اس کو۔ کل ان دونوں کی جوڑی ہر نگاہ کا مرکز تھی۔ اور آج یہ بیمار ہو کر بیٹھ گئی۔" وہ ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ خود ہی حصہ ڈالنے لگی تھیں۔ مگر ہالہ کی جانب سے ہنوز خاموشی برقرار تھی۔۔

کیوں کیا ہوا ہالہ؟" وہ اس کا ہاتھ تھامتی متفکر ہوئی، جو بخار" کی شدت سے گرم ہو رہا تھا۔ جبکہ چہرے پر پھیلی سرخی کچھ اور ہی داستان سُنا رہی تھی۔

مما میں آپنے روم میں جا رہی ہوں۔۔ مجھ سے مزید یہاں" نہیں بیٹھا جا رہا۔۔ آپ پلیز ناشتہ اور میڈیسن میرے روم

میں لے آیئے گا۔۔اب میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔" وہ ناگواری سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت آزاد کرواتی تیز لہجے میں بول کر وہاں سے واک آوٹ کر گئی تھی۔۔ جبکہ وہ اسکا رویہ دیکھتی خاموش رہ گئی تھی۔

حیدر اِس وقت محمود دُرانی کے کمرے میں موجود تھا۔اب ان کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر تھی۔ مگر وہ فی الحال آفس سے چھٹّی پر تھے۔ جبکہ وہ ان کے ساتھ ٹو سیٹر صوفے پر ہی براجمان تھا۔

حیدر اب کیا ارادہ ہے تمہارا؟" آج وہ انہیں خاموش"
خاموش سا محسوس ہوا تھا۔۔

جی بابا!" وہ چونکا۔"

میرا مطلب ہے اب شادی وغیرہ کے بارے میں کیا خیال"
ہے؟ خیر سے اب انصاری بھی اپنے بچوں کی شادی کر رہا
ہے۔۔ میں بھی تمہارے سر پر سہرہ سجا دیکھنا چاہتا
ہوں۔ ویسے بھی اب زندگی کا کوئی بھروسا نہیں
رہا۔" ہشاش بشاش سے نظر آنے والے محمود صاحب یکدم
نڈھال سے ہو گئے تھے۔

اللہ آپ کو لمبی زندگی دے بابا۔۔ایسی باتیں کیوں کر" رہے ہیں؟" محمود صاحب کے لہجے میں واضح تھکن محسوس کو وہ فوراً سیدھا ہوا تھا۔

خیر تمہاری ماں بتا رہی تھی۔۔تم کسی لڑکی کو پسند کرتے" ہو۔۔شاید یونیورسٹی فیلو رہی ہے تمہاری؟"" وہ صائمہ بیگم کی کچھ روز قبل کی بات یاد آنے پر وہ اس کی آرا جاننے کے لئے متجسس ہوئے۔

نہیں بابا! ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ ایک بار پھر آفسردہ" ہو گیا تھا۔۔نجانے کیوں اس نے اتنی دیر کر دی تھی۔

بیٹا تم نے خود ہی تو کہا تھا اپنی ماں سے۔۔" وہ زرا حیران "
ہوئے۔

کہا تھا۔۔ مگر بابا وہ دراصل۔۔ غیر مسلم ہے اور وہ اسلام "
قبول نہیں کرنا چاہتی تو اسی لئے۔" فی الحال اسے کوئی اور
معقول وجہ نہیں سجھائی دی تھی۔۔۔

اوہ! بیٹا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ باہر زرا خیال سے "
رہنا۔۔ چلو اچھا ہے تمہیں وقت رہتے عقل آگئی۔۔ ورنہ
زویاء نے جب سے تمہاری ماں کو اِس لڑکی کے بارے میں
بتایا ہم دونوں تو ٹینشن میں آگئے تھے۔" وہ سچ مچ یہ جان کر
ہلکے پھلکے ہو گئے تھے۔

جی۔۔۔ بابا آپ زویاء کے لئے کوئی رشتہ کیوں تلاش" نہیں کر رہے۔" وہ جھٹ بات گھما گیا تھا۔

ایک دو رشتے تو ہیں میری نظر میں۔۔ مگر ان سے تمہاری" ماں مطمئن نہیں ہے۔ وہ تو شرجیل احمد کے رشتہ کی آس لگائے بیٹھی تھی۔" حیدر کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑ گئے تھے۔

آخر مما کو ہو کیا گیا ہے۔ کل کے فنکشن کے بعد بھی۔" وہ" ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا۔۔

بس بیٹا! وہ ہالہ بچے کا نصیب تھا۔۔ تمہاری ماں فضول میں" انا کا مسلہ بنا رہی ہے۔" وہ تاسفی آنداز میں گویا ہوئے تھے۔

ویسے حیدر میری بڑی خواہش تھی کہ تمہاری اور ہالہ کی" شادی ہو۔۔ مگر تم دنوں ہی۔۔۔" حیدر ان کے چہرہ پر ملال دیکھ ایک منٹ کو سانس لینا بھول گیا تھا۔۔ اگر اِن دونوں کی شادی سب کی دلی خواہش تھی۔ تو سب اب تک خاموش کیوں تھے۔۔۔

"بس کریں محمود صاحب! کیوں میرے بچے کے دل میں فضول کی خوش فہمیاں ڈال رہے ہیں۔ پہلے میں بھی یہی چاہتی تھی۔۔ اور مجھے لگا تا تھا یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں مگر جب حیدر نے مجھ سے اپنی کہیں اور پسندیدگی کا اظہار کیا تو میں نے قدم پیچھے لے لئے۔ خیر سے

میرے حیدر میں کونسی کمی ہے۔۔ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی مل جائے گی۔" وہ اب تک تپی بیٹھی تھیں۔ جبھی کمرے میں داخل ہوتیں غصہٰ سے گویا ہوئیں۔۔۔

"بس کرو صائمہ تمہاری اس سوچ کے بارے میں اگر خالد اور بھابھی کو معلوم ہوا تو انہیں کتنا دُکھ ہو گا۔۔زویاء کے نصیب میں جو بھی ہو گا اسے مل جائے گا۔" وہ زرا ڈپٹنے کے سے آنداز میں گویا ہوئے۔

"خیر زویاء کے لئے میں کل ہی کسی رشتہ والی ہے بات کرونگی۔۔شرجیل احمد سے اچھا رشتہ ڈھونڈونگی میں اپنی بیٹی کے لیے۔" محمود صاحب ان کی ٹیپکل سوچ پر ایک

تاسفی سانس کھینچ کر رہ گئے تھے۔ جبکہ حیدر کا دماغ محمود صاحب کی خواہش پر ہی آٹک گیا تھا۔

سارا دن تیزی سے گزر گیا تھا۔۔ وہ کل دیر رات سے ہالہ کے پاس گیا تھا مگر پتہ چلا کہ اس کی طبیعت ناساز ہے جس کے باعث وہ آرام کر رہی تھی۔ وہ یونہی شکستہ خور قدموں واپس لوٹ آیا تھا۔ اپنے دل کا حال آخر وہ کہتا بھی تو کس سے۔ وہ دُرانی مینشن میں داخل ہوا تو کار پورچ میں تیار کھڑی زویاء کو دیکھ ٹھٹھکا۔

کہاں جا رہی ہو؟" آنداز میں سنجیدگی تھی۔"

"وہ میں۔۔۔۔زرا ایک دوست سے ملنے جارہی تھی۔" وہ پہلے تو گڑبڑائی مگر پھر سنبھل کر گویا ہوئی۔

"اچھا! آؤ میں چھوڑ دوں۔" وہ سمجھا ہالہ کی طبیعت خراب ہونے کے باعث وہ اکیلی جانے کے باعث پریشان کھڑی ہے۔

"نہیں نہیں! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلی چلی جاؤنگی۔" وہ بوکھلا گئی تھی۔

"آجاؤ میں چھوڑ دونگا۔" اُس کے بارہا اسرار پر اس نے لب چبائے۔

مجھے یاد آیا۔ آپ کو مما بُلا رہی تھیں۔" وہ یاد آنے پر"
جھٹ سے بولی۔

مجھے؟ خیریت۔" کل سے اُس کی طبیعت پر پر بیزاری"
چھائی ہوئی تھی۔

ہاں! خیریت تھی۔ مما کو کچھ کام تھا۔" اسے تفشیش"
ہوئی تھی۔

اچھا خیر! ڈرائیور کے ساتھ دھیان سے چلی جاؤ۔" وہ"
عجلت میں بولتا چلا گیا تھا۔۔ جبکہ وہ بھی تیزی سے گاڑی کی
جانب بھاگی تھی۔

شام کا وقت تھا رستوران میں اس وقت خاصی گہما گہمی پھیلی ہوئی تھی۔ برَتنوں کی ہلکی کھڑ پٹر کی آوازیں اور ہر ٹیبل پر ڈیرہ ڈالے دو لیلیٰ مجنوؤں کی سرگوشیوں کے باعث ماحول میں معنی خیز خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔ بلیک جینز پر بلیک ہی شرٹ کے بازؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیے جازب نظر چہرے پر سنجیدگی سجائے، وہ کتنی ہی پیاسی نظروں کی توجہ کا مرکز تھا۔ کچھ دیر قبل ہی وہ سب کے ساتھ سیلفی وغیرہ لیتا اب بالکل فارغ سا ایک الگ تھلگ سی ٹیبل پر بیٹھا وہ اس دشمنِ جان کی تلاش میں تھا۔ مضبوط نظر آتی کلائی پر

بندھی راڈو کی ٹک ٹک چلتی سوئیوں پر وقت فوقتاً نظر دوڑاتا وہ کسی کا منتظر دِکھائی دے رہا تھا۔

انتظار تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔۔ مگر دوسری ہستی کو بھی شاید دیوانے کو تڑپانے میں زیادہ ہی لطف آتا تھا۔ اضطرابی کی سی کیفیت میں اب وہ لوگوں خاص کر لڑکیوں کی نظروں سے زچ ہو گیا تھا۔۔ جو اپنے ساتھ آئے بندوں کو چھوڑ کر اسے ہی دیکھ کر آہیں بھر رہی تھیں۔

افف زویاء کہاں رہ گئی ہیں؟'' وہ جھنجھلاہٹ میں میسج سینڈ'' کر چکا تھا۔۔ مگر دوسری جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

پانچ ”

سات

دس منٹ گزر چکے تھے۔۔۔ مگر انتظار صرف انتظار ہی ہوتا نظر آ رہا تھا۔ وہ مایوس سا ٹیبل پر رکھا اپنا پی کیپ اور گاڑی کی کیز اُٹھاتا اب نکلنے کو تھا۔۔ جبھی سیڑھیاں چڑھ کر اُپراتی زویاء سے نظر جا ٹکرائی تھی۔ جو نظر ملنے پر رسمی مسکراہٹ کا تبادلہ کرتی اسی ٹیبل پر آ گئی تھی۔ زاویار طمانیت بھری سانس خارج کرتا واپس نشست سنبھال گیا۔

بڑی دیر کر دی مہربان آتے آتے؟" وہ آنکھیں چلا کر "
معنی خیز لہجے میں بولا جو ہینڈ بیگ نیچے رکھتی اب باقاعدہ طور
پر اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

وہ دراصل ٹریفک بہت تھا۔۔اور میں کبھی گھر سے اکیلے "
بھی نہیں نکلی تو بس اسی لیے۔" وہ صفائیہ آنداز میں بولی تو وہ
سر ہلا کر رہ گیا۔

چلیں پہلے آرڈر کر لیں۔۔باقی باتیں تو بعد میں بھی ہوتی "
رہیں گی۔" وہ ویٹر کو اشارہ کرتا مینو اس کی جانب بڑھا چکا
تھا۔۔جو نرمی سے سائیڈ کر گئی تھی۔

میں الریڈی کافی لیٹ ہوں زاویار! پلیز جس ضروری" بات کے لیے آپ نے مجھے بُلایا ہے پہلے وہ کرلیں ہم۔" وہ کندھے اُچکاتا سر ہلا گیا۔

پہلے یہ بتایئے کہ ہالہ کہاں غائب ہے دو دن سے میری" کال ہی نہیں آٹھار ہی ہے؟" وہ زرا تفشیشی لہجے میں بولی تھا۔

بتایا تو تھا اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" زویاء کا لہجا" خشک تھا۔ زاویار نے مشکوک آنداز میں اس کے تاثرات دیکھے تھے۔ جس کی گلابی سی رنگت پر نیوی بلیو رنگ کا جوڑا

خاص کھل رہا تھا۔۔پشت پر کھلے بالوں کی لٹوں کو بار بار پیچھے اُڑستی وہ دانتوں تلے لب دبا گئی تھی۔

"میری طرف سے ضرور پوچھئے گا اسے۔۔۔میں پریشان ہو گیا تھا۔۔کیونکہ وہ میری کال تو لازمی اُٹھاتی ہے۔" زویاء نے ناگواری سے پہلو بدلہ تھا۔۔ہوٹل کی روف پر ہونے کے باعث وہاں زرار وشنی کم تھی۔یا پھر رات کی چاندنی میں زویاء کا چہرہ زیادہ دمک رہا تھا زاویار کو فرق کرنا مشکل لگا تھا۔۔۔

"دراصل اس کی منگنی ہو گئی ہے۔۔تو ظاہر سی بات ہے کہ اب اس کے پاس کہاں وقت ہے کہ وہ آپ جیسے لوگوں کا

نمبر اٹھائے گی۔" مسکراتے لہجے میں وہ بہت کچھ جتانا چاہتی تھی جو فی الحال زاویار کے سر سے گزر گیا تھا۔

"اوہ رئیلی! یہ تو بہت خوشی کی خبر ہے۔۔بہت مبارک ہو آپ کو۔۔ویسے میں ہالہ صاحبہ کو بخشوں گا نہیں۔۔اتنی بڑی خبر کی پردہ داری۔۔ محترمہ منگنی شدہ ہو گئیں اور دوست کو بُلانا تو دور بتانا بھی گوارا نہیں سمجھا۔" وہ پیار بھری خفگی سے بولتا زویاء کے دل میں جلتی آگ کو ہوا دے گیا۔

"مسٹر زاویار کیا اب آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے مجھے یہاں کیوں بُلوایا ہے؟" زویاء نے دانت کچکچائے۔

زویاء میں اس سنڈے اپنے پیرنٹس کو آپ کے گھر بھیجنا" چاہتا ہوں۔" وہ سنجیدگی سے، لہجے میں امید سموئے بولا تھا کہ کاش اب وہ منع نہ کرتی۔

دیکھیں زویاء اب منع نہ کریئے گا۔ کیونکہ میں پہلے ہی" آپ کے انکار کی وجہ سے کافی مرتبہ مایوس ہوا ہوں۔۔ مگر اب نہ کیجئے گا۔" زویاء نے ایک ٹرانس میں اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا جہاں اس کی چمکتی آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد تھا۔

اور آگر میں اس بار بھی نہ کردوں تو۔" اس نے سوالیہ آئی" برو آٹھائے تھے۔

تواس بار زاویار فاروقی آپ کے انکار کو کسی بھی خاطر میں نہیں لانے والا۔" وہ بھی مُسکراتی آنکھوں سے بولا تھا۔زویاء کے آنداز آج کچھ بدلے بدلے سے تھے۔

"میرے خیال سے مجھے آئے کافی دیر ہو گئی ہے۔۔اب مجھے نکلنا چاہیے۔۔البتہ میں سنڈے کو آپ کے پیرنٹس کا ویٹ کرونگی۔"""زویاء بھی تیزی سے بولتی اسے بھونچکا کر گئی تھی۔

"سچ میں؟ یار مطلب تم سچ بول رہی ہو نا؟"زاویار جھٹ زرا آگے کو ہو کر بیٹھا تھا۔۔اس کے جذباتی پن پر زویاء نے مسکراہٹ روکی تھی۔

یقین نہیں آتا تو کیا یقین دلاؤں۔" وہ پلیکں جھپکتی معصوم"
بنی۔

وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں سر ہلا گیا۔ زویاء نے جھٹ
ایک زوردار آنداز زمیں اس کے ہاتھ پر چٹکی بھر لی تھی۔

آہ ہ!" زاویار کو ایک بار پھر خوشگوار حیرت نے اپنی لپیٹ"
میں لیا تھا۔

اوہ مائے گاڈ! تھینکیو سو مچ یار!" وہ محبت سے لبریز آنداز"
میں مشکور ہوا۔

خیر میں نکلتی ہوں۔۔اب آپ کی اگلی ملاقات بابااور" بھائی سے ہو گی۔۔اگر انہوں نے پاس کر دیا تو میری طرف سے بھی ہاں ہی سمجھیں۔" وہ جھٹ بیگ اُٹھا کر اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ وہ اسے روکتا ہی رہ گیا تھا۔ پھر جلدی سے کیز اُٹھاتا اس نے پیچھے بھاگا تھا۔

اپنی اپنی کار میں بیٹھتے وہ دونوں ہی قسمت کے لکھے سے انجان اپنی آئندہ زندگی کو لے کر خوش گوار خواب سجانے لگے تھے۔۔

چہرے پر چھائی پر مژدگی، بھاری ہوتی مژگان، چہرے پر عیاں بیزاری اور طبیعت میں چھائی اُداسی اس کے دل کا حال چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھی۔ طبیعت کے بوجھل پن کے باعث وہ کل سے روم سے باہر ہی نہیں نکلی تھی۔ اور نہ ہی زویاء کو ایک بار بھی اس کی خیریت پوچھنے کی توفیق ہوئی تھی۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے پلکوں کی چلمن گرائے شرجیل احمد کو سوچ رہی تھی۔۔

وہ اکھڑ مزاج شہزادہ سنجیدہ سا رہنے والا بارُعب شخص نجانے کیوں اس کی شوخ سی طبیعت کا اس قدر دیوانہ

تھا۔۔ جبکہ اس کے دل میں جو گھر بنائے بیٹھا تھا وہ تو اس کی بہن جیسی دوست کو دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا۔

ہالہ!" وہ اپنی ماں کے روم میں داخل ہونے پر چونکی۔"

جی ماما!" وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔"

طبیعت کیسی ہے اب بیٹا!" وہ اس کا اُداس مرجھایا ہوا سا" چہرہ دیکھ تفشیش بھرے لہجے میں بولیں۔

"بہتر ہے۔"

ہالہ!" ان کی آواز میں پریشانی واضح تھی۔ اس نے سوالیہ "
نظروں سے ان کی جانب دیکھا جن کی کھوجتی ہوئی نگاہیں
اُسی کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

بیٹا! تم ہمارے فیصلے سے خوش تو ہو ناں؟" انہیں کھٹکا سا"
ہوا تھا۔

جی ماما! میں بہت خوش ہوں۔ آپ کو کیوں لگ رہا ہے کہ "
میں خوش نہیں ہوں؟" اُن کا ہاتھ تھام کر وہ مسکرانے کی
سعی کرنے لگی تھی۔

مجھے پوری اُمید ہے کہ تم ہمیں مایوس نہیں کرو گی۔۔ ہم "
نے تمہارے مستقبل کے حوالے سے جو بھی فیصلہ لیا

ہے۔۔وہ بہتر ہی ہے بیٹا۔" ہالہ نرمی سے مسکرائی تو وہ اس کی فطری جھجھک سمجھتیں مطمئن ہو گئیں۔

"اوہ! دیکھو باتوں باتوں میں بھول ہی گئی کہ شرجیل کے والدین نیچے آئیے بیٹھے ہیں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ یاد آنے پر سر پر ہاتھ مارتی جلدی سے اٹھی تھیں۔

"اف مما! ابھی میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔" وہ معصوم سی صورت بنا کر گویا ہوئی تو وہ آنکھیں دکھا گئیں۔

"ہالہ! بس دس منٹ بیٹھ کر آجانا۔۔ویسے بھی وہ اسپیشلی تم سے ملنے آئے ہیں۔۔اب اسے اچھا تھوڑی لگتا ہے۔" وہ منہ بنا کر اُٹھی تھیں۔

چلو جلدی سے نیچے آجاؤ۔۔میں انتظار کر رہی ہوں۔" ہالہ ایک گہری سانس بھرتی الماری سے کپڑے لیتی ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی تھی۔

مسٹر اینڈ مسز احمد منگنی اور رشتہ طے ہونے کی خوشی میں ڈھیروں تحائف اور میٹھایئاں شگن کے طُور پر اپنے ساتھ لے آئے تھے۔خالد صاحب اور فائزہ بیگم ان کی اس قدر محبت پر اور بیٹی کے نصیب پر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔وہ سب باتوں میں مصروف تھے جبھی باتوں کا رخُ شرجیل اور ہالہ کی شادی کی جانب موڑ گیا تھا۔ڈرائینگ

روم میں موجود افراد کے چہروں پر ثانیہ بیگم کی اس قدر غیر متوقع بات پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے۔

"وہ ثانیہ آپ کی بات ٹھیک ہے مگر اتنی جلدی شادی۔" زرا پریشانی سے گویا ہوئیں تو ثانیہ دھیرے سے مسکرائیں۔

"خالد صاحب جب دونوں بچوں کی باہمی رضامندی کے تحت منگنی ہو گئی تو پھر فرض ادا کرنے میں دیر کس بات کی ہے۔۔اور دونوں بچے جتنی جلدی جائزہ رشتے میں بندھ جائیں اتنا ہی بہتر ہے۔" فراز صاحب کے جواز پر وہ زرا مخمصے کا شکار ہوئے تھے۔

آپ کی بات ٹھیک ہے مگر شادی کی کچھ تیاریاں ہوتی ہیں۔۔آپ کم از کم ہمیں تین ماہ کا وقت تو دیں۔"فراز صاحب تو گویا ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہ رہے تھے۔ جبھی خالد صاحب نے بیچ کا راستہ نکالا تھا۔

ارے نہیں بھائی صاحب تین ماہ تو بہت ہوتے ہیں۔۔اب ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے۔۔بس جلد از جلد ہالہ کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں۔"ثانیہ جھٹ سے بولی تھیں۔

اور ویسے بھی آج کل سب کچھ ریڈی میڈ مل جاتا ہے۔۔ہم نے کونسا کڑوڑوں کا جہیز لینا ہے۔۔اللہ کا دیا سب ہے ہمارے پاس۔۔۔ہمیں تو بس ہماری بیٹی ہالہ

چاہیے۔"فراز صاحب کی محبت پر وہ دونوں ہی ممنون ہوئے تھے۔

بس ڈن ہو گیا۔۔اگلے مہینے کی سات تاریخ کو سادگی سے" نکاح کر لیتے ہیں۔اور دو دن بعد رخصتی۔۔۔ولیمہ کے گرینڈ فنکشن میں سب مہمانوں کے گلے شکوہ ختم ہو جائے گے۔"وہ تو گویا پہلے ہی سب طے کر چکے تھے۔

چلیں بھابھی جیسا آپ لوگوں کو ٹھیک لگے۔""ایک نظر" میں فائزہ سے مشورہ کرتے وہ شادی کی تاریخ بھی طے کر چکے تھے۔ جبھی بیگنی رنگ شلور قمیض کے ساتھ سلیقے سے دوپٹہ لئے ہالہ کی وہاں آمد ہوئی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی، انکل!" وہ دونوں ہی ہالہ کو دیکھ کھل اُٹھے تھے۔

"وعلیکم السلام! بیٹا کیا ہو گیا۔۔ طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟" ثانیہ بیگم جھٹ اُٹھ کر اُس کا ماتھا چومتی پیار سے بولیں۔ ہالہ دھیرے سے مسکراتی ساتھ ہی نشست سنبھال گئی تھی۔

"ٹھیک ہوں آنٹی اب تو۔" فائزہ بیگم اور خالد صاحب کے لبوں سے مسکراہٹ ہی جدا نہیں ہو رہی تھی۔

بس جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤ۔ پھر شادی کی تیاریاں کرنی ہے۔ آپ نے سب اپنی پسند کا لینا ہے۔" ثانیہ بیگم کی بات پر اس نے چونک کر نظریں اُٹھائی تھیں۔

"بس بیٹا! اب وقت کم اور مقابلہ سخت ہے۔ بس اب آپ جلدی سے ہمارے گھر آنے کی تیاری کر لیں۔" فراز صاحب کی مسکراہٹ پر ہالہ کے سماعتوں میں شرجیل کا گھمبیر لہجا گھوم گیا تھا۔ مستقبل کو سوچ اسے عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

اور یونہی ہنستے مسکراتے ایک اور شام اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔

شام ڈھل کر رات میں تبدیل ہو گئی تھی۔ دُرانی مینشن میں اس وقت تمام تر افراد رات کے کھانے کی میز پر موجود ہلکی پھلکی باتوں میں بھی مصروف تھے۔ جبھی کھانے سے ہاتھ روکتیں صائمہ بیگم نے ہالہ کی شادی کا تذکرہ چھیڑ دیا تھا۔

ابھی شام میں فائزہ بھابھی ہالہ کی منگنی اور شادی کی ڈیٹ "فکس ہونے کی خوشی میں میٹھائی لے کر آئی تھیں۔" ان کے لہجے میں آپ ناگواری در آئی تھی۔ جہاں زویاء اور محمود صاحب چونکے تھے وہیں دوسری جانب حیدر کا منہ میں جاتا چالوں سے بھرا چمچ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا

واٹ اتنی جلدی؟ابھی دو دن پہلے ہی تو منگنی ہوئی" تھی۔"زویاء نے حیران کُن لہجے میں قیاس کیا تھا۔

ہاں بھابھی یہی بتا رہی تھیں۔کہ ثانیہ اور فراز صاحب جلد" از جلد اسی ماہ میں بارات لانا چاہ رہے تھے۔۔تو انہونے بھی ہامی بھر لی۔"وہ بے نیازی سے بولتیں کندھے اُچکا گئیں۔

تعجب ہے۔اب ایسی بھی کیا جلدی تھی۔"زویاء کو بُرا لگا" تھا۔

جلدی کی کیا بات ہے بیٹا!اور بھلا نیک کام میں دیری" کیسی۔"وہ تمام افراد تو اپنی اِظہار رائے دینے میں مصروف تھے جبکہ حیدر کو اِرد گرد کی آوازیں سنائی دینا بند ہو چکی

تھیں۔۔کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ گویا کوئی بہت سا بوجھ تھا جو اسے اپنے دل پر آتا محسوس ہوا تھا۔

نگاہوں کے سامنے شرجیل کی ہمراہی میں ہالہ کا مسکراتا ہوا چہرہ گھوم گیا تھا۔ چمچ پر اُنگلیوں کی پکڑ سخت سے سخت ہوئی تھی۔ وہ بغیر کسی کی پرواہ کئے بغیر ایک جھٹکے سے پلیٹ پیچھے کو دھکیلتا تن فن کرتا میز چھوڑ کر جا چکا تھا۔ اُس کا غیر متوقع رویہ سب کے لئے شدید حیرت کا باعث تھا۔

"اسے کیا ہوا؟" صائمہ بیگم نے اچھنبے سے زویاء کو دیکھا جو خود حیران و پریشان سی تھی۔ جبکہ محمود صاحب کا دماغ کسی اور ہی نکتہ پر سوچ بچار میں مصروف تھا۔

سردیوں کی سرد ترین رات تھی۔ سڑکوں پر رش نہ ہونے کے برابر تھا۔اسے میں جلتے دل اور خود میں برپا اشعال کو زائل کرنے کے لئے وہ گاڑی لے کر نکل آیا تھا۔کافی دیر تک سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا تھا۔۔جب غصہٰ زرا کم ہوا اور حواس قابوں میں آئے تو سب سے پہلا ارادہ ہالہ سے ملاقات کا ہی کیا تھا۔۔ پچھلے دو دن سے حالات اسے ہو گئے تھے کہ وہ چاہ کر بھی ملاقات نہیں کر سک رہا تھا۔۔۔سب اتنا اناًفاناً ہوا تھا کہ مزید کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں مل سکا تھا۔کار پارک کرتا وہ سیدھا انصاری ہاؤس آیا تھا۔جہاں

رات کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اب چائے کا دور چل رہا تھا۔ وہ سیدھا عادل کے پاس ہی آیا تھا۔ مگر ساتھ بیٹھے فائزہ اور خالد صاحب کو دیکھ اسے اپنے قدم روکنے پڑے تھے۔

"ارے حیدر بیٹا! آج کیسے راستہ بھول گئے آپ ہمارے گھر کا۔" خالد صاحب نے اسے دیکھ مسکرا کر پیار بھرا طنز کیا تھا۔

"بس انکل مصروفیات ہی ایسی رہیں۔ آپ بتائیے۔ کیسے ہیں؟" وہ انہی سے گپ شپ میں مصروف ہو گیا تھا۔ جبکہ وہ دشمنِ جان کہیں نظر ہی نہیں آ رہی

تھی۔ خالد صاحب کے پاس دو گھڑی بیٹھتا اس کے لئے محال ہو گیا تھا۔ فائزہ کسی کام کی غرض سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی تھیں۔

"بس بیٹا! ہالہ کی شادی کے بعد اب عادل کی بھی شادی کریں گے۔ آپ زرا یہ بتائیں زویاء بیٹی کے لئے کوئی رشتہ دیکھا آپ لوگوں نے۔" خالد صاحب کی اس قدر اچانک استفسار پر حیدر اور عادل دونوں ہی چونکے تھے۔

"نہیں انکل ابھی تو نہیں۔ پتہ تو ہے آپ کو۔۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو بابا سب سے پہلے آپ سے مشورہ کرتے۔" وہ

ناچاہتے ہوئے بھی طنز کر گیا تھا۔ جو کسی نے محسوس کیا ہو یا نہ ہو۔ مگر سیڑھیاں اُترتی ہالہ کو واضح محسوس ہوا تھا۔

"لو ہالہ بیٹی بھی آگئی۔" خالد صاحب سر ہلا کر رہ گئے تھے۔ اب جو بھی بات تھی وہ محمود صاحب سے ہی کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جبھی ان تینوں کو وہاں اکیلا بیٹھا چھوڑ کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

"یاد آگئی تمہیں ہماری؟" ہالہ نے آتے ہی طنز کیا تھا۔ جبکہ حیدر نے خاموش نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ چاہ کر بھی نہیں مُسکرا سکا تھا۔

کیسی ہو؟'' نگاہیں پھیر کر متوازن لہجے میں دریافت کیا گیا'' تھا۔

یار حیدر۔ بابا کی زویاء والیٔ بات کو زیادہ سیریس نہ'' لینا۔ میں ایسا نہیں چاہتا۔۔ تم میرے دوست یار سب ہو۔۔ اس لئے پہلے ہی تمہیں باخبر کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے بھی زویاء کو میں اپنی بہنوں کی طرح سمجھتا ہوں۔'' ہالہ کوئی جوابی کارروائی کرتی اس سے قبل ہی عادل اس کی بات کاٹ گیا۔ ہالہ نے ایک سُکھ بھری سانس خارج کی تھی۔

جانتا ہوں یار! بے فکر رہو۔'' حیدر نے مطمئن کیا۔''

چلو تم دونوں بیٹھو گپ لگاؤں۔ میں اپنے روم میں جا رہا"
ہوں۔۔ آفس کا کچھ کام نبٹانا ہے۔" وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ جبکہ
ہالہ اس کی مخالف سمت میں براجمان ہو گئی تھی۔

شادی کی تاریخ طے ہو گئی۔ مبارک ہو بہت"

بہت۔"" حیدر نے خشک لہجے میں کہا تھا۔ ہالہ کو لگا شاید وہ
زویاء کی وجہ سے اس سے اسے بات کر رہا ہے۔ اُسے شدید
دکھنے آن گھیرا تھا۔

تھینکیو! ویسے تمہاری بہن کو زرا توفیق نہیں ہوئی آنے"
کی۔" حیدر نے اس کے شکوہ پر نا سمجھی سے دکھا۔

اب یہ نا کہنا کہ تم دونوں ابھی تک ناراض ہو کر بیٹھی ہوئی" ہو۔" اپنی سوچ کے مطابق قیاس لڑاتا وہ بیزاری سے گویا ہوا۔

میں نہیں تمہاری بہن۔" ہالہ کا غصہ ابھی تک برقرار تھا۔"

اچھا خیر! مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔" اس" نے تمہید باندھی تھی۔

ہمم! کہیں تم اپنی شادی کا سرپرائز تو نہیں دینے والے" ہمیں؟" ہالہ نے یکدم شوخی سے کہا تھا۔ حیدر نے ناراض نظروں سے گھورا تو وہ جھٹ سیدھی ہوئی۔

اچھا اچھا سوری!" حیدر نے زرا گلا کھنکھار کر باقاعدہ بات" طور پر اُس سے بات کرنے کی ٹھان لی تھی۔

کیا شرجیل احمد اور تمہاری پسند کی شادی ہو رہی" ہے؟"" وہ بہت ناپ تول کر بولا تھا دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ وہ اس کے خود ساختہ مفروضے سے انکاری ہو جائے۔

ہاں!" ہالہ کو لگا کہ شاید یہ سوال زویاء کا تھا۔۔اسے شدید" رنج ہوا تھا کہ وہ ابھی تک اُس کی طرف سے دل میں بدگمانی لئے بیٹھی تھی۔

مطلب! یہ رشتہ تمہاری رضامندی سے ہو رہا"
ہے؟"" حیدر کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی چبھن
تھی۔ ہالہ دوست کی بے اعتباری میں گہری اس کا ٹوٹتا ہوا
لہجا محسوس ہی نہیں کر پائی تھی۔

آفکورس حیدر! اور تم اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟ کیا"
زویاء نے تمہیں بتایا نہیں۔۔ میں اور شرجیل تو کافی عرصے
سے ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔" ہالہ کا لہجا جتاتا ہوا
تھا، جبکہ وہ جو دو دن سے ڈھیروں الفاظ ترتیب دے چکا
تھا۔ اسے اپنے پاس لفظوں کی قلت ہوتی محسوس ہوئی
تھی۔

شادی کی ڈیٹ کونسی ڈسائیڈ ہوئی؟" حیدر کی آنکھوں "
میں جلن سی مچنے لگی تھی۔

اس ماہ کی دس! جب منگنی ہو گئی تو شادی کو مزید کیا"
لٹکانا۔۔ میں نے اور شرجیل نے یہی ڈسائیڈ کیا تھا، کہ ہم
جلد ہی شادی کریں گے۔" وہ حیدر کی دلی حالت سے انجان
زویاء کی طرف سے بدگمان بس بولے جا رہی تھی۔۔ جبکہ
اس کی برداشت کی بس ہو گئی تھی۔

بہت مبارک ہو تمہیں ہالہ! میرے خیال سے اب مجھے "
چلے جانا چاہئے کیونکہ اب بہت دیر ہو چکی ہے۔" وہ سپاٹ
مگر بکھرے سے لہجے میں نجانے اُسے کیا جتانا چاہتا

تھا۔۔ مگر وہ ہوش میں ہوتی تو ہی حیدر دُرانی کے لہجے سے ٹپکتی چاہت کو محسوس کرتی۔۔۔

حیدر دُرانی کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند انصاری ہاؤس میں اپنی محبت کو ہمیشہ کے لئے اپنے دل میں دفن کرتا وہاں سے نکل آیا تھا اس بات سے انجان کہ وقت بڑا ہی ظالم تھا۔۔ وہ بہت جلد لوٹ کر آنے والا تھا۔۔ وقت کو جس آنداز میں پلٹنا تھا اگر اس بات کی خبر حیدر دُرانی کو ابھی ہو جاتی تو وہ شاید وقت کی رفتار کو اپنے مطابق پلٹ دیتا۔۔ مگر ناآشنائی کسی عظیم دولت سے کم نہیں ہوتی۔

آج اتوار کا دن تھا۔۔ غیر ارادی طور پر زویاء زاویار کے والدین کی منتظر تھی۔ موبائل ہاتھ میں تھام کر بیٹھی وہ کافی دیر سے کال پر کال ملائے جا رہی تھی۔ مگر دوسری جانب سے کوئی خاطر خواہ رسپانس موصول نہیں ہوا تھا۔

اُس بے وفا شخص کے انتظار میں صبح سے شام اور شام سے رات ہونے کو آئی تھی مگر زاویار فاروقی کو نہ آنا تھا اور نہ وہ آیا۔ چہرہ ہاتھوں پر گرائے وہ مایوس سی زاویار سے بد گمان ہوئی بیٹھی تھی جبھی کھٹکے کی آواز پر صائمہ بیگم روم میں داخل ہوئی تھیں۔

زویاء یہ کیا تھا۔۔ شکر کرو، میں نے اس بارے میں "
تمہارے باپ اور بھائی کو نہیں بتایا تھا۔ ورنہ کس قدر
شرمندگی آٹھانی پڑتی مجھے۔۔ کچھ احساس بھی ہے
تمہیں۔"" وہ آگ بگولہ ہوئی غصہٰ سے سُنانے لگی تھیں۔

ماماوہ۔۔"" زویاء کو سمجھ نہ آیا وہ کیا وجہ پیش کرے۔"

چپ بالکل چپ! یہاں میں تمہارے لیے کیا کچھ سوچے "
بیٹھی ہوں۔۔ اور تم یونیورسٹی کی محبتوں کے پیچھے بھاگ
رہی ہو۔۔ خبردار جو اس لڑکے سے آج کے بعد کسی قسم کا
رابطہ بھی رکھا تو۔" وہ لب بھینچ گئی۔

میں نے ایک رشتے والی سے بات کی ہے۔۔اب بس" جہاں ہم تمہاری شادی طے کریں گے وہیں ہو گی تمہاری شادی۔" نجانے انہیں کس بات کا غصہٰ تھا۔وہ خاموش سی بیٹھی رہ گئی تھی۔جبکہ وہ روم سے باہر نکل گئی تھیں۔

تم اس قابل ہی نہیں تھے زاویار فاروقی کہ تم سے کوئی" اچھی اُمید وابسطہ کی جائے۔" خود ساختہ سی سرگوشی کرتی وہ زاویار کا نمبر بلاک کر چکی تھی۔۔

شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ہالہ اور زویاء کا رزلٹ بھی آوٹ ہو چکا تھا۔۔دونوں کی فیشن ڈیزائننگ کی

ڈگری مکمل ہو گئی تھی۔ فائزہ بیگم کے روز بازاروں کے چکر لگ رہے تھے۔ ہالہ بے دلی سے شادی کی ساری تیاریاں کر رہی تھیں۔ زویاء اور اس کے درمیان حائل ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔ اس بار دونوں ہی کی جانب سے پہل نہیں کی گئی تھی۔

وہ فائزہ بیگم کی ہمراہی میں ہی ابھی تھک ہار کر شاپنگ سے آکر بیٹھی تھی۔۔ جبھی ملازم نے باہر شرجیل احمد کی آمد کی اطلع دی تھی۔ جس نے ہالہ کو باہر بُلایا تھا۔

"ہالہ تم دیکھوں بیٹا! میں زرا یہ سامان آندر رکھ لوں۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر آئی تھی۔ جو ڈرائیونگ

سیٹ پر بیٹھا اسی کا منتظر تھا۔ ہالہ کو دیکھ سنجیدہ سے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"السلام علیکم!" ہالہ نے فطری سی جھجھک کے باعث دھیمی آواز میں سلام کیا تھا۔

"علیکم اسلام۔۔ کیسی ہیں ہالہ؟" مختصر سا حال احوال کھڑے کھڑے ہی کیا گیا تھا۔

"چلیں جلدی سے گاڑی میں بیٹھ جائیں۔" وہ زرا حکمیہ لہجے میں گویا ہوا تھا ہالہ چونکی۔

"مگر کیوں؟" نا سمجھی سے ماتھے پر بل نمایا ہوئے تھے۔"

کیونکہ میں اور آپ شادی کی شاپنگ پر جا رہے ہیں۔" وہ" پر سکون آنداز میں گویا ہوا تھا۔۔اس کے شخصیت کو رعب ہی تھا کہ منگنی کے بعد سے ہالہ کا چہکتا لہجہ آپ ہی دھیمہ پڑ جاتا تھا۔

مگر میں۔۔" ونڈو پر جھکی ہالہ نے لب چبائے۔"

کم آن ہالہ! پلیز جلدی بیٹھیں۔۔اتنی مشکل سے آفس کی" میٹنگز بھگتا کر آ رہا ہوں۔۔صرف آپ کی خاطر۔" وہ اس کی میں پر زرا جھنجھلایا تھا۔ویسے بھی اسے ہالہ کا بولڈ اور کونفیڈینٹ آنداز ہی تو اپنی جانب آٹریکٹ کرتا تھا۔

اچھا! میں ماما کو تو بتا دوں۔" وہ تذبذب کا شکار تھی۔"

آنٹی کو ہم راستے سے کال کر لیں گے۔۔اور مجھے معلوم ”
ہے یہاں کوئی بھی اتنی دقیانوسی سوچ کا حامل نہیں ہے کہ
ہمارے ایک ساتھ شاپنگ پر جانے سے برا مانے
گا۔“شرجیل کی آنکھوں میں واضح وارننگ محسوس کرتی وہ
زرا ہچکچاتی ہوئی فرنٹ سیٹ پیر براجمان ہو گئی تھی۔ہالہ کے
بیٹھتے ہی شرجیل نے نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھادی
تھی۔

شام کا وقت تھا۔۔کراچی کی سڑکون پر ٹریفک کا طوفان اُمڈ
آیا تھا۔مگر شرجیل احمد کی فورچنز شارٹ کٹس لیتی سیدھی

اپنی منزل پر آکر ٹھہری تھی۔ہالہ شرجیل احمد کی گاڑی کو احمد ولا کا صدر دروازہ پار کرتا دیکھ چونک اُٹھی تھی۔۔جو اس کی آنکھوں میں رقم سوال پڑھ کر بھی انجان بنتا گھوم کر آتا اس کا نازک سا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا گاڑی سے باہر نکال چکا تھا۔

"شرجیل ہم تو شاپنگ پر جانے والے تھے ناں؟" آسمان پر پھیلی شفق میں ہالہ کی میدے جیسی رنگت شرجیل احمد کو مسلسل اپنی جانب اپیل کر رہی تھی۔ تیز ہوا کے باعث چہرے پر شرارت کرتی ناگن جیسی لٹوں کو کان کے پیچھے آڑستی وہ ہونق ہوئی۔

فیوچر باس وہاں بھی چلیں جائے گے۔فی الحال آپ "
میرے ساتھ آندر آجائیں۔"" وہ اسے گھر میں موجود ثانیہ
کی نظروں سے بچاتا سیدھا اپنے روم میں لے آیا
تھا۔۔کمرے میں داخل ہوتی ہالہ روم کا انٹیر ئیر دیکھ کچھ
لمحوں کے لئے تھم سی گئی تھی۔

کیسا لگا!" وہ کمرے کے وسط میں مسمز ائز نگ کی سی "
کیفیت میں ساکت کھڑی تھی جبھی عقب سے اُبھرتی
گھمبیر آواز کی سرگوشی پر چونک سی گئی۔

یہ تو بہت خوبصورت ہے۔" بلیک اینڈ وائٹ کمبینشن "
سے مبرہ کمرہ، کمرے میں درمیان میں موجود ڈبل بیڈ، اور

جگہ جگہ دیواروں پر نصب منگنی کی تصاویروں کو دیکھ خوشگوار حیرت سے دوچار وہ ٹرانس میں گویا ہوئی تھی۔ جبکہ شرجیل آحمد کے کمرے کے فرنیچر سے لے کمرے کی سجاوٹ تک ہر چیز بہت خاص اور قیمتی تھی۔ سب سے خوبصورت تھیں اس اکیلے کی تصویریں، جن میں وہ مختلف قسم کے جانوروں کے ساتھ موجود تھا۔ وہ دھیرے سے مسکرائی۔

یہاں آئیں۔۔" اکسائٹمنٹ کے باعث گلال ہوتے" چہرے پر ایک مسکراتی نگاہ ڈالتا وہ اس کا نازک سا ہاتھ تھامتا کمرے سے منسلک دوسرے روم میں لے آیا تھا۔ جو

ڈریسنگ روم تھا شاید۔۔ایک جھٹکے سے ڈور سلائیڈ کرنے پر ہینگ ہوئے کپڑوں کی کلکشن کجا کہ ہالہ کے استعمال کی ہر چیز طریقے سے سیٹ تھی۔ہالہ تو بس ہونق بنی دیکھ رہی تھی۔جو کمرے کے کلر سے لیکر ایک ایک چیز اس کی پسند کے عین مطابق سیٹ کر چکا تھا۔۔

"اچھی طرح سے دیکھ لیں مسز! کسی چیز کی کمی تو نہیں رہ گئی۔" وہ ایک ایک چیز کا خود ہی جائزہ لیتا ساتھ ساتھ اسے بھی دکھاتا جا رہا تھا، جو بس خاموشی سے سب دیکھنے میں مصروف تھی۔ بھلا کوئی اتنی دیوانگی کی حد تک کیسے محبت کر سکتا تھا۔۔ محبت تو اس نے بھی کی تھی زاویار فاروقی سے

۔۔ مگر جتنی محبت شرجیل احمد کے آنداز سے جھلک رہی تھی وہ تو ایک لمحے میں ہی اس کی گرویدہ ہو گئی تھی۔

"میرے خیال سے اب ہمیں شاپنگ پر چلنا چاہیے۔" وہ جو عجیب سی کیفیت سے دوچار مخصوص دیوار پر لگی اپنی ان گنت تصاویریں محو سی دیکھ رہی تھی کہ اس کی گھمبیر آواز پر چونک اٹھی تھی۔

"یہ۔۔۔ یہ سب تصویریں آپ نے کب لیں؟" وہ ٹرانس میں پلٹی۔

"یہ آپ کو پھر کبھی بتائیں گے۔۔ یہ بتائیں کہ آپ کو کمرہ پسند آیا۔۔ آنٹی سے پوچھ کر میں نے اس کمرے کی ہر چیز

آپ کی پسند کے مطابق سیٹ کارروائی ہے۔" کمرے کے عین وسط میں موجود گول شیپ بیڈ، عین پیچھے لگی رنگ سریمی کی بڑی سی تصویر وہ سب کچھ تو اس کی توقع اور خواہش سے زیادہ تھا۔

"سب بہت پیارا ہے شرجیل!" وہ اُس کی اِس قدر چاہت پر دل ہی دل میں پشیمان ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ مُسکراتا ہوا اسے اپنے ساتھ لیے وہاں سے نکل آیا تھا۔

"شرجیل! شادی اور ولیمہ کا ڈریس ثانیہ آنٹی کی پسند کا ہونا ہے۔۔ تو ہم یہاں کیوں اپنا ٹائم ویسٹ کر رہے

ہیں۔" بھرپور مردانہ وجاہت و شجاعت کے ساتھ ہالہ انصاری کی ہمراہی میں چلتا وہ کتنی ہی نظروں کے حصار میں تھا۔ ہالہ کی مسلسل گردان پر وہ کوٹ جھٹکتا اس کی جاب پلٹا۔

"یارا! آپ ہر وقت اتنا زیادہ کیسے بول لیتی ہیں۔۔ اور جب ماما کا بیٹا آپ کے ساتھ ہے۔۔ تو آپ کو ماما کے بجائے ماما کے بیٹے کی زیادہ فکر کرنی چاہیے۔" وہ مسحور کُن مسکراہٹ لبوں میں چھپاتا شرارت سے بولا۔۔ ہالہ نے خشمگیں نظروں سے گھورتے آئی برو اٹھائے۔

مطلب! یہ سب آپ کی کارستانی تھی۔ شادی کا جوڑا آپ" کی مرضی کا ہو گا رائٹ!" وہ مشکوک ہوئی۔ تو وہ دھیرے سے مسکرایا۔

بالکل!" وہ سر کو خم دئے بولا تو وہ کھلکھلا اُٹھی تھی۔ وہ" مغرور شہزادہ اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔۔ ہالہ انصاری کو اپنی خوش بختی پر ناز ہوا تھا۔

افف فیوچر باس!۔۔ اس قدر حسین آنداز میں مسکرانے" کا ابھی یہ وقت درست نہیں۔ فی الحال ہم شاپنگ پر ہیں۔" وہ زرا جھک کر معنی خیز سی سرگوشی سے بولا تھا۔

جی۔۔جی تو چلیں ناں۔۔ڈریس سلیکٹ کرتے ہیں۔" وہ"
بوکھلا کر پیچھے ہوتی نظر چرا گئی تھی۔موتیوں سے چمکتے
دانتوں کا بھرپور قہقہہ لگاتا وہ استحاق آمیز آنداز میں ہالہ کا
ہاتھ تھامتا ایک گلاس شاپ کا ڈور دھکیلتا آندر داخل ہوا تھا۔

ہر سو رات کی تاریکی اپنے کشادہ پر پھیلا چکی تھی۔پھولوں
،پیڑ،پودوں پر گرتی اُوس کے شبنمی قطروں کے باعث
رات کی رانی کی دلفریب مہک پورے گارڈن آئیریا میں
پھیلی ہوئی تھی۔گارڈن کا سب سے خوبصورت مہکتا سرخ
گلاب آج خوب کھل سا رہا تھا۔۔بالکل اُس گلاب کی دیوانی

کے حسین مکھڑے کی مانند، جو شرجیل احمد کی سنگت میں
ایک بھرپور دن گزارنے کے باعث گزشتہ دنوں کے
بانسبت کھلی کھلی سی تھی۔ شرجیل احمد کی فورچنز انصاری
ہاؤس کے پورچ میں ایک جھٹکے سے آکر رو کی
تھی۔ ڈھیروں شاپنگ بیگز تھامے ہالہ زرا عجلت میں گاڑی
سے اُترنے ہی لگی تھی۔ جبھی وہ اس کی مخروطی انگلیوں کو
اپنی آہنی گرفت میں لیتا روکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ نا سمجھی
سے نظر اُٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں
محبت کا جہاں آباد تھا۔

اب میں جاؤں۔۔" دونوں ہی خاموش تھے۔دونوں کے "
درمیان باتیں کرتی معنی خیز سی خاموشی کوہالہ کی گھبرائی سی
آواز نے توڑا تھا۔

آ گر میں کہوں۔۔ نہیں تو۔" اس کے لہجے کی گھمبیرتا پر وہ "
نگاہیں جھکا گئی۔

مگر اجانا تو پڑے گا۔" وہ اپنی خجالت مٹاتی شرارتی آنداز "
میں بولی تھی۔

ہمم ! ابھی جانا تو پڑے گا۔۔۔ ہمیشہ کے لئے واپس میرے "
پاس آنے کے لئے۔" اس کا پزل ہونا اسے بہت لبھا رہا
تھا۔جو نگاہیں جھکا گئی تھی۔

شر جیل پلیز!" جب وہ ہونہی اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا رہا تو" وہ زبردستی اس کی گرفت سے اپنی انگلیاں آزاد کرواتی بھاگنے کے لئے پر تولنے لگی تھی۔

اچھا! چلی جایئے گا۔۔ مگر میری ایک بات کا جواب دینے" کے بعد۔" وہ بہت سریس آنداز میں بولا تھا۔ آنکھوں میں در آئی سنجیدگی دیکھ اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

کس بات کا؟" نجانے کیوں مگر زبان آپنے آپ لڑکھڑا" گئی تھی۔ کہیں زاویار۔۔

یہ آج آپ اپنی زبان اور جنگلی بلیوں جیسا آنداز کہاں چھوڑ" آئی ہیں۔۔ آج میں نے آپ کی موجودگی میں بھی جنگلی

بلیہالہ انصاری کو بہت شدت سے یاد کیا ہے۔" وہ زرا قریب ہو کر اس کے کان میں جھکتا ہو نق تاثر لئے بیٹھی ہالہ کی آنکھوں میں جھکتا شرارت سے بولا جو پہلے تو نا سمجھی سے دیکھتی رہی پھر بات سمجھ آنے پر، اسی لمحے اپنے لمبے ناخن اس کے ہاتھ کی پشت پر گاڑ چکی تھی۔

"میں کہیں نہیں گئی تھی شرجیل آحمد! میں تو یہیں ہوں البتہ لگتا ہے آپ کی آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں۔ تو بہتر ہے آپ اپنا علاج کروالیں۔" وہ آہ کرتا پیچھے ہوا تھا جبھی پُھر تیلے آنداز میں گاڑی سے باہر نکلتی وہ کھڑکی پر جھکتی شرارت سے بولتی تیزی سے بھاگی تھی۔۔۔دل تیزی سے

دھڑک رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھے شرجیل کے معنی خیز قہقہہ نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ وہ اپنی جون میں تیزی سے بھاگتی ہوئی انصاری ہاؤس کی آنٹرنس سے داخل ہوئی تھی۔ اپنے گرد محسوس ہوتے شرجیل کے حصار میں وہ اس قدر بُری طرح جکڑی تھی کہ سامنے سے آتے حیدر کو دیکھ ہی نہ سکی تھی۔ تصادم بے ساختہ ہر گز نہیں تھا کیونکہ حیدر اسے دیکھ چکا تھا جبکہ وہ انجان تھی۔

"آہ!" اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی حیدر اُسے کمر سے تھامتا سنبھال چکا تھا۔ خود کو کسی کے مضبوط حصار میں محسوس کر پٹ سے آنکھیں وا کی تھیں۔ وہ جو اس کے کبوتر کی

طرح آنکھیں میچ لینے پر دلچسپی سے اس کے نقوش نہارتا کھو سا گیا تھا۔اس کی آواز پر چونک سا گیا تھا۔

"اوہ شکر حیدر! تم نے مجھے پکڑ لیا۔ورنہ آج تو میرا منہ پکا ٹوٹ جانا تھا۔" وہ خود کو محفوظ دیکھ کھلکھلا اٹھی تھی۔جبکہ حیدر دُرانی نے اپنے دل کی ڈھڑکن کو اس کی مسکراہٹ پر تھمتا ہوا محسوس کیا تھا۔

"حیدر!" جب وہ اس پر یونہی جُھکا کھڑا رہا تو ہالہ نے شرارت سے اسے ہلایا تھا۔

اوہ سوری! وہ مجھے لگا۔۔ تمہیں چوٹ تو نہیں لگ" گئی۔" وہ اپنی خجالت مٹانے کے لئے چہرے پر ہاتھ پھیرتا پیچھے ہوا جو شرارت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

رئیلی! مجھے لگا تم مجھ میں وہ اپنی انگریز محبوبہ کو ڈھونڈنے" لگے تھے۔" حیدر نے خاموشی سے اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھی تھی۔۔ جو شرجیل سے ملاقات کرنے کے بعد کچھ زیادہ ہی چہک رہی تھی۔

شرجیل کو آندر نہیں بُلایا تم نے؟" وہ اس کی بات نظر" انداز کرتا بات کا رخ موڑ گیا

وہ دراصل! شرجیل زرا جلدی میں تھے۔" اس کے "
چہرے پر کھلتا گلال دیکھ حیدر کو وہاں کھڑا ہونا مشکل لگا تھا۔

اچھا میں چلتا ہوں۔" اس کے قدم آٹھنے ہی والے تھے "
کہ ہالہ کی سنجیدہ آواز پر وہ ٹھہرا۔

تم مجھ سے کچھ چُھپا رہے ہو؟" وہ مشکوک سی ہوئی۔ حیدر "
کے دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ کاش وہ اس کے دل کا
حال جان لیتی۔

تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے۔" وہ بھاری قدم اُٹھاتا"
نزدیک چلا آیا تھا۔

اپنا چہرہ دیکھا ہے؟ منہ پر بارہ بج رہے ہیں۔ یقیناً تم اِس" انگریز لڑکی کا روگ دل سے لگا کر بیٹھ گئے ہو۔" وہ منہ بنا کر ناراضگی سے بولی۔

"ہالہ مجھے دیر ہو رہی ہے۔" وہ جو ہالہ انصاری سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈا کرتا تھا آج اُس کی ذات سے راہِ فرار کے بہانے تلاش کر رہا تھا۔

"حیدر رُکو پلیز!" وہ اس کا ہاتھ تھامتی رُخ اپنی جانب موڑ چکی تھی۔ اُس کا لمس محسوس کرتا وہ آنکھیں میچ گیا۔

"کہیں اُس لڑکی سے محبت تو نہیں کر بیٹھے حیدر دُرانی۔" ہالہ کے لہجے میں حیرانگی در آئی تھی، وہ صائمہ بیگم

کی زبانی جان چکی تھی کہ وہ لڑکی حیدر سے شادی کرنے سے انکار کر چکی ہے۔

"صرف محبت نہیں ہالہ انصاری! وہ لڑکی میرا عشق ہے۔۔ مگر وہ بیوقوف میرے عشق کی انتہا کو سمجھ ہی نہ سکی۔" وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔ لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی چبُھن تھی۔

"حیدر!" ہالہ کو حیدر کی یہ حالت دیکھ دُکھ ہوا تھا۔۔ جس کی کتھئی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔ گال میں پڑتا گڑھا جو اسے سب سے الگ منفرد بناتا تھا وہ بھی اسی کی طرح اُداس اُداس سا نظر آ رہا تھا۔

خیر ! تم خوش ہو۔۔ تمہاری شادی ہو رہی ہے تو میں بھی ”
خوش ہوں۔“ حیدر نے جھٹ چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنی
بے قرار سی حالت پر قابو پایا تھا۔۔

پکّی بات ہے؟“ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی اُس کے ”
دل کے راز جان لینا چاہ رہی تھی۔

بالکل میڈم ! اور فکر نہیں کرو۔۔ تمہاری شادی کے بعد ”
میں نے باقاعدہ طور پر یہ زمہ داری تمہیں ہی سونپنی
ہے۔“ وہ ہنس کر اپنا دکھ چُھپا گیا تھا۔ مگر اس کا ٹوٹتا لہجا ہالہ کی
نظروں سے ہر گز بھی مخفی نہ تھا۔

حیدر اب تو میری شادی کی ڈیٹ فکسڈ ہو گئی ورنہ میں کل ہی تمہارے لئے لڑکی تلاش کرنا شروع کر دیتی۔۔ مجھے اپنا دوست یوں سڑا ہوا منہ لے کر گھومتا ہوا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔" وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی خاطر شرارت سے گویا ہوئی تھی۔

"فی الحال تو تم میڈم آندر جاؤ۔۔ کیونکہ آنٹی کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہیں۔" ہالہ نے خشمگیں نگاہوں سے گھورتی آئی برو اٹھا گئی۔

ویسے تم ہو بہت بد تمیز! جب میں نے پوچھا تھا کہ حیدر" کسی لڑکی کا چکر تو نہیں تو تم کیسے میرے منہ پر مُکر گئے تھے۔" وہ خفا خفا سی بہت اپنی سی لگ رہی تھی۔

ہالہ جانے دو نا پُرانی باتوں کو۔"" وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔" آ گر دیکھا جائے تو میرا شکوہ کرنا تم سے بجا بھی ہے اور" جائزہ بھی۔ ویسے تم ہو بڑی چھپی رستم۔۔ جب میں لندن میں تھا تو گھڑی گھڑی کال کر کے ہر بات مجھے بتاتی تھیں۔ اور اب اتنی بڑی بات کی پردہ داری۔" وہ بات بناتا شکوہ کناں لہجے میں بولا تھا۔۔ ہالہ ایکدم گڑ بڑا سی گئی۔

حیدر سچی بتاؤ تو سب اتنا اچانک تھا کہ مجھے خود کچھ سمجھنے کا" موقع نہیں ملا۔" وہ وضاحتی لہجے میں گویا ہوئی تو وہ اس کے شاداب سے چہرے سے نظریں پھیر تا سر ہلا گیا۔

خیر تم آندر جاؤ۔۔اب کل ہی ملاقات ہو گی۔" حیدر مزید" تھوڑی دیر اور رُکتا تو شاید ضبط کھو دیتا جبھی تیزی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔ پیچھے وہ سر جھٹکتی انصاری ہاؤس میں آندر چلی گئی تھی۔۔۔

رات کی تاریکی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ہالہ اپنے بیڈ پر نیم دراز سرہانے کا تکیہ سینے سے لگائے زیرِ لب مُسکراتی ہوئی اپنے

ہی خیالوں کی دنیا میں گُم تھی۔ جبھی اس کا موبائیل رنگ کرنے لگا تھا۔ چونک کر موبائل اُٹھایا تو سامنے ہی شرجیل کا نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔ چہرے پر ایک شرارتی سی مسکان رقص کرنے لگی تھی۔

"ہیلو!" دوسری جانب صوفے پر سر گرائے بیٹھا شرجیل اس کی آواز میں واضح کھنک محسوس کر روح تک سرشار ہو گیا تھا۔

"کیسی ہیں باس!" وہ گلا کھنکھار کر گویا ہوا۔

میں بہت اچھی ہوں۔۔ مگر آپ مجھے ہمیشہ باس ہی کیوں" کہتے ہیں۔" وہ کروٹ لے کر لیٹتی نا سمجھی سے بولی۔ شرجیل کی لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

کیونکہ مسز ٹوبی! باس کو باس ہی کہا جاتا ہے ناں۔" وہ" شرارتی آنداز میں لب دبائے بولا۔

میں آپ کی باس تو نہیں ہوں۔" ہالہ لہجے میں مصنوعی" ناراضگی سموئے گویا ہوئی تھی۔

آہاں! ابھی تو نہیں مگر کچھ روز میں آپ مستقل طور پر" میری باس کی عہدے پر فائز ہو جائے گی۔" اس کا اشارہ سمجھ کر وہ مسکراہٹ چھپا گئی تھی۔

ویسے میں نے سُنا ہے۔ محترمہ کا رزلٹ آوٹ ہو گیا" ہے۔" ہالہ نے آنکھیں چلائیں۔

جی رزلٹ آوٹ ہو گیا ہے۔۔اور مابدولت کی ڈگری بھی" مکمل ہو گئی ہے۔" وہ زرا اِترائی تھی۔

ویسے میں نے اپنی یونی میں ٹاپ کیا تھا۔اور اب ہمارے" کان آپ کی جانب سے ملنے والی اس خوشخبری کو سنُنے کے لئے ترس گئے ہیں۔۔" وہ بخوبی واقف تھا کہ اسے پڑھنے سے کتنی چڑ تھی۔

ٹاپ! یہاں میں شکر کر رہی ہوں کہ میرے سارے" پیپرز کلئیر ہو گئے ہیں۔" وہ لاپرواہی سے گویا ہوئی۔

چلیں کوئی بات نہیں۔۔شادی کے بعد جب آپ میری" شاگردی میں آئیں گی تو انشاءاللہ ٹاپ بھی کر لیں گی۔" ہالہ کے ماتھے پر بل پڑے وہ جھٹ اُٹھ بیٹھی تھی۔

جی نہیں! مجھے پڑھائی کا کوئی خاص شوق نہیں۔۔جبھی تو" فیشن ڈائزئننگ میں ایڈمینش لیا تھا۔۔مگر مجھے کیا معلوم تھا یہ ڈگری بھی کسی رُوگ سے کم نہیں ہے۔" ہالہ نے تو شرجیل کی بات دل پر لے لی تھی۔شرجیل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

مسز ٹوبی! آپ تو سیریس ہی ہو گئیں ہیں۔خیر آپ ٹریٹ" کب دے رہی ہیں؟" وہ بات کو طول دے رہا تھا۔

شرجیل احمد ہماری شادی ہو رہی ہے اس سے زیادہ کی اُمید" نہ لگائیں مجھ سے۔" وہ ادائے بے نیازی سے زرا اِترا کر بُولی تھی۔

چلیں کوئی بات نہیں! شادی ہو جانے دیجئے وہ پھر میں" اپنی مرضی کی لے لونگا۔" وہ شرارت سے بولا تو وہ دھیما سا مسکرا اُٹھی تھی۔۔ قطرہ قطرہ رات پگھلنے لگی تھی۔ جبکہ محبت سے گوندھے دو مجسموں کی محبت بھری گفتگو سرد رات کی مانند مزید طویل ہوتی چلی جا رہی تھی۔۔۔ جبکہ برابر والے بنگلو کی بالکونی میں کھڑا حیدر پورے چاند کو

محویت سے دیکھتا شدید رنج کا شکار خود کو تنہا سا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

حیدرِ اس وقت ہالہ کی ہمراہی میں مال میں موجود تھا۔ جو زبردستی اسے اپنے ساتھ گھسیٹ لائی تھی۔ جینز شرٹ میں ملبوس اُپر سے ہڈی پہنے وہ عام سے حُلیہ میں بھی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

وہ جینز سیکشن میں موجود تھا جبھی پیچھے سے شرجیل احمد بھی وہاں آن پہنچا تھا۔ حیدرر رسمی مسکراہٹ کے ساتھ ہیلو ہائے کرتا اب زرا سائیڈ پر آ گیا تھا۔۔ کیونکہ اس کی نظریں ہالہ

کے چہرے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔ جو بظاہر تو موبائل میں لگا ہوا تھا مگر ساری توجہ انہی دونوں کی جانب تھی۔ جب کافی دیر گزر گئی اور وہ تینوں یونہی کھڑے رہے تو ہالہ خیال آنے پر جلدی سے اُس کی جانب مردانہ شلوار سوٹ کے کپڑے کا پیکٹ اٹھائے نزدیک آئی تھی۔

"حیدر تُم میری شادی پر یعنیہالہ انصاری کی شادی پر صرف میری پسند کا ہی ڈریس پہنو گئے۔ اور رخبردار جو تم نے میرے علاوہ کسی کی بھی چوائس کو فوقیت دی تو۔" وہ تیوری چڑھائے باور کروانے والے آنداز میں گویا ہوئی

تھی۔ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے شرجیل بھی نزدیک آگیا تھا۔

"محترمہ کے حکم سُن رہے ہیں آپ شرجیل احمد!" حیدر کے کہنے پر وہ مسکراہٹ ضبط کر گیا۔ جو خشمگیں نظروں سے گھور رہی تھی۔

"میں کیا کہہ رہی ہوں حیدر!" وہ زرا غصہٰ ہوئی۔

"اوکے! جو حکم محترمہ کا۔" حیدر لاکھ چاہنے کے باوجود بھی مسکرا نہ سکا تھا۔ بھلا اُن دنوں کے درمیان سالوں پُرانی یہ کیسی دوستی تھی۔ جو وہ اُس کے چہرے پر پھیلا قرب نہیں محسوس کر سک رہی تھی۔ اور بے رحم بنی کسی اور کی ہونے

جارہی تھی۔ یہ دردنا قابل برداشت تھا۔ ''حیدر دُرانی'' کم از کم اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں کے سامنے اسے کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ پلٹ کر پھر سے شرجیل کی جانب متوجہ ہوگئی تھی۔ جو اس کے کان میں جھکا نہ جانے کیا کہہ رہا تھا۔ جس پر وہ خفگی سے گھور رہی تھی۔ حیدر نے یہ دلسوز منظر دیکھ کر بے سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

دن پَر لگا کر اُڑ گئے تھے۔ بلآخر وہ دن بھی آن پہنچا تھا جب شرجیل احمد اور ہالہ انصاری کا نکاح ہونا تھا۔ آج صبح سے ہی دونوں گھروں میں کافی افراتفری کا عالم تھا۔ حُیدر بھی اپنی

محبت کو ہمیشہ کے لئے سینے میں دفن کرتا بڑے دل سے ہالہ انصاری کی خوشیوں میں شامل ہونے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔ زویاء دو روز قبل خود اپنی ناراضگی ختم کر ہالہ سے اپنے رویہ کی معافی مانگتی کتنی ہی دیر اسے گلے سے لگائے روتی رہی تھی۔ جبکہ وہ دل بڑا کر کے زویاء کو صاف دل سے معاف کر چکی تھی۔ زاویار کے مطلق جان کر ہالہ کو شدید حیرت نے آن گھیرا تھا۔۔ اس روز ہوئی تلخ کلامی کے بعد ہالہ نے زوایار سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں رکھا تھا۔ وہ حیران تھی کہ جب زویاء راضی ہو گئی تھی تو زاویار کہاں غائب ہو گیا تھا؟ اور اب تو اس کی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ فی

الحال وہ سب مسئلوں کو پس پشت ڈالتی اپنے نکاح کو انجوئے کر رہی تھی۔

شرجیل کی خواہش کے عین مطابق نکاح نمازِ ظہر کے بعد مسجد میں ہی منعقد کیا گیا تھا۔۔ جبکہ تمام مہمانوں کے لئے ایک چھوٹا سا فنکشن انصاری ہاؤس کے لان میں ہی رکھا گیا تھا۔۔ نکاح میں کچھ خاص اور بس قریبی لوگوں کو ہی مدعو کیا گیا تھا۔

یہ منظر ہے انصاری ہاؤس کی لاڈلی کے پُر آسائش کمرے کا جہاں وہ پری وش گلاب چہرہ لئے سنگھار آئینہ کے عین

سامنے چھوٹی سی چیئر پر بیٹھی شرجیل احمد کے دل پر بجلیاں گرانے کے لئے خاصی فرصت سے تیار ہوئی تھی۔ نکاح کی مناسبت سے کئے گئے لائٹ میک اپ کے بعد اُس کا دو آتشہ حسن نکھر کر سامنے آیا تھا۔۔۔ مکمل وائٹ گھیر دار فروک اور چوڑی دار پجامہ زیب تن کئے (جس پر گولڈ کے دھاگے کا کام تھا) وائٹ اور گولڈن امتزاج کا دوپٹہ سلیقے سے سر پر سیٹ کئے نیچرل میک اپ اور ہلکی سی گولڈ کی جیولری پہنے وہ آسمان سے اُتری کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی۔

"افف ماشاءاللہ! ہالہ یہ تم ہو؟" اُسی کے جیسی ڈریسنگ کئے زویاء کندھے سے ڈھلکتا گولڈن جالی دار دُوپٹہ درست کرتی

کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئی تو پہلی نظر ہالہ پر ہی گئی تھی۔ جبھی میک اپ ارٹسٹ کو سائیڈ پر کرتی کندھے پر جُھک کر زرا شرارت سے بولی تھی۔

"نہیں زویاء دُرانی! آپ کی عمر ہو گئی ہے، مجھے تو لگتا ہے آپ کی آنکھوں میں چاندی اُتری آئی ہے یہ میں نہیں میرا بھوت ہے۔" شیشے میں نظر آتے اس کے سانولے پر کشش چہرے کے عکس پر ایک تفصیلی نگاہ ڈالتی دانت کچکچا کر بولی تھی۔ جس کے باعث اس کے ساتھ ساتھ میک اپ ارٹسٹ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

اوہ! بھلا مجھے کیسے مخالطہ ہو سکتا ہے۔۔ مگر خیر آپ کی گز" بھری کی زبان کی گوہر افشائی نے اس بات پر مہر لگادی کہ نکاح کی دلہن بنی بیٹھی محترمہ مہالہ انصاری ہی ہیں۔" زویاء زرا شرارت سے مگر طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

گڈ! جاؤ زرا دیکھ کر تو آؤ میرا دلہا آگیا۔" اپنا تفصیلی جائزہ" لیتی وہ زرا بے نیازی سے گویا ہوئی تھی۔

آہ! دیکھو دنیا والوں کس قدر بے باک دلہن ہے۔۔ خود" ہی اپنے منہ سے اپنے دُلہا کا پوچھ رہی ہے۔" زویاء اعلانیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ جبکہ عجلت بھرے انداز میں کمرے میں داخل ہوتا حیدر آئینے میں نظر آتے اس کے

چندن سے روپ پر غیر ارادی سی نگاہ پڑتے ہی ٹھہر سا گیا تھا۔ جو زویاء کی کسی بات پر دھیرے سے مسکرائی تھی۔ حیدر کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"حیدر! اچھا ہوا تم آ گئے۔۔ یہ تمہاری نکمی بہن تو میرے کسی کام کی نہیں ہے۔" کاٹن کے کلف لگے کڑکڑاتے ہوئے سفید شلوار سوٹ میں ملبوس حیدر پر نظر پڑتے ہی وہ جھٹکے سے رُخ اس کی جانب پھیر گئی تھی۔۔ اس ایک لمحے میں حیدر رُدانی نے اپنے دل کی دنیا میں تلاطم سا برپا ہوتا محسوس کیا تھا۔

"بھئی وہاں کیوں رُک گئے ہو؟ آندر آجاؤ یہاں تمہارا کسی سے کوئی پردہ نہیں ہے۔" حیدر کی بوکھلاہٹ کو وہ جھجھک سمجھ کر شرارتی آنداز میں بولی۔ جو سر جھٹک کر آگے آیا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو ہالہ!" دل نے شدت سے اس لمحے کو محسوس کیا تھا کہ کاش وہ آج اس کی دُلہن بنتی۔

"تھینک یو! ویسے کم ہینڈسم تو تم بھی نہیں لگ رہے۔۔ بالکل ہالی وڈ کی فلموں کے ہیرو لگ رہے ہو۔" ہالہ نے مبالغہ آرائی سے کام لیا تھا۔

تھینکو ہالہ انصاری آپ نے تعریف کر دی۔۔اب بھلا" بندے ناچیز کو کس چیز کی تمنا رہ گئی ہے۔" وہ شرارت سے سر خم کرتا اسے کھلکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔

یہاں میں بھی موجود ہوں۔۔اور بہت پیاری لگ رہی" ہوں۔۔ مگر میری کسی نے تعریف نہیں کی۔" زویاء کو اپنا اگنور کئے جانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا جبھی منہ بسور کر شکوہ کناں آنداز میں گویا ہوئی۔

تم پیاری نہیں۔ کونجوریٹنگ کی وچ لگ رہی ہو۔" ہالہ" کے بے ساختہ کہنے پر حیدر نے مسکراہٹ دبائی جو ہاتھ کے

اشارہ سے گلاد بانا چاہ رہی تھی مگر اس کے دلہن ہونے کا لحاظ کر گئی۔

"حیدر یہ شرجیل لوگ ابھی تک آئے کیوں نہیں ہیں؟" حیدر کی جانب گھومتی وہ سوالیہ آنداز میں بولی۔۔اس سے قبل کہ وہ کوئی جواب دیتا کہ حیدر کا موبائل تھرتھرا اُٹھا تھا۔

"اکسیکیوزمی!" وہ اکسکیوز کرتا زرا سائیڈ پر آیا تھا۔ جبکہ وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔

"ہیلو!" دوسری جانب سے ساحل کی چیختی ہوئی آواز سُن کر وہ احتیاطاً گھر کے بیک سائیڈ پر زرا خاموشی والے حصہ کی جانب آگیا تھا۔

"ساحل یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟" وہ اس کے باز پرس کرنے پر ناراض ہوا تھا۔

"بھائی! آپ مجھے بتائیں، یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔ہالہ آپی کے شادی آپ کیسے کسی اور سے ہونے دے سکتے ہیں؟" دوسری جانب وہ بپھرا بیٹھا تھا۔

شٹ اپ ساحل ! تم ابھی بہت چھوٹے ہو۔اور یہ تمہارا" مسئلہ ہر گز نہیں ہے سمجھے۔" وہ زرا دپٹ کر بولا تھا۔۔دوسری جانب وہ اپنے بال نوچ لینے کر دَر پر تھا۔

میرا مسئلہ ! بھائی ہالہ انصاری ! آپ کی سالوں کی محبت" ، آپ کا عشق کسی اور کا ہونے جا رہا ہے۔۔اور آپ خاموش ہیں۔۔" اپنے بھائی کی دلی کیفیت کا آندازہ لگاتا وہ دُکھ سے بولا تھا۔۔حیدر نے ضبط سے لب بھینچ لئے تھے۔

ساحل اب ان سے باتوں کو کوئی فائدہ نہیں۔۔وہ دونوں" ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو میں تیسرا کباب میں

ہڈی کیوں بنوں ؟" وہ اس کا غصہ محسوس کر سمجھانے والے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

بھائی تیسرے آپ نہیں ! تیسرا وہ شرجیل احمد ہے۔" وہ" چیخ اٹھا تھا۔

بی ہیویور سیلف ساحل ! بڑے ہیں تم سے۔" حیدر کے" ڈپٹنے پر وہ اپنا اشتعال دبا گیا۔

آپ سے نے مجھے بُلانا تو دور کی بات ہوئی، بتانا بھی گوارا"" نہیں کیا بھائی۔" وہ چاہ کر بھی اپنے بھائی کے لئے کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ تم اپنی پڑھائی کے دنوں میں کسی بھی" قسم کی فضولیات میں لگ کر اپنا ذہن ڈسٹرب کرو۔" وہ یہ نہیں کہ سکا تھا کہ ساحل دُرانی میں نہیں چاہتا کہ تم میری خاموش محبت کو سرے عام رُسوا کرو۔۔ کیونکہ جانتا تھا کہ وہ خاموش نہیں بیٹھے گا۔

"بھائی ابھی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔ میں ریکوئسٹ کرتا ہوں ہالہ آپی سے۔" اُسے اپنی بے بسی پر جی بھر کر طیش آیا تھا۔

"نہیں ساحل! تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔ نہ ابھی نہ پھر کبھی۔ بس اس قصّے کو یہیں دفن کر دو۔۔ سُنا تم نے۔ اور

آ گر تم نے کچھ ایسا ویسا سوچا یا کرنے کی کوشش بھی کی، تو یاد رکھنا تم اپنا بھائی کھو دو گئے۔" وہ سختی سے بولا تھا۔۔دُوسری جانب وہ منتیں ہی کرتا رہ گیا جبکہ وہ وارننگ دیتا رابطہ منقطع کر چکا تھا۔

شرجیل احمد اپنے ماں باپ اور رشتے داروں کی ہمراہی میں انصاری ہاؤس آن پہنچا تھا۔۔شرجیل احمد پہلی بار ہالہ انصاری کے گھر میں قدم رکھ رہا تھا شرجیل کے ہمراہی میں آئے سب ہی مہمانوں کا پر تپک آنداز میں استقبال کیا تھا۔ خبر ملتے ہی ہالہ اپنے کمرے کی دوسرے رُخ پر کُھلنے

والی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی تھی۔ کلف دار کاٹن کے بلیک شلوار قمیض میں ملبوس کندھوں پر مردانہ شال ڈالے ،رعب دار شخصیت اور جاذبِ نظر چہرے پر مکمل سنجیدگی سجائے وہ مغرور شہزادہ ہالہ انصاری کی پسند میں ڈھل کر اس کے دوارے پر ہمیشہ کے لئے اپنا بنانے آن پہنچا تھا۔اس کے قدموں کی لپک پر ہالہ کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔

"السلام علیکم دُلہا میاں ! ہم رشتے میں آپ کے ماموں سسُر لگتے ہیں۔" ہالہ کے رشتے کے ماموں شرجیل کو ڈرائینگ روم کے صوفے پر نشست سنبھالتا دیکھ زرا مزاحیہ آنداز میں گویا ہوئے تھے۔

وعلیکم السلام! انکل کیسے ہیں آپ؟" شرجیل چونک کر "
مگر احتراماً بغل گیر ہونے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔

اللہ کا کرم ہے۔۔ مگر اب ہم اللہ پاک سے محض آپ کی "
سلامتی کی دُعا ہی کر سکتے ہیں۔" وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر مگر
ذو معنی لہجے میں گویا ہوئے۔ اُس نے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

ارے بھئی! آج سے آپ پر ہالہ بیٹی کی جو حکومت "
ہو گی۔ اور ہماری بیٹی تو لاکھوں میں ایک ہے۔ وہ الگ بات
ہے کہ جب وہ اپنی پر آ جائے تو ہم سب کو تگنی کا ناچ نچا ڈالتی
ہے۔" ان کے قیاس پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔

جبکہ عادل کے بعد خالد صاحب حیدر اور نکاح کی تقریب میں شرکت کے لئے مدعو تمام قریبی رشتے دار اس سے فرداً فرداً مل کر اپنا تعارف کروانے لگے تھے۔

"خالد صاحب نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں پہلے ہم نماز ادا کر لیں۔ پھر نکاح کی سنت ادا کر دیں گے۔" فراز صاحب گھڑی پر نظر ڈالتے زرا سنجیدگی سے گویا ہوئے تھے۔۔ مرد اور خواتین کے لئے الگ الگ انتظام کیا گیا تھا۔ جبکہ نکاح مسجد میں رکھا گیا تھا۔

"جی جی میرے خیال سے ہمیں نکلنا چاہیے۔" خالد صاحب کے اُٹھنے پر سب ہی نشستیں چھوڑ چکے تھے۔۔

عادل بیٹا تم ہالہ کو اپنے ساتھ گاڑی میں لے آؤ۔ حیدر بیٹا" تم شرجیل کے ساتھ جاؤ۔" خالد صاحب دونوں کی ڈیوٹی لگاتے ساتھ ہی اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

ہالہ لو جلدی سے یہ چادر پہنو! عادل بھائی بُلا رہے ہیں" تمہیں۔۔ مسجد جانا ہے۔" زویاء عجلت میں کمرے میں داخل ہوتی سائیڈ پر پڑی چادر اس پر ڈال چکی تھی۔ جس کا دل زوروں سے ڈھڑک رہا تھا۔

زویاء!" زویاء کا ہاتھ تھامتی وہ باقاعدہ کپکپا رہی" تھی۔ ہاتھوں میں نمی سی محسوس ہوئی تھی۔

چلو ہالہ! میں نے رونے کا ڈرامہ کرنے کے لئے تمہیں ''' رخصتی والے دن کا کہا تھا۔۔ابھی تو تم کہیں نہیں جا رہی ہو۔'' زویاء اس کا اُداس چہرے دیکھ شرارت سے بولی تھی۔

بد تمیز دفعہ ہو۔'' وہ اسے جھڑک کر خود ہی اُٹھ کھڑی '' ہوئی تھی۔ فائزہ بیگم تو کتنی ہی بار اس کی نظر اُتار چکی تھیں۔

تھوڑی دیر کئے وقفے سے وہ تمام افراد ہالہ کو اپنی ہمراہی میں لئے گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔ زویاء ہالہ کے ساتھ ہی ساتھ تھی۔ جبکہ وہ مسلسل چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔ جس کے ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا۔

قریبً دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ تمام لوگ ڈیفنس کی طوبیٰ مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ جہاں دلہن کے لئے پردے کا خاص اہتمام تھا۔۔ مرد حضرات ظہر کی نماز کی وجہ سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔

مسجد کے تقدس کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ''نکاح کی کارروائی شروع کر دی گئی تھی۔

ہالہ انصاری ولد خالد انصاری آپ کا نکاح شرجیل احمد ولد فراز احمد سے گواہان کی موجودگی میں باعوض پچاس لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت ہونا قرار پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول

ہے۔" مائیک میں مولوی صاحب کی آواز گونجنے کے بعد ہالہ کے وکیل پردے میں بیٹھی ہالہ سے رضامندی لے رہے تھے۔ جبکہ شرجیل کے ساتھ بیٹھے حیدر کو آج صبر کا مطلب بہت اچھے سے سمجھ آرہا تھا۔ وہ اس محفل میں کس طرح خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائے بیٹھا تھا۔ یا تو اس بات وہ واقف تھا یا پھر اس کا رب۔۔

"قبول ہے۔۔۔" ہالہ کی جانب سے رضامندی کا پیغام موصول ہوتے ہی حیدر کے دل کی ڈھڑکنیں تھم سی گئی تھیں۔ آنکھوں کے سامنے اس پری پیکر کا دلکش چہرہ گھوم گیا تھا۔ اسے لگا تھا وہ اس محفل کا حصہ نہیں بن سکے گا مگر

محفل میں اس کے وجود کی موجودگی حیدر درانی کے کڑے ضبط کی گواہ ٹھہری تھی۔ دل و دماغ میں ایک جنگ سی جاری تھی۔ جبکہ نکاح خواں اب شرجیل کی جانب متوجہ تھا۔

شرجیل فراز احمد ولد فراز احمد آپ کا نکاح ہالہ انصاری ولد خالد انصاری سے گواہان کی موجودگی میں باعوض پچاس لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت ہونا قرار پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔" چہرے پر حاصل کر لینے والی، پا لینے والی مسکراہٹ سجائے بیٹھے شرجیل احمد نے مغرورانہ آنداز میں نکاح قبول کر اپنی پاکیزہ محبت کو ہمیشہ کے لیے اَمر کر لیا تھا۔۔ جبکہ حیدر دُرانی کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ نکاح کے

بعد کی کارروائی ابھی جاری تھی۔ جبکہ وہ سب کے درمیان سے اپنی کھتئی آنکھوں کی نمی چھپاتا ہوا محفل سے باہر نکل گیا تھا۔

ہر طرف مبارک سلامت کا سلسلہ جاری تھا۔ایک دوسرے سے گلے ملتے مبارک دیتے وہ تمام لوگ حیدر درانی کے لُٹ جانے سے ناواقف تھے۔اُس کے دل کی دنیا میں کونسا قہرام برپا تھا۔۔اس بات سے کسی کو آشنائی نہیں تھی۔اپنی گاڑی میں بیٹھ کر آنسوؤں سے روتا وہ شخص سچی اور خالص محبت کی زندہ مثال تھا۔اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی محبت کو کسی اور کے مقدر کا جگمگاتا ہوا ستارہ بنتا دیکھنا بھی

کسی قیامت سے کم نہیں ہوتا اور حیدر دُرانی اس قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔۔اور دل سے محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔

نکاح کے بعد وہ تمام آفراد انصاری ہاؤس واپس راونگی کے لئے تیار کھڑے تھے۔ سرخ رنگ بڑی سی چادر چھپی کھڑی ہالہ کے وجود میں واضح کپکپاہٹ تھی۔ جبکہ فائزہ بیگم کے ساتھ ساتھ زویاء کی آنکھوں میں بھی نمی اُتر آئی تھی۔ کجا کہ رخصتی میں ابھی دو دن باقی تھے۔ مگر وہ ابھی سے پرائی لگنے لگی تھی۔

شرجیل کی خواہش کے عین مطابق ہالہ شرجیل کی گاڑی میں سوار اس کے پہلو میں بیٹھی بیک سیٹ پر موجود تھی۔ جبکہ فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے فراز صاحب وقت فوقتاً اپنے بیٹے کو چھیڑتے اس کی حالت سے خظ اُٹھا رہے تھے۔۔ شرجیل کی ہالہ کی ہمراہی میں اکیلے جانے والی فضول سی ضد پر کسی نے کان نہیں دھرے تھے۔ جبکہ اب وہ غصّے میں منہ بنائے بیٹھا تھا۔ ہالہ تو مسلسل سُوں سُوں کرتی اپنے آنسو پونچھنے میں مصروف تھی۔

ہالہ شرجیل احمد! ابھی رخصتی میں دو دن باقی ہیں۔ باقی کے آنسو رُخصتی والے دن کے لئے سنبھال کر

رکھیں۔" جب ہالہ کی مزید ہچکیوں کی آواز ناقابلِ برداشت ہوئی تو وہ آہستہ سی سرگوشی کرتا اسے گڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔ پسینے سے عرق آلود ہاتھ آہستگی سے اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں ہولے سے دبا کر آپنے ساتھ کا مان بخشا تھا۔

"میں رو تو نہیں رہی۔" نم سی آواز میں تردید کی گئی۔ جو اس کے عنابی لبوں پر تبسم بکھیر گئی تھی۔

"ویسے مجھے لگا تھا۔۔ آپ تو ہنسی مسکراتی ہوئی میرے ساتھ رخصت ہونگی۔۔ مگر آپ تو روایتی دلہنوں کی طرح رونا دھونا ڈال چکی ہیں۔" شرجیل کی آنکھیں شرارت سے

چمکیں تھیں۔ہالہ نے فراز صاحب کی موجودگی کے باعث چادر کے پیچھے سے ہی گھُورنے پر اتفاق کیا تھا۔

"بیٹا جی! رخصت ہالہ ہو رہی ہے۔آپ نہیں۔۔اگر آپ کہتے ہیں تو ہم آپ کی رخصتی کروا دیتے ہیں۔۔پھر ہم آپ سے پوچھیں گے کہ اپنا گھر چھوڑ کر کیسا محسوس کر رہے ہیں ۔"فرنٹ سیٹ پر بیٹھے فراز صاحب اپنے بیٹے کی سرگوشی بھی سُن چکے تھے۔

"ویسے فراز احمد صاحب! آپ کے کان بہت تیز ہیں۔"شرجیل نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ چوٹ کی تھی۔

الحمدللہ ! جبھی تو ہم آپ کے باپ کے عہدے پر فائز" ہیں۔۔" وہ بیک ویو مرر سے اُس کی جانب ایک طنزیہ مسکراہٹ اُچھالتے تفخر بھرے لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

ہنہہ ! ایسی وجہ سے میں اپنی نئی نویلی بیوی کے ساتھ یہ" خوبصورت سفر تنہائی میں یادگار بنانا چاہتا تھا۔ مگر آپ کو تو پُرانی عادت ہے کباب میں ہڈی بننے کی۔" شرجیل کی بڑبڑاہٹ پر فراز صاحب کا قہقہ بلند ہوا تھا جبکہ ہالہ نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

وہ نارآضگی جتاتا رُخ پھیر کر بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ کچھ ہی دیر میں گاڑی انصاری ہاؤس کا صدر دروازہ عبور کر چکی تھی۔ ایک

بار پھر انصاری ہاؤس کے مکین شرجیل احمد کے ساتھ ساتھ ہالہ انصاری کے شاندار استقبال کے لئے ہاتھوں میں پھول لئے منتظر کھڑے تھے۔ پہلی بار اپنے گھر میں اسطرح کے استقبال پر ہالہ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئی تھی۔ جبھی زویاء نے آگے بڑھ کر اسے گاڑی سے باہر نکلنے میں مدد کی تھی۔

اوئل سردیوں کیے مختصر سے دن تھے۔ شام کے چار بج رہے تھے۔ سورج اپنی ٹھنڈی کرنیں سمیٹتا مغرب میں غروب ہونے کو تھا۔ اب باری تھی ہالہ کا گھونگٹ اُٹھانے

کی۔ جو دونوں خاندانوں کی رسم کے مطابق شرجیل احمد نے ہی اُٹھانا تھا۔ اور اس کے بعد سن سیٹ سے پہلے پہلے ہالہ کا فوٹو شوٹ بھی ہونا تھا۔ حیدر کچھ دیری کے بعد خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے واپس آ چکا تھا۔

اس وقت تمام افراد لان میں موجود تھے۔ شرجیل احمد اپنی چھا جانے والی متاثر کُن پرسنالٹی کے ساتھ اسٹیج کے بجائے ٹو سیٹر صوفے پر بیٹھا ہالہ کا منتظر تھا۔۔ اور بلا خر اس کا انتظار تمام ہوا تھا۔

زویاء اور باقی سب کزنز کی ہمراہی میں سج سج کر قدم اُٹھاتی وہ حسن کی مورت نزدیک تر آتی چلی جا رہی تھی۔ شرجیل

کے اشارہ پر ہالہ کو وہیں صوفے پر بیٹھا دیا گیا تھا۔۔ گھر کے بڑے اپنی باتوں میں مصروف تھے۔ ینگ جنریشن اس کے گرد گھیرا ڈالے کھڑی ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ پُر سکون آنداز میں پیر پر پیر رکھ کر بیٹھا اُن کے صبر کا امتحان لے رہا تھا۔ جو ہاتھوں میں پکڑے موبائل بلند کئے کیمرہ مین بنے کھڑے تھے۔۔

چلیں بھئی اب اُٹھا بھی دیں اپنی دلہن کا گھونگٹ!" جب " انتظار طویل ہوا تھا زویاء بلا خر جھنجھلا اُٹھی تھی۔

دلہن میری ہے۔ گھونگٹ مجھے اُٹھانا ہے۔۔ آپ سب "
کس لئے اتنے اکسائیٹڈ ہو رہے ہیں؟" شرجیل احمد نے
مسکراہٹ ضبط کر آئی برو آٹھا کر قیاس کیا۔

اوہ شرجیل احمد! زیادہ شوخے نہ بنو۔ کچھ دیر پہلے واپسی پر "
آپ کی بے صبری بہت اچھے سے ملاحظہ فرما چکے ہیں
ہم۔ چلو شاباش جلدی سے رسم ادا کرو اپنے گھر کا راستہ
لو۔" شوخ بھرا جواب حیدر کی جانب سے آیا تھا۔ جس کی
آنکھوں میں سُرخی واضح تھی۔ مگر ہونٹوں پر خوبصورتی سی
مسکراہٹ سجا رکھی تھی۔

اچھا جی! اب آپ کہتے ہیں تو مان لیتے ہیں۔ ویسے مجھے کوئی" جلدی نہیں۔ بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں۔ اب ایک سارُ خصتی پر ہی دِیدار یار کرونگا۔۔" شرجیل کی شرارت پر ہجوم میں معنی خیز سا شور بلند ہوا تھا۔

تو پھر ٹھیک ہے۔۔ ہم اپنی دلہن کو واپس لے جاتے" ہیں۔" زویاء جھٹ ہالہ کے نزدیک آئی تھی۔ جبکہ وہ جو خاموش بیٹھی سب کی باتیں انجوئے کر رہی تھی۔ ایک دم گڑبڑا اُٹھی۔

جی ضرور لے جائیں!" زویاء نے آئی برو اٹھائے۔"

"! سوچ لیں شرجیل احمد"

سوچ لیا زویاء دُرانی۔" وہ پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ "
اجازت دے چکا تھا۔

چلو بھئی ہالہ!" اس بار زویاء نے بڑی پھرتی دکھائی "
تھی۔ اور وہ واقعی زبردستی ہالہ کا ہاتھ تھام کر اُٹھا چکی
تھی۔ معاً تیر کی سی تیزی سے کھڑے ہوتے شرجیل نے
ہالہ کا دوسرا ہاتھ تھام کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ اچانک افتاد
پر سنبھلتی سیدھی اُس کے کندھے سے جا ٹکرائی تھی۔ وہ
اسے اپنے حصار میں قید کر چکا تھا۔

بس بہت ہو گئی آپ کی من مانی سالی صاحبہ! اب سے ہالہ "
انصاری میری ملکیت ہیں۔ تو اب آپ زرا اپنے اس حکمیہ

آنداز کو پس پشت ڈال دیں۔" اس کی کمر کے گرد حصار ڈالتا وہ گھبیر لہجے میں مگر تنبیہ آنداز میں بولا تھا۔ جبکہ اس کے پاس کھڑی ہالہ کو دیکھ سب ہوٹنگ سٹارٹ کر چکے تھے۔ جو شدید نروس تھی۔

سب کی پرُشوق نظروں میں چھپی معنی خیز شرارت کو نظر آنداز کرتا اپنے پہلو میں کھڑی ہالہ کا گھونگٹ آہستگی سے اُٹھا تاشر جیل احمد اُس پری پیکر کا چندن سا روپ نہار تا مبہوت رہ گیا تھا۔ اُس کے سحر کا جادو تھا، جس میں وہ خود کو بُری طرح جکڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

گلاب سا کھلتا چہرہ، رُخسار پر جھکی پلکیں، کپکپاتے
ہونٹ، بے داغ پیشانی پر چمکتا پسینہ، کاجل سے لبریز
آنکھوں میں چمکتی نمی اور ناک میں پہنی نتھ کا باریک سا
تار، جس میں پڑا اُموتی اس کے کپکپاتے لبوں کو چھوتا اپیل کر
رہا تھا۔۔

کچھ لمحے استحاق کے اسے بھی تھے کہ وہ اس کی پلکوں کی
چلمن کے اُٹھتے گرتے رقص میں کھوُسا گیا تھا۔ وہ اپنے دو
آتشہ حسن کی بدولت اسے چاروشانے چت کر چکی
تھی۔ اس جادو گرنی کے جادوئی سحر سے رہائی حاصل کرنے

کے لئے دو پل کے لیے آنکھیں موند تاُثر جیل احمد کھل کر مسُکرایا تھا تھا۔

"ماشاءاللہ! بے ساختہ سی سرگوشی کرتا سردی کے باوجود نم پیشانی پر بھرپور استحاق سے مہرِ محبت ثبت کرتا وہ ایک قدم پیچھے ہوا تھا۔ یہ خوبصورت منظر ہمیشہ کے لئے کیمرے کی آنکھ میں قید ہو گیا تھا۔ وہ اس دلرُبا کے حسن میں جکڑا شام کے پر کیف منظر میں چمکتی اس کی دُودھیا رنگت کو نہارتا مزید ہر نظارے کو فراموش کر چکا تھا۔

محفل میں دو حسرت بھری نگاہیں ایسی بھی تھیں جو کرب سے چُوری چھپے اپنی تشنہ نگاہوں کو سیراب کر رہی

تھیں۔ آنکھوں میں چمکتی نمی پونچھتا وہ رُخ پھیر گیا تھا۔ اب وہ اس کی نہیں تھی۔ شرجیل احمد کے نکاح میں اس کی امانت تھی۔ حیدر رُدرانی اُس کی جدائی برداشت کر سکتا تھا مگر کوئی اس کے عشق پر سوال اُٹھاتا یہ بات اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھی۔ وہ اپنی بے داغ محبت کو کسی کی غلط نگاہ کے حصار میں نہیں برداشت کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی محبت بھری نظر میں بھی نہیں۔

محفل چھوڑنے سے قبل حیدر نے اُس کا شرمایا سا روپ اور شرجیل کی محبت بھرے آنداز کا یہ دلسوز منظر دیکھ نم آنکھوں کے ساتھ اس کی دائمی خوشیوں کی دُعا کی تھی۔

رات کی تاریکی بڑھتے ہی محفل اپنے عروج پر تھی۔ نکاح کی دعوت کے لئے مدعو کئے گئے خاص مہمان بھی اب محفل کا حصہ تھے۔ جن میں ہمدانی صاحب بھی شامل تھے۔ تقریب کی مناسبت سے ہالہ اپنا جوڑا تبدیل کر چکی تھی۔ زرار ومانوی سا پوز دیتے ایک دوسرے کے روبرو کھڑے وہ کتنی ہی نظروں کی توجہ کا مرکز تھے۔

محفل رات دیر تک جاری رہی تھی۔ شرجیل احمد کے چہرے پر محبت کو پا لینے والی مسکراہٹ اپنی چھاپ دیکھاتی مسلسل حیدر کے دُکھ میں اضافہ کر رہی تھی۔ جبھی وہ محفل

کیا گھر سے ہی باہر نکل گیا تھا۔۔ بہت دور، تاریک سڑکوں پر، گنجان راستوں پر، جہاں کوئی اس کا نہیں تھا جو اُس کا راز دار بن جاتا۔

وہ بُھر پور مرد آج کی سیاہ رات میں آنسوؤں سے رویا تھا۔ آنکھوں سے ٹپکتے نمکین قطرے اور ایک کاش۔۔۔ کہ کاش حیدر دُرانی تم نے اپنی محبت کا اظہار کرنے میں اتنی دیر نہ کی ہوتی، کہ کاش تم نے بہت پہلے ہی اپنی دوستی کو ایک جائز رشتہ میں باندھ لیا ہوتا۔۔ مگر کاش۔۔۔۔۔۔

اور آج کی یہ کٹھن رات اپنے ساتھ اور نا جانے کتنے کاش لے کر قطرہ قطرہ پگھلتی جا رہی تھی۔ حیدر دُرانی کا غم بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔۔ جبھی موبائل پر رنگ کرتا نمبر دیکھ ایک لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر کال پک کر چکا تھا۔

"فلورا آئی ایم ریڈی ٹو میری یو!" سپاٹ سے لہجے میں کہتا وہ دوسری جانب موجود فلورا کو دُنیا جہاں کی خوشی دے چکا تھا۔۔ جو جذبات میں باقاعدہ طور کر اُچھل اُچھل کر ڈانس کرتی اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔

ہم نے تو خود سے انتقام لیا

تم نے کیا سوچ کر محبت کی

سلیم کوثر

نئی صبح، نیا باب، نیا آغاز اور ہر باب کے پنے پر درج
تحریروں میں ایک نیا انکشاف۔۔۔

یہ منظر ہے روسٹورانٹ میں ہونے والی ایک میٹنگ کا
۔۔جہاں رستوران کے پر سکون گوشے میں تھری پیس
سوٹ میں ملبوس جبران جہانگیر بزنس کی دنیا میں شرجیل
احمد کا سب سے بڑا کمپیٹیٹر بڑے ہی کروفر سے مالا ہمدانی
کے روبرو براجمان لائف ٹائم ڈئل فائینل کر رہا تھا۔وہ دو
نفوس ایک دوجے کے مقابل بیٹھے زندگی بھر کے لئے ایک

ڈئل فائنل کر رہے تھے۔ جو ایک میرج پرپوزل سے زیادہ بزنس پرپوزل کی حثیت رکھتا تھا۔ تمام تر گفتگو اور باہمی رضامندی کے بعد اب وہ یہ کنٹریکٹ سائن کرنے کے لئے ڈیٹ فکس کر رہے تھے۔ جیسے شادی کی تاریخ بھی کہا جا سکتا تھا۔

مس مالا ہمدانی! ایک چیز میں ابھی واضح کر دیتا ہوں۔ کہ "یہ شادی میرے لئے ایک بزنس ڈیل کی سی حثیت رکھتی ہے۔ جو کہ ہمدانی یعنی آپ کے والد اور میرے بیچ میں طے پائی ہے۔ میں بہت پریکٹیکل سا بندا ہوں۔ غلط کام بھی بہت فئیر طریقے سے کرنا پسند کرتا ہوں۔ میری طرف سے آپ

کو مکمل آزادی ہو گئی۔ مگر ہاں ایک چیز واضح رہے۔ میں اپنی ملکیت میں کسی تیسرے کی شراکت داری برداشت نہیں کرتا۔ جو دل چاہیں آپ کر سکتی ہیں۔ مگر میرے ٹرسٹ کا ناجائزہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش بھی نہ کیجئے گا۔" چہرے سے جھلکتی مغروریت، اور سحر انگیز شخصیت کا رعب مالا اگر شرجیل احمد کے بعد کسی کے ذات کے سحر میں بُری طرح جکڑ سی گئی تھی تو وہ شخص جبران جہانگیر تھا۔ جس کا اسٹیٹس اس کے ہر انداز سے واضح جھلک رہا تھا۔ آنکھوں میں سنجیدگی لئے وہ مالا کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر تنبیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

فکر نہ کیجئے جبران صاحب! میرا نام مالا ہمدانی ہے۔ اپنے" قول کی پکّی ہوں۔ ایک بار زبان دے دی تو دے دی۔ میری طرف سے آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ مگر ہاں۔" وہ تفخر سے بولتی ہوئی زرا ٹھہری تھی۔ مقابل نے جانچتے آنداز میں آئی برو اُٹھائے۔

"استعمال شدہ چیزیں یوز کرنا میری فطرت نہیں۔ تو اس بات کا خاص خیال رکھئے گا۔" مقابل بھی ہمدانی صاحب کی ضدی اولاد مالا تھی۔ جبکہ مقابل کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ کھل گئی تھی۔ اس کی بے پناہ خوبصورتی کے آگے یہ مغروریت بھرا آنداز جچتا تھا۔

جان کر اچھا لگا! ہمدانی کو اپنا فیصلہ سُنا دینا۔ اگلے ماہ"
مجھے بزنس میٹنگز کے سلسلے میں یو کے جانا ہے۔ اور اس بار
میں اپنی آفیشل بیوی کی ہمراہی میں جانا چاہتا ہوں۔" جبران
کے گھبیر لہجے پر وہ قاتلانہ آنداز میں مسکرائی تھی۔۔ یہ
شادی محض ایک طماچہ تھا۔ ایک انتقام تھا شرجیل احمد
سے۔۔ مگر مالا ہمدانی نہیں جانتی تھی۔ کہ انتقام کی آگ میں
آندھی ہوئی وہ خود اس آگ میں جل کر خستر خاک ہو جائے
گی۔۔۔۔

کوئی تم سا بھی کاش تم کو ملے

مدعا ہم کو انتقام سے ہے

میر تقی میر

گزُری شب میں ہالہ کا نکاح خیر وعافیت سے پائے تکمیل تک پہنچا تھا۔ جبکہ آج زویاء اور ہالہ کی مشترکہ دوستوں نے مل کر برائیڈل شاور رکھ لیا تھا۔ رات دیر تک ہلا گُلہ کرنے کے باعث ان تمام لوگوں کی ہی صبح دن چڑھے زرا تاخیر سے ہوئی تھی۔

ہالہ انصاری اس وقت سندر یلا فروک زیب تن کئے بالوں میں کلر زدے کرُپشت پر کھلا چھوڑے کھلتے گلاب کی سی شادابی والے حسین مکھڑے پر خوبصورت سی مسکان سجائے اپنی سہلیوں کے ہمراہ لان میں موجود تھی۔ جہاں آج کی برائیڈل شاور پارٹی کا انعقاد کیا گیا تھا۔ ٹھنڈی پُر سکون فضائیں، اور ایک اُچھوتا سا احساس ہالہ کی رگ وپے میں سرائیت کر گیا تھا۔ مُسکان تھی کہ کل سے ایک لمحے سے لئے بھی چہرہ سے جُدا نہیں ہوئی تھی۔

لان میں ہالہ کے گرد گھیرا ڈالے کھڑی ساری لڑکیاں کیک حلال ہونے کی منتظر سی کھڑی تھیں۔

ہالہ اب کیک کاٹ بھی لو۔" زویاء جلدی سے اپنی پیروں"
کو چھوتی گلابی میکسی سنبھالتی ٹیبل کے نزدیک آئی تھی۔

یار کتنا سُوکھا سا لگ رہا ہے سب۔ڈی جے سے بول کر زرا"
سا نگ تو لگواؤ۔۔" گلے میں پڑا برائیڈ "ٹوبی کا سلیش" اور
ہاتھ میں ربن بندھی چھری تھامے کھڑی وہ منہ بسور کر گویا
ہوئی تھی۔

افف اللہ! تم نہیں سدھرو گی۔" زویاء نے ماتھا پیٹ"
ڈالا تھا۔ جبکہ اب وہ سلیفیز لینے میں مگن ہو گئی تھی۔

یار ہالہ ہم کب سے ویٹ کر رہے۔ بھائی صاحب سے ”
باتیں بعد میں کر لینا پہلے کیک کٹ کرو۔“ مرال جھنجھلا کر
بولی تو وہ کھسیانی ہوئی۔

کیک کٹ ہوتے ہی ماحول میں ایک شور سا مچ گیا تھا۔ اپنے
روم کی بیک سائیڈ کی جانب کھُلتی کھڑکی میں کھڑے حیدر
نے ہالہ کی مسکان پر ایک نگاہ ڈال کر پردے برابر کر دئے
تھے۔

باری باری ساری لڑکیوں نے ہالہ کو گفٹس پیش کیئے
تھے۔ وہ کافی دیر تک کھانے پینے اور ڈانس میں مشغول رہی
تھیں۔

دیر رات تک رت جگے کا پرو گرام ہونے کے باعث آج ان سب کا ارادہ ہالہ کے گھر ہی قیام کرنے کا تھا۔ جس کا انتظام وہ پہلے ہی کر چکی تھیں۔ تھک ہار کر سیاہ رنگ نائٹ سوٹ اُٹھاتیں ساری واشروم کی جانب دوڑ لگا چکی تھیں۔

جس کی پشت پر ''برائیڈز اسکاؤڈ'' درج تھا۔

زویاء تم نے ابھی تک ڈریس چینج نہیں کیا۔ جلدی سے '' ڈریس چینج کر لو۔ پھر میں نے تم سب کے ساتھ انسٹا گرام اِسٹوری کے لیے پک بھی لینی ہے۔'' پیچ رنگ کے ٹروازر شرٹ میں ملبوس جس کی پشت پر ''برائیڈ ٹوبی'' لکھا ہوا تھا، وہ نکھری نکھری سی واشروم سے باہر نکلتی اسے ابھی تک

میکسی میں گھومتا دیکھ گویا ہوئی۔ جس کے چہرے پر تھکن واضح تھی۔

یار ہالہ! دراصل میں اپنا ڈریس گھر ہی بھول آئی ہوں۔" تو تم لوگ بیٹھو، میں بس یوں گئی اور یوں ڈریس لے کر واپس آئی۔" وہ عجلت بھرے آنداز یں بولتی دُرانی مینشن کی جانب دوڑ لگا چکی تھی۔ جبکہ وہ کندھے اُچکاتی اپنے تھرتھراتے موبائل کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ جہاں مسلسل شرجیل کی کالز پر کالز آرہی تھیں۔ چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکان رقص کرنے لگی تھی۔

رات کی سُرخی مائل تاریکی چُاروں جانب اپنے پر پھیلا چکی تھی۔ سردیوں کی راتوں میں چلتی تیز ہوا خاموش فضا میں خوفناک سی آواز پیدا کرتی جا رہی تھی۔

سردی کی شدت کے باعث شاہراؤں پر آدم تھے نہ آدم کی ذات۔ اسے میں بلیک ہڈی میں ملبوس شخص دُرانی مینشن کی بیک سائیڈ کی دیوار جہاں سیفٹی کانچ نہ ہونے کے برابر تھا اس مقام سے کُودتا بہت مشکل سے مینشن میں داخل ہوا تھا۔ ہڈی سے کور چہرہ لیے اس نے اِرد گرد میں ایک طائرانہ نگاہ گھُمائی تھی۔ یہ لان کے پیچھے کا حصّہ تھا۔ جہاں گھاس کاٹنے والی مشین اور دوسری فالتوں چیزیں بکھری ہوئی

تھیں۔ دور بیٹھے چوکیدار پر ایک نگاہ ڈالتا۔ وہ گھوم کر اپنے مطلوبہ کمرے کی کھڑی کی جانب آیا تھا۔ سد شکر تھا وہاں کی پائپ لائن سیدھی بالکنی کے پاس سے گزر رہی تھی۔ بہت مشقت کے بعد وہ اُپر پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔ سردی میں پائپ چڑھنے کے باعث ہاتھوں میں خراش سی محسوس ہوئی تھی۔ خاموش فضا میں زاویار کے جوتوں کی دھمک نے فضا میں ارتعاش سا برپا کر دیا تھا۔ کہ ڈریسنگ روم میں موجود زویاء چونک اُٹھی تھی۔

دماغ میں کلک ہوتے خیال کے تحت وہ تیزی سے نائٹ سوٹ وہیں چھوڑتی آندھیرے میں ڈوبے کمرے کی لائٹس

آن کرنا چاہ ہی رہی تھی۔ جب اسے اپنے پیچھے کسی کا گماں سا گزرا تھا، اس سے قبل کہ وہ پلٹتی زاویار جھٹ اس کے لبوں پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھتا اس کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا تھا۔

"ششش! زویاء میں ہوں۔" کان کے قریب عقب سے اُبھرتی شناسہ آواز کی سرگوشی پر زویاء کی آنکھیں حیرت کی زیادتی کے باعث پھٹنے کی قریب تھیں۔ زویاء نے سٹپٹا کر مزاحمت کرنا چاہی تھی۔ مگر مقابل کی گرفت سخت تھی۔

"خاموش کھڑی رہو۔ کچھ نہیں کر رہا۔۔ میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔ منہ سے آواز نہیں نکلنا۔" تنبیہ لہجے میں بولتا وہ اس

کا جھٹکے دیتا ہاتھ بھی اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ جو مسلسل خود کو آزاد کروانے کے لئے مزاحمت کر رہی تھی۔

"میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔" دھیمی سی سرگوشی کرتا وہ چہرے سے ہاتھ ہٹا چکا تھا۔ رُخ پلٹتی زویاء نے جھپٹا کر اس پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ وہ جو پہلے ہی اس کے درعمل کے لیے تیار کھڑا تھا۔ اس بار تیزی سے دونوں ہاتھ قابوں کرتا دیوار سے پن کر چکا تھا۔ زویاء اس کے مقابل آنے پر دھک سے رہ گئی تھی۔

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ لڑکی۔ کیوں ڈرامے کر رہی ہو۔۔" آندھیرا ہونے کے باعث زاویار کی سیاہ

آنکھوں میں تیرتے سُرخ ڈورے دیکھ زویاء چونک اُٹھی تھی۔ زاویار نے اسے مزاحمت ترک کرتا دیکھ اب منہ پر سے ہاتھ ہٹالیا تھا۔

"زرا فاصلہ پر میری کالز کیوں رسیو نہیں کر رہی تھیں۔" ہو کر کھڑا ہوتا وہ ناراضگی سے گویا ہوا تھا۔ جبکہ اس کا سوالیہ لہجے زویاء کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔

"اس روز تم اپنے ماں، باپ کے ساتھ رشتہ لے کر کیوں نہیں آئے تھے۔ جانتے ہو کتنا انتظار کیا تھا میں نے تمہارا۔" زویاء اس کی بازپرس پر ہزدیانی ہو کر چیخ اُٹھی تھی۔ زاویار نے سٹپٹا کر گھوری سے نوازہ تھا۔ زویاء کو چپُی

سی لگ گئی تھی۔ آنکھوں میں وحشت ہچکولے لے رہی تھی۔

ایک ایمرجنسی ہو گئی تھی۔ مگر تم یہ بتاؤ میری کالز کیوں نہیں اُٹھا رہی ہو۔" زاویار کی آنکھوں میں تیرتی سُرخی اُسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا سگنل دے رہی تھی۔ جو اب غصّے سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔ اور تمہاری" ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں بغیر اجازت اس طرح داخل ہونے کی؟" زویاء سینے پر ہاتھ دھر کر پیچھے دھکیلتی دھیمی آواز میں مگر شدت سے غُرائی تھی۔

آپ ہمت کی تو بات ہی نہ کریں زویاء درانی۔۔ ہمت تو"
اتنی ہی کہ ابھی سب کے سامنے جا کر آدھی رات کو ہی
تمہارا رشتہ مانگ سکتا ہوں۔ مگر فی الحال مجھے بس ایک بات
کا جواب دے دو۔۔ میری کالز کیوں اگنور کر رہی ہو۔" اس
بار طیش میں وہ اس کے بالوں کو جکڑتا سختی سے باز پرس پر اُتر
آیا تھا۔ یہ لڑکی کئی سالوں سے اس کا ضبط آزما رہی تھی۔
کیونکہ اب میں تم سے مزید کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھنا"
چاہتی۔" وہ لہجے میں ناگواری سموئے شدت سے
پھُنکاری۔

میری ذات سے لاتعقلی برتنے کے خواب و خیال اپنے" ذہن سے باہر نکال دیجئے زویاء صاحبہ۔ کیونکہ تمہاری زندگی کا ہر راستہ مجھ سے شروع ہو کر صرف مجھ پر آ کر ہی ختم ہوتا ہے۔" گرفت مزید سخت ہوئی تھی۔ زویاء کی آنکھوں میں تکلیف کے باعث نمی اُتر آئی تھی۔

"زاویار چھوڑو مجھے۔ ورنہ چیخ چیخ کر سب کو اِکھٹا کر لونگی۔" جب وہ ہنوز ایسی آنداز میں غصّے سے گھورتا رہا تو زویاء نے دانت کچکچا کر دھمکی دی۔

"اوہ رئیلی! چلو چیخو۔" لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ سجائے وہ اسکی بے بسی کا مزاق اُڑتا محسوس ہوا تھا۔

زاویار چھوڑو مجھے۔" جب خود کو مُقابل کی سخت گرفت "
میں بے بس محسوس کیا تو نم آواز میں منت بھرے لہجے میں
گویا ہوئی تھی۔۔ زاویار کچھ دیر اس کی کانچ سی آنکھوں میں
دیکھتا رہا تھا۔ جو آندھیرے اور نمکین پانی سے لبالب ہونے
کے باعث چاند کی دودھیا روشنی میں پر کشش نظر آ رہی
تھیں۔ وہ لڑکی خود میں مقناطیسی کی سی کشش رکھتی
تھی۔ زاویار فاروقی ہر بار اس کی نینوں کے جال میں خود کو
پھنستا ہوا محسوس کرتا تھا۔ مزید لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے
تھے۔ زاویار کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ وہ جھٹ
پیچھے ہوتا اب صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

میری کالز کیوں نہیں اٹھا رہیں تم۔" کیل کانٹوں سے "
مزئین اس کی دلکش سراپے پر ایک بھرپور نگاہ ڈالتا وہ
نظروں کا زاویہ تبدیل کر گیا تھا۔

میری مرضی۔" وہ بھی ضد پر آڑی ہوئی تھی۔ زاویار "
نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کی جانب دیکھا تھا۔ جو سخت
ناراض دکھائی دے رہی تھی۔

نیم آندھیرے کمرے میں پھیلی چاند کی روشنی، اور اس دُلربا
کا خفا خفا سا رُوپ دیکھ زاویار کے سنجیدہ چہرے پر دلکش
مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

ہمم! تمہاری مرضی! بس پھر تم میری مرضی کے لئے" بھی تیار رہنا۔" وہ سر ہلا کر زرا معنی خیز لہجے میں بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔ زویاء نے طنزیہ آئی بُرو اٹھائے۔

موبائل کہاں ہے تمہارا!" اس کا اگلا سوال اِس قدر غیر" متوقع تھا کہ چند لمحے تو نا سمجھی کی نظر ہو گئے تھے۔ اور زاویار فاروقی نے اِسی بات کا بھرپور فائدہ اُٹھایا تھا۔ تیزی سے اگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل سے موبائیل اُٹھاتا دو چار پیٹرن ٹرائے کرنے کے بعد وہ موبائل انلاک کر چکا تھا۔

زاویار یہ کیا بد تمیزی ہے۔" زویاء گڑ بڑا کر نزدیک آئی" تھی۔ مگر وہِ اس کی جانب پشت کرتا اپنا کام کرنے میں

مصروف تھا۔ جو اُچک اُچک کر کسی بھی طرح سے اس سے ہاتھ سے موبائل لینا چاہ رہی تھی۔

"یہ لو!" دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ وہ موبائل اس کے ہاتھ پر رکھ چکا تھا۔ جواب مشکوک آنداز میں اسے ہی گھور رہی تھی۔

"اپنا نمبر میں نے ان بلاک کر دیا ہے! اب میں جب بھی کال کروں تو سیدھی شرافت سے میری کال پک کر لینا ورنہ۔" دھمکی آمیز لہجے میں کہتا وہ دو قدم نزدیک آیا تھا۔

ورنہ کیا!" خوفزدہ ضرور ہوئی تھی مگر اس کی آنکھوں
میں ناچتی شرارت دیکھ نڈر آنداز میں آئی بروا ٹھائے گویا
ہوئی۔

ورنہ مجھے کل دوبارہ سے تمہارے کمرے کی بالکنی میں
کُودنے میں زرا بھی تکلیف پیش نہیں آئیگی۔ البتہ میرا یہ
طریقہ تمہارے شَہانَہ مزاج کو ضرور ناگوار گزرے گا۔ اسی
لئے ابھی محض لفاظی میں باور کروانے پر اتفاق کر رہا
ہوں۔ اگرچہ مجھے یہ راستہ دوبارہ اختیار کرنا پڑا تو محض لفاظی
پر انحصار قطعاً نہیں کرونگا۔ مزید تم خود سمجھدار
ہو۔" شرارتی مسکراہٹ لبوں میں دباتا وہ خلاف طبیعت

زرا معنی خیز لہجے میں گویا ہوا تھا۔ شدید قسم کی جھنجھلاہٹ کا شکار زویاء نے غصہ اور طیش میں ناک پھولائے دو قدم بڑھ کر پاؤں میں پہنی پنسل ہیل کی ہیل اس کے جوتے میں گاڑ دی تھی۔ چھوٹی سی ناک سکیڑتی جان کر مزید دباؤ ڈال رہی تھی۔ جبکہ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"ہاہاہاہا! لڑکی میرا جوتا برینڈڈ جوتا ہے۔ لنڈا بازار سے نہیں لیا۔ اور زرا سنبھل کر اتنا زور نہ ڈالو کہیں میرا پیر زخمی کرنے کے چکر میں تمہاری نازک سینڈل کی طبیعت ناساز ہو جائے۔" مکیسی میں اُلجھتی زویاء کو کندھوں سے پکڑ کر

تھامتا وہ جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔ جبکہ زویاء کا چہرہ طیش کر باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

"اچھا! ڈیئر نکٹی محترمہ اپنا اتنا خون نہ جلاؤ۔ تمہاری چھوٹی سی سرخ پڑتی ناک تمہارے غصہٰ کی شدت سے کہیں گُم ہو گئی ہے بیچاری۔" اس کا جنگلی بلیوں والا روپ دیکھ زاویار چند لمحوں کے لئے اپنی ساری پریشانیاں بُھول گیا تھا۔

"اور ہالہ کو میری طرف سے شادی کی بہت مبارک دینا۔۔اور ساتھ میں میری ناراضگی کہ بابت ضرور آگاہ کر دینا۔" وہ عجلت بھرے آنداز میں یاد دہانی کرواتا بالکنی میں غائب ہو گیا تھا۔

میں تمہاری نوکر نہیں ہوں۔ خود فون کر کے بول دو۔"""
لال بھبھوکا چہرے لئے کھڑی وہ زرا اونچی آواز قیاس کر گئی تھی۔ روم میں داخل ہوتے حیدر نے اچھنبے سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

زویاء کیا ہو گیا کس سے باتیں کر رہی تھیں۔" حیدر کی """ آواز پر وہ اسے اُچھلی تھی۔ جیسے کوئی بہت بڑی چوری پکڑی گئی ہو۔

میں۔۔۔۔ نہیں تو۔۔ وہ تو میں فون۔۔ ہاں فون پر بات کر" رہی تھی۔" جھٹکے سے پلٹتی وہ گڑبڑاہٹ میں ہاتھ میں موجود موبائل دیکھ جھٹ بہانہ بنا گئی۔

خیر ! ہالہ کی کالز آ رہی ہیں۔ وہ تمہیں بلا رہی ہے۔ چلو آؤ" میں چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ سر جھٹکتا سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔ زویاء نے بھی پیشانی پر چمکتا پسینہ پونچھ کر سُکون بھری سانس فضا میں خارج کی تھی۔

آپ چلیں میں زرا اپنا ڈریس لے لوں۔" وہ تیزی سے" بول کر ڈریسنگ روم میں غائب ہو گئی تھی۔ جب کہ وہ سر ہلاتا روم سے باہر نکل گیا تھا۔

حیدر کی ہمراہی میں دُرانی مینشن میں داخل ہوتی زویاء سامنے سے اپنی جانب آتی ہالہ کو دیکھ دھیرے سے مسکراتی

اس کی جانب بڑھی۔۔جو عادل کے ساتھ کھڑی اِسی کے منتظر تھی۔

کہاں رہ گئیں تھیں تم۔۔کب سے انتظار کر رہی ہوں" میں۔"زویاءاور حیدر کے نزدیک آنے پر وہ زرا نارا ضگی سے گویا ہوئی تھی۔

یار بس آ ہی رہی تھی۔"زویاء مسکرائی۔"

خیر اب چلو میرے ساتھ۔"زویاء کی جانب رُخ کئے" کھڑی وہ حیدر کو سرے سے نظر آنداز کر چکی تھی۔

محترمہ زرا ادھر بھی نظر کرم فرما دیجئے۔۔راہوں میں ہم" بھی آپ کے منتظر کھڑے ہیں۔" عادل سے گفتگو کرتے حیدر نے بلآخر خود سے ہی مخاطب کر ڈالا تھا۔

فی الحال آپ یونہی منتظر کھڑے رہیں میں جا رہی" ہوں۔" یونہی رُخ پلٹ کر کھڑی ہالہ کندھے سے سرکتی شال درست کرتی زرا اترا کر بولی تھی۔

برائیڈ ٹوبی۔۔آپ تو ہم سے ابھی سے پردہ کر بیٹھی" ہیں۔ جبکہ شادی میں ایک دن ابھی باقی ہے۔" حیدر اُس کی پشت پر اُبھرے واضح الفاظ پڑھتا شرارتً چھیڑنے کی

غرض سے گویا ہوا تھا۔ عادل انہیں مصروف دیکھ آندر چلا گیا تھا۔

"ظاہر ہے اب پرائے مردوں کے سامنے تو نہیں آؤنگی نہ۔۔ ورنہ دلہن والا روپ کیسے چڑھے گا۔" وہ ناک چڑھا کر بولی تھی۔

"اچھا! تو مطلب دو دن میں ہم آپ کے لئے غیر ہو گئے؟" وہ لہجے میں حیرانگی سمو کر بولا تھا۔

"ہاں جی بالکل! اور اب زرا زویاء دُرانی کو راستہ دیجئے۔ کیونکہ ہماری فرینڈز ہمارا انتظار کر رہی ہونگی۔" عجلت بھرے مگر زرا نخریلے آنداز میں وہ حیدر

دُرانی کی تشنہ نگاہوں کو دیدارِ کی طلب میں یونہی منتظر چھوڑ کر زرا سائیڈ سے نکل گئی تھی۔ جبکہ ہالہ کے آنداز پر حیدر کا ہونق بنا چہرہ دیکھ ساتھ کھینچتی چلی جاتی زویاء کا کھنکدار قہقہہ فضا میں بلند ہوا تھا۔۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" مسکرا کر خود کو ڈپٹا خود ساختہ سی سرگوشی کرتا وہ خالی ہاتھ، اور تشنہ نگاہوں سمیت یونہی واپس پلٹ گیا تھا۔

رُخصتی اور نکاح کے درمیان میں دو دن کا وقفہ
تھا۔ برائیڈل شاور کے بعد آج مایوں کی کمبائن تقریب بھی
خیر خیریت سے اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔ مگر ساتھ بیٹھے
شرجیل کو ہالہ کی بے وجہ ضد نے زچ کر کے رکھ دیا تھا۔
جس نے ساری رسمیں گھونگٹ میں ہی کارروائی
تھیں۔ ساری ینگ جنریشن اِس کی حالت سے خُوب لطف
اٹھا رہی تھی۔ جو شدید جلبلاہٹ کا شکار تھا۔

بلآخر تقریب ختم ہوتے ہی اسے گویا موقع مل گیا تھا۔ اور
حیدر کی مدد سے وہ سیدھا اس کے روم میں اگیا تھا۔ مگر ہالہ
صاحبہ وہاں سے بھی لاپتہ تھیں۔۔۔

جبھی ایک بار پھر وہ حیدر کا نمبر ڈائل کرنے لگا تھا۔۔

ہالہ !" حیدر کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تھی۔ جبکہ وہ ضبط"
سے پہلے ہی نگاہوں کا رخ پھیر کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

وہ تمھیں زویاء بُلا رہی ہے۔ شاید کچھ ہیلپ چاہیے تھی"
اُسے۔" ہالہ مہمانوں سے اکسکیوز کرتی اپنے روم کی جانب
بڑھی تھی۔ جبکہ وہ وہیں سے پلٹ گیا تھا۔

زویاء کہاں ہو یار!!!!!"روم پورا اندھیرے میں ڈوبا ہوا" تھا۔ جبھی وہ ایک طائرانہ نگاہ ڈالتی پلٹنے لگی تھی۔ مگر دروازہ بند کر کے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا شرجیل تیزی سے آگے بڑھا۔

ایک منٹ مسز کہاں بھاگی جا رہی ہیں؟؟"ہالہ کو کلائی سے" تھامتا وہ اپنے مدِ مقابل لے آیا تھا۔جو لہنگا سنبھالتی تیزی سے فرار ہونا چاہ رہی تھی۔۔ذرا حیرت زدہ سی ٹھہر گئی تھی۔۔

شرجیل آپ۔۔۔۔اور آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے" ہیں۔۔"مایوں کے پیلے جوڑے میں ملبوس وہ حسین لگ رہی تھی۔ابٹن اور گیندے کے پھولوں کی خوشبو سے مہکتا

وجود۔ جبکہ شرجیل کی شوخ نگاہوں میں پنپتے جذبات اسے مسلسل نظر چُرانے پر مجبور کر رہے تھے۔۔

میں۔۔۔"شرجیل ذرا شرآرت سے کان کے پاس جُھکتا" سرگوشیانہ بولا تھا۔

جی آپ۔۔۔"ہالہ نے تیزی سے ڈھرکتے دل کی ڈھول" کی مانند بجتی دھڑکنوں پر قابو کر تیوری چڑھا کر استفسار کیا تھا۔۔

آج کے دن بندہ بشر اپنی حالیہ اور مستقبل کی باس کے" دیدار کا شرف حاصل کرنے کے علاوہ اور کونسی سی تمنا کر

سکتا ہے۔" وہ دلربا انداز میں بولتا ذرا نزدیک ہوا۔ فریال فوری دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"شرجیل پلیز! میں مایوں کی دلہن ہوں۔ آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے۔" کندھے پر موجود دوپٹے کا پلو تیزی سے چہرہ سے اگے ڈالتی منہ ڈھانپ چکی تھی۔۔

"اب پردہ داری کا کیا فائدہ ہے۔ ہم تو آپ کے حسن سے مکمل سیراب ہو چکے ہیں۔" اُس کا رُخسار اپنی خوشبو سے مہکاتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

شرجیل پلیز! ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔"نرمی سے دیوار سے"
پن کرتا وہ اِس کی لجائی شرمائی سی آواز پر بے ساختہ اُمڈ انے
والی مسکراہٹ لبوں میں دبا گیا۔

یہ کیا بات ہوئی مائے لو۔۔ویسے تو آپ ہر وقت بلیک"
کیٹ بن کر کاٹ کھانے کو دوڑتی ہیں۔۔۔ہر وقت شیرنی
بنی رہتی ہیں یہ آج بھیگی بلی کیوں بن گئی ہیں۔۔"شرجیل
نے ایک آنکھ کا کونا دبا کر شرارت سے چھیڑا تھا۔جو شرمائی
شرمائی سی سیدھا اِس کے دل میں اتر رہی تھی۔۔

کیونکہ آج آپ سستے عمران ہاشمی کا جو کردار ادا کر رہے"
ہیں۔۔"ہالہ تڑاخ کر بولتی اسے پیچھے کی جانب دھکیلتی
تیزی سے بھاگی تھی۔

ہاہاہا!!!!ارے میری بلیک کیٹ سنیں تو۔۔۔۔۔۔"وہ"
مزید قیاس کرنا چاہتا تھا مگر وہ محترمہ نارنجی اور سبز امتزاج کا
بھاری بھر کم شرارہ سنبھالتی بھاگ چکی تھیں۔۔۔

جبکہ وہ مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا دلفریب مسکراہٹ
لبوں میں چھپاتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔

.....

لندن شہر میں ایک اور بھیگی سی شام اُتر آئی تھی۔ آہستہ آہستہ اس ماہ کی سرد ترین رات ہر جانب اپنے پر پھیلا چکی تھی۔ اسے میں حیدر اپنے یونی فیلوز کے ضد کرنے پر بار میں آگیا تھا۔ ہر جانب تھرکتے نوجوان جوڑے اور کچھ نشے کی عادی بار ٹینڈر کے عین سامنے اسٹول پر بیٹھے پیک پر پیک چڑھانے میں مصروف تھے۔ حیدر نے ان تمام افراد پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈال کر سافٹ ڈرنک کا گلاس لبوں سے لگایا تھا۔ جبھی فلورا سمیت وہ چاروں پانچوں آفراد بھی وہاں آن پہنچے تھے۔

"ہئے حیدر! یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہو۔ آؤ ہمارے ساتھ
اس حسین رات کا لطف اٹھاؤ۔" اس کا مقامی کلاس فیلو گلے
میں پڑی چین کو انگلی پر گھماتا بار ٹینڈر سے ایک ہیوی ڈرنک
کی فرمائش کر چکا تھا۔

"نہیں یار! میں بس اب نکلوں گا۔ مجھے کچھ کام
ہے۔" حیدر نے جھٹ جان چھڑائی تھی۔

"حیدر پلیز! رُک جاؤ ناں۔" فلور از بردستی اس کے
کندھے پر جھکتی محبت سے بولی تھی۔

"فلور! پلیز دور رہ کر بات کیا کرو!" حیدر کو اس کا بے باک
انداز زایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

اوہ کم آن حیدر! ہر وقت کا گریز اچھا نہیں ہوتا!" فلورا"
مزید قریب ہوتی اس کے گال پر جھکنے لگی تھی۔ جبکہ باقی
تینوں لڑکے اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہے تھے۔

اسٹاپ اٹ فلورا!" حیدر غصہٰ سے گویا ہوا تھا۔ لہجا سخت"
مگر دھیما تھا۔

حیدر! اتنے نخرے کیوں دکھا رہے ہو۔ شی لوزیو۔ پھر"
مسلہ کیا ہے۔" اسٹیوز رانا گواری سے گویا ہوا تھا۔

میں مسلم ہوں یہ بات تم لوگ اچھے سے جانتے ہو۔ پھر"
بھی۔" حیدر نے فلورا کا ہاتھ جھٹک کر زرا سختی سے باور
کروایا تھا۔

اوہ کم آن! ہر وقت ریلیجن کو بیچ میں نہ لایا کرو۔ وہ دیکھو" فیضی وہ بھی تو تمہاری طرح مسلم ہے مگر اس کی گرل فرینڈ دیکھی ہے کتنی ہاٹ ہے۔" فلورا نے نشے میں دھت ڈانس فلور پر اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ڈانس کرتے فیضان کی جانب اشارہ کرتے ذرا نخوت سے کہا۔۔

رات بہت ہو گئی ہے۔ میرے خیال سے مجھے اب نکلنا" چاہیے۔" حیدر اب مزید اس فضول سی پارٹی کا حصہ نہیں بننا چاہتا تھا۔ جبھی اپنا کوٹ ٹھیک کرتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جلدی کس بات کی ہے چلے بھی جانا! پہلے زرا اس رات کو" رنگین تو بنانے دو۔" اسٹیوا اور ڈینیل نے حیدر کو قابوں کر

کے تیز شراب کا گلاس زبردستی اس کے منہ سے لگا دیا تھا۔اِس کی سخت مزاحمت کے باوجود وہ سارا کڑوا زہر اس کے حلق میں اُتر گیا تھا۔

حیدر گردن جھٹکتا بُری طرح سے کھانسنے لگا تھا۔۔ تیز میوزک میں گھومتے سر کو تھامتا وہ اِن کے قہقہے لگاتے گول گول گھومتے چہروں کو بار بار آنکھیں جھپک جھپک کر دیکھنے میں کوشاں تھا۔

"حیدر! کیا ہوا!" اپنا کام مکمل ہوتے ہی وہ تینوں اپنی اپنی گرل فرینڈز کی جانب بڑھ گئے تھے۔ جبکہ فلورا حیدر کو تھامتی صوفے پر آکر بیٹھ گئی تھی۔ جس کا سر بُری طرح سے

گھوم رہا تھا۔ پہلی بار اور وہ بھی شراب کی اِس قدر ہیوی ڈوز لینے پر وہ اپنے حواس میں ہی نہیں رہا تھا۔

"فلورا!" گھومتے سر کو تھامے اس نے فلورا کو پُکارا جو اُیسی پر جھکی آنکھیں کھوُلنے کو کہ رہی تھی۔۔۔

"یس ہنی! وہ فوراً متوجہ ہوئی۔۔۔۔

"پیچھے ہٹو!" حیدر اسے غصے سے جھڑکتا ہوا لڑکھڑاتے قدموں غصے سے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ فلورا جھٹ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔ جو دیوار اور پولز کا سہارا لئے بس چلتا ہی چلا جا رہا تھا۔۔

"حیدر پلیز اسٹاپ! تم اس کنڈیشن میں نہیں ہو کہ اکیلے گھر جاسکو۔ روکو میں تمہیں ڈراپ کر دیتی ہوں۔" جب وہ اپنی گاڑی کے پاس آیا تو وہ اسے روکنے کی ناکام سی کوشیش کرنے لگی تھی۔

"لیو مائے ہینڈ یو بلڈی۔۔۔۔۔" وہ سختی سے بولتا اس کا ہاتھ جھٹک گیا تھا۔ اتفاق تھا کہ اس وقت صنم جو ایک آنڈین کلاس فیلو تھی۔ وہ حیدر کو دیکھ مسکراتی ہوئی اس کی سمت بڑھی تھی۔ مگر حیدر درانی اس وقت نشے کے باعث اپنے حواس میں نہیں تھا۔ وہ اس بات سے بالکل انجان تھی۔

ہیلو حیدر! ہاؤ آر یو؟" وہ مسکراتی ہوئی پکار بیٹھی"
تھی۔ حیدر طیش میں ایک جھٹکے سے پلٹتا اس کا بازو پکڑ کر
اس کی پشت کو گاڑی سے لگا چکا تھا۔ صنم کی آنکھیں حیرت
کی زیادتی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔

مقابل کی سرخ انگارا ہوتی نظروں میں دیکھ اسے کھٹکا ہوا
تھا۔اور منہ سے آتا بھبھکا۔۔ صنم کو اس کی سخت گرفت
میں رونا آگیا تھا۔ جو اسے فلورا تصور کرتا اس کا چہرہ جکڑ چکا
تھا۔۔

کتنی بار کہوں اکیلا چھوڑ دو مجھے!" وہ نشے میں اس کا جبڑا"
سختی سے تھامے چہرے کے قریب جھکا طیش سے غُرایا تھا

۔جبکہ فلورا نے کچھ اس آنداز میں وڈیو بنائی تھی جیسے وہ زبردستی کر رہا ہو۔ صنم کی مزاحمت جاری تھی جبکہ اب وہ لڑکھڑاتا ہوا حواس کھوتا صنم کے شانے پر سر ٹیکاتا بے ہوش ہو چکا تھا۔

اس کے بعد اس کے ساتھ کیا کچھ ہوا حیدر نہیں جانتا تھا، صبح نشہ اترا اور جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ وہ فلیٹ پر کیسے پہنچا تھا اس بات سے وہ یکسر انجان تھا۔۔ کافی دیر تک وہ دماغ پر زور ڈالتا گزری رات کے بابت سوچنے کی کوشیش کرتا رہا تھا۔ مگر مائنڈ بالکل کورے کاغذ کی مانند خالی تھا۔۔ اور کچھ دیر بعد فلورا کا وہاں آنا اور اسے اس

کی غلطی کا احساس کروانا جس کے بابت سُن کر وہ سچ میں شرمندہ ہو گیا تھا۔ صنم سے وہ اپنے رویے کی معافی مانگ چکا تھا۔ وہ ایک بہت اچھی لڑکی تھی۔۔

فلورا کو وہاں دیکھ اسے آندازہ تھا کہ یہ ساری کارستانی ایسی کی تھی۔ مگر پھر کچھ عرصے بعد اسے فضول سی وڈیو کو مہرا بنا کر بلیک میل کرنا، شادی کی ضد بندھنا، فلورا کا پاکستان آنا۔ اسے سب سمجھ میں آرہا تھا۔ کہ اسے زبردستی ٹریپ کیا جارہا ہے۔ جس طرح فلورا نے اسے دھوکا دیا تھا بالکل ایسی طرح حیدر فلورا کو پاکستان بُلا کر دھوکا دے رہا تھا۔ مگر اس سارے کھیل میں وہ خود کے ساتھ اتنا غلط کر بیٹھے گا۔ اس

بات کا آندازہ اسے آج ہالہ انصاری کو شرجیل احمد کے قریب دیکھ کر ہو رہا تھا۔ لندن اسٹریٹ کی تاریک رات میں لاعلمی میں سرزد ہو جانے والی غلطی پر وہ اب عمر بھر جتنا پچھتاتا کم تھا۔ مگر اس نے بھی اب سوچ لیا تھا۔۔ جس طرح فلورا کی وجہ سے اس کی محبت اس سے جُدا ہو گئی تھی۔ جس طرح وہ اپنی محبت کے لئے تل تل تڑپ رہا تھا اب بالکل اسی طرح فلورا تڑپے گی۔ وہ اسے قبول ضرور کرے گا۔ مگر اپنی توجہ تو بھیک میں بھی نہ دے۔۔۔

یوول پے فاراٹ فلورا!" بالوں کو سختی سے ہاتھوں میں جکڑتا وہ ہالہ کی تصویر کو موبائل گیلری سے ڈلیٹ کرتا

آنکھیں موند گیا تھا۔ کل اُس کی رخصتی تھی۔۔اور پھر وہ اس سے بہت دور چلی جائے گی۔۔ جہاں سے واپسی ناممکن تھی۔۔۔

رات کافی ہو چکی تھی۔ آج سارا دن سونگ ریکارڈنگ کے باعث اس قدر مصروف رہا تھا کہ زویاء کو کال ہی نہیں کر سکا تھا۔ جینز شرٹ اور بلیک ہڈی میں ملبوس زاویار کچھ دیر قبل ہی سانگ ریکارڈ کروا تا اسٹوڈیو سے باہر نکلا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی موبائل اُٹھایا تو پہلا نمبر ہالہ کا جگمگ کر رہا

تھا۔ جس پر پانچ مسڈ کالز شو ہو رہی تھیں۔ ماتھے پر تحیر سمٹ آیا تھا۔ ذرا تفشیشی انداز میں فوراً ہی کال بیک کی گئی تھی۔

"السلا علیکم زاویار کیسے ہو؟" دوسری جانب وہ جو زویاء کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی فوراً ہی کال پک کر چکی تھی۔ زاویار کی گھمبیر آواز پر اس کی گزری رات کی حرکت یاد کر اس کا دل عجیب ہی لے میں دھڑک اُٹھا تھا۔۔۔

"سوری سوری! ایکچوئیلی شادی کے ہنگاموں میں اتنی مصروف ہوئی کہ تمہیں بھول ہی گئی۔ اور ویسے بھی اب میں نے اپنی دوست کا نمبر دے تو دیا ہے تمہیں۔۔ پھر مجھے

کیوں تنگ کر رہے تھے بھئی۔" ہالہ زویاء کے سپاٹ ہوتے تاثرات دیکھ کال اسپیکر پر ڈال چکی تھی۔ دوسری جانب سے ابھرتی اس کی شکوہ کناں آواز پر زویاء نے پہلو بدلہ تھا۔

"بس مجھے یہ کہنا تھا کل میری شادی ہے۔۔ باقی سارے ایونٹس تو تم مس کر گئے ہو۔۔ مگر کل ضرور آنا ہے تمہیں۔" زویاء نے ہالہ کے دیکھنے پر ایک ہلکی مسکراہٹ پاس کی تھی۔

"شکر ہے آپ نے ناچیز کو اس قابل تو سمجھا ورنہ ہمیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ہالہ انصاری کی ساری باتیں پانی کے بُلبلے کی مانند ہوتی ہیں۔۔ بھلا یہ کیسی دوستی ہوئی کہ شادی پر آپ

اپنے دوست کو ہی بھول جاؤ۔" دوسری جانب سے مان بھرا شکوہ کیا گیا تھا۔

"بھئی اب تو یاد کر لیا! اب اپنا موڈ خراب مت کرو۔ خیر تمہارا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے میں بتا دوں کہ کال اسپیکر پر ہے اور زویاء بھی میرے برابر میں ساتھ ہی بیٹھی ہے۔" ڈرائیونگ کرتے زاویار کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

"اپنی دوست سے میری طرف سے بس اتنی گزارش کر دیجئے گا کہ پلیز میرا نمبر ان بلاک کر دیں۔ ورنہ کیا

پھر۔۔" وہ شرارت سے بولتا جملہ ادھورا چوڑ گیا۔۔زویاء گڑبڑا کر رہ گئی تھی۔

پھر۔۔۔" ہالہ نے مزید بولنے کے لئے اُکسایا تھا۔"

ہالہ چلو یہ باتیں کرنا بند کرو۔رات بہت ہو گئی"

ہے۔۔میرے خیال سے اب ہمیں سو جانا چاہئے۔"زویاء نے جھٹ گڑبڑا کر بولتے رابطہ منقطع کیا تھا۔جبکہ دوسری جانب بلیو توتھ کان سے نکالتے زاویار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مالا ہمدانی آنکھوں میں چنگاریاں لئے ایک پیر جھلاتی مسلسل موبائل اسکرین پر چمکتے اسس خوبصرت جوڑے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔ شرجیل احمد کے انسٹا اکاؤنٹ پر پڑی نکاح میں تصویروں میں چمکتے چہرے کو دیکھتی وہ شدید غصہٰ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جبھی اس کا موبائل وائبریٹ کرنے لگا تھا۔ جہاں جبران کالنگ جگمگ کر رہا تھا۔ چہرے پر ناگوار تاثرات سجائے وہ بے دلی سے کال آٹینڈ کر چکی تھی۔

"کیسی ہیں مالا!" دوسری جانب سے بہت اخلاقیات کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔

میں ٹھیک ہوں جبران صاحب آپ بتایئے۔"ہموار لہجے"
میں خیریت دریافت کی گئی تھی۔

مالا اف یو ڈانٹ مائینڈ ہم اس ویک اینڈ پر نکاح رکھ"
لیں۔"دوسری جانب والا بندہ شادی کو بھی بزنس میٹنگ
کی طرح ڈیل کر رہا تھا۔۔کہ بس جلدی سے نکاح میں لے
کر قصہ ختم کرو۔

ضرور مجھے کیا اعتراض ہونا ہے۔"مالا ایک گہری سانس"
بھرتی ہامی بھر چکی تھی۔

اوکے پھر ویک اینڈ پر ملاقات ہوتی ہے۔"دوسری"
جانب سے رسمی سی گفتگو کر کال کھٹ سے بند کر دی گئی

تھی۔مالا نے بیزاری سے موبائل ایک طرف کو پھینک دیا تھا۔۔جبکہ آنکھیں ضبط کی شدت سے سُرخ پڑ گئی تھیں۔

ایک نیا اُجالا ہر سو پھیل چکا تھا۔حیدر تو بالکل پتھر کا بے حس ،اور ہر احساس سے عاری آج بلآخر اپنی محبّت کو ہمیشہ کے لئے الودع کہنے کو تیار تھا۔

ہالہ انصاری کی رخصتی کے لئے شہر کا سب سے بڑا بنکوئیٹ بُک کروا گیا تھا۔سفید جھومر کی دودھیاں روشنی میں ڈوبے

بنکوئیٹ میں ابھی صرف گھر کے افراد موجود تھے۔ بارات آنے میں ابھی کافی وقت تھا۔۔ جبکہ برائیڈل روم میں موجود دلہن کے کلوز آپ بن رہے تھے۔۔

سفید شیر وانی کالر کُرتا، پجامے کے ساتھ پرنس کوٹ پہنے وہ محفل میں اپنی چھا جانے والی پرسنالٹی کے باعث الگ ہی خوبرو اور دلکش نظر آرہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں بارات کی آمد کا شور مچ گیا تھا۔۔ ہاتھوں میں گلاب کی پتیوں کی پلیپٹس لئے آنٹرنس پر کھڑی لڑکیوں میں زویاء بھی شامل تھی۔

جبھی لائٹ گولڈن شیر وانی اور پاؤں میں کُھسا پہنے شہانہ سی چال چلتا وہ مسز فراز اور احمد صاحب کی ہمراہی میں بینکوئٹ میں داخل ہوا تھا۔ ہر طرف سے پھولوں کی برسات کر دی گئی تھی۔ جبکہ وہ چہرے پر ایک مغرور مسکراہٹ سجائے چند قدم عبور کرتا اسٹیج پر جا بیٹھا تھا۔ زویا اپنا کافی رنگ لہنگا سنبھالتی تقریباً ڈوڑنے کے آنداز میں برائیڈل روم کی جانب بھاگی تھی۔ جبھی کسی پتھر جیسی جسامت والے شخص سے زوردار تصادم ہوا تھا۔ مقابل نے بروقت کمر میں ہاتھ ڈال کر سنبھال لیا تھا ورنہ وہ اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ جبکہ زویا کا دماغ سن ہو کر رہ گیا تھا۔

کبوتر کی طرح آنکھیں میچے کھڑی وہ گندمی رنگت والے چہرے پر خوفزدہ تاثرات سجائے اسیے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔ چہرے پر بکھری شریر لٹوں نے آدھا چہرہ ڈھانپ سا دیا تھا۔ جبھی وہ شرارت سے جھکا تھا۔

مس زویاء آپ میرے حصار میں بالکل محفوظ ہیں۔اب" آپ آنکھیں کھول سکتی ہیں۔" کان کے قریب جھکے زاویار کی شرارت بھری سرگوشی پر اُس کی آنکھیں پٹ سے وا ہوئیں تھیں۔

تم!" زویاء سٹپٹا کر دور ہوئی۔"

کیوں میں یہاں نہیں آسکتا؟ میری موجودگی اس قدر"
حیران کُن کس لئے۔" لبوں میں مسکراہٹ دباتا وہ فاصلے پر
کھڑا شرارتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

میرا وہ مطلب نہیں ہے! مگر میرے پیچھے پیچھے کیوں"
گھوم رہے ہو۔" وہ خفت زدہ سی جھینپ مٹانے کی غرض
سے بولی تھی۔

اوہ! میں آپ کے پیچھے پیچھے گھُوم رہا"
ہوں؟ انٹرسٹنگ!" زاویار نے مسکراہٹ لبوں میں دبائی
تھی۔

جی اور فضول میں مجھے تنگ بھی کر رہے ہیں۔" زویاء نے "
ناک سکیڑ کر کہا۔

محترمہ میں یہاں اپنی دوست کی شادی میں شرکت "
کرنے کے لئے خاص طور پر تشریف لایا ہوں۔ آپ بلاوجہ
خوش فہمی میں مبتلہ ہو رہی ہیں۔" زاویار اسے جھینپتا دیکھ
مزید شرارت پر اُتر آیا تھا۔

ہنہ! فضول انسان۔۔ ہٹو راستے سے۔" زویاء جھٹکے سے "
اسے پیچھے دھکیلتی آگے بڑھنے لگی تھی۔ جبھی ہالہ کی کزن
زاویار کے نزدیک آکر ٹھہری۔ نسوانی آواز کی پرجوشی پر
ناچاہتے ہوئے بھی قدم ٹھٹھک کر روکے تھے۔

آپ فینس سنگر زاویار فاروقی ہیں ناں۔" وہ اشتیاق"
بھرے لہجے میں خوشی سے استفساریہ آنداز میں گویا ہوئی
تھی۔

جی!" زاویار نے ہولے سے سر کو خم دیا تھا۔ زویاء"
نے اس کی مسکراہٹ دیکھ دانت کچکچائے۔

افف! سر میں آپ کی بہت بڑی والی فین ہوں۔۔ کتنی"
پیاری آواز ہے آپ کی۔۔ افف!" وہ لڑکی خوشی سے سرخ
پڑتی زیادہ ہی جذباتی ہو رہی تھی۔

تھینکیو!" زویاء کے تاثرات میں واضح اُتار چڑھاؤ دیکھ اس"
نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

کیا میں آپ کے ساتھ ایک سلیفی لے سکتی ہوں؟" وہ "
بہت ہی منتی لہجے میں بولی تو وہ انکار نہ کر سکا تھا۔ جبکہ
عضلے سے سُلگتی زویاء اسے ایک تیز نگاہ سے نوازتی واک
آوٹ کر گئی تھی۔ پیچھے کھڑا زاویار اُس کے خفا خفا سے
تاثرات دیکھ قہقہہ لگا اُٹھا تھا۔

ہالہ۔۔۔" وہ تیزی سے برائیڈل روم میں داخل ہوئی "
تھی۔ جہاں وہ بلڈ ریڈ شرارے میں بھاری بھر کم سا دوپٹہ
سر پر ڈالے خود میں دنیا جہاں کا حسن سموئے بیٹھی چونک کر

اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ چوڑیوں کی کھنک کے باعث ایک خوبصورت ارتعاش سا برپا ہوا تھا۔

"بارات آگئی!" نزدیک آتی وہ شرارت سے مسکرائی تو ہالہ نے میک اپ خراب نہ ہو جانے کی غرض سے محض گھورنے پر اتفاق کیا تھا۔ جبھی مسز انصاری برائیڈل روم میں داخل ہوئی تھیں۔

"ہالہ چلو بیٹا شاباش اٹھ جاؤ! تمہیں اسٹیج پر لے کر جانا ہے۔" وہ زرا عجلت بھرے لہجے میں بولتی اس کے نزدیک آئی تھیں۔ جو گھبراہٹ میں تیزی سے اٹھی تھی۔

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔" اس کی دودھیاں "
رنگت میں تراشا دلہن کا سنگھار خوب نکھار لایا تھا۔ وہ گلوگیر
لہجے میں گویا ہوئیں تو وہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔۔

چلیں آنٹی!" زویاء نے ماحول میں چھائی اُداسی کو زائل "
کرنے کی خاطر توجہ بٹائی تھی۔ تو وہ آنکھیں پونچھتی سر ہلا کر
باہر نکل گئیں تھیں۔

سہج سہج کر قدم اُٹھاتی ہالہ کو اسٹیج کے نزدیک آتا دیکھ
شرجیل فراز احمد نشست چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ہالہ نے
زرا کی زرا نظر اُٹھا کر اسٹیج کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں نظر
شرجیل سے پہلے حیدر دُرانی سے جا ٹکرائی تھی۔ جو نگاہوں

کے ملتے ہی مسکرا کر رُخ پلٹ گیا تھا۔ جبکہ وہ ہولے سے مسکا دی۔

کیمرہ مین ساتھ ساتھ ہی چل رہا تھا۔ شرجیل نے جب" اپنے مضبوط ہاتھ میں اس کا مرمریں ہاتھ تھام کر اسٹیج پر اُپر چڑھایا تو معنی خیز سا شور بلند ہوا تھا۔ دونوں ہی مسکرا کر ایک ساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔ جبکہ اب سب پکس نکلوانے کی خاطر اس کے گرد گھیرا ڈال چکے تھے۔ جواب صوفوں پر نشست سنبھال چکے تھے۔

ہالہ انصاری آپ کی زبان سے زیادہ خطرناک تو آپ کا" حسن ہے۔ اصل فائیٹر تو آپ آج لگ رہی ہیں۔" شرجیل

کی آواز پر وہ نا سمجھی سے گردن اٹھ کر سوالیہ آنداز میں دیکھنے لگی تھی۔

"مطلب! آج تو آپ فل مجھ پر بجلیاں گرانے کے موڈ میں ہیں۔" شرارت سے بھرپور انداز پر ہالہ کے ساتھ ساتھ قریب بیٹھتی زویاء بھی دھیما سا مسکرادی تھی۔ جبھی زاویار اسٹیج پر آیا تھا۔

"السلام علیکم ہالہ۔۔ کیسی ہو!" وائٹ کلف دار شلوار سوٹ میں ملبوس وہ معمول سے ہٹ کر زرا مختلف مگر دلکش لگارہا تھا۔اس کی خوبرو شخصیت کا جادو تھا کہ فنکش میں موجود

ساری لڑکیاں مسلسل اس کے اِرد گرد ہی منڈلا رہی تھیں۔ زویا کی نظروں کی تپش وہ بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ شرجیل ان سے ملیں یہ زاویار ہیں میرے اور زویاء کے سینئر!" ہالہ نے مسکرا کر تعارف کروایا تھا جس پر وہ شرجیل سے ہاتھ ملاتا رسمی گفتگو کرتا سائیڈ پر ہو گیا تھا۔

محفل اپنے عروج پر تھی۔ جبکہ کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور بُلند ہوا تھا۔ ہالہ، انصاری اور دُرانی ہاؤس کے مکینوں کو افسردہ کرتی ڈھیروں دعاؤں اور قرآن پاک کے سائے تلے رخصت ہو گئی تھی۔ گاڑی میں بیٹھانے تک عادل کے

ساتھ ساتھ چلتا حیدر ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔ مسلسل آنسو بہاتی ہالہ گاڑی میں شرجیل کے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھتی ایک نئے سفر کی جانب نکل چکی تھی۔ جہاں بہت سی آزمائشیں اس کی منتظر تھی۔۔۔

احمد ولا میں اس کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ انٹرس سے لے کر ہال تک گلاب کی پتیوں سے بنی روش پر آہستگی سے قدم اٹھاتی وہ شرجیل کے ساتھ ہی احمد ولا کی دہلیز پھلانگ چکی تھی۔ ثانیہ بیگم نے اکلوتے لاڈلے بیٹے کی شادی کے

سارے ارمان نکال لئے تھے۔رات دیر تک رسمیں جاری رہی تھیں۔۔

جب ہالہ کی تھکن کا احساس ہوا تو وہ سب جلدی جلدی رسمیں ختم کر دلہن کو دلہن کے کمرے میں پہنچا کر اپنے اپنے روم کی جانب بھاگ نکلے تھے۔

ہالہ ایک انگڑائی بھر کر جمائی روکتی کسملندی سے آنکھیں مسلتی بیدار ہوئی تھی۔دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔وہ صبح صبح اس قدر تیزی سے دروازہ بجانے پر ہڑبڑا کر دروازہ کھولنے

کی غرض سے بھاگی جہاں سامنے ہی ایک ملازمہ کھڑی تھی۔اسے دیکھ وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔

"گڈ مارننگ بیگم صاحبہ! بڑی بیگم صاحب کا حکم ہے آپ جلدی سے تیار ہو کر نیچے آجائیں۔ناشتے کی ٹیبل پر سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ ثانیہ بیگم کا حکم سناتی پلٹنے لگی تھی۔جبھی ہالہ کی آواز پر ٹھہری۔

"تمہارے شرجیل صاحب کہاں ہیں؟" اسے تفشیش ہوئی تھی۔

سر تو اپنی ریگولر واک سے واپس آ چکے ہیں۔اب آپ کا" ناشتہ پر انتظار ہو رہا ہے۔" وہ دھیرے سے آگاہ کرتی نیچے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جبکہ ہالہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

چلو ہالہ بیٹا! بہت نیندیں پوری کر لیں دیر تک۔اب نیند" بھی دوسروں کی مرضی کی لینی پڑے گی۔" خود ساختہ سی سرگوشی کرتی وہ سر جھٹک کر جلدی سے ڈریسنگ روم کی جانب بھاگی تھی۔

السلام علیکم آنٹی! گڈ مارننگ!!" پستہ رنگ شیفون کا" ہلکے کام والا سوٹ زیب تن کئے وہ مسکراتی ہوئی میز پر آئی

تھی۔اخبار پڑھتے احمد صاحب اسے دیکھ مسکرا اٹھے تھے۔جبکہ موبائل پر کال پر مصروف شرجیل رابطہ منقطع کرتا بھرپور مسکراہٹ سے اسے مارننگ وش کر چکا تھا۔

"گڑمارننگ بیٹا! کیسی ہو۔"ثانیہ بیگم نے جھٹ سے اُٹھ کر اس کی بلائیں لی تھیں۔جو نکھری نکھری سی حسین لگ رہی تھی۔وہ مُسکراتی ہوہی شرجیل کے ساتھ والی کُرسی سنبھال گئی تھی۔

"چلیں بھئی ہماری بہو آگئی ہے تو ناشتہ شروع کریں۔"احمد صاحب کے اشارے پر ثانیہ ہالہ کو ناشتہ سرو کرتی اب باتوں

میں مصروف ہو گئی تھیں۔اس لمحے ہالہ کو شدت سے اپنے گھر کی یاد آئی تھی۔

"ہالہ بیٹا! شام تک آپ کے گھر والے رسم کے مطابق ناشتہ لے کر آئیں گے۔تو آپ تیار رہیئے گا پھر آپ نے اُس کے ساتھ جانا بھی ہے۔" ثانیہ کی بات پر وہ سر ہلا گئی جبکہ شرجیل کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"جانا ہے مگر کہاں؟" ثانیہ کے ساتھ ساتھ ہالہ بھی اس کے سرد لہجے پر چونک اُٹھی تھی۔

"بیٹا یہ رسم ہوتی ہے۔ہالہ اپنے گھر جائے گی اور رات کو آپ جا کر واپس لے آنا۔" ثانیہ نے رسانیت سے کہا۔۔

یہ کیا فضول رسم ہے۔۔اور آج کل کے دور میں ان ”
رسموں رواج کو کون فالو کرتا ہے۔۔کوئی ضرورت نہیں
ہے جانے کی۔ویسے بھی کل ولیمہ ہے۔تو فضول میں تھکن
ہو جائے گی۔“ وہ زرانا گواری سے بولا تھا۔میز پر موجود
تینوں نفوس ہی خاموش رہ گئے تھے۔

شرجیل بیٹا! ہالہ کے گھر جانے میں آخر کیا قباحت ”
ہے؟رسم تو مل بیٹھنے کا ایک بہانہ ہے۔اچھا ہے ہالہ اپنی فیملی
سے بھی مل لے گی۔“فراز صاحب نے اپنے ضدی بیٹے کو
سمجھانا چاہا تھا۔

بابا کل ہی تو ملی ہے یہ۔۔اور ابھی سب آئینگے تو ملاقات" ہو جائے گی۔ بھلا جانے کی کیا ضرورت ہے۔"شرجیل ہالہ کے جھکے سر پر ایک نظر ڈال کر اب ذرا نرمی سے بولا تھا۔

"ضرورت ہے۔دیکھو زرا بچی کتنا یاد کر رہی ہے اپنے گھر والوں کو۔ تمہارے منع کرنے پر کیسا منہ اُتر گیا ہے۔"ثانیہ کی نشاندہی پر ہالہ نے گڑبڑا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں آنٹی ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔اور شرجیل بالکل ٹھیک کہ رہے ہیں۔ کل ولیمہ بھی ہے تو بلاوجہ ڈبل تھکن ہو جائے گی۔"ہالہ نے مسکرا کر معاملے کو سنبھالنا چاہا

تھا۔ کیونکہ شرجیل کے لہجے سے عیاں ناگواری کو وہ پل میں بھانپ گئی تھی۔

چلو بچے آپ راضی ہو تو بھلا ہمیں کیا اعتراض ہونا" ہے۔ میرا ناشتہ تو ہو گیا۔ میں زرا ایک ٹہل لگا کر آتا ہوں۔۔ آپ لوگ ناشتہ جاری رکھیں۔" فراز صاحب ہالہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر باہر چل دئے تھے۔ وہ تینوں نفوس ہلکی پھلکی گفتگو میں ناشتہ ختم کر چکے تھے۔ جبکہ ہالہ اداس ہو گئی تھی۔۔

مکمل و طویل دن ڈھل کر احمد ولا کے لان میں شام کی سرخی اُتر آئی تھی۔ آسمان پر پھیلی شفق نے نظارہ مزید دلکش کر دیا تھا۔ اسے میں لان میں موجود انصاری ہاؤس سے آئے ہالہ کے کزنز اور دوستیں وغیرہ حیدر اور عادل کی ہمراہی میں بیٹھی خوش گپوں میں مصروف تھیں۔ کچھ لمحے قبل ہی احمد صاحب اور مسز احمد نے ان لوگوں کا جوائن کیا تھا۔۔ جبکہ مسٹر اینڈ مسز شرجیل کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں تھا۔

"انکل یہ نو بیاہتا جوڑا کہاں چھپ کر بیٹھا ہے۔۔ ہم کتنی دیر سے آئے ہوئے ہیں۔۔ ہم سے ملنے ہی نہیں آ رہے

۔"جب انتظار طویل ہوا تو زویاء کی زبان پر بھی کھجلی ہونے لگی تھی۔

ارے بیٹا! دار صل ہالہ بیٹے کو تیار ہونے میں وقت لگ رہا" ہے۔" وہ مسکرا کر گویا ہوئیں تھیں۔

آوہ اچھا! چلیں جب تک ہم لوگ۔۔ سموسے ہی کھا" لیتے ہیں۔"" کچھ چیئر ز پر تو کچھ زرا فاصلے پر گھاس پر ہی بیٹھ گئے تھے۔ لڑکیاں باتوں میں مصروف تھیں۔ جبکہ حیدر اور عادل احمد صاحب سے گفتگو میں مصروف تھے۔

شرجیل ٹیرس پر موجود کافی دیر سے لیپ ٹاپ سنبھالے آن لائن میٹنگ میں مصروف تھا۔ شادی کے جھمیلوں میں وہ بزنس کو صحیح سے وقت نہیں دے سک رہا تھا۔ مہمانوں کی آمد کی اطلع کچھ دیر قبل ہالہ اسے دے چکی تھی۔ یقیناً اب وہ بھی تیار ہو چکی ہو گی۔۔ جبھی وہ دروازہ دھکیلتا روم میں آیا تھا۔

باس تیار ہو گئیں۔۔" وہ سنگھار آئینے کے عین سامنے "کھڑی ہالہ کو حصار میں لیتا اپنی توڑی اُس کے کندھے پر ٹیکا کر نظروں کے اشارہ سے سوالیہ بولا۔ جو روئل بلیو رنگ

جوڑے میں لائٹ سا میک اپ کئے دھیرے سے مسکرائی تھی۔

جی بس بال سیٹ کر رہی تھی۔۔۔"شرجیل کا عکس آئینے" میں دیکھتی وہ مسکرا کر نظریں جھکا گئی تھی۔۔

تو اس میں اتنا شرمانے والی کونسی بات ہے۔۔"شرجیل کو" یکدم ہی شرآرت سی سوجھی تھی۔وہ جو اس کی شرارتی نظروں سے ارتکاز پر نظر گھما کر رہ گئی تھی۔جھٹ پلٹ کر گھوری سے نوازتی دور ہوئی۔

افف شرجیل احمد!آپ ہر وقت اس خوش فہمی میں ""کیوں مبتلا رہتے ہیں کہ میں آپ جناب سے مشرقی بیوقوف

لڑکیوں کی طرح شرماؤنگی۔۔۔"ہالہ استہزائیہ لہجے میں بولتی پل میں اس کی خوش فہمی کو ہوا کر گئی تھی۔اس کے لہجے کی مضبوطی پر شرجیل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

آہہالہ انصاری لڑنے جھگڑنے کے علاوہ شرما بھی سکتی" ہیں۔یہ منظر دیکھتے کی تو میری شاید حسرت ہی رہ جائے۔۔"شرجیل ایک آہ بھر تا زرا تاسفی لہجے میں بولا تھا۔

اوہ مائے گاڈ نیس شرجیل احمد! کتنی فضول خواہشات پال" رکھی ہیں آپ نے۔" پاؤن میں سینڈل ڈالتی وہ شرارت

سے بولی تھی۔ جو ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا بال سیٹ کر رہا تھا۔

"ہمم! چلیں کوئی بات نہیں۔ ابھی تو ابتدا ہے۔ باقی آپ اپنے قول و فعل کی کس قدر پکی ہیں یہ تو وقت بتائے گا۔" شرجیل آنکھ بلنک کرتا شرارت سے بولا تو وہ مسکرا کر رہ گئی۔

"اس دنیا میں سب کچھ ممکنات میں سے ہے شرجیل احمد مگر ہیں ہالہ انصاری آپ کو دیکھ کر کیسی پُرانے زمانے کی ہیروئین کی طرح شرماؤں یہ بات ناممکنات اور آپ کی فضول خواہشات میں سے ادھوری سی حسرت ہے۔ جو کبھی

پائے تکمیل تک نہیں پہنچ سکے گی۔" ہالہ کے شرارتی لہجے میں قیاس کرنے پر شرجیل تیزی سے پلٹ کر اس کی جانب قدم اٹھانے لگا تھا۔ جو اس کا آرادہ بھانپتی قہقہہ لگا کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔

"السلام علیکم! نوشے میاں آپ تو شادی کے ایک دن میں ہی کمرہ نشین ہو گئے ہیں۔۔ ہم اور آپ کے سسرال والے کتنی دیر سے موصوف کا انتظار فرما رہے ہیں۔۔ وقت کی قیمت کا کچھ احساس ہے آپ کو۔" شرجیل کی ہمراہی میں

آتی ہالہ کو دیکھ پہلا طنز کا تیز احمد صاحب کی جانب سے آزاد ہوا تھا۔ حیدر اور عادل نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"ڈیڈ میں میٹنگ میں تھا۔" شرجیل نے اپنے باپ کو خشمگین نظروں سے دیکھ صفائیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بیٹا! اب تو تم ہر وقت میٹنگز میں ہی مصروف رہو گے۔" زویاء سے گلے ملتی ہالہ شرجیل کا اُترا چہرہ دیکھ مسکراہٹ دبا گئی۔

"یار تم لوگ ناشتے لے کر بہت زیادہ جلدی نہیں آ گئے ہو؟" چیئر پر سکون سے بیٹھتا شرجیل اب حیدر کی جانب رخ کئے گھور کر بولا۔

بھئی اب آپ نے ہماری ہالہ کو ساتھ لے جانے سے تو"
انکار کر دیا تھا۔ تو اب ہم غم کے مارے اتنی جلدی آ کر کیا
کرتے۔ سوچا دیر سے جائیں گے ناشتہ آپ کو کار روائیں گے
اور آنٹی کے ہاتھ کا رات کا کھانا ہم کھا کر آئیں گے۔" بیچ
میں زویاء کے ٹھوکا دینے پر شرجیل نے آنکھیں گھمائیں
تھیں۔

"اچھا ہوا کہ تم لوگ آ گئے۔ میں بہت یاد کر رہی
تھی۔" ہالہ نے مسکرا کر زویاء کی جانب دیکھ کر افسردہ سے
لہجے میں کہا۔

اور میں نے بھی تمھیں بہت مس کیا فری۔" یہ پہلی بار "
تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے اتنی دور تھیں۔

ہاں آپ تو جڑواں ہیں۔ یاد ان کو آ رہی ہو اور روح آپ کی "
نہ تڑپے بھلا اسے کیسے ہو سکتا ہے۔" شرجیل نے بھی موقع
دیکھ بھرپور جوابی کارروائی میں طنز کا تیر اُچھالا تھا۔

ظاہر سی بات ہے۔۔ فری میری جان ہے۔۔ اور میں اس "
کی زویا درانی۔۔ اس محبت کو آپ کیا جانے ظالم
سماج۔" زویاء زرا گھور کر بولی تھی۔ جبھی ایک ملازم ٹائیگر
کی چین تھامے قریب آیا تھا۔ ہالہ اور زویاء کے ساتھ ساتھ

باقی تینوں لڑکیاں بھی اپنی نشست سے اُچھل کر کھڑی ہوئی تھیں۔

زویاء پلیز بیٹھ جائیں۔۔یہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔" ہالہ سمیت دونوں تینوں لڑکیوں کو خوفزدہ ہوتا دیکھ وہ ہاتھ کے اشارے سے ٹائیگر کو وہاں سے لیجانے کا حکم صادر کر چکا تھا۔

شرجیل احمد یہ۔۔آپ کا ٹائیگر یہاں نہیں رہے گا۔یا تو" میں رہونگی۔۔یا پھر یہ آدم خور۔" ہالہ خوف سے کُرسی شرجیل کے نزدیک کر کے بیٹھتی حکیمیہ آنداز میں بولی تھی

فراز صاحب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

ہاہاہا! یہ اچھا ہے۔بیوی کے آتے ہی حکم"
شروع۔"شرجیل نے آنکھیں گھمائی تھیں۔حیدر اور
عادل نے ان دونوں کو نوک جھوک کرتا دیکھ مسکراہٹ
دبائی تھی۔

حیدر میرے یار تم ہنس کیا رہے ہو۔۔ہالہ کو سمجھاؤ یہ"
میرے بیچارے معصوم سے ٹائیگر کو گھر سے باہر کروانا چاہ
رہی ہے۔ عجیب دھونس ہے بھئی۔"شرجیل اسے فل موڈ
میں بحث کرتا دیکھ بیچارگی سے گویا ہوا تھا۔جبکہ فراز صاحب
اور ثانیہ بیگم بچوں کو باتوں میں مصروف دیکھ خود آندر کی
جانب بڑھ گئے تھے۔

"شرجیل صاحب! ہم نے اپنی لڑکی اب آپ کے حوالے کر دی۔ اب آپ کے نجی معاملات کے بابت آپ جانیں اور آپ کی بیگم صاحبہ۔ ہم تو ہر زمہ داری سے بری ہیں۔" حیدر نے جھٹ غیر جانبداری سے کام لیتے اپنا دامن بچایا جبکہ وہ مسلسل ایک ہی رٹ لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

"یار عادل تم ہی سمجھاؤ اپنی لڑکا بہن کو۔۔ شادی کے دوسرے دن ہی مجھ معصوم سے شوہر پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہی ہے یہ۔" حیدر کو گھورتا اب وہ عادل کی جانب پلٹا تھا۔

"بہنوئی صاحب ہم نے ہالہ شرجیل احمد کو آپ کو حوالے کر دیا۔ اب آپ جانیں اور آپ کے کام۔ اب ہالہ آپ کو

گھر میں رکھے یا پھر آپ کے لاڈلے ٹائیگر کو۔ ہم آپ کے نجی معاملات میں دخل آندازی کرتے اچھے تو نہیں لگے گے ناں۔" شرجیل کی آس بھری نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ عدیل نے فوراً سے بیشتر ہاتھ جھاڑ کر اپنا دامن بچایا تھا۔

"تو بس طے ہوا میرا ٹائیگر یہیں رہے گا۔" شرجیل اسے چڑانے کی خاطر گویا ہوا تھا۔

"ہرگز نہیں۔۔ زویاء تم میرا ساتھ دو اور بتاؤ شرجیل احمد کو مجھے اس آدم خور سے کتنا ڈر لگتا ہے۔" غصّے سے سیخ پا ہوتی ہالہ نے اپنے ساتھ ساتھ زویاء کو بھی گھسیٹا تھا۔ جبکہ وہ مسلسل اس کی بات کی نفی کرتا اسے طیش دلا رہا تھا۔ اور

یونہی ہلکی پھلکی سی نوک جھوک میں ایک خوبصورت سی شام اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔

ا

25

گڈ مارننگ!" آسمانی رنگ سمپل سے سوٹ میں ملبوس "
ہالہ کی پُرجوش سی آواز سُن کر شرجیل مُسکراتا ہوا بیدار ہوا
تھا۔ جو چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے حسین صبح کو اپنے دیدار
سے مزید خوبصورت بنا چکی تھی۔۔

گڈ مارننگ مسز! آج آپ جلدی آٹھ گئیں۔" شرجیل "
نے اس کے ہاتھ سے کپ تھامتے چائے کا ایک سپ لیا
تھا۔ تو وہ دھیرے سے مسکرائی۔

میں جلدی نہیں اُٹھی۔ آج آپ کی مارننگ لیٹ ہو رہی "
ہے۔" ہالہ نے معصومیت سے آنکھیں جھپک کر گھڑی کی

جانب اشارہ کیا تھا۔ جہاں سوئی بارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔

"اوہ مائے گاڈ! میں اتنا دِیر کیسے سو سکتا ہوں۔" وہ منہ اندھیرے بیدار ہونے والا شخص حیرت زدہ ہی رہ گیا تھا۔

"اب اپنی لاپرواہی دیکھ لیں آپ۔" ہالہ شرارت سے مسکراتی سنگھار آئینے ک سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

"افف! یقیناً اِس سنگین کرروائی میں بھی آپ کی شوخ طبیعت کی کوئی کارستانی پوشیدہ ہو گی۔" وہ زرا مصنوعی گھوری سے نواز کر گویا ہوا تو وہ قہقہہ لگا کر پلٹی تھی۔

مجھے الزام دینے سے گریز کیجئے شرجیل احمد! بھلا سالوں" پرانی پختہ عادت ہے۔ بھلا اتنی جلدی کیسے تبدیل ہو سکتی ہے۔" وہ شرارت سے چھیڑتی اپنا دوپٹہ سیٹ کرنے لگی تھی۔

اکسکیوزمی ہالہ شرجیل احمد! آئی ایم آمار ننگ پرسن!" وہ" گھور کر بولا۔

اوہ مار ننگ پرسن آہاں وہ تو نظر آرہا ہے۔۔دی گریٹ" ملک کے مشہور بزنس مین شرجیل احمد دن چڑھے بارہ بجے تک بے خبری کی نیند کے مزے لوٹ کر اب خود کو مار ننگ

پرسن بول رہے ہیں۔۔واٹ کا جوک۔" وہ زرا تقریری
آنداز میں مگر بھرپور شوخی سے گویا ہوئی تھی۔

محترمہ آپ کی خبر تو میں بعد میں آکر لیتا ہوں۔۔فی الحال"
تو مجھے ولیمے کے انتظامات دیکھنے ہیں۔۔" وہ تیزی سے اُٹھ
کر ڈریسنگ روم کی جانب بھاگا تھا۔

کونسے انتظامات؟" ہالہ نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔"

یار تمہیں مجھے کم از کم اُٹھا تو دینا چاہیئے تھا۔وقت دیکھ رہی"
ہو۔" وہ شرٹ سے ہینگر نکالتا زرا نار از ض ہوا تھا۔

اتنی پریشانی کی کیا بات ہے۔۔آپ نے کیا ٹینٹ کے ڈنڈے لگوانے ہیں۔" وہ اس کی خفگی پر ناک چڑھا کر بولی تھی۔

"ڈنڈے نہیں لگوانے مگر سو کام ہوتے ہیں محترمہ تمہاری طرح نہیں۔۔دن دہاڑے پارلر میں جا کر بیٹھ جاؤ گی ابھی سے۔" وہ اس کو کمر سے تھامتا اس کی ناک دبا کر بولا تھا۔

"ہونہہ! تو ظاہر سی بات ہے۔آج کے ایونٹ کی خاص الخاص شخصیت میں ہی ہوں۔آفٹر آل برائیڈ ہوں۔۔اور آپ کو کیا معلوم دلہن بن کر بیٹھنا کتنا مشکل کام ہوتا ہے۔" ہالہ نے ناک بھنوئیں سمیٹ کر فاصلہ قائم کیا تھا۔

افف ! لڑکی تم سے کوئی نہیں جیت سکتا۔" شرجیل ایک "
تاسف بھری گہری سانس بھرتا واشروم میں گُم ہو گیا
تھا۔ جبکہ وہ گُنگناتی ہوئی روم سے باہر نکل گئی تھی۔۔

سورج ڈھل کر غروب ہو چکا تھا۔ جبکہ مصنوعی روشیوں سے جگمگ کرتی احمد ولا کی عمارت کی شان ہی نرالی تھی۔ ولا کے وسیع و عریض لان پر نظر ڈالیں تو وہاں ایک الگ ہی رنگ جمانے کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ ایونٹ ارگنائیزر اپنی ٹیم کے ہمراہ بس جگہ جگہ پھول لگواتے اب کام فائنل کرتے جا رہے تھے۔ ایک سائیڈ پر پھولوں سے

سجا اسٹیج تیار کیا گیا تھا۔ عین سامنے لگی فوکس لائٹس کے باعث پورا لان جگمگ کر رہا تھا۔ شام ڈھلنے لگی تھی۔ کچھ ہی دیر میں مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔

"ماما ہالہ پارلر سے آگئی؟" شرجیل کچھ دیر قبل ہی عجلت میں گھر میں آنٹر ہوا تھا۔

"نہیں بیٹا! میں نے میک اپ آرٹسٹ کو گھر ہی بلوالیا تھا۔" ثانیہ بیگم نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"اوہ مطلب ہالہ ریڈی ہے؟" شرجیل ایک پر سکون سانس فضا کے سپرد کرتا سوالیہ انداز میں گویا ہوا۔ کچھ ضروری کام کے باعث وہ دوپہر کا گھر سے نکلا اب واپس لوٹ رہا تھا۔

ہاں بس تیار ہونے والی ہی ہو گی۔۔اور پلیز اب تم بھی" جا کر تیار ہو۔۔ مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔"ثانیہ بیگم ہدایت کرتیں باہر کی جانب بڑھیں۔ جبکہ وہ بھی سر ہلاتا بڑے بڑے قدم اُٹھاتا اپنے روم کی جانب گیا تھا۔

"ہالہ تم ریڈی ہو!" دروازہ نوک کر کے روم میں آتا وہ اسے دیکھ مبہوت سا رہ گیا تھا۔ میک اپ آرٹسٹ اسے ٹرانس میں نزدیک آتا دیکھ مسکراتی ہوئی ایو ننگ وش کرتی اپنا بیگ اُٹھا کر روم سے باہر نکل گئی تھی۔

شرجیل صبح سے کہاں غائب ہیں آپ۔" فان کلر ٹیل"
میکسی میں ملبوس کانوں میں ڈائمنڈ جیولری پہنے اسمو کی میک
اپ کئے۔ وہ آسمان سے اُتری کوئی آپسرا لگ رہی تھی۔

باس یو لوکنگ گورجیئس!" وہ اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتا"
اپنے عین مقابل لایا تھا۔ جس کا دراز قد اس کے کندھوں
تک آتا تھا۔

تھینکو یو مسٹر شرجیل احمد!" اس کے کالر پر سے نادیدہ"
دھول جھاڑتی وہ پلکیں جھکا گئی تھی۔ جبکہ وہ پیشانی سے
پیشانی ٹکراتا خاموشی سے اس لمحے کی خوبصورتی محسوس
کرنے میں مگن تھا۔

میرے خیال سے اتنی حسین لڑکی کے ساتھ کھڑے ہونے سے پہلے آپ کو بھی شہزادوں جیسا نہیں تو کم از کم کچھ تو ٹکر کی تیاری کرنی چاہیے۔" فسوں خیز لمحے کے جادوئی سحر کو ہالہ کی پُر شوخ آواز نے توڑنے کی گستاخی سر انجام دیتے مقابل کے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔۔ شرجیل نے اسے گھورتی نگاہ سے نوازتے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

"آپ بے فکر رہیں مسز ہالہ کیونکہ اگر آپ شہزادی ہیں تو وہ بھی میری بادولت کیونکہ شہزادی کے ساتھ شہزادہ ہی جچتا ہے۔۔" وہ لہجے میں مغروریت سمائے اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

افف یہ خوش فہمیاں!" وہ شرارتً قیاس کرتی مسکرائی"
تھی۔ جبکہ وہ دلہن بنی کھڑی اپنی پٹاخہ باس کے شرارت
سے بھرپور طنز نظر آنداز کرتا واشروم میں گم ہو گیا تھا۔

پر کیف ہواؤں کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکوں کے سنگ وہ
ہالہ کی کمر کے گرد حصار ڈالے مسرور سا سٹیج سے چند
قدموں کی دوری پر کھڑا فوٹو شوٹ میں مصروف تھا۔۔

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ ولیمے کی تقریب
اپنے عروج پر تھی۔ کچھ دیر قبل ہی ہالہ کے گھر والے بھی
محفل کا حصہٰ بنے تھے اور اب محفل میں موجود تمام مہمان

ہی جگہ جگہ گروہ بنائے کھڑے خوش گپوں میں مشغول تھے۔

سر بغیر پلک جھپکے میڈم کی آنکھوں میں دیکھنا ہے آپ" نے۔" کافی دیر سے چلتے فوٹو شوٹ سے اب ہالہ بیزار ہو گئ تھی۔ قصداً اس پر کیمرہ مین کی فرمائشیں۔۔

سراب میڈم کا ہاتھ پکڑ کر گول گھمائیں۔۔اور پھر ایک" جھٹکے سے اپنے قریب کیجئے گا۔" کیمرہ مین کی فرمائش پر شرجیل نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ جبکہ ہالہ کا ضبط جواب دے رہا تھا۔ مگر معاملے کی نزاکت سمجھتی چپ سادھ گئ۔

سر اب آپ میڈم کی کمر میں ہاتھ ڈال کر میڈم کو زرا" ڈاؤن کریں اور خود بھی آپ زرا جھک کر میم کی آنکھوں میں دیکھیں۔ پوز ایسا ہونا چاہیے جیسے آپ ہر شے سے بے نیاز صرف میڈم کی آنکھوں میں جھانک رہے ہیں۔" ہالہ نے آنکھیں گھمائیں جبکہ شرجیل نے فوری عمل کیا تھا۔

اب فار ہیڈ کس!" ایک اور حکم۔"

اب بس کریں بھائی۔۔ کیا بالی وڈ کی مووی کا رومنٹک سین" چل رہا ہے۔ کبھی جھکو، کبھی اُٹھو، کبھی بیٹھو۔۔" عجیب انسان ہیں آپ۔" جب کیمرہ مین کافرمائشی پروگرام مزید

ناقابل برداشت ہوا تو وہ تڑاخ کر بولتی ایک سی سانس میں حساب بے باک کر گئی تھی۔۔وہ بیچارہ ہونق ہوا تھا۔

"سوری میڈم بٹ یہ پ۔۔۔۔"

بس بہت پکچرز بن گئیں۔۔اب ہمیں مہمانوں سے بھی" ملنے دیں۔" ہالہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

شش! مسز آپ دلہن ہیں۔۔اور دلہنیں اتنی باتیں نہیں" کرتی ہیں۔" شرجیل نے مسکراہٹ ضبط کی جبکہ وہ گھور کر اپنی میکسی سنبھالتی اسٹیج پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔

یہ کیا بات ہوئی۔اب آپ یہاں آکر بیٹھ گئیں"
ہیں۔۔ چلیں آئیں آپ کو سب سے انٹرڈیوس کرواتا
ہوں۔"شرجیل اسے زبردستی اُٹھاتا اس کا نازک سا ہاتھ
تھام کر سب سے ٹیبل ٹو ٹیبل ملاقات کرنے لگا تھا۔

ہیلو شرجیل احمد! شادی کی بہت بہت مبارک ہو۔"سیاہ"
اسٹائلش گاؤن میں ملبوس ہاتھ میں سیاہ کلچ تھامے خراماں
خراماں قدم اُٹھاتی مالا ہمدانی اُن کے نزدیک آگئی تھی۔جو
مسز آصف سے گفتگو میں مصروف تھا۔

اوہ ہائے مالا ہمدانی! تھینکو سو مچ۔آپ میری مسز سے"
ملیں۔"چونک کر متوجہ ہوتا شرجیل جان بوجھ کر پُرجوش

لہجے میں مخاطب ہوا تھا۔ تو وہ خفیف سا مسکرائی تھی۔ جبکہ ہالہ ایک نظر میں ہی بھانپ گئی تھی کہ یہ وہی رسٹورنٹ والی لڑکی تھی۔

"میٹ مائے لائف، مائے بیوٹفل وائف ہالہ شرجیل احمد۔۔۔" مالا نے نظر بھر کر شرجیل احمد کو دیکھا تھا۔ جو بلیک ٹیکسیڈو میں ملبوس ہالہ کی کمر کے گرد محبت بھرا حصار قائم کئے چہرہ پر دلکش مسکراہٹ سجائے لہجے میں مغروریت سمو کر بولا تھا۔

"نائس ٹو میٹ یو! اینڈ کونگریچولیشنس!" رنگا رنگ مہمانوں سے ملاقات کرتا وہ حسن کی دیوی مالا ہمدانی کے

نزدیک کھڑا لہجے میں خاصی مغروریت سمو کر بولا تھا۔ جس کی آنکھوں میں سُلگتی ہوئی چنگاریاں ہالہ انصاری کا وجود تک جُھلسائے دے رہی تھیں۔

"ہالہ یار اب زرا ہمارے ساتھ بھی آجاؤ! تم نے اب تک میرے ساتھ ایک پک بھی نہیں لی ہے۔" وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے اِرد گرد کو فراموش کر گئے تھے۔ایک ہی آنکھوں میں جیت کی خوشی تھی تو دوجے کی نگاہیں شکست سے چور بھیگی ہوئی تھیں۔۔

"زویاء ایک کام کریں۔ہالہ کو آپ اپنے ساتھ لے جائیں۔ میں زرا کچھ دوستوں سے ملاقات کر لیتا ہوں۔" وہ

خاموش کھڑی ہالہ اور نظریں پھیرتی مالا پر ایک مسکراتی فاتحانہ نگاہ ڈالتا آگے بڑھ گیا تھا۔ جبکہ ہالہ بھی سر جھٹکتی زویاء کی ہمراہی میں اپنی فیملی کی جانب بڑھی تھی۔

اور کچھ ہی دیر میں ایک خوبصورت سی شام اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔

-

یہ مالا ہمدانی اتنی ندیدی نظروں سے کیوں دیکھ رہی تھی" آپ کو۔" اپنا میک اپ ریموکرتی ہالہ نے دماغ میں کلبلاتے سوال کو بل آخر پوچھ ہی ڈالا تھا۔

ہمم! کیا۔" ڈریسنگ روم سے ڈریس چینج کر کے باہر نکلتا" شرجیل ہونق ہوا تھا۔

میں کہہ رہی ہوں یہ مالا ہمدانی اتنا گھور کیوں رہی تھی۔ ہم" دونوں کو۔" ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوتی وہ زرا سنبھل کر بولی تھی۔۔

ہاہاہا! بھئی اب میں اتنا خوبصورت لگ رہا تھا تو لڑکیوں نے" تو مجھے دیکھنا ہی تھا۔" بیڈ پر بیٹھتے شرجیل نے بات کو مزاح کا رنگ دیا تھا۔۔

ہاں اور میں تو جیسے عینک والے جن کی بل بتوڑی لگ رہی" تھی۔" ہالہ طنزیہ آنداز میں تڑاخ کر بولتی رُخ بدل گئی۔

اب یہ تو تمہیں زیادہ بہتر معلوم ہو گا ناں۔" شرجیل کی "
دل جلاتی مسکراہٹ پر اِس نے آئینے سے ہی گھورنے پر
اتفاق کیا تھا۔

ویسے سچ بتاؤں تو اس وقت ہلکے میک اپ اور پھیلے ہوئے "
مسکارے میں وچ لگ رہی ہو پوری۔" شرجیل نے اسے
میک اپ ریمو کرتا دیکھ مزید شرارت سے چھیڑا تھا۔

ہاں! دیکھا تھا میں نے مالابی بی بڑے ہی دلنشین آنداز میں "
آپ کی گہری آنکھوں میں ڈوبکیاں لگا رہی تھیں۔" ہالہ نے
غصہٰ سے کہا تھا۔

"اوہ مطلب تم جیلس ہو رہی ہو۔" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتا وہ سمجھنے والے آنداز میں بولا۔

"جلے میرے دشمن۔" استہزائیہ مسکراتی وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔

"مگر مجھے تو اس وقت کمرے سے جلنے کی بدبو آ رہی ہے۔" وہ بلند آواز میں قیاس کرتا بولا تھا۔

"ہاں دل جل رہا ہے آپ کا۔" وہ بھی اسی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

ہالہ انصاری اتنا خون مت جلاؤ اپنا۔۔رات ہو رہی ہے۔خاموشی سے آکر سو جاؤ۔۔ کہیں رات میں جل جل کر سچ مچ کی چڑیل نہ بن جانا۔"شرجیل احمد مسکراتا ہوا خود پر بلینکٹ ڈالتا روم کی لائٹ بند کر چکا تھا۔۔جبکہ ڈریسنگ روم سے اس کی مسلسل بڑبڑانے کی آواز آرہی تھی۔۔

شادی کو ایک ہفتہ بیت گیا ہے۔پھر ہنی مون پر جانے کا کیا" پروگرام ہے بیٹا آپ کا۔"فراز احمد نے شرجیل کو موبائل پر مصروف دیکھ پوچھا تو وہ چونک کر متوجہ ہوا۔۔

ہالہ جہاں بولے وہیں چلے جائیں گے۔"ثانیہ سے باتیں" کرتی ہالہ بھی چونک کر متوجہ ہوئی تھی۔

ہالہ بتاؤ بیٹا! کہاں جانا چاہتی ہیں آپ؟"فراز احمد اب" باقاعدہ اس کی جانب گھومے تھے۔

جہاں آپ بولیں۔۔آپ بتائیں نہ انکل ہمیں کہاں جانا" چاہیئے۔"ہالہ کی محبت پر وہ کھل کر مسکرائے تھے۔

بیٹا اب مجھے کیا پتہ۔۔یہ تو تم دونوں ڈیسائیڈ کرو نا کہ کہاں" جانا چاہیئے۔"وہ ہولے سے مسکرا کر بولے۔

میرے خیال سے تم دونوں کو پہلے مالدیپ جانا چاہئے ہنی" مون کے لئے بیسٹ ڈیسٹنیشن ہے۔" ثانیہ نے بات کے درمیان میں رائے پیش کی تھی۔

"نو ماما! وہاں بیچز کے علاوہ کچھ خاص نہیں۔۔ آئی تھنک یورپ بیسٹ رہے گا۔۔ پھر ہم واپسی میں ترکی اور سعودیہ سے عمرہ کی ادائیگی کر کے ہی واپس لوٹیں گے۔" شرجیل نے انکار کے ساتھ ساتھ اظہار رائے بھی پیش کیا تھا۔

"گڈ آئیڈیا! پہلے یورپ گھوم لو۔۔ پھر جہاں دل چاہے وہاں چلے جانا۔" ثانیہ بیگم پرجوشی سے بولی تو ہالہ نے بھی مسکرا کر اس بات پر اتفاق کیا تھا۔

ڈن ہو گیا! بس تم لوگ اسی ویک نکل رہے ہو۔۔اپنی تیاریاں کر لو بیٹا۔" احمد صاحب نے جھٹ انہیں کام پر لگایا تھا۔

"ہالہ زرار وم میں آؤ! کل رات میں نے تمہیں ایک فائل دی تھی ُ وہ نکال دو زرا پلیز!" شرجیل یاد آنے پر سنجیدگی سے بولتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ مسٹر اینڈ مسز فراز اب چائے کی چسکیاں بھر رہے تھے۔۔

آتوار کا چھٹی والا دن تھا۔ آج کے دن مالا ہمدانی کا نکاح
جبران جہانگیر کے ساتھ طے پایا تھا۔ نکاح سادگی سے
ھمدانی ہاؤس کے ہال میں ہی رکھا گیا تھا۔ ہمدانی صاحب نے
جبران کی جلد بازی اور مالا کی چڑچڑی طبیعت کو مدِ نظر رکھتے
ہوئے نکاح میں محض چند ایک احباب کو ہی مدعو کیا
تھا۔ جس میں احمد ولا کے مکین بھی شامل تھے۔۔

نکاح میں ہالہ کے علاوہ شرجیل احمد ثانیہ اور فراز احمد ہی
شامل ہو سکے تھے۔ کچھ لمحات قبل ہی ایجاب و قبول کے
مراحل طے پائے تھے۔ جبکہ کشمشی رنگ سادہ سے اسٹائلش

فروک اور چوڑی دار پجامے میں ملبوس مالا اپنے قیامت خیز سراپے سے لاپرواہ نکاح کے بعد جبران کے ساتھ بغل میں آ کھڑی ہوئی تھی۔ جو اسے فرداً فرداً اپنے بزنس پارٹنرز کی وائفس سے ملوا رہا تھا۔

"ہیلو! نکاح کی بہت بہت مبارک ہو مسٹر اینڈ مسز جہانگیر۔" ڈرنک کا گلاس تھامے پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے شرجیل اپنے مخصوص لہجے میں بولتا عین مقابل آ ٹھہرا تھا۔

تھینک یو مسٹر شرجیل شادی کی بہت بہت مبارک ہو" آپ کو بھی۔" شرجیل کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتا وہ لئے دئے انداز میں ہی گفتگو کر رہا تھا۔

شکریہ جبران صاحب۔" مالا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھڑا" جبران تکبر سے گردن اکڑائے تن کر کھڑا تھا۔ جبکہ وہ ارد گرد سے فراموش ٹکٹکی باندھے بس شرجیل احمد کو ہی تک رہی تھی۔

مسز شرجیل کہیں نظر نہیں آرہیں؟" ہالہ کی غیر" موجودگی محسوس کر محویت ٹوٹتے ہی وہ جھٹ سے بولی تھی۔

یس ایکچوئیلی وہ اپنے پرینٹس کے گھر ہے۔"ایک سرسری" نگاہ ڈال کر وہ نظروں کا زاویہ تبدیل کر گیا تھا۔ جبکہ وہ بس ٹرانس میں مقابل کے ہلتے لبوں، اور سنجیدھ تاثرات دیکھتی کھو سی گئی تھی۔ جبکہ جبران جیسے کائیاں شخص نے اپنی بیوی کی محویت کو ایک لمحہ میں بھانپ لیا تھا۔ کمر پر سخت ہوتی گرفت محسوس کر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی تھی۔ جبکہ شرجیل سامنے سے غائب تھا اور جبران کی شعلہ بار نگاہیں ایسی پر جمی ہوئی تھیں۔

شرجیل احمد!" وہ جوڈرنک کا گلاس تھامے فراز صاحب"
کے ساتھ کھڑا کسی سے باتوں میں مصروف تھا مالاہمدانی کی
عقب سے ابھرتی آواز پر چونک کر پلٹا تھا۔

یس!" وہ آنکھوں میں سنجیدگی لئے ہی پلٹا تھا۔"

کیا ہم دو منٹ بات کر سکتے ہیں۔" کچھ لمحے تو وہ خاموشی"
سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ پھر تاسف بھری سانس کھینچ کر رہ
گیا۔

چلو!" اس کی پیروی میں چلتا وہ ایک سائیڈ پر آ کھڑے"
ہوئے تھے۔

تمہاری شادی کو ابھی صرف ایک ہفتہ ہی ہوا ہے۔اور" تمہاری بیگم تمہیں چھوڑ کر میکے چل دیں۔" سلگتے لہجے میں کی گئی بات کا معنی سمجھنے سے وہ قاصر ہی رہا تھا۔

اس فضول گوئی کا مطلب۔" وہ سختی سے بولا تھا۔"

مطلب زرا آنکھیں اور کان کُھلے رکھنا شرجیل احمد! ایسا" نہ ہو برینڈ نیو چیزیں استعمال کرنے والے شرجیل احمد کے "نصیب میں بیوی سیکنڈ۔۔۔

شٹ آپ!" طنزیہ لہجے میں بولتی وہ اپنا جملہ مکمل کرتی" اس سے قبل ہی شرجیل دبی دبی آواز میں سختی سے چلایا تھا۔

بُرا لگ رہا ہے شرجیل احمد! مگر پھر سوچ لو۔۔ تمہاری" بیوی کی اپنے دوست حیدر دُرانی سے خاصی پُرانی اور گہری دوستی محسوس ہوتی ہے۔" زہریلے لہجے میں بولتی وہ باز نہیں آئی تھی۔

بہتر ہے کہ تم اپنا منہ بند رکھو۔۔ اور مجھے تو اب جبران" جہانگیر کی قسمت پر افسوس ہو رہا ہے کہ اس کے نصیب میں تم جیسی پاگل، بد دماغ، اور کسی غیر مرد کے عشق میں آندھی لڑکی لکھ دی گئی ہے۔" نفرت آمیز لہجے میں پھنکارتا وہ آئینہ دکھا گیا تھا۔

یو!" وہ غصہ سے دانت پیستی کچھ بولنے ہی لگی تھی۔"

کیا ہو رہا ہے یہاں!" مالا کا غصہ سے سُرخ پڑتا چہرہ اور "
شرجیل کے لبوں پر سجی استہزائیہ مسکراہٹ اس کی تیز
نظروں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

کچھ خاص نہیں جبران صاحب! آپ کی زوجہ محترمہ مجھے "
آپ کے بزنس شئیرز کی قیمت بتا کر ایمپریس کرنا چاہ رہی
تھیں۔ مگر شاید یہ جانتی نہیں ہیں کہ "جہانگیر اینڈ کو" کو
بزنس کی دنیا میں اگر کوئی ٹکر دے سکتا ہے تو وہ احمد
انٹرپرائزز ہے۔" مالا کی جانب معنی خیز مسکراہٹ اُچھالتا وہ
جبران کے ساتھ ساتھ مالا کو بھی سُلگا کر اپنے راستے پر چل
دیا تھا۔۔

وہاٹ ؟آر یو ان یور سینس ؟'' ابھی نکاح ہوئے دیر ہی ''
کتنی ہوئی ہے۔ میں اتنی جلد بازی میں رخصتی کیسے دے
دوں تمہیں۔'' جبران کی کایا پلٹ پر وہ جتنا حیران ہوتے کم
تھا۔ جبکہ وہ پر سکون آنداز میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا
سگار پھونک رہا تھا۔

ہمدانی رخصتی میں مسلہ ہی کیا ہے۔ تمہاری بیٹی اب ''
میرے نکاح میں ہے۔ میں اسے آج گھر لے کر جاؤں یا بینڈ
باجے کے ساتھ کچھ دن بعد ایک ہی بات ہے۔'' وہ مشینی

انسان منٹوں اور سکنڈوں میں ساری کمانیں اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔

مگر نکاح کہ وقت ہماری ایسی کوئی بات نہیں ہوئی" تھی۔" وہ زرا سختی سے بولے تھے۔ جبکہ کشمشی رنگ فروک میں ملبوس مالا خاموش تھی۔

تو؟" انگلیوں میں دبا سگار لبوں سے لگاتا وہ بے نیازی سے "" بولا تھا۔

مالا تم کیا چاہتی ہو۔" وہ بے فکری سے بیٹھی اپنی بیٹی کی ' جانب متوجہ ہوئے تھے۔

میرے خیال سے جبران ٹھیک کہ رہے ہیں۔اب نکاح" ہو گیا ہے تو رخصتی میں حرج ہی کیا ہے۔" نخوت سے بولتی وہ ہمدانی صاحب کو شرمندہ کر گئی تھی۔انہیں لگا تھا وہ اپنے باپ کا مان رکھے گی مگر وہ۔۔۔

جب تم دونوں کو ہی کوئی اعتراض نہیں ہے تو میں کون" ہوتا ہوں اعتراض اُٹھانے والا۔" وہ نڈھال سے لہجے میں بولتے خاموش ہو گئے تھے۔کسی کے آگے نہ جھکنے والا ہمدانی اس کل کے لڑکے کے آگے جھک گیا تھا۔صرف اولاد کی خاطر۔

لڑکی تم اپنا ضروری سامان اُٹھالو، ٹھیک دس منٹ بعد تم" مجھے گاڑی میں بیٹھی نظر آؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔" کوٹ کا بٹن لگا کر کھڑا ہوتا وہ ہمدانی سے ہاتھ ملاتا پر وقار چال چلتا ہمدانی ہاؤس سے باہر نکل گیا تھا۔۔

جبکہ ٹھیک دس منٹ بعد مالا ہمدانی کی ہمراہی میں وہ مشین نما انسان اپنا نیا سفر شروع کر چکا تھا۔

رش ڈرائیونگ کرتے شرجیل کے دماغ میں مسلسل مالا ہمدانی کے لفظ بازگشت کر رہے تھے۔ پچھلے دو گھنٹوں سے سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا وہ سخت طیش میں تھا۔

افف ! میں اس پاگل عورت کے بارے، کیوں اتنا سوچ ”
رہا ہوں۔“ گاڑی سائیڈ پر روک کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ
ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

ہونہہ !‘ سر جھٹکتا وہ ہالہ کو پک کرنے کا میسج کر چکا تھا۔ ”
جبکہ اب اس کا رخ انصاری ہاؤس کی جانب تھا،

شرجیل احمد سے خاصی پرانی دوستی لگ رہی تھی آپ کی ”
۔“ خاموشی سے کٹتے سفر میں جبران جہانگیر کی سخت آواز
کے سوال پر وہ جو سوچوں کے محور میں گم تھی چونک سی گئی
تھی۔

میری!" وہ زرا ہونق ہوئی تھی۔"

ظاہر ہے کوئی تیسرا تو اس گاڑی میں موجود ہے"
نہیں۔ جس سے میں مخاطب ہوں۔" خجلت کے باعث وہ
نظریں گھما گئی۔

میں اور شرجیل بچپن سے ایکدوسرے کو جانتے"
ہیں۔"" لہجے میں خود بخود اداسی در آئی تھی۔
مگر آپ کے چہرے پر اور آواز میں گھُلی اُداسی تو کچھ اور ہی"
فسانہ سُنا رہی ہے۔" یہ شخص اس کی سوچ سے زیادہ کائیاں
تھا۔ مالا نے دل ہی دل میں قیاس کیا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔" وہ جان کر بھی انجان بنی"
تھی۔ ہواؤں سے باتیں کرتی گاڑی تیزی سے منزل کے
قریب بھاگی چلی جا رہی تھی۔

مطلب گھر چل کر بتاؤنگا۔" چہرہ کا رُخ اس کی جانب کرتا"
کھردرے لہجے میں مگر چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہوئے
بولتا وہ مالا ہمدانی کو مخمصے میں ڈال گیا تھا۔ جبکہ وہ کتنی ہی دیر
خاموشی سے اسکا رویہ دیکھتی خاموش ہی رہی تھی۔

--

انصاری ہاؤس کے کار پورچ میں گاڑی لگاتا وہ آندر جانے کے بجائے زویاء حیدر اور ہالہ کو لان میں ہی محفل سجائے بیٹھا دیکھ وہیں آ گیا تھا۔

"السلام علیکم!" بلند آواز میں سلام کرتا وہ سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا تھا۔

"وعلیکم السلام! دلہا بھائی آپ اتنی جلدی آ گئے ہیں ہماری لڑکی کو لینے کے لئے۔۔ابھی تو ہم نے اس سے بہت ساری باتیں کرنی ہے۔" حیدر کے ساتھ بیٹھتے شرجیل کو دیکھ زویاء زرا شرارت سے مسکرائی تھی۔

بس کیا کریں سالی صاحبہ ہمیں اپنی بیگم کی بہت شدت" سے یاد آرہی تھی۔ تو بس دیدار یار کی خاطر سیدھا یہیں چلے آئے۔" زویاء کے شرارتی لہجے پر وہ ہالہ کی گلاب کی طرح کھلتے چہرے پر بھرپور نگاہ ڈالتا مزے سے بولا تھا۔

اوہ مطلب! بس دو دن میں ہی آپ ہماری لڑکی کے عادی" "ہو گئے ہیں۔

جی بالکل ایسا ہی ہے۔ ویسے پرسوں شام کی فلائیٹ سے میں" اور ہالہ ہنی مون پر جا رہے ہیں۔ تو ہنی مون پر کم از کم ہمیں ایک بات کا تو سکون ہو گا کہ وہاں ہمیں ڈسٹرب کرنے کے لئے آپ جیسی کباب میں ہڈی جیسی مخلوق نہیں

ہو نگی۔" ساتھ بیٹھی ہالہ کا ہاتھ تھام کر اپنے ہاتھوں کی قید میں لیتا وہ شرارت سے بولا تھا۔ جو مصنوعی گھوری سے نوازتی مسکرائی تھی۔

"یار حیدر! تم نے ابھی تک اس بیچاری کے لئے کوئی لڑکا کیوں نہیں ڈھونڈا ہے۔ ویسے مجھے تم لوگوں پر بڑا ترس آتا ہے۔ کیسا کیسا وقت دیکھنا پڑتا ہو گا ان محترمہ کی موجودگی کے باعث۔" وہ شرارتی مسکراہٹ ضبط کرتا حیدر سے مخاطب تھا۔

"بس کیا کریں یار مجبوری ہے۔" زویاء کی خشمگیں نگاہیں نظر آنداز کرتا وہ قہقہہ لگا اُٹھا تھا۔

چلو بھئی ہالہ جب تک یہاں ہو۔۔ میرے ساتھ"
آجاؤ۔ یہاں تو بس اب لوگ ٹیم بنا کر ہماری برائی ہی کرتے
رہینگے۔" کپڑوں کی شکن دور کرتی وہ جھٹ اٹھ کھڑی ہوئی
تھی۔

"سالی صاحبہ تصحیح کیجئے۔ صرف آپ کی برائی اپنی بیگم کے
بارے میں تو میں کسی کا ایک لفظ بھی برداشت نہ
کروں۔" وہ مزید شوخی سے بولا تھا۔ ہالہ کے چہرے پر
مسلسل مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ جبکہ اب حیدر نگاہیں
گھاس پر مرکوز کیئے بیٹھا تھا۔

زویاء تم چلو۔۔میں آتی ہوں۔ویسے بھی رات بہت ہو گئی ہے۔اب بس ہم نکلیں گے۔" ہالہ نے اسے غصہ کرتے دیکھ قائل کرنا چاہا تھا جبکہ وہ اس کے جانے کا سُن کر اُداس ہو گئی تھی۔شرجیل اب حیدر سے باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔جو نجانے کیوں مگر یکدم سنجیدہ ہو گیا تھا۔

جہانگیر پیلس کے لوہے کے بڑے سے صدر دروازے سے انٹر ہوتی گاڑی پھولوں کی گول کیاری کے گرد چکر لیتی وسط میں بنی عمارت کے عین سامنے آکر ٹھہری تھی۔

ولیکم ٹو ہوم!" گاڑی روک کر اس کی جانب نگاہ ڈالتا وہ"
خشک لہجے میں بولا تھا مالا دھیرے سے مسکائی تھی۔ جبکہ
ایک ملازم نے جھٹ سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا
۔کوٹ جھٹک کر گاڑی سے باہر قدم رکھتا جبران جہانگیر مالا
ہمدانی کے وجود کو سر سے نظر آنداز کئے۔ڈرائیور کی جانب
کیز اُچھالتا اپنی نئ نویلی دلہن کو یونہی تن تنہا گاڑی میں اکیلا
چھوڑتا پیلس کے آندرونی حصہ کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جبکہ
مالا نے اس بڑی سی علیشان زندان میں آتے ہی اپنا آپ
قیدی سا محسوس کیا تھا۔

خوش آمدید مادام! شادی کی بہت بہت مبارک ہو۔" باوردی ڈرائیور مالا کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولتا خوش آمدی آنداز میں بولا جبکہ وہ نخوت سے سر ہلاتی گاڑی سے باہر آئی تھی۔ چٹکیوں میں فروک اونچی کئے سہج سہج کر چلتی وہ ایسی روش پر قدم بڑھاتی چل دی جہاں جبران جہانگیر کچھ لمحات قبل اپنی قدموں کی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔

جبران جہانگیر کا پلیس ہمدانی کی کوٹھی سے کئی گنا زیادہ بڑا" اور جدید طرز کا بنا خوبصورت محل تھا۔ بیش قیمت چیزوں کی چاکو چوبند، اور محل کی ہر چیز سے چھلکتا اس کا اسٹیٹس مالا ہمدانی کی آنکھوں میں آپ ہی اشتیاق در آیا تھا۔ بالکل

درست کہتا تھا شرجیل آحمد کہ جبران جہانگیر کو صرف وہی ٹکر دے سکتا تھا۔احمد ولا اور جہانگیر پیلس دونوں ہی اپنی شان آپ تھے۔ محل کی چھت سے لے کر سنگ مرمر کے فرش پر فی الحال سرسری سی نگاہ ڈالتی وہ صوفے پر ٹک گئی تھی جبھی اپنے مخصوص سرونٹس سوٹ میں ملبوس ایک ملازمہ اس کے قریب آئی تھی۔

ویلکم ٹو ہوم میڈم !آپ پلیز میرے ساتھ آجائیں۔ سر ”نے آپ کا بلوا بھیجا ہے۔“آج کے فنکشن کے لحاظ سے یہ ڈریس مناسب بھی تھا اور ہلکا بھی مگر اب وہ اُکتا چکی تھی. جلد از جلد اس لباس کو تبدیل کرنا چاہتی تھی۔ جبھی

جھٹ سے اُٹھتی ملازمہ کی پیروی میں جبران جہانگیر کے روم کی جانب بڑھی تھی۔

"اوکے ماما اللہ حافظ ! اب ہنی مون سے واپسی پر ہی ملاقات ہو سکے گی۔" ہالہ سب سے گلے ملتی انصاری ہاؤس کے پورچ میں کھڑی تھی۔

"چلو بیٹا ساتھ خیر سے جاؤ اور واپس آؤ۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔" انصاری صاحب بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھتے دعاؤں سے نوازتے آندر چلے گئے تھے جانتے تھے۔ رخصت

ہونے میں بھی یہ دونوں لڑکیاں باتوں میں آدھا گھنٹا ضائع کر دیں گی۔

"حیدر بائے! یار اب تم بھی کوئی اچھی سی لڑکی تلاش کر کے شادی کر لو۔ بس اب واپس آکر میرا اگلا میشن تمہارے لئے لڑکی دیکھنا ہے۔ زویاء کے لئے تو ہم نے پکا انتظام کر دیا ہے۔" ہالہ حیدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہوتی شرارتی لہجے میں بولی تھی۔ جبکہ ایک لمحے میں شرجیل کی آنکھوں میں ناگواری در آئی تھی۔

"ہالہ چلیں!" وہ حیدر سے باتیں کر رہی تھی جبھی شرجیل زرا سرد لہجے میں مخاطب ہوا تھا۔

جی جی شرجیل چلیں! اوکے بائے اللہ حافظ!" زویاء کو" آآخری بار گلے لگ کر کان میں سرگوشیاں کرتی وہ مسکرا کر گاڑی میں بیٹھی تھی۔ شرجیل نے سب پر ایک الوداعی نگاہ ڈال کر گاڑی آگے بڑھادی تھی۔ ہالہ انصاری کا شرجیل احمد کی ہمراہی میں ایک نیا سفر شروع ہونے جارہا تھا جس کی کوئی منزل نہیں تھی۔

مالا فراک سے اُلجھتی تھکی ہاری سی پیلس کے خوبصورت سے روم میں داخل ہوئی تھی۔ جو گولڈن تھیم سے سجا اپنی مثال آپ تھا۔ ملازمہ رات کا سلام پیش کرتی رخصت ہو چکی

تھی۔ جبکہ جبران جہانگیر کمرے سے غائب تھا۔ کمرے کے وسط میں کھڑی ابھی وہ ارد گرد کا جائزہ لینے میں ہی مصروف تھی کہ عقب سے اُبھرتی جبران کی سرد سی آواز پر وہ پورے وجود سے اُچھل پڑی تھی۔

"ڈریسنگ روم اس طرف ہے تم آرام سے چینج کر سکتی ہو۔" آپ سے تم تک کا سفر وہ بہت سرد مہری سے طے کر گیا تھا۔ مالا کندھے اُچکاتی ڈریسنگ روم میں غائب ہو گئی تھی۔

جبکہ نائٹ گاؤن میں ملبوس صوفہ کم بیڈ پر نیم دراز گلاس ونڈو سے نظر آتے تاریک آسمان کو گھورتا وہ سُگار سُلگائے

سوچوں میں محو تھا۔ جبھی کھٹکے کی آواز پر محویت میں دڑاڑ پیدا ہوئی تھی۔

مالا ہمدانی آگر شر جیل احمد سے اتنا ہی عشق تھا کہ نکاح" والے دن اپنے شوہر کو نظر آنداز کر، اُس کی اُداسی محسوس کرتی اپنی خدامات پیش کرنے پہنچ گئیں تھیں تو میرا انتخاب کیونکر کیا تم نے۔" سابقہ حالت میں موجود وہ بلا کی سختی لہجے میں سموئے باز پرس پر اُتر آیا تھا۔ جبکہ بے نیازی سے اپنے بال سنوارتی مالا کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

یہ۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" پہلی بار اُس کی زبان "
لڑکھڑا سی گئی تھی۔ جبکہ مقابل کے ٹھنڈے برفیلے تاثرات
میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔

یہی کہ عشق میں جدائی کا راستہ اختیار کرنے کی کوئی خاص "
وجہ۔" مقابل شخص حد سے زیادہ کائیاں انسان تھا جبھی
موقع کی نزاکت کا فائدہ اُٹھاتا بھگو بھگو کر مار رہا تھا۔

میں اور۔۔۔شرجیل صرف دوست ہیں "
جبران۔۔۔" مالا کو آج صحیح معنوں میں رشتہ کی نوعیت
تبدیل ہونے کا احساس ہوا تھا۔

صرف دوست۔۔۔شرجیل احمد کونہارتی تمہاری ”
آنکھوں میں پنتی حسرت میری آنکھوں سے ہر گز بھی مخفی
نہیں تھی مالا جبران جہانگیر۔۔“ایک جھٹکے سے نشست
چھوڑ کر روبُرو آتا اس کا سخت ہاتھ اپنی آہنی گرفت میں قید
کرتا وہ ازلی سرد لہجے میں دھاڑا تھا۔مالا کی روح تک کپکپا اُٹھی
تھی۔مقابل کھڑی ہستی کا لحاظ وُمروت سے دور دور تک
کوئی واسطہ نہ تھا اور نہ ہی وہ شرجیل احمد تھا جو ہر بار اپنے
باپ کی خاطر اس کا لحاظ ملحوظ خاص رکھتا تھا۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔“صدا کی ہڈ دھرم،آڑیل ”
گھوڑی کی سی صفات سے مالا مال مالا ہمدانی کی آنکھوں میں

خوف ہچکولے لے رہا تھا۔ مقابل کی آنکھیں اناری رنگ میں تبدیل ہو چکی تھیں۔

"نو نو ڈارلنگ! اب میں سمجھا تم کیوں مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھیں۔ اور وہ بھی اس قدر جلد بازی میں ہامی بھرنے پر میرا ماتھا پہلے ہی ٹھنک گیا تھا۔۔ اور تم میری تواقعات کے عین مطابق اپنی خصلت سے باز نہ آئیں، مجھ سے شادی محض ایک انتقام تھا ناں مالا ہمدانی۔" سخت گرفت میں جکڑے بازوں میں انگلیاں دھستی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

"ایسا نہیں ہے۔ شرجیل توہالہ کو پسند کرتا تھا جواب اس کی بیوی ہے۔۔ آپ میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتے

میں مالا فیاض ہمدانی ہوں جہانگیر صاحب۔ آگر اپنی زات کی صفائی پیش کر رہی ہوں تو کچھ سمجھتی ہوں آپ کو ورنہ میں اپنے کردار کے لئے کسی کا ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرتی۔" دماغ نے زرا کام کیا تو وہ جھٹ اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کرواتی تیز لہجے میں پھنکاری تھی۔

کریکٹر لیس مالا ہمدانی۔۔" وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔"

شٹ اپ!" مالا پوری شدت سے دھاڑی تھی۔"

یو شٹ اپ! آج میرے سامنے تمہاری آواز بلند ہو گئی" ہے آئیندہ حلق سے آواز بھی نکلی نہ تو۔۔۔" طیش میں جبڑا جکڑتا وہ سختی سے باور کروا گیا تھا۔

تو کیا۔۔" جبران جہانگیر سے ملی اپنی زات کی نفی پر وہ اپنی"
جون میں لوٹ آئی تھی۔

تو تمہارے باپ کے بزنس سے اپنے اور اپنے پارٹنرز کے"
شئیرز نکلوا کر تمہارے باپ کے بزنس شئیرز کی قیمت
کوڑیوں میں کروادونگا۔۔ جنہیں کوئی چنے کے بھاؤ بھی نہ
خریدے۔اور پھر پتہ ہے کیا ہوگا۔۔اگر تمہارا باپ خود کو
بھی نیلام کردے ناں تو خود پر چڑھا قرضہ نہیں اُتار سکے
گا۔۔ لیکن ہاں میری ذات سے فرار تم کسی صورت حاصل
نہیں کر سکتیں۔اب سے تمہارا جینا مرنا صرف جہانگیر
پلیس تک ہی محدود رہنا چاہیے اور آگر میں نے تمہیں

شرجیل احمد کے اردِ گرد منڈلاتا ہوا دیکھ بھی لیا نہ تو یاد رکھنا اتنے ٹُکڑے کرونگا کہ تمہارے باپ سے سمیٹنا مشکل ہو جائے گا۔۔" اُس کی خوف سے مبرا آنکھوں میں اپنی سنجیدہ آنکھیں گاڑتا وہ آئینہ دکھلا گیا تھا۔ بھلا مالا ہمدانی بھول بھی کیسے سکتی تھی کہ یہ شادی محض ایک کاروباری سودا تھی۔

اب شکل گُم کرو یہاں سے اپنی۔" مالا کا بے باک آنداز" اسے پہلے ہی ایک آنکھ نہیں بھایا تھا تضاد کہ وہ ہڈ دھرموں کی طرح اپنی غلطی ماننے سے انکاری تھی۔

کیا مطلب ہے۔۔۔میں اس وقت کہاں"
جاؤنگی۔" جبران جہانگیر کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی
تھی۔مالا ہمدانی کو اس مشینی ڈالرمین کے آگے گھٹنے ٹیکنے ہی
پڑے تھے۔جو ہمدانی کے جیسے دس بزنس اکیلے ہی ٹیکل کرتا
تھا۔

اگر کسی غیرت مند باپ کی اولاد ہوتی تو اب تک شرم"
سے پانی پانی ہوئی معافی کی بھیک مانگ رہی ہوتی گڑگڑا رہی
ہوتیں مگر تم ٹھہری۔۔۔خیر اس گھر میں تمہارے سوچ
سے زیادہ رومز موجود ہیں۔۔جا کر کہیں بھی مر جاؤ۔۔اور
کوشش کرنا جب میں گھر میں موجود ہوں مجھے اپنی

شکل مت دکھانا۔" سختی سے اس کی عزت دو کوڑی کی کرتا وہ کمرے سے گیٹ آوٹ کر چکا تھا۔ جبکہ اکھڑ مزاج، ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینے والی بد دماغ، ناز و پلی خود مختار آج کی دنیا میں موو کرنے والی مالا لمحوں میں عرش سے فرش پر آ گری تھی۔ وہ شخص اس کی ایک چھوٹی سی نادانی کو بنیاد بنا کر اس کا غرور پاش پاش کر گیا تھا۔

عجیب سی کیفیت سے دوچار وہ غائب دماغی سے ساتھ والے روم کا دروازہ کھولتی خراماں خراماں قدم اُٹھاتی بیڈ پر اُوندھے منہ گر پڑی تھی۔ غلافی آنکھوں سے نکلتے آنسو

کنپٹیوں میں جذب ہوتے جارہے تھے۔ نظروں کے سامنے بچپن سے لے کر جوانی تک کی ساری یادیں کسی فلم کی مانند چلنے لگی تھیں۔اور پھر زندگی میں شرجیل احمد کا آنا جیسے اس نے دیوانوں کی طرح محبت کی تھی اور بدلہ میں اُس نے ہمیشہ دھتکارا تھا۔۔

آگر آباد میں نہ ہو سکی تو خانے ویران تم بھی رہو گے ”

شرجیل احمد۔ تم نے اب تک صرف مالا ہمدانی کی محبت کی دیوانگی دیکھی تھی، مگر اب سے تم میرا انتقام دیکھو گے وہ بھی خون آشام انتقام، میں کسی کو خوش نہیں رہنے دونگی شرجیل احمد۔۔۔۔۔۔ من و من قیاس کرتی مالا کے دل

میں نفرت مزید اپنے پنجے گاڑتی ایک تناور درخت کا روپ اختیار کر چکی تھی۔ بیڈ پر پڑی وہ بُلند بانگ چیخوں سے رو پڑی تھی۔ اب اس نفرت میں وہ مزید خود کو برباد کرنے والی تھی یا پھر بہت سی زندگیاں اس کا فیصلہ تو وقت نے ہی کرنا تھا۔

دوسروں کا بُرا چاہنے والوں کے ساتھ قسمت کبھی کوئی اچھا کھیل نہیں کھیلتی اور اس کی زندہ مثال مالا ہمدانی تھی۔ جو محبت سے دیوانگی اور پھر دیوانگی سے عشق کی منزلیں طے کرتی بلآخر انتقام کی آگ میں آندھی دوسروں کے لئے گڑھا کھودتی وہ خود اُس گڑھے میں گرتی جل کر خاستر خاک ہو گئی تھی۔

پلین پاکستان کی شناسہ ہواؤں میں لینڈ کر چکا تھا۔۔آئیر ہوسٹس مسافرین سے اُترنے کے لئے التماس کر رہی تھیں۔ جبھی وہ چونک پر ہوش میں آئی تھی۔ گود میں موجود مالا ہمدانی کی پانچ ماہ کی بیٹی بھی اب بیدار ہوئی اپنی ماں کو بڑی بڑی آنکھوں سے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔ جس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

جبکہ پلین تقریباً خالی ہو چکا تھا۔وہ ہر بڑا کر نسشت چھوڑ چکی تھی۔۔انگلینڈ سے پاکستان کا طویل آٹھ گھنٹوں کا سفر کب ختم ہو گیا تھا۔اسے پتہ ہی نہیں چل سکا تھا۔بل آخر آج وہ

پورے پانچ سال بعد پاکستان کی ہواؤں میں سانس لے رہی تھی۔ جہاں سے شروع ہوئی کہانی کا ایک بھیانک دی اینڈ ہوا تھا۔ مگر قسمت کے لکھے اور وقت کے چکر کو کون روک سکتا ہے۔۔ وقت گھوم کر پھر وہیں آن ٹھہرا تھا جہاں سے اس سفر کا آغاز ہوا تھا۔

ہمدانی ہاؤس کے بڑے سے ہال میں قدم رکھتے ہی ایک زبردست کھانسی کا پھندا سا لگا تھا۔۔ سفید چادروں سے ڈھکی چیزوں پر ایک دکھ بھری نگاہ ڈالتی وہ بھاگ کر کچن میں گئی تھی۔ مگر آباد گھر کا کچن آج ویران پڑا ہوا تھا۔ وہ

کھانس کھانس کر لال پڑتی یاد آنے پر بیگ سے بچی کے لئے رکھا گیا پانی کا بوتل نکال کر ہی منہ سے لگا گئی تھی۔ غٹا غٹا پانی چڑھاتی وہ حلق میں پھنستے آنسوؤں کو بھی پی گئی تھی۔

رخسُاروں پر پھسلتے آنسوؤں سے وہ ہمدانی ہاؤس پر ایک نگاہ ڈالتی اپنے باپ کی تصویر کے عین مقابل آ کھڑی ہوئی تھی۔ایک دلسوز منظر نگاہوں کے سامنے چھم سے لہرا گیا تھا۔جب اس کا باپ ایک مجبور باپ کی طرح جبران کے سامنے آس لگائے بیٹھا تھا۔

ہمدانی شکر کرو کہ میں نے تمہاری اس آوارہ بیٹی کو رہنے" کے لئے عزت کی چھت دی ہوئی ہے۔ورنہ یہ تو اس قابل

بھی نہیں کہ میں اسے اپنی ملازمہ رکھوں۔" لہجے میں حد درجہ نفرت سموئے وہ تکبر سے بولا تھا۔ سرخ چہرہ لئے بیٹھی مالا کی آنکھوں میں اس تذلیل پر آنسو آ گئے تھے۔

"جبران شرجیل سے محبت مالا کی بیوقوفی تھی۔ اور جوانی میں تو انسان سے ایسی غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔۔ بیٹا اب ایسا کچھ نہیں ہے یہ تم سے بہت محبت کرتی ہے۔" ہمدانی صاحب مالا پر ایک تیز نگاہ ڈال کر متوزن لہجے میں بولے تھے۔

"سیدھی سی بات ہے۔ میں اب مزید آپ کی جاہل بیٹی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آئے دن میرے بزنس پارٹنرز کی

وائفس سے لڑائی جھگڑا شروع کر دیتی ہے۔۔اپنے ڈرٹی مائینڈ کی ڈرٹی تھوٹھس کی بناپر الزام تراشی کرتی ہے سب کو اپنی طرح سمجھتی ہے آپ کی کریکٹر لیس بیٹی۔" جبران لہجے میں ناگواری سموئے حقارت آمیز لہجے میں بولا تھا۔

"میں نے اسے سمجھا دیا ہے اب یہ کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کرے گی۔اور بیٹا تم اسے تھوڑا وقت تو دو۔۔ابھی شادی کو سال ہی کتنے ہوئے ہیں۔" وہ التجائیہ لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"وقت ہی دے رہا ہوں آپ کی بیٹی کو۔زرا پوچھیں اس سے کہ شادی کے ڈیڑھ سال میں اس نے ڈیڑھ سو بار

شرجیل احمد سے رابطہ کرنے کی کوشش کیوں کی۔ بس اب میں مزید نہیں برداشت کر سکتا اسے۔۔ میری ناک کے نیچے نہ جانے کیا کیا گل کھلا رہی ہے یہ عورت۔" مالا کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"میرا کیا سب نظر آتا ہے اور خود جو ایک وقت میں دس دس آفیئرز چلا رہے ہو وہ نظر نہیں آتا تمہیں جبران جہانگیر۔۔ ارے تم کیا مجھے چھوڑوں گے میں خود تمہیں چھوڑتی ہوں۔" مالا نے چیخ کر اسے آئینہ دکھانے کے ساتھ ساتھ اپنا فیصلہ سُنایا تھا۔ ہمدانی صاحب کا ہاتھ پہلی بار ہوا میں بُلند ہوا تھا اور مالا کی بولتی بند کروا گیا تھا۔

خاموش ہو جاؤ۔۔اور میری ایک بات کان کھول کر سُن ”
لو۔۔ تمہارا جینا مرنا اب سے یہیں ہے۔۔ تم ہر گز بھی
میرے ساتھ پاکستان واپس نہیں جاؤ گی۔۔ کچھ دنوں کے
لئے بھی نہیں۔“ سختی سے مالا کو ڈانٹ ڈپٹ کر جبران کو
سمجھا بجھا کر بہت مشکلوں سے دونوں کو ساتھ رہنے پر قائل
کرنے میں کامیاب وہ ایسی رات دبئ جانے والی فلائٹ میں
روانہ ہو گئے تھے جو منزل پر پہنچنے سے قبل ہی ڈھیروں
مسافریں کی ان گنت ادھوری خواہشات لئے آخری سفر
ثابت ہوئی تھی۔

اس رات مالا ہمدانی دنیا میں موجود اپنا واحد سہارا اپنا باپ بھی کھو چکی تھی۔ وہ دن تھا اور آج کا دن مالا نے کبھی شرجیل احمد سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی نہ ہی پھر کبھی وہ پاکستان واپس آئی تھی۔ خاموشی سے ہر زیادتی برداشت کرتی وہ پانچ سال اس مینٹل شخص کے ساتھ گزار چکی تھی۔ اور پانچ ماہ پہلے اس کی زندگی میں ایک خوبصورت اضافہ اس کی بیٹی کا ہوا تھا۔۔ اب اسے جینے کا مقصد مل چکا تھا وہ مسکرانے لگی تھی مگر شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا جبھی وہ آج پاکستان واپس آنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔۔۔

انزلنا کی دودھ کے لئے بلکتی آواز پر وہ سر جھٹک کر سوچوں
کے محور سے باہر نکلی تھی۔ یہ یادیں کرب ناک ضرور تھیں
مگر اب زندگی کا سرمایہ حیات بن چکی تھیں جن سے پیچھا
چھڑانا آسان ہر گز نہیں تھا۔۔۔

حیدر دُرانی میں جا رہی ہوں۔" ہالہ کے چہرے پر بکھرے
سلکی لمبے بال اس کی بھرپور توجہ اپنی جانب مبذول
کروا رہے تھے۔

"ہالہ پلیز! اس بار تم میری بات سنیں بغیر کہیں نہیں
جا سکتیں۔۔ تم ہمیشہ اپنی کہنے میں بہت جلدی کرتی
ہو۔۔ رک جاؤ بس چند لمحوں کے لیے ہی سہی۔" اس کے
لہجے میں درد اُمڈ آیا تھا۔

"مگر حیدر دُرانی میں تو جا چکی ہوں۔۔ تم سے بہت
دور۔۔۔ اور ہاں میں ناراض ہوں تم سے۔۔" وہ منہ بسور
کر شکوہ کناں انداز میں گلا کرتی اندھیرے میں دھواں بن

کر ہوا میں تحلیل ہو گئی تھی۔ وہ اسے جاتا دیکھ چیخ کے ساتھ اُٹھ بیٹھا تھا۔

"ہالہ۔۔ہالہ پلیز۔۔۔ تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔۔ہالہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" نیم آندھیرے کمرے میں پسینے سے شرابور آنکھوں میں بے پناہ سرخی لیے وہ اپنی تشنہ نگاہیں بیڈ کے اطراف میں گھُمانے لگا تھا۔ جہاں چند لمحوں قبل اس کی موجودگی محسوس ہوئی تھی۔

"ہالہ!" جب حواس زرا بحال ہوئے اور منظر واضح ہوا تو سختی سے آنکھیں میچتا اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتا شدت سے سسک اُٹھا تھا۔ ساتھ محو استراحت وجود آج بھی اس

کے غم سے غافل میٹھی سی نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ وہ پچھلے تین سال سے ایسا ہی کر رہی تھی۔ جب جب حیدر دُرانی اس کی یاد میں تڑاپ اُٹھتا تھا وہ یونہی خواب میں آکر مسکراتی ہوئی ہمیشہ کی طرح اس کی سننے بغیر چلی جایا کرتی تھی۔

کمرے کی وحشت ناک خاموشی میں گونجتی ہوئی آواز کے باعث ماحول میں ارتعاش سا برپا ہو گیا تھا۔ موبائل کی مسلسل بیپ نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی تھی۔ حتیٰ المکان خود پر ضبط کئے کال آٹینڈ کی۔

ہیلو! لہجے میں زمانوں کی سی تھکن عود آئی تھی۔"

کیا۔۔۔ہالہ کا پتہ چل گیا ہے؟ کہاں ہے وہ؟ کیسی ہے" ؟ وہ ٹھیک تو ہے ناں؟" محبت کی شدّت تھی یا پھر عشق کی انتہا جو آج بھی حیدر درانی کا دل اس بے وفا کے لئے تڑپ اُٹھتا تھا۔

تیزی سے موبائل سائیڈ کی جیب میں ڈالتا پاؤں میں سلیپر اُڑستا وہ منہ اندھیرے ہی بغیر چاپ پیدا کئے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔جہاں ایک اور نئی آزمائش اس کی منتظر تھی۔۔۔

صبح کی پہلی کرن پھُوٹ چکی تھی۔ کراچی سے حیدرآباد تک کا سفر تیز رفتاری کے ساتھ حیدر دُرانی نے کس مشکل سے طے کیا تھا یہ تو اس کا خدا ہی جانتا تھا۔ دو گھنٹوں کی رش ڈرائیونگ کے بعد وہ حیدر آباد کے نجی ہسپتال میں تیز قدموں سے بھگانے کے سے آنداز میں داخل ہوتا وہ کوئی دیوانہ ہی معلوم ہوا تھا۔ رسپیشنسٹ سے مطلوبہ وارڈ نمبر دریافت کرتا وہ ابھی بھی بے یقینی کی سی کیفیت سے دوچار تھا۔

بھاگتے ہوئے قدموں کو جنرل وارڈ میں داخل ہوتے ہی بریک سا لگا تھا۔

بے ساختہ سی نظر سامنے ہسپتال کے کپڑوں میں موجود وجود پر گئی تھی۔ جو بیڈ پر آنکھیں موندے پڑی دھیرے سے سانسیں لے رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر کے کھولتا وہ بنا پلک جھپکے اسے ہی تکتا رہ گیا تھا۔

پیلا زرد مرجھایا ہوا چہرہ، دھنسی ہوئی آنکھیں، سیاہ ہلکے، پیشانی کے اُپری بالوں میں چمکتی چاندی، بکھری ہوئی سی پلکیں، اور ڈھانچے جیسا وجود۔۔

حیدرِ درانی کی دنیا ایک پل کے لئے تھم سی گئی تھی۔ بے یقینی کی جگہ حیرت اور پھر حیرت کی جگہ دُکھ اور پچھتاوے نے تیزی سے ہڑپ لی تھی۔ لڑکھڑاتے قدموں، اور لرزتی

ہوئی چال سے بیڈ کے نزدیک آتا وہ مزید خود پر قابوں نہیں رکھ سکا تھا۔ جبھی ہالہ کے کندھے پر سر ٹیکا کر جھکتا وہ بھرپور مرد آنسوؤں سے رو پڑا تھا۔ یہ اس کی ہالہ تو نہ تھی۔۔ اُس کی دوست، اُس کی محبت۔۔ جیسے اس نے دیوانوں کی مانند چاہا تھا۔ ایک زندہ دل، پُر اعتماد اور بلا کی حسین۔۔۔ نہیں یہ تو کوئی اور ہی لڑکی تھی۔۔ بھلا ہالہ انصاری حیدر دُرانی کی موجودگی میں بھی کبھی خاموش رہ سکتی تھی۔

جس کی آنکھ میں وہ کبھی آنسو بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا۔

وہ دنیاؤ مافیا سے بیگانہ زندہ لاش کی مانند خاموش پڑی تھی۔ گزرے برسو میں وہ نجانے کیا کچھ برداشت کر چکی

تھی۔آنسو تھے کہ مسلسل رخساروں پر بہتے اس کے کندھے پر جذب ہوتے چلے جا رہے تھے۔

"اکسکیوزمی!" عقب سے اُبھرتی غیر مانوس پُکار پر وہ چونک کر متوجہ ہوا تھا۔

"یس!" رُخ پلٹ کر دیکھا تو وہ کوئی ڈاکٹر تھا۔حیدر کو دیکھ اُس نے دھیرے سے پروفیشنل آنداز میں مسکراہٹ پاس کی تھی۔

"مجھے کال آپ نے کی تھی؟" حیدر کچھ حد تک سنبھل چکا تھا۔

آپ حیدر دُرانی ہیں؟" ڈاکٹر شاہ میر نے تصدیقی آنداز میں بازپرس کی تھی۔۔

"جی میں ہی حیدر دُرانی ہوں۔۔اور کچھ گھنٹوں قبل آپ کی مجھ سے ہی بات ہوئی تھی۔" اس بار وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

"میں ہالہ کا ڈاکٹر ہوں۔مجھے آج ہی محترمہ کی گمشدگی کا ایڈ نظر آیا تو سب سے پہلے آپ سے ہی رابطہ کیا ہے۔" پچھلے تین سال میں جب وہ لوگ ہالہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکے تھے تو بلآخر انہیں یہ قدم اُٹھانا پڑا تھا۔

آپ کو ہالہ۔۔۔ کہاں سے ملی۔۔۔ میرا مطلب ہے یہ" آپ تک کیسے پہنچی؟" ہالہ کا سراپا جائزہ لیتی نظروں سے دیکھتا وہ متوازن لہجے میں گویا ہوا تھا۔

جناب پہلے تو آپ میرے سوال کا جواب دیجئے کہ آپ ہالہ" انصاری کے کیا لگتے ہیں؟" شاہ میر سنجیدگی سے سوالیہ لہجے میں گویا ہوا تھا یہ لڑکی پیچھلے تین سال سے اس کے زیر نگرانی تھی اب یوں اچانک کسی کا بھی اُٹھ کر آجانا قابل تفشیش تھا۔

میں۔۔"ایک لمحے کو وہ خاموش رہ گیا تھا۔جو بھی تھا مگر"
حیدر درانی کا محبت کے سوا ہالہ انصاری سے کوئی قریبی رشتہ
نہیں تھا۔

میں ہالہ کا شوہر ہوں۔"لڑکھڑاتے سے لہجے میں یہ لفظ"
خود ادا ہو گئے تھے۔ڈاکٹر شاہ میر ایک لمحے کو خاموش ہو گیا
تھا۔

مگر میں کیسے یقین کر لوں۔۔آگر آپ اس لڑکی کے شوہر"
ہیں تو یہ لڑکی پچھلے تین سال سے ایک سرکاری ہسپتال کے
بیڈ پر لاوارثوں کی مانند کیوں زندگی گزار رہی تھی۔"حیدر
نے لب بھینچے لئے تھے۔

جناب ایک حادثے میں یہ مجھ سے جدا ہو گئی تھیں میں"
نے ان کی فیملی نے سب نے مل کر بہت ڈھونڈا مگر یہ ہمیں
نہیں ملیں۔۔ کیا اب آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ہالہ کو کیا ہوا
ہے۔" حیدر اس بار سختی سے گویا ہوا تھا نچار ڈاکٹر کو خاموش
ہونا پڑا تھا۔ مقابل کھڑے شخص کی شخصیت کا رعب ہی تھا
کہ وہ مزید سوال جواب نہیں کر سکا تھا۔

"یہ پچھلے تین سال سے کوما میں تھیں۔۔۔۔" وہ جو ہالہ کا
چہرہ انگلیوں کے پوروں سے چھوتا ہوا محسوس کرنے لگا تھا ڈاکٹر
کے لفظوں پر حیرت سے پلٹا تھا۔

کوما۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اب۔۔۔" حیدر کی حد درجہ بے یقین سی سرگوشی پر ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتا شاہ میر تین سال کی روداد حیدر کے گوشہ گزار کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ جبکہ وہ ہالہ کی حالت کے بابت جیسے جیسے سُنتا جا رہا تھا اس کے تاثرات سخت ہوتے چلے جا رہے تھے۔

حیدر کی گاڑی ایک جھٹکے سے انصاری ہاؤس کے پورچ میں آکر ٹھہری تھی۔ حیدر کی کال کے بعد سے ہالہ اور حید کا منتظر کھڑا عادل دوڑ کر حیدر کی گاڑی کی جانب لپکا تھا معاً

حیدر کے تحمل رکھنے کے اشارہ پر وہ ٹھہر گیا تھا۔ جبکہ وہ ہالہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

ہالہ۔۔۔۔"

ہالہ۔۔۔اُترو ہم گھر آ گئے ہیں۔" جب وہ خالی خالی نظروں سے سامنے دیکھتی یونہی بیٹھی رہی تو نچار اسے ہاتھ پکڑ کر ہلانے پڑا تھا۔ وہ چونک کر ہوش میں آئی تھی۔۔۔

"ہمم۔۔"

گھر آ گیا۔" وہ ہولے سے مسکایا۔"

گھر آ گیا۔۔" لفظ دہراتی گویا وہ ابھی بھی بے یقینی کی سی "
کیفیت سے دوچار تھی۔

ہاں! میرے ساتھ آؤ۔۔ پتہ ہے آنٹی تمہارا کتنا انتظار کر "
رہی تھیں۔۔ اب تمہیں دیکھ کر وہ پہلے کی طرح خوش
ہو جائیں گی۔" ہالہ کے ساکت لبوں پر کوئی حرکت نہیں
ہوئی تھی۔ حیدر ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

ہالہ۔۔۔ یہ دیکھو ہم واپس اپنے گھر میں آ گئے "
ہیں۔" حیدر نے ہاتھ تھام کر اسے گاڑی سے باہر نکالا تھا
جبکہ عادل آنکھوں میں آنسو لئے اسے سینے سے لگانے کے
لئے آگے بڑھا تھا۔

یہ۔۔یہ کون ہیں۔۔" وہ زرا ڈر کر پیچھے ہوئی تھی۔عادل"
کے بڑھتے قدم کچھ دوری پر زمین پر ہی ٹھہر گئے تھے۔

یہ۔۔ چلو ہم گھر میں چلتے ہیں۔۔" وہ اسے ڈرا سہما سے"
دیکھ گھر کے آندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا۔جہاں دو نگاہیں
اس کی آس لگائیے بیٹھی تھیں۔

حیدر کی ہمراہی میں سیدھی سیدھی چلتی وہ فائزہ بیگم کے
کمرے تک آئی تھی۔سامنے ہی بیڈ پر پڑے کمزور سے وجود
میں جیسے کسی نے جان پھونک دی تھی،،اتنے سالوں بعد

بیٹی کو سامنے دیکھتیں وہ خوشی کے مارے بستر سے اُٹھ بیٹھی تھیں۔

"ہالہ۔۔۔۔میری ہالہ۔۔۔حیدر یہ میری ہالہ ہے ناں۔۔" خوشی سے آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے تھے۔ لڑکھڑاتے قدموں سے اُٹھنے کی کوشش کرتی فائزہ کو جھٹ حیدر نے آگے بڑھ کر تھام لیا تھا۔

"میری ہالہ۔۔" وہ مسلسل پُکار رہی تھیں جبکہ وہ پتھر کی مورت بنی سامنے بیٹھی دکھوں کی ماری عورت کو روتا سسکتا دیکھ ساکت و جامد کھڑی تھی۔

حیدر یہ اتنا دور کیوں کھڑی ہے۔۔ میرے نزدیک کیوں نہیں آ رہی؟'' وہ ہالہ کو اپنی جگہ پر ہی کھڑا دیکھ دُکھ سے بولی تھیں۔

''آنٹی۔۔ میں جو بات آپ کو بتانے جا رہا ہوں وہ آپ نے بہت تحمل سے سننی ہے۔'' حیدر نے ہمت مجتمع کر بات کا آغاز کیا تھا۔ انہوں نے کسی انہونی کے تحت اپنا دل تھام لیا تھا جبکہ دروازہ میں کھڑا عادل چہرہ خشک کر تاُرخ پلٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

حیدر کچھ ایسا نہ کہ دینا جس کا غم میں بڑھی برداشت نہ کر سکوں۔" وہ رنجیدہ سے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔۔ جبکہ وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

"آنٹی ایک کار حادثے میں ہالہ اپنی یاداشت کھو بیٹھی ہے۔" لفظ تھے کہ بم جو فائزہ بیگم کی ہستی تک ہلا گئے تھے جبکہ وہ ان کی شوخ و چنچل سی بیٹی یونہی پتھر کی مورت بنی کھڑی تھی۔

"حیدر۔۔۔۔ کہ دو کہ تم اس شیطان کے ساتھ مل کر مذاق کر رہے ہو۔" بکھرے ہوئے سے لہجے میں کہتیں وہ پھپھک پھپھک کر رو پڑی تھیں۔۔ جبکہ یہ سارا منظر دیکھتی

ہالہ دماغ میں چلتے جھکڑوں اور لاتعداد سوچوں میں گہری کسی اور ہی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔

پہلے اس کے بابا ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور اب ہالہ۔۔ کیا" میں جیتے جی اپنی زندگی میں کبھی اپنے بچوں کو خوش نہیں دیکھ سکو نگی۔" غم سے نڈھال وہ دل برداشتہ سی ہو گئی تھیں۔ جبکہ اُن کے لفظ سوچوں میں گہری ہالہ کے زہن پر بُری طرح اثر آنداز ہوئے تھے۔ ابھی وہ کچھ سنبھلتی یا پھر حیدر فائزہ بیگم کو سنبھالتا ہالہ چکرا کر زمین بوس ہوئی تھی۔۔ جبکہ فائزہ کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔ کمرے میں

حواس باختہ سی داخل ہوتی زویاء کی سانس گلے میں اٹک گئی تھی۔

ہالہ اُٹھو اُٹھو کیا ہوا تمہیں۔۔۔ہالہ پلیز آنکھیں" کھولو۔۔" نیم وا آنکھوں سے خود پر جُھکے حیدر کو پہچاننے کی نکام سی کوشش کرتی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ دیوانوں کی مانند اپنی آغوش میں بھرتا ہسپتال لے کر بھاگا تھا۔

ڈاکٹر اب ہالہ کی طبیعت کیسی ہے۔" خاصی دیر بعد ڈاکٹرز" کو باہر آتا دیکھ وہ پریشان سا تیزی سے اُن کی جانب لپکا تھا۔

ناؤ شی از فائن بٹ مسٹر دُرانی آپ کو اُنکی کنڈیشن دیکھتے"
ہوئے اُن کا خیال رکھنا چاہیئے۔" ڈاکٹر کے لہجے میں تاسف
در آیا تھا۔

کیا مطلب ہے ڈاکٹر۔۔ میری بہن ٹھیک تو ہے"
ناں۔" عادل نے نا سمجھی سے دریافت کیا تھا۔

جناب اب وہ پہلے سے کافی بہتر ہیں۔ مگر کیس ہسٹری"
دیکھنے کے بعد میں آپ کو یہی مشورہ دونگا کہ پلیز آپ
مریضہ کے سامنے کسی بھی قسم کی شاکنگ بات کرنے کے
گریز کریں۔ وہ خاصے طویل عرصہ تک کوما میں رہی
ہیں۔ اور پھر کچھ روز قبل ہی وہ کومہ کے دردناک پیریڈ سے

باہر آنے میں کامیاب ہو سکی ہیں۔۔السوشی ہیز لوسٹ ہر میموری۔۔سوبی کیئر فل۔۔"ڈاکٹر کے تفصیلی لہجے پر انکا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا تھا۔

"ڈاکٹر ہالہ ٹھیک تو ہو جائے گی ناں؟" لہجے میں ایک آس سی در آئی تھی۔

"ان شاءاللہ آگر اللہ نے چاہا تو ضرور۔۔مگر آپ نے بہت احتیاط سے کام لینا ہے اِن کے دماغ پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا۔مزید زہنی دباؤ کے باعث مرئضہ کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے برین ہیمرج، نروس بریک ڈاؤن یا پھر ہو سکتا ہے کہ ان کی یاداشت کبھی واپس ہی نہ آئے۔"ڈاکٹر کی

اس قدر سنگین گفتگو پر دونوں فریقین کے چہروں کے رنگ فق پڑ گئے تھے۔

"اللہ نہ کرے۔۔ کیا ہم ہالہ کو گھر لے جا سکتے ہیں۔" حیدر نے جھٹ تردید کرتے سوال دغا تھا۔۔

"ضرور لے جا سکتے ہیں مگر ان کے ہوش میں آجانے کے بعد۔۔ اکسکیوز می۔" ڈاکٹر تو اکسیکوز کرتا جا چکا تھا۔ مگر حیدر دُرانی اور عادل انصاری کو ایک نئی مشکل میں ڈال گیا تھا۔ کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند ہسپتال کے کوریڈور میں اپنا سر تھام کر بیٹھے وہ دونوں جوان سال مرد صدیوں کے تھکن زدہ نظر آرہے تھے۔۔

انزلنانے رو رو کر آسمان سر پر اُٹھالیا تھا۔مالا ہمدانی بہت مشکلوں سے بس اپنے ہی کمرے کی صفائی کر سکی تھی۔ محل جیسے گھر کی صفائی کرنا اُس اکیلی کے بس کی بات ہر گز نہیں تھی۔ میل ملازمین ہونے کے باعث وہ سب کی چھٹی کر چکی تھی۔ جھاڑ پونچھ کر کے وہ کچھ دیر قبل ہی اسے سوتا چھوڑ کر نہانے کے لئے واشروم گئی تھی۔ جبکہ اب وہ جاگ چکی تھی اور اب بھوک سے مسلسل تڑپ رہی تھی۔

بس بس آگئی میری گڑیا۔۔۔اتنا رونا کیوں ڈالا ہوا" ہے۔۔" جلدی سے باہر آتی وہ اسے گود میں اُٹھا چکی تھی جو اب دبی دبی سی سسکیاں لے رہی تھیں۔

بس اب رونا نہیں۔۔ ہم جلدی سے ڈنر کریں گے اور پھر" نینی بھی کریں گے۔" اسے بہلاتی ہوئی وہ نیچے کچن کی جانب بڑھی تھی۔ جبھی اسے وہاں کسی کی موجودگی کا گماں سا گزرا تھا. جیسے وہ نظر آنداز کرتی کچن میں آگئی تھی۔

ابھی وہ انزلنا کے لئے فیڈر تیار کر کے پلٹی ہی تھی۔ کہ عقب سے لبوں پر آتے مردانہ ہاتھوں کی سخت گرفت کے باعث وہ جھٹپٹا اُٹھی تھی۔۔مالا کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہوئیں

تھیں گھٹی گھٹی سی چیخوں اور پر زور مزاحمت کرتی مالا خوف سے کانپ اُٹھی تھی۔

جبھی بلیک ہڈی میں ملبوس کسی نسوانی وجود نے آگے بڑھ کر اس کی بیٹی کو گود میں اُٹھالیا تھا۔ جو مسلسل بھوک سے رو رہی تھی۔ مزاحمت کرتی مالا نے تیزی سے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ دئے تھے۔۔۔

کون ہو تم لوگ؟ اور میرے گھر میں کیا کر رہے ہو؟ چھوڑو میری بیٹی کو۔" چیل کی سی تیزی سے انزلنا کی جانب لپکتی وہ ہزدیانی سی ہو کر چیخ اُٹھی تھی۔ کورڈ چہرے پر

مکروہ تاثرات سجائے وہ اس کے بال کھینچ کر چہرے پر تھپڑ رسید کرتا زمین پر پٹخ چکا تھا۔

انزلنا! میری بچی۔۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے اس کی جان" بخش دو۔۔" مالا کی چیخ وپکار پر بغیر کان دھرے وہ تیزی سے گھر سے باہر نکل گئے تھے۔۔ لڑکھڑاتے قدموں سے ان کے پیچھے بھاگنے کی سعی کرتی وہ دروازہ کھول کر روڈ پر آگئی تھی۔۔ جبکہ وہ دونوں نفوس تاریکی کا فائدہ اُٹھا کر غائب ہو گئے تھے۔

میری بیٹی ! یااللہ ! کوئی میری مدد کرو۔۔ میری"
بیٹی۔۔۔" دوپٹے سے ندار ننگے پاؤں، اجاڑ سی حالت میں
روتی بلکتی وہ بس بھاگتی چلی جارہی تھی۔ جبکہ رہائشی حصہ کی
سنسان گلیوں میں اس کی فریاد سنُنے کے لیے کوئی زی روح
موجود نہیں تھی۔

انزلنا!" وہ غیر شناسہ راستوں پر بھاگتی نجانے کہاں سے"
کہاں نکل آئی تھی۔ جبھی پیچھے سے آتی ایک تیز رفتار گاڑی
اُس کے قدموں میں آکر ٹھہری تھی۔ جس میں سے چار
سے پانچ اوباش لڑکے کُود کر باہر نکلے تھے۔

کہاں جا رہی ہو چھمک چھلو۔۔ آؤ ہم چھوڑ دیں۔" مقابل"
چار سے پانچ افراد کا جھنڈ دیکھ مالا کے حواس معطل ہو کر رہ
گئے تھے۔ آنکھوں کے سامنے آندھیرا سا چھانے لگا
تھا۔ جبکہ وہ مزید آگے بڑھتے قدم اُٹھا رہے تھے۔ مالا
مسلسل قدم پیچھے کی جانب اُٹھا رہی تھی۔

اؤ پکڑا سے!" مالا کو یکدم بھاگتا دیکھ وہ اس کے پیچھے دوڑ"
پڑے تھے۔ جبکہ وہ بغیر پیچھے دیکھے اَندھا دُھند بس بھاگتی چلی
جا رہی تھی۔ ان دیکھے راستوں اور گلیوں میں دل ہی دل
میں اللہ سے مدد پُکارتی مالا ہمدانی دنیا کی بد قسمت ترین لڑکی
واقع ہوئی تھی۔

رات کی وحشت ناک خاموشی میں ننگے سر اور ننگے پاؤں زخمی پیروں کی پرواہ کئے بغیر وہ خوف زدہ سی مسلسل بھاگ رہی تھی۔ کنکریاں لگنے کے باعث پاؤں لہولہان ہو رہے تھے۔ خون الود پیروں کے باعث روڈ پر قدموں کے نشان بنتے چلے جا رہے تھے۔ جبکہ وہ بکھری سی حالت میں بغیر دوپٹے کے بس بھاگتی چلی جا رہی تھی۔

خوفزدہ نگاہوں سے رُخ موڑ کر پیچھے دیکھا جہاں دور سے ہی کچھ لوگوں کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ جیسے کوئی تھا۔ جو تعقب میں پیچھے آ رہا تھا۔

کمزوری کے باعث لڑکھڑاتے پیروں سے وہ بے ساختہ ہی پاس بنے قبرستان کا کھلا در وازہ دیکھ اندر چلی گئی تھی۔

قبرستان کی نرم مٹی نے جیسے جلتے پیروں کو ٹھنڈک سی بخش دی تھی۔ گرتی پڑتی وہ ایک قبر کی آڑ میں جا کر چھپ گئی تھی۔

"یااللہ میری حفاظت کر۔" آسمان کی جانب نم نگاہیں اٹھا کر خاموش لبوسے فریاد کرتی وہ بہت بے بس دکھائی دے رہی تھی۔اور شاید دور آسمانوں پر عرش والے نے اپنی مخلوق کی یہ دعا قبول کی تھی۔اور اس کے تعقب میں آتے افراد پاؤں کو نشان پر غور کئے بنا ہی اپنے قدموں کا رخ موڑتے مخالف

سمت میں چلے گئے تھے۔۔ جبکہ وہ نقاہت اور کمزوری کے باعث لہرا کر ایک قبر نما گڑھے میں جا گری تھی۔۔۔

(ماضی)

"حیدر!!!" دُرانی ولا کے ہال میں گونجتیہالہ انصاری کی چہکتی آوازوں پر سب ہی افراد چونک کر متوجہ ہوئے تھے۔ وہ خوشی سے اونچی آواز میں پُکارتی اس کے نزدیک آئی تھی۔۔ عقب سے آتے شرجیل کی آنکھوں میں ناگواری سی اُبھری تھی۔۔

اوہ ہالہ ! واٹ اپلیزنٹ سرپرائز۔۔ تم ہنی مون سے "" کب واپس آئیں۔" حیدر چہکتی ہوئی ہالہ کے ساتھ ہائی فائیو کرتا حیرانگی سے بولا۔۔

ہم تو صبح کی فلائٹ سے واپس آئے ہیں جناب۔۔ مگر تم یہ " بتاؤ میری غیر موجودگی میں تم نے کس گوری میم کو پسند کر لیا ہے بھئی۔ وہ بھی مجھ سے پوچھے بغیر ہی۔۔" وہ شوخی سے کندھے پر ہاتھ مار کر آنکھیں نچا کر بولی۔۔۔ حیدر نے ناراض نظروں سے پاس کھڑی زویا کو دیکھا جو شرارت سے دانت دیکھا کر رہ گئی تھی۔۔ جبکہ وہ گھور کر شرجیل کی جانب متوجہ ہوا۔۔

ہیلو شرجیل کیسے ہو یار!!" وہ سپاٹ تاثرات سے قریب "
آتے شرجیل کو دیکھ دو قدم آگے بڑھ کر گرم جوشی سے
بغل گیر ہوا۔

ہم نے کیسا ہونا ہے بھائی۔ ہماری بیگم تو آپ کی پسندیدگی "
کا سُن کر آدھے ہنی مون سے ہی واپس آ گئیں۔ ہم سے
زیادہ تو آپ لکی ہیں۔ جنہیں مالہ انصاری اسپیشل پروٹوکول
دے رہی ہیں۔" شرجیل کے لہجے میں چھپا طنز سمجھے بغیر ہی
دُرانی ولا کے ہال میں موجود تمام افراد بے ساختہ ہی قہقہہ
لگا اُٹھے تھے۔۔

یہ تو بنتا بھی تھا۔ آفٹر آل ہالہ میری بیسٹ بڈی جو"
ہے۔" حیدر ہالہ کی جانب دیکھ مسکرا کر بولا۔ جو زویا سے راز
و نیاز میں مصروف ہو گئی تھی۔

جناب ہم نے آپ کی بیسٹی سے شادی تو کر لی مگر آپ اور"
بیگم صاحبہ کی جڑواں بہن مجھے جہیز میں ملے ہیں۔ مجال ہے
جو دو لمحوں کے لئے بھی ہمیں تنہائی میسر آتی ہو۔ ہمارے
کباب میں ہڈی بننے کے لئے ہر وقت زویا دُرانی پیش پیش
ہوتی ہیں یا پھر حیدر دُرانی کے قصّے۔" شرجیل مزید طنز کے
تیر چلاتا پیر پر پیر رکھے کروفر سے صوفے پر بیٹھتا تنے
نقوش میں ناگواری سمو کر استہزایہ مسکرایا۔۔

"!!شرجیل"

"ہالہ سنو تمھیں حیدر بلا رہا ہے۔۔۔"

شرجیل نے ہالہ کو تمہاری منگنی میں نہیں آنے سے منع"
"کر دیا ہے۔

حیدر ہالہ کی شادی ہو گئی ہے تم اب ذرا اس سے فاصلے پر رہا"
"کرو۔

"ہیں ہالہ انصاری کو طلاق دے چکا ہوں۔۔"

"طلاق دے چکا ہوں۔۔۔۔

حیدر بھائی۔۔۔"وہ جو بیڈ کے سرہانے بیٹھا بے ہوش"
پڑی ہالہ کا ستا ہوا چہرہ تکتا ماضی میں گم ہو گیا تھا۔اچانک
پکار پر گڑ بڑا کر ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔۔

!!ہاں"

ہالہ کی طلاق نہیں ہوئی ہے ابھی۔۔"رنج و غم کی کیفیت"
میں مبتلہ زویا بہت تکلیف میں دکھائی دے رہی تھی۔اس
اچانک انکشاف پر وہ صدمے کی سی کیفیت میں مبتلہ ہو گیا
تھا۔۔

زویا تم یہ کیا۔۔۔بھلا ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔"وہ بے"
رابطہ سا جملہ ادا کرتا حواس باختہ رہ گیا۔۔

وہ آپ جائیں پلیز ! ! گھر جائیں بھابھی ڈھونڈ رہی ہیں آپ "
کو۔اب وقت کو نہیں پلٹا جا سکتا۔۔۔"زویا کے لہجے میں
ایک کرب سا تھا جو اسے ساکت کر گیا تھا۔۔۔۔

حیدر۔" وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا تھا۔ فلورا محبت "
بھرے آنداز میں اس کی پشست سے لگی تھی۔ حیدر نے
لب بھینچ لیے تھے۔

فلورا اس وقت میں کسی قسم کی بکواس سننے کے موڈ میں ہر "
گز نہیں ہوں۔۔ بہتر ہے تم فی الحال میرے روم سے باہر

چلی جاؤ۔" حیدر نے بغیر کسی لگی لپٹی رکھے اسے سخت لہجے مین جھڑک دیا تھا۔

"حیدر چار سال ہونے والے ہیں ہماری شادی کو کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے۔" وہ معصوم سا منہ کر بولی تھی۔

"کیوں؟ تمہیں تو صرف مجھ سے شادی کرنے کا بھوت سوار تھا ناں تو اب کیا ہوا؟ بس ختم ہو گئی تمہاری دو دن کی محبت؟" حیدر استہزائیہ مسکراہٹ سمیت طنزیہ لہجے میں پھنکارا۔

"اوہ پلیز حیدر! اسٹاپ دس نان سینس! میں آگر تمہاری بکواس کو نظر آنداز کر رہی ہوں تو اس کا یہ مطلب ہر گز

نہیں ہے کہ تمہارا جو دل چاہے تم وہ بولو گے۔" وہ سیخ پا ہوئی تھی۔

تو کس نے کہا ہے تمہیں مشرقی لڑکیوں کی طرح کسی قسم" کے بھی مظالم برداشت کرنے کو۔۔ تم تو آزاد ملک کی ایک آزاد خیال لڑکی ہو۔۔ اینڈ یو نو وہاٹ مجھے کوئی خاص قسم کا شوق نہیں ہے کسی بھی آزاد انسان کو اپنے ساتھ باندھ کر رکھنے کا تم اول روز کی طرح آج بھی اپنے فیصلوں میں آزاد ہو۔۔ جب تمہیں طلاق چاہیے ہو بس ایک بار مجھ سے فریاد کرنا۔" حیدر دُرانی سپاٹ لہجے میں بولتا فلورا کو اس کی اوقات یاد دلا گیا تھا۔ جبکہ وہ منہ میں زبان گھُماتی آئی برو

اٹھا کر اسے گھور رہی تھی۔ حیدر دُرانی سے محبت کی فلورانے بہت بھاری قیمت ادا کی تھی۔ اس کے ماں باپ اسے پراپرٹی سے عاق کر چکے تھے۔ حیدر سے پہلے کے سابقہ بوائے فرینڈز سے بریک اپ ہو چکا تھا۔ اور پاکستان میں حیدر دُرانی کے ساتھ وہ جس طرح کی شہانہ زندگی گزار رہی تھی یہ لائف اسٹائل افورڈ کرنا اس کے بس کی بات ہر گز نہیں تھی۔۔

لندن شہر آ گر پلٹ بھی جاتی تو زیادہ سے زیادہ کوئی چھوٹی موٹی جاب ہی ملتی جس پر بہت مشکل سے ہی گزارا ممکن ہو سکتا تھا۔۔ تو وہ بھلا مزید گھاٹے کا سودا کیونکر کرتی۔

حیدر میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔" وہ ایک بار پھر" نرمی سے ہاتھ تھامتی لجاجت بھرے آنداز میں گویا ہوئی تھی۔

اوہ رئیلی! تو پھر یہیں مری رہو۔اور خبردار جو میرا دماغ" خراب کیا تو۔" حیدر اس کا ہاتھ جھٹکتا ہوا ڈریسنگ روم میں گم ہو گیا تھا۔

جبکہ وہ دماغ میں سوچوں کے نئے تانے بانے بُنتی دوسری ہی دنیا میں گمُ تھی۔

ہالہ کے سرہانے کھڑی زویاء کتنی ہی دیر سے محض اس کا چہرہ تکے جا رہی تھی۔۔جو دنیا و مافیہ سے بیگانہ خاموش پڑی تھی۔رخساروں پر سے پھسلتے آنسوؤں کو بیدردی سے پونچھتی وہ اس کے ماتھے پر پیار کرتی روم سے باہر نکل آئی تھی۔جبھی موبائل کی اسکرین روشن ہوئی تھی۔

چونک کر توجہ دی جہاں زاویار کا پاکستانی نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔زویاء کو یکدم ہی حیرت آنگیز جھٹکا لگا تھا کیا وہ "پاکستان واپس آ گیا تھا؟

موبائل کی گھنٹی بج بج کر خاموش ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ ساکت وجامد بس اسکرین کو گھورے جا رہی تھی۔ جبھی پاپ اپ نا ٹیفیکشن میں میسج جگمگایا تھا۔

کبھی کبھی مجھے خود پر ہنسی آتی ہے کہ میں نے ایک ایسی خود غرض لڑکی سے دل لگایا ہے جس کے نزدیک میری بے لوث محبت کی کوئی قدر ہی نہ تھی۔ جیسے نہ تو میری قدر ہے اور نہ ہی میرے جذبات کی۔۔ لیکن میں بھی کس قدر عزت سے عاری انسان ہوں۔۔ ہر بار تم جیسی انا پرست خود غرض لڑکی کے آگے محبت کی بھیک مانگنے کشکول تھامے دربار میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اور تم ہر بار مجھے خالی دامن ہی

لوٹا دیتی ہو۔۔"زاویار کے استہزائیہ جملے پڑھتی زویاء کی آنکھوں سے نکلتا گرم سیال رُخساروں پر بہنے لگا تھا۔

تین سال آج وہ پورے تین سال بعد خود اپنی انا کو مارتی زاویار کا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔ جبکہ دوسری جانب سے پہلی ہی بیل میں کال ریسیو کر لی گئی تھی۔ مقابل کی بیتابی محسوس کرتی وہ سسک اُٹھی تھی۔

زویاء کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟"ایک بار پھر سب کچھ" فراموش کئے وہ تڑپ اُٹھا تھا۔

زاویا۔ر۔۔۔"بے رابطہ نم سرگوشی میں نام پکارتی بے" بسی سے رو پڑی تھی۔

زویاء تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔ پلیز مجھے بتاؤ ہوا کیا"

ہے۔۔ تم رو کیوں رہی ہو؟" اضطرابی کی سی کیفیت سے

دوچار وہ مسلسل اسے پکار رہا تھا۔۔ جو بس اپنے آنسو ضبط کر

رہی تھی۔

"!زاویار ہالہ"

ہالہ۔۔۔۔۔۔ وہ حیرت زدہ سا ٹھہر گیا تھا۔"

ہالہ مل گئی؟" مقابل کی آواز حیرت کی زیادتی سے بھاری"

ہو گئی تھی۔

زاویار ہماری ہالہ مل گئی ہے۔" رندھی ہوئی سی آواز میں "
بولتی زویاء کی ہچکی بندھ گئی تھی۔ جبکہ زاویار نے اس کی آواز
سن کر ایک لمحے کو آنکھیں موند کر وا کی تھیں۔

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے زویاء۔۔اس میں اُداس ہونے
یا رونے والی کیا بات ہے یار۔" دھیرے سے مسکراتا وہ چیئر
پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔آج کتنے ماہ بعد وہ مسکرایا تھا۔

"وہ ٹھیک نہیں ہے زاویار۔وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔شی
لوسٹ ہر میموری۔۔۔" پھپھک کر روتی وہ زاویار فاروقی
کے پاؤں تلے زمین کھینچ گئی تھی۔۔جبکہ وہ حیرت اور پھر
غصے کی زیادتی سے گنگ طیش میں رابطہ منقطع کرتا موبائل

دیوار پر مار کر توڑ چکا تھا۔ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھتی زویاء کی دبی دبی سی سسکیاں انصاری ہاؤس کے در و دیوار میں ہی دفن ہوتی جا رہی تھیں۔ بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے بیٹھے زاویار کی آنکھیں سرخ پڑ گئی تھیں۔۔ جبھی چھم سے ایک خوبصورت منظر نگاہوں کے سامنے کسی فلم کی مانند چلنے لگا تھا۔۔۔

-

موسم خاصہ خوش گوار تھا۔ شام کا وقت تھا۔ پیڑ پودوں پر چمکتے شبنمی قطرے آنکھوں کو تازگی سی بخش رہے تھے۔ جبکہ زوایار اپنے والد کی ہمراہی میں درانی مینشن کے لان میں موجود چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سجائے بیٹھا بہت ہی اہم موضوع پر محوِ گفتگو تھا۔

بھائی صاحب آخری فیصلہ تو آپ ہی کا ہو گا۔ مگر میں اُمید ”
کرونگا کہ اس بار فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔“ اپنے بیٹے

زاویار کے لئے زویاء کا ہاتھ وہ پہلے بھی دو مرتبہ مانگ چکے تھے۔اور دونوں ہی بار انکار کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مگر اس بار بیٹے کی مسلسل ضد پر وہ بہت اُمید سے دوبارہ عرضی لئے حاضر ہوئے تھے۔

"انکل! میں آپ کے انکار کی وجہ جانتا ہوں۔یقیناً اس انکار کی وجہ میرے پیرنٹس کی حال ہی میں ہوئی ڈائیورس ہے ناں۔" گھٹنوں کے بل دُرانی صاحب کے قدموں میں بیٹھتا وہ سنجیدگی سے بولا تو فاروقی صاحب نے لب بھینچ لئے۔

ایسی بات نہیں ہے بیٹا! دراصل اس رشتہ میں زویاء کی" رضامندی شامل نہیں ہے۔" انکشاف حد درجہ حیران کُن تھا۔

میں سمجھا نہیں انکل!" چہرے پر نافہم تاثرات سجائے وہ" حیرت زدہ سارہ گیا تھا۔

زویاء آپ کے رشتے کے لئے رضامند نہیں ہے" بیٹا۔" درانی صاحب کو سلجھا ہوا سا زاویار پہلی نظر میں ہی بھا گیا تھا مگر زویاء کا انکار ناقابل قبول تھا۔ زاویار نے اُس جھکّی لڑکی کی ضد پر لب بھینچ لئے تھے۔

انکل آگر میں آپ سے کہوں کہ زویاء صرف اس وجہ" سے انکاری ہے کہ میرے پیرنٹس کی ڈائیورس کہیں آپ لوگوں کے لئے سبکی کا باعث نہ بن جائے تو۔" دُرانی صاحب نے تاسف زدہ سانس خارج کی تھی۔۔

"بیٹا یہ تو اللہ کے فیصلے ہوتے ہیں۔۔ خیر میں زویاء سے بات کرونگا۔" وہ زاویار کے بارہا اسرار پر بلآخر اُمید کا جگنو اس ہاتھ میں تھما ہی گئے تھے۔ جبکہ وہ اوّل روز سے آج تک ایک بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر وہ شروع دن سے اس رشتے کے لئے انکار کیوں کرتی تھی۔۔۔

زویاء آخر اس بچے میں خرابی ہی کیا ہے؟ پہلے تو تم اس" رشتے کے لئے راضی تھیں۔ وہ رشتہ لے کر آنے والا تھا۔ اور پھر تمہارا یونی فیلو بھی ہے۔ تو پھر اب کیا مسئلہ ہے۔" صائمہ بیگم زرا سختی سے باز پرس پر اُتر آئی تھیں۔ جبکہ وہ مسلسل ہونٹ چبا رہی تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے، آگر آپ دونوں کو وہ اتنا ہی پسند آ چکا ہے تو پھر ہاں کر دیں۔" درشتگی سے بولتی وہ روم سے باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ وہ اپنی بیٹی کی اس قدر سفاکی پر محض حیرانگی ظاہر کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔

وہاٹ ! بابا آر یو سیر یس ! کیا واقعی دُرانی انکل اس نکاح کے لیے ہامی بھر چکے ہیں ؟'' زاویار موبائل کان سے لگائے حیرت سے گنگ رہ گیا تھا۔

جی برخوردار ! اور اب آپ جلد از جلد پاکستان واپسی کی تیاری کریں۔۔ کیونکہ وہ جلدی نکاح کرنا چاہ رہے ہیں۔'' فاروقی صاحب نے بیٹے کی خوشی محسوس کر سکون بھرا سانس خارج کیا تھا۔

بس بابا میں کل کی فلائٹ سے پاکستان واپس آ رہا'' ہوں۔ آپ سارے انتظامات دیکھ لیں۔۔ بلکہ میں خود دیکھ

لوں گا۔۔بس آپ میری شادی کی تیاریاں کریں۔"زاویار کے جذباتی انداز پر وہ بے ساختہ ہی قہقہہ لگا اُٹھے تھے۔

خیر سے آؤ بیٹا۔اور میری دعا کہ یونہی ہنستے مسکراتے رہو۔آمین۔" دعائیں دیتے وہ اپنی آنکھوں میں در آئی نمی پونچھ گئے تھے۔اُن کی شریک حیات اس عمر میں ساتھ چھوڑ جائیں گی اسے انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔کجا کہ حقیقت حد سے زیادہ خوفناک تھی۔۔

حیدر یہ کیا کہ رہے ہو تم بیٹا!"کیا واقعی تم اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔"حیدر نے دو روز قبل ہی فلورا کو اپنے

ماں باپ سے ملوایا تھا۔ جبکہ وہ حیدر کے اس قدر اچانک تقاضے پر جتنا حیران ہوتے کم تھا۔

"ماما میں فلورا سے محبت کرتا ہوں۔۔اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تو پلیز۔۔آپ لوگ فضول کی ضد چھوڑ دیں۔" اس بار وہ برہمی سے گویا ہوا تھا۔ ہالہ اور شرجیل کو ہنی مون پر گئے تین ماہ ہونے کو آئے تھے۔ مگر شاید ابھی تک ان کا واپسی کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"حیدر۔۔۔ تمہاری ماں اپنی جگہ درست ہے۔۔وہ مغربی لڑکی کیا کبھی ہماری روایات کو قبول کر سکے گی۔۔ ہمارا رہن سہن، پہناوٗا، کھانا، پینا سب ایک دوسرے سے بہت مختلف

ہے۔ ہمارے اور اس لڑکی کے کلچر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور پھر ہماری نسل کیا اب ایک غیر مذہب کی لڑکی کے ہاتھوں پروان چڑھے گی۔" درانی صاحب تاسفی لہجے میں گویا ہوئے تھے۔ جبکہ وہ سنجیدگی سے لب بھینچے بیٹھا تھا۔

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے بابا۔ فلورا پہلے ہی بہت مشکل سے راضی ہوئی ہے۔ مزید میں کسی قسم کی کوئی بدمزگی نہیں چاہتا۔ بہتر یہی ہے آپ زویاء کے نکاح کے ساتھ ساتھ میری اور فلورا کی شادی بھی اناؤنس کر دیں۔ فلورا یہاں اکیلی ہے۔ تو نکاح کہ بعد وہ اسی گھر میں رہے گی۔" حیدر

کے لب و لہجے پر وہ دونوں میاں بیوی جتنا حیران ہوتے کم تھا۔ پچھلے دو ماہ سے حیدر کا رویہ ایسی طرح کا عجیب ہو گیا تھا۔ نجانے کیوں وہ اس قدر تلخ ہو گیا تھا۔ چار و نچار بلآخر انہیں اس کی بات ماننی ہی پڑی تھی۔

صبح کا سورج خود میں ایک الگ ہی تقویت لئے مشرق کی جانب سے طلوع ہوا تھا۔ بلآخر وہ دن بھی آن پہنچا تھا۔ جب زاویار فاروقی کی محبت مکمل طور پر اس کی دسترس میں آنے والی تھی۔ آج اس کے چہرے کی چمک ہی نرالی تھی۔ چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ سجائے وہ

دُرانی ہاؤس کے لاؤنج میں موجود تھا۔ جبکہ زویاء مینشن کے آندرونی حصے میں موجود تھی۔

"سب سے پہلے حیدر" نکاح کی بہت بہت مبارک ہو۔" زاویار سے بغل گیر ہوا تھا۔ جبکہ ان دونوں کا نکاح کچھ دیر قبل کچھ دیری کے وقفے سے ساتھ ہی منظور ہوا تھا۔

"آپ کو بھی نکاح بہت بہت مبارک ہو سالے صاحب۔" زاویار کے پر شوخ لہجے پر وہ دھیمے سے مسکرایا تھا۔ جبکہ اب وہ شرجیل سے بغل گیر ہوا تھا۔۔ جو نجانے کیوں مگر آج اُکھڑا اُکھڑا سا محسوس ہوا تھا۔ زاویار کے چہرے سے تو مسکراہٹ ایک پل کے لئے بھی جدا نہیں

ہوئی تھی۔ وہ اپنی محبت کی تکمیل پر بے حد خوش تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اصل امتحان تو اب شروع ہونے کو تھا۔۔۔

سب ہی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ جبکہ حیدر ایک طرف کو خاموش بیٹھا اپنے فیصلے کے بابت سوچتا گہری سوچ میں گم تھا۔ نجانے جلد بازی میں اُٹھایا گیا قدم مستقبل میں اس کے لئے کس قدر پریشانیاں کھڑی کرنے والا تھا۔ جن سے فی الحال وہ لاعلم ہی تھا۔

کھٹکے کی آواز پر سنگھار آئینے کی عین سامنے کھڑی زویاء آئینے میں نظر آتے عکس کو دیکھ ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔ سفید

شلوار سوٹ میں ملبوس فینسی مردانہ شال کندھوں پر ڈالے چہرے پر شرارتی مسکان سجائے وہ بلا کا حسین لگ رہا تھا۔ ہینڈسم تو وہ پہلے ہی بہت تھا۔ تضاد اس کی شخصیت سے جھلکتا رعب اسے مہبوت کر گیا تھا۔ زویاء کچھ لمحے تو محویت سے بس اسے تکتی ہی رہ گئی تھی۔ جبکہ وہ اس کی محویت کا فائدہ اُٹھاتا خاصہ نزدیک آ چکا تھا۔

"مسز نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟" زاویار چہرے پر رقص کرتی شرارتی مسکان ضبط کئے آنکھ کا کونا دباتا آئی برو زاٹھا کر گویا ہوا تھا۔ زویاء گڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی تھی۔

میں۔۔۔۔۔یہ۔۔تم۔۔آندر۔۔میرا مطلب"
آپ۔۔"اس قدر غیر متوقع صورت حال میں الفاظ گم سے ہو گئے تھے۔شرمندگی سے سُرخ پڑتے چہرے پر ہاتھ پھیرتی وہ گڑبڑا سی گئی تھی۔

جی جی میں۔"اس کی حالت سے خظ اُٹھاتا ایک قدم مزید" نزدیک آیا تھا۔جبکہ وہ بوکھلاہٹ میں دو قدم دور ہوتی بیڈ کی جانب بڑھی تھی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟ میں نے یہ نکاح بس اپنے ماں باپ "
کی خوش کی خاطر کیا ہے۔۔ خبر دار جو میرے قریب بھی
آئے۔۔" رخُسار پر سایہ فگن پلکیں مسلسل لرزاہٹ کا شکار
تھیں۔ جبکہ وہ شرارت سے قدم اُٹھاتا مسلسل نزدیک آرہا
تھا۔۔ وہ بوکھلاہٹ میں بیڈ پر جا گری تھی۔

جانم جب ماں باپ کی خاطر نکاح کو قبول کر لیا ہے۔ تو"""
ناچیز کو بھی قبول کر لیں۔۔" وہ بیڈ پر ساتھ بیٹھتا شرارتی
لہجے میں گویا ہوا تھا۔ وہ بدک پر بیڈ سے اُٹھ کھڑی ہوئی
تھی۔ نازک سی کلائیوں میں چمکتی کانچ کی چوڑیوں کی
کھنکھناہٹ نے ماحول میں ایک ارتعاش سا برپا کر دیا تھا۔۔

یہ کیا طریقہ ہے۔آپ آخر کس کی اجازت سے میرے ""
روم میں آئیں ہیں؟"ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آواز
لڑکھڑا گئی سی تھی۔وہ قہقہہ لگا اٹھا تھا۔

جانم کچھ دیر پہلے آپ ہمارے نکاح کو قبول کر کے تمام تر"
جملے حقوق میرے نام کر گئی ہیں۔تو پھر اجازت
کیسی۔۔"سفید کرتے شلوار میں ملبوس وہ بلا کا حسین لگ رہا
تھا۔۔چہرے پر رقص کرتی مسکراہٹ دیکھ وہ خائف سی
نگاہوں کا رُخ پھیر گئی۔

کیا زیادہ پیار الگ رہا ہوں مسز!جو آپ کی نظریں ""
مسلسل میرے ہی چہرے کا طواف کئے جا رہی ہیں۔"وہ

اٹھ کر کب اس کے نزدیک آتا ہاتھ بھر کے فاصلے پر ٹھہرا تھا اسے خبر ہی نہ ہو سکی تھی۔۔وہ چونک کر پلٹتی راہِ فرار تلاش کرنے لگی تھی۔

آہاں!! بھاگ کہاں رہی ہیں۔ذرا ٹھہر تو جائیں!!"وہ" کلائی تھام کر ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچتا اس کی فرار کی تمام تر راہیں مسدود کر گیا تھا۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔"مزاحمت کرتی وہ رو دینے کو ہوئی" تھی۔۔

اوکے! مگر پہلے ذرا میری بات تو سُن لیں۔۔"وہ اس کی" کلائی آزاد کرتا اب ذرا سنجیدگی سے بولا تھا۔جو آنکھوں میں

ڈھیروں شکوے لئے اس کی مسکراتی نگاہوں میں دیکھ رہی تھی۔

میں نہیں۔۔۔" وہ ایک بار پھر موقع کا فائدہ اٹھا کر بھاگنا" چاہ رہی تھی جو اسے ایک جھٹکے سے پیچھے دیوار سے لگاتا دونوں اطراف میں ہاتھ رکھتا اسے قید کر چکا تھا۔

زاویار فاروقی!!! دور رہیں مجھ سے ورنہ۔" وہ زچ" ہوتی انگشت شہادت اُٹھا کر وارن کرتی گھور کر بولی۔ جو اس کی پتلی حالت دیکھ مسرور سا مسکرا آیا تھا۔۔

شادی سے پہلے تو آپ شیرنی بنی گھومتی تھیں اور اب" بالکل بھی بھیگی بلی بن گئی ہیں۔۔ کچھ سیکھیں اپنی دوست

سے۔کیسے شرجیل احمد اس کے آگے پیچھے گھومتا ہے۔۔"اُس کا اشارہ جس طرف تھا وہ اس کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔۔

یو۔۔۔"وہ تلملا کر جھپٹنے کو تیار تھی جبھی وہ اسے قابوں" کرتا ذرا قریب ہو کر اس کے کان کی جانب جھکا۔۔

نکاح بہت بہت مبارک ہو مسز!!!اور ہاں تمام تر قانونی" اور شرعی اجازت نامے موجود ہونے کے باوجود میں آپ کے کمرے میں آپ کے والدین سے اجازت لے کر آیا ہوں۔۔"وہ کان کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولتا کچھ لمحوں کے لیے اس پر اپنا حصار باندھ چکا تھا۔۔

میری زندگی میں آنے کا شکریہ!!"نرمی سے ہوا کی رفتار سے گال کو چھو کر وہ تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔۔جبکہ وہ اس کے سحر میں جکڑی یونہی ساکت کھڑی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زویا۔۔۔چلواؤ سیلفی بناتے ہیں۔۔۔"زاویار کو گئے کافی" دیر ہو چکی تھی۔اپنی فراک کا گھیر سنبھالتی ہالہ کب روم میں آئی تھی اسے خبر ہی نہ ہو سکی تھی۔

ہاں ہاں۔۔چلواؤ۔۔"ہالہ کی آواز پر وہ گڑبڑا کر ہوش میں" آئی تھی۔

ہاہاہا!! لڑکی اپنے چہرے کا رنگ دیکھو ذرا۔اسے فق ہو رہا"
ہے۔جیسے کوئی بہت بڑی چوری کرتی پکڑی گئی
a ہو۔۔"ساتھ آکھڑی ہوتی ہالہ قہقہہ لگا اٹھی تھی۔

چپ کرو تم بد تمیز۔۔اور مجھے چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھیں"
ہاں۔۔۔"خجالت کے باعث سرخ پڑتے چہرے کے
تاثرات سنبھالتی وہ اُلٹا ایسی پر چڑھ دوڑی تھی۔۔

زہِ نصیب۔۔آج تو صبح صبح آپ کا دیدار ہو گیا۔"جوگنگ"
سوٹ میں ملبوس حیدر اپنے کمرے کی ونڈو سے ہالہ کو گھر

کے لان میں مخصوص کیاری کے پاس بیٹھا دیکھ نزدیک آتا خوشگوار لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"آپ یہاں۔" ہالہ کو الصبح حیدر کی موجودگی پر اچھنبا ہوا تھا۔

"کیوں ہالہ میں یہاں نہیں آسکتا؟ پہلے بھی تو آتا تھا ناں۔" مقابل کے دُکھی لہجے پر ہالہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ روز یہاں آتے تھے؟" وہ حیرت سے منہ کھول کر گویا ہوئی تھی۔

"ہاہاہا! ہاں کیونکہ مجھ سے باتیں کئے بغیر تمہارا دن ہی نہیں گزرتا تھا۔" وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

"اچھا! مگر میں ایسا کیوں کرتی تھی۔" لہجے میں معصومیت سمو کر بولتی وہ کوئی اور ہی لگی تھی۔

"کیونکہ میں تمہارا سب سے اچھا دوست ہوں۔۔اور دوستوں سے بات کئے بغیر کوئی رہ سکتا ہے بھلا؟" وہ اس کی دماغی کنڈیشن کے تحت نرمی سے بولا تھا۔

"دوست۔۔۔" زیر لب بڑبڑاتی وہ کچھ سوچنے کی کوشش میں کھو سی گئی تھی۔

"ہالہ! ہالہ کیا ہوا۔۔۔ کیا سوچنے لگی ہو۔" اُس کے چہرے پر اُبھرتے تکلیف دہ تاثرات دیکھ وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"میں۔۔۔ میں کچھ نہیں۔۔" دھیمی سی سرگوشی کرتی وہ ابھی بھی کشمکش کا شکار تھی۔

"ہالہ میری بات سنو۔۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے تمہیں ٹینشن لینے سے منع کیا ہے۔" اس نے رسانیت سے سمجھانا چاہا۔

"مجھے کیا ہوا ہے حیدر!" وہ بے ساختہ ہی اپنے سابقہ آنداز م میں اُسے پکار بیٹھی تھی۔ جبکہ حیدر کے دل کی ڈھڑکنوں کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔

پھر سے کہو۔۔۔" وہ لہجے میں بے پناہ چاہت سموئے"
ٹرانس میں بولتا دو قدم نزدیک آیا تھا۔

کیا کہوں؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔"

حیدر پُکارو! جیسے پہلے پُکارا کرتی تھیں۔" اپنی منتشر"
دھڑکنوں اور بہکتے لہجے پر قابو کرتا وہ ہلکی سی مسکراہٹ
چہرے پر سجائے گویا ہوا تھا۔

کون حیدر!" ہالہ نے یکدم انجان لہجے میں پوچھا تو وہ"
کرب سے دو پل کو آنکھیں موند گیا۔

ہالہ تم ایک کام کرو۔۔ابھی آندرا اپنے روم میں جاؤ بلکہ "
آنٹی۔۔اپنی ماما کے پاس چلی جاؤ۔انہیں تمہاری بہت
ضرورت ہے۔وہ بیمار ہیں۔۔ تمہیں اپنے پاس دیکھیں گی تو
انہیں اچھا لگے گا۔" وہ سمجھانے والے آنداز مین گویا ہوا
تھا۔

تم جارہے ہو۔۔" اسے پلٹتا دیکھ وہ پکار اٹھی تھی۔"

"میں شام میں آؤنگا۔۔پھر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

سچی۔" وہ یکدم ہی کسی چھوٹے بچے کی طرح کھل اُٹھی"
تھی۔حیدر مسکرا کر اس کا گال تھپتھپاتا ہوا وہاں سے پلٹ گیا
تھا۔

سورج کی الودعی کرنیں زمین پر پڑتے ہی زمین زادوں کی چال میں پُھرتی سی کوند گئی تھی۔ گزرے پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔ زاویار شہرت کی بلندیوں پر پہنچ چکا تھا۔ پاکستان کا ایک مشہور سنگر تو وہ پہلے ہی تھا مگر ایک طویل عرصہ یورپ میں بیتانے کے بعد وہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ انگلش سونگز میں شہرت پانے کی باعث دنیا بھر میں خاصی مقبولیت حاصل کر چکا تھا۔ دنیا بے انتہا خوبصورت سہی۔۔ مگر اس کی نظر کی خوبصورتی تو پاکستان میں موجود ایک سانولی کے حسن پر جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ دل کی دنیا

اس واحد چہرے پر رتھمتی ہوئی محسوس ہوتی
تھی۔ دھڑکنیں منتشر ہو جاتی تھیں۔۔اس کی ہر لغزش کے
دفاع کے لئے دل دماغ سے جنگ کرنے پر اُتر آتا تھا۔اور
جیت ہمیشہ دل کی ہوتی تھی۔ مگر وہ پتھر دل لڑکی۔۔جو
سالوں پہلے اس کی ہو کر بھی اس کی نہ ہو سکی تھی۔

بلیو کلر کی لیٹئسٹ موڈل اسپورٹس کار کا آٹو میٹک ڈور کھولتا
وہ ابھی ایک انٹر نیشنل موبائل کمپنی کے ساتھ کمرشلز کے
لئے کونٹریکٹ پیپر سائن کر کے بلڈنگ سے باہر نکلا
تھا۔۔وہ زرا سا جھکتا ہوا ابھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے ہی لگا
تھا کہ پیچھے کسی نسوانی وجود کی پُکار پر ٹھہر سا گیا تھا۔

سر میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں۔۔ کیا میں آپ"
کے ساتھ ایک تصویر لے سکتی ہوں۔" اب وہ ان محبتوں کا
عادی ہو گیا تھا۔ وہ اکثر اس طرح کی صورت حال سے زچ
ہو جاتا تھا۔ مگر پھر چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ سجاتا وہ
اس نازک سی لڑکی سے ذرا فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔
تھینکیو سو مچ سر!" وہ لڑکی ایک ساتھ دو تین سلیفیز لیتی"
شکریہ ادا کرتی چلتی بنی تھی۔ جبکہ وہ مزید کسی کی بھی
نظروں میں آئے بغیر جھٹ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ فاروقی
صاحب کے بارہا اسرار کے باوجود اس نے کبھی اپنے ساتھ
باڈی گارڈز رکھنے کی جھنجھٹ نہیں پالی تھی۔ تیز رفتاری

سے بھاگتی گاڑی سیدھی دُرانی مینشن کے پورچ میں آکر ٹھہری تھی۔

"السلام علیکم سر!" وہ جیسے ہی کار سے باہر آیا گارڈ دوڑ کر اِس کی جانب آئے تھے۔

"علیکم السلام! سب لوگ گھر میں ہیں؟" سن شید چڑھاتا وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اُڑستا سوالیہ بولا۔

"سب لوگ گھر میں ہی ہیں سر! آپ اتنے سالوں بعد اچانک!" وہ اپنی چھوٹی بی بی کے شوہر کو دیکھ پر جوش ہو گیا تھا۔

کیوں بابا میں نہیں آسکتا۔۔" وہ ان کی محبت پر دھیرے "
سے مسکرایا تھا۔

صاحب آپ کا گھر ہے۔۔۔آپ کو پتہ ہے میں نے کچھ "
روز پہلے آپ کی تصویر ایک انگریزی اخبار میں دیکھی
تھی۔میری چھوٹی بیٹی آپ کو بہت شوق سے سنتی
ہے۔۔اسے آپ کے انگریزی گانے بہت پسند ہیں
جی۔" وہ مزید پر جوشی سے بولتا زاویار کو مسکرانے پر مجبور
کر گیا۔

بہت شکریہ بابا! دیکھیں میں باتوں میں تو بھول ہی گیا کہ "
آپ کیسے ہیں۔" زاویار کو جھٹ اپنے سر درویہ کا احساس
ہوا تھا۔ زویاء کا غصہ وہ سب پر اُتار رہا تھا۔

میں بالکل ٹھیک ہوں سر! اللہ کا کرم ہے۔ افف معاف "
کیجئے گا سر! دیکھیں میں نے آپ کو باتوں میں لگا لیا۔ یہاں تو
بہت دھوپ ہے آپ کو پسینہ آنے لگا ہے۔" وہ جھٹ
خیال آنے پر بولے۔

نہیں نہیں بابا! بس آندر ہی جا رہا تھا میں۔۔" سن شیڈ کالر "
میں اُڑستا وہ آج پورے چار سالوں بعد دُرانی مینشن کی دہلیز
پھلانگ رہا تھا۔

وہ سیدھا ہال میں آیا تھا۔۔ جہاں سناٹا راج کر رہا تھا۔۔ آج ''
چھٹی والا روز تھا مگر اس کے باوجود یقیناً سب اپنے اپنے
کمروں میں موجود تھے۔

کسی خیال کے تحت وہ اسی خاموشی سے سیڑھیاں پھلانگتا
سیدھا زویاء کے کمرے کی جانب بڑھا تھا، ایک گہری سانس
کھینچتا وہ روم کا دروازہ کھولتا ہوا جیسے ہی داخل ہونے لگا تھا کہ
عین اسی وقت کمرے سے باہر نکلتی زویاء سے زوردار
تصادم ہوتا گر وہ بروقت اسے نہ تھامتا۔

"افف !اپنا سر تھامتی وہ آہستگی سے آنکھیں کھولتی اپنے چہرے کے بے حد نزدیک زاویار کا چہرہ دیکھ حیرت زدہ سی رہ گئی تھی۔

"یہ چلتے چلتے ٹکرانے کی عادت گئی نہیں تمہاری۔"اس کی کمر سے ہاتھ نکلاتا وہ خشمگین نظروں سے گھورتا ہوا کمرے میں داخل ہوتا گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

"تم۔۔۔۔"

"آپ۔۔"زاویار نے گھور کر تصیح کی تھی۔جبکہ وہ آنکھیں چھوٹی کئے گھورتی ہوئی نزدیک آئی تھی۔

آپ یہاں کر رہے ہیں؟" وہ اسے دیکھ دلی طور پر حیرت
زدہ سی مگر خوش ضرور ہوئی تھی جو پہلے سے زیادہ ہینڈسم
ہو گیا تھا۔ ابھی کچھ لمحے پہلے ہی تو دل نے شدت سے اسے
یاد کیا تھا۔ اور اب یوں اچانک سامنے آنے پر وہ گڑبڑا سی گئی
تھی۔

"میرا سسرال ہے جب چاہے آؤں یا جاؤں۔ کیوں مس
زویاء درانی آپ کو کوئی تکلیف ہے کیا؟" آئی برو اٹھا کر بولتا
وہ زار گھور کر بولا۔۔ جبکہ وہ اس کے طرز تخاطب پر لمحوں
کے لئے خاموش رہ گئی تھی۔

زویاء درانی نہیں۔۔۔ مسز زویاء زاویار فاروقی۔" کینہ توز" نظروں سے گھورتی وہ درستگی کروا گئی تھی۔ جبکہ وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔

اوہ رئیلی! مطلب میری بیوی بھی ہے اس دنیا میں۔۔۔ او" مائے گاڈ۔۔ مجھے یہ خبر اس قدر تاخیر سے پتہ لگ رہی ہے۔" وہ طنزیہ آنداز میں حیرت طاہر کرتا قہقہہ لگا اُٹھا تھا۔

زویاء نے یکدم پریشانی سے اسے دیکھا تھا اُس کی زہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

کیا ہوا۔۔۔ کہیں باہر رہ کر سستے نشے تو کرنے نہیں شروع" کر دئے جو اپنی بیوی تک کو بھول گئے ہو۔" غصّے سے بولتی

وہ قریب ہی جگہ بنا کر بیٹھتی تفیشش بھرے لہجے میں بولی تھی۔ جبکہ اس کے آنداز پر زاویار نے بے ساختہ اُمڈ آنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا۔

"نہیں نشے تو نہیں۔۔ بلکہ مجھے اپنی جان کی یاد آرہی ہے۔۔ کاش میں اسے اپنے ساتھ پاکستان لے کر آسکتا۔" زرا اُونچا ہو کر سرہانے سے ٹیک لگا کر بیٹھتا مدہوشی سے بولا تھا۔ جبکہ پاؤں بدستور لٹکے ہوئے تھے۔

"وہاٹ! کونسی جان۔۔ زاویار فاروقی آگر یہ کسی لڑکی کا چکر ہوا تو یاد رکھنا میں تمہیں بخشونگی نہیں۔" تیزی سے اُٹھ کر کھڑی ہوتی انگشت شہادت اُٹھا کر بولتی سیخ پا ہوئی تھی۔

ہنہ ! تم ہوتی کون ہو مجھ پر پابندیاں لگانے والی۔۔ میں اپنی" جان ایلی سے محبت کروں یا پھر عشق۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے۔" وہ بھی سخت تیوروں سے بولا تھا۔

ایلی ! یعنی تم سچ میں کسی لڑکی کے چکر میں پڑ گئے" ہو؟" صدمے سے دوچار وہ جھٹ آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔

ظاہر سی بات ہے جب اپنی بیوی منہ نہیں لگائے گی۔۔ تو" بندے کو تو باہر ہی کوئی آسرا تلاش کرنا پڑے گا ناں۔" زاویار کو اس کا تپا تپا انداز خوب بھا رہا تھا۔

تم۔۔۔بے شرم، بے حیا، بے وفا انسان ابھی اور ایسی" وقت نکلو میرے کمرے سے باہر۔۔۔فوراً باہر نکل جاؤ۔" غصے سے بولتی وہ اس کا مضبوط ہاتھ اپنی گرفت میں لیتی پورا زور لگا چکی تھی۔ جبکہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔

"اف! زاویار کتنے موٹے ہو گئے ہو تم۔" اپنی کوشش میں ناکام اس کے ورزشی تواناں بازوؤں کو چھوڑتی وہ ہانپتی ہوئی دوبارہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی۔

"لڑکی اپنی آنکھوں کا علاج کروالو۔۔اسے موٹا ہونا نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہینڈسم اور ڈیشنگ ہونا کہتے۔ چست اور تواناں۔" خفگی سے گھورتا وہ اسے سُلگا چکا تھا۔

اوہ تو اب میں سمجھی۔ کہ مشہور سنگر زاویار فاروقی باہر سے" اتنے باڈی بلڈر بن کر کیوں آئے ہیں۔" وہ طنزیہ آنداز میں بولتی استہزائیہ مسکرائی۔

اچھا تو بتاؤ زر کیوں۔" سرہانے رکھا تکیہ اٹھا کر گود میں" رکھتا بھرپور شوخی سے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھنے لگا تھا۔

کیونکہ گوریوں کو باڈی شاڈی دیکھا کر ایمریس جو کرنا" تھا۔۔" زاویار کا بلند قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اوہ میری پیاری بیوی کتنی سمجھدار ہو گئی ہو تم۔" وہ داد" دینے والے آنداز میں بولتا مسکراہٹ چھپا گیا۔

ہنہ ! مجھے کیا۔۔ تم کسی ایلی کے ساتھ گھوموں یا میلی کے ساتھ۔۔ میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔" لمحوں میں زچ ہوتی وہ درشتگی سے پھنکارتی کشن اُٹھا کر اس کے منہ پر مارتی فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔

"ہو گیا۔۔ اب کوئی کام کی بات کر لوں میں۔" کشن سائیڈ پر رکھتا وہ سنجیدگی سے بولتا جوتوں سمیت پیر اُپر رکھ گیا تھا۔

"چار دن باہر کیا رہ کر آئے ہو۔۔ کیا تمیز بھی وہیں چھوڑ آئے ہو۔ پاؤں نیچے کرو۔۔ بیڈ شیٹ گندی ہو جائے گی۔" وہ مزید طیش میں بولی تھی۔

زوجہ محترمہ یہ بگڑی عادتیں تو میں پاکستان سے ساتھ ”
تحفے میں لے کر گیا تھا۔۔ باہر کی آب وہوا میرا کچھ نہیں بگاڑ
سکی۔“ زویاء نے غصّے سے سر جھٹکا تھا۔

ہنہ ! اس ایلی میلی کو بھی پاکستان سے ساتھ لے کر گئے ”
تھے کیا؟“ وہ ناگواری سے سوالیہ آئی برو اٹھا کر بولی تھی۔

نہیں پاکستان میں ایسی نایاب قسم کی خوبصورتی نہیں ”
ہوتی۔“ گہری سیاہ چمکتی ہوئی معنی خیز آنکھوں میں بے پناہ
شرارت سموئے بظاہر سنجیدگی سے بولتا وہ مسلسل اسے تنگ
کر رہا تھا۔۔ جس کا روہانسو چہرہ اُس کے ضبط کا گواہ تھا۔

مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا، کہا بھی تھا بابا سے کہ ناں کریں"
میری شادی اس فینسس سنگر سے کل کو کوئی حسین و جمیل
گوری چمڑی والی پری نما لڑکی مل گئی تو مجھ سانولی سی رنگت
والی کے عشق کا سارا بھوت سر سے اُتر جائے گا۔" دل
برداشتہ ہوتی بیڈ کے پیر ہانے بیٹھتی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ زاویار گڑبڑا کر ہوش میں
آیا تھا۔

زویاء یہ کیا بچپنا ہے یار! اس میں رُونے والی کیا بات"
ہے۔" وہ جھٹ نزدیک آکر اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے
میں بھرتا محبت سے بہلانے لگا تھا۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔۔اور نکلو میرے کمرے سے۔۔آئے" بڑے کام کی بات کرنے والے۔" تنفر سے اس کا ہاتھ جھٹکتی وہ شدید اشتعال کے عالم مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔

"اوئے! بس بہت ہو گیا۔۔۔پہلے تم نے میری خوبصورت سی محبت کو عام شکل و صورت والا بول کر اُس کی شان میں بھرپور گستاخی کی ہے۔۔اور اب میرے ہاتھ جھٹک رہی ہو۔۔۔سدھر جاؤ تم۔۔ورنہ اس بار میں اپنی ضد پر آ گیا تو بخشونگا نہیں۔" نرمی سے بالوں کو جڑوں سے سہلاتا وہ تنبیہ لہجے میں باز رہنے کا بول گیا تھا۔جبکہ زویاء کی ضبط سے سُرخ پڑتی آنکھوں کو نرمی سے محسوس کرتا وہ دوبارہ اپنے

سابقہ آنداز میں بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ وہ خائف سی نگاہوں کا رُخ پھیر گئی تھی۔

"اب غصہ کر لیا ہو۔ مجھے کوس لیا ہو۔ تھوڑا شرما لیا ہو۔۔ تو اب میری بات بھی سُن لو۔" مزے سے پھیل کر لیٹتا وہ ایک بار پھر اسے چڑانے کی غرض سے بولا تھا۔

"زاویار تم۔۔ نکلو میرے کمرے سے۔۔ تم واپس میرا بلڈ پریشر بڑھانے کے لئے آئے ہو کیا۔" نرم لہجے میں مگر خفگی سے بولتی وہ زاویار کو بہت پیاری لگی تھی۔

"ویسے نہایت ہی کوئی بد سلیقہ قسم کی بیوی ہو تم۔ شوہر سالوں بعد گھر واپس آیا ہے۔ یہ نہیں حال چال پوچھ

لو۔۔ کوئی خاطر تواز ہی کر لو مگر نہیں۔۔ جب سے میں آیا ہوں۔ شکی مزاج بیویوں کی طرح شکوہ شکا تین اور من گھڑت کہانیاں اخد کرنے میں مصروف ہو۔" زاویار بھی آج کسی پرانی زمانے کی ساس کی طرح بات بات پر جوتا مار رہا تھا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے صاحب بہادر کا۔ جب سے آئے ہو اس ایلی میلی کا ذکر کئے جا رہے ہو میرا آدھا خون خشک کر دیا۔۔ اور تم کونسا گدھا گاڑی پر چڑھ کر آئے ہو۔۔ جو میں تم سے چائے پانی پوچھوں۔۔ ویسے بھی چائے

پانی مہمانوں سے پوچھا جاتا ہے۔" آلتی پالتی مار کر بیڈ پر بیٹھتی وہ بھی حساب بے باک کر گئی تھی۔

"کیا مطلب میں مہمان نہیں ہوں درانی مینشن میں؟" منہ کھولے وہ ہونق ہوا تھا۔

"مہمان ہوتے تو مہمان خانے میں تشریف فرما ہوتے یوں منہ اُٹھا کر درانی صاحب کی بیٹی کے کمرے میں نہیں گھُسے چلے آرہے ہوتے۔" شانِ بے نیازی سے بولتی وہ بھی اس کی خوش فہمی ہوا کر گئی تھی۔

"آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے محترمہ دُرانی صاحب کی صاحبزادی میری شرعی اور قانونی بیوی ہے تو میں کیوں

فضول میں مہمان خانے میں بیٹھ کر گھنٹوں اس کے دیدار کا انتظار کروں۔" زراسا اُٹھ کر بیٹھتا وہ اس کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستا، دو انگلیوں سے اُس کا رُخسار سہلا کر بولا تھا۔

"ہنہ! بڑی یاد آگئی بیوی کی۔ اتنے سالوں سے تو یاد بھی نہیں تھا کہ کونسی بیوی کہاں کی بیوی، زندہ بھی ہے یا مر ۔۔" زاویار کے مضبوط ہاتھوں کے شکنجے میں آتے جبڑے کے باعث اس کے اَدھورے الفاظ زبان پر ہی رہ گئے تھے۔

"بہت زیادہ زبان نہیں چلنے لگی ہے تمہاری؟" سیاہ آنکھوں میں بے پناہ غصہ لئے وہ سختی سے بولا تھا۔ جبکہ وہ تکلیف کے باعث جھٹپٹا اُٹھی تھی۔

اوں۔۔"اس کی سختے گرفت میں پاؤٹ بنے منہ کو آزاد" کروانے کی تک ودو میں کندھے پر ہاتھ مارتی مزاحمت پر اتر آئی تھی۔

"آگر تمہاری ساری فضول حرکتیں اور باتیں نظر آنداز کر دیتا ہوں تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ تم سر پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ گی۔اپنی حد میں رہو سمجھ آئی۔"ایک جھٹکے سے چہرہ آزاد کرنے پر سارے بال چہرے پر بکھر سے گئے تھے۔جبکہ زویاء کی آنکھیں اس کے آنداز پر حیرت کی زیادتی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

ابھی تو فی الحال تم اپنی فضول گوئی سے میرا دماغ اچھا خاصہ "
گھُما چکی ہو۔۔ تو بہتر یہی ہے کہ میں یہاں سے چلا
جاؤں۔۔ مگر ہاں اس بار میں تمہارا پکا بندوبست کرنے کے
لئے ہی آؤنگا۔۔ تیار رہنا۔" نشست چھوڑ کر کھڑا ہوتا وہ
اسے بازؤں سے تھامتا ایک جھٹکے سے کھڑا کرتا اپنے مقابل
لے آیا تھا۔۔ جو ہونقوں کی طرح اس کے انداز وٴاطوار
ملاحظہ کر رہی تھی۔ اسے حیرت سے گنگ کھڑا دیکھ وہ
خاموش نگاہ ڈالتا پلٹنے لگا تھا۔ جبھی کچھ یاد آنے پر ایک بار پھر
شرارت سے پلٹا تھا۔

ایک بات اور آئندہ میری ایلی جان کے لئے تم نے کوئی" بھی غیر مہذب الفاظ کا چناؤ کیا ناں تو پھر تم دیکھنا۔"اس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑتا وہ مصنوعی غصّے سے ہر لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔اس سے قبل کہ وہ اس کے آنسوؤں کو دیکھ اپنا ضبط کھوتا جلدی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی ہر جانب اپنی روشن ٹھنڈی کرنیں بکھیر چکا تھا۔ جبکہ ہالہ پر آج عجیب سی کیفیت سوار تھی۔ دماغ میں کچھ دُھندلے دُھندلے سے عکس دکھائی دے رہے تھے۔ کہیں وہ رو رہی تھی۔۔ تو کہیں گڑگڑا رہی تھی۔ اور نجانے وہ کون شخص تھا جو بار بار اُس پر چیخ چلا رہا تھا۔ اپنا سر تھامتی وہ ناشتے کی ٹیبل پر سر گرا گئی تھی۔

"ہالہ میری جان اسے کیوں بیٹھی ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری۔" آفس ڈریس میں نُک سُک سے تیار ناشتے کی میز پر آتا عادل ہالہ کو یوں سر گرائے بیٹھا دیکھ تشویش میں مبتلہ ہو گیا تھا۔

میرا سر بہت دُکھ رہا ہے۔" وہ بے چارگی سے بولی تو عادل "
کو پریشانی نے آن گھیرا۔

تم فکر نہیں کرو۔۔ میں ابھی ڈاکٹر کو بلوا لیتا ہوں۔" پینٹ "
کی پاکٹ سے سیل نکالتا وہ ہالہ کے ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کر چکا تھا
۔ساتھ ہی ایک کال حیدر کو بھی لگائی تھی۔ جو آفس کے
لیے تیار ہوتا پریشان ہو گیا تھا۔

میں ماما کے پاس جاؤں۔" وہ ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا جبھی وہ "
یکدم بولی تھی۔ جتنا اسے عادل اور حیدر نے گائیڈ کر دیا تھا وہ
بس ایسی پر عمل کر رہی تھی۔

ضرور چلی جانا مگر ناشتہ فنش کرنے کے بعد مگر آ گریوں "
اس طرح جاؤ گی تو ماما پریشان ہو جائیں گی۔" وہ نرمی سے گویا
ہوا۔

عادل کیا ہوا ہالہ کو۔" سیاہ رنگ پینٹ کوٹ کے ساتھ "
سفید شرٹ میں ملبوس وہ پریشان حال سا ہال میں داخل ہوا
تھا۔

پتہ نہیں یار! اِس کے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔ میں "
نے ڈاکٹر کو بُلوایا ہے۔ تم زرا اسے ناشتہ کرواؤ میں مام کو دیکھ
لوں۔" وہ فائزہ کے خیال کے عجلت مین بولتا وہاں
سے غائب ہو گیا تھا۔

ہالہ ! کیا ہوا مجھے بتاؤ۔۔" وہ پاس بیٹھتا پیار سے بولا۔"

آپ کون ہو؟" وہ پھر بھول گئی تھی۔ حیدر نے دُکھ سے"

اسے دیکھا تھا۔

میں تمہارا دوست ہوں ہالہ۔۔۔ بار بار مجھے کیوں بھول"

جاتی ہو تم۔ پلیز اسے نہ بولا کرو۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی

تاسف اور دکھ سے شکایتی لہجے میں بولا تھا۔ جبکہ ہالہ کا دماغ

کہیں اور ہی پہنچ گیا تھا۔

وہ صرف دوست ہے میرا۔" جملے کی بازگشت پر وہ سر"

تھام گئی۔

نہیں۔۔دوست نہیں عاشق ہے تمہارا۔ہالہ انصاری آگر"

وہ صرف تمہارا دوست ہوتا نہ تو یوں تمہاری زرا زرا سی

تکالیف پر تڑپ نہ اُٹھتا۔۔زہر میں ڈوبے الفاظ۔جبکہ اس

کے چہرے پر اُبھرتے دکھ بھرے تاثرات دیکھ حیدر

پریشان ہو گیا تھا۔جو سر تھامے اب رونے لگی تھی۔

نہیں۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔دوست۔۔۔کوئی دوست"

نہیں۔۔۔نہیں۔۔ماما۔۔۔۔میرا کوئی دوست نہیں ہے

شرجیل۔۔"بے رابطہ سے جملے ادا کرتی وہ سر تھامتی زور

سے چیختی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔جبکہ اس کی بگڑتی

حالت دیکھ حیدر کی جان پر بن گئی تھی۔ جو لمحوں میں اس کے ہاتھوں میں جھول گئی تھی۔

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری ہالہ کو!" سرہانے سے بیٹھی زویاء" پریشانی سے گویا ہوئی۔

حیدر صاحب۔۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا پھر کہ رہا ہوں کہ" پلیز انہیں کسی بھی قسم کے اسٹریس سے دُور رکھیں۔ اس طرح زہنی دباؤ کے باعث یہ دائیوں کے زیرِ اثر جو امپرومنٹ کرتی ہیں۔ یہ پھر وہیں اُسی اسٹیج پر آجاتی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ اِن کی یاداشت جلد واپس آجائے

گی۔ مگر پلیز انہیں شاکنگ نیوز دینے اور اسے سوالات سے پوچھنے سے گریز کریں جو انہیں اُن کا دردناک ماضی یاد دلا دیتے ہیں۔" ڈاکٹر ان تینوں نفوس کے چہرے پر پھیلی پریشانی دیکھ سنجیدگی سے بولے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب میری دوست ٹھیک تو ہو جائے گی ناں۔" لہجے میں آس سی تھی۔

"اللہ نے چاہا تو ضرور۔۔آپ لوگ دعا کریں۔اور پلیز ان کی میڈیسن وقت پر دیجئے گا۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے گویا ہوئے۔

آیئے ڈاکٹر صاحب میں آپ کو باہر تک چھوڑ"
دوں۔" ڈاکٹر عارف عادل کے ساتھ کمرے سے باہر نکل
گئے تھے۔ جبکہ حیدر قدم قدم چلتا ہالہ کے بیڈ کے نزدیک
سرہانے کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔۔ جس کا چہرہ ستا ہوا
تھا۔ پاس بیٹھی زویاء مسلسل اس کا ہاتھ چوم رہی تھی۔

اُس کا دماغ فوری طور پر ایک نتیجے پر پہنچا تھا۔ جس پر وہ جلد
عمل پیرا ہونے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ قسمت روز روز موقع
فراہم نہیں کیا کرتی۔۔ اور اس بار حیدر دُرانی دیر نہیں کرنا
چاہتا تھا۔

"حیدر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟" حیدر کی غیر متوقع بات پر سب کو حیرت آنگیز جھٹکا لگا تھا۔ جبکہ زویاء تو اپنے بھائی کے منہ سے اس طرح کا مطالبہ سُن بالکل سن پڑ گئی تھی۔

"بابا میں بالکل سیریس ہوں۔" اس بار وہ سنجیدہ تھا۔

"دیکھ رہی ہو صائمہ اپنے بیٹے کے کارنامے۔۔ایک بیوی کی موجودگی میں یہ دوسری بیوی کا تقاضہ کر رہا ہے۔" درانی صاحب کا چہرہ غصّے کی شدت سے سُرخ پڑ گیا تھا۔

"تو اس میں برائی ہی کیا ہے بابا۔۔کیا دنیا میں لوگ دوسری شادی نہیں کرتے۔" اس بار حیدر جراح پر اُتر آیا تھا۔۔کچھ

بھی ہو جائے مگر اب وہ اپنی محبت کو مزید رُلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"حیدر۔۔۔بیٹا فریحہ (فلورا کا اسلامی نام) کا تو سوچو تم۔۔تم نے اپنی ضد میں اس سے محبت کی شادی کی تھی۔ہم نے تمہیں کچھ نہیں کہا مگر اب تم ہالہ کو۔۔" وہ حیرت زدہ سی اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گئیں۔

"ماما میں ہالہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں اس میں غلط کیا ہے؟ کیا میں کسی غیر شرعی کام کا تقاضہ کر رہا ہوں۔" ضبط سے کھنچی آنکھوں میں سرخی اُتر آئی تھی۔

غیر شرعی کام نہیں ہے تو بہت ہی کوئی نیک کام بھی نہیں"
ہے۔۔اس لڑکی کا تو سوچو جو تمہاری خاطر اپنا دیس، مذہب
سب تبدیل کئے تمہارے ساتھ بندھ کر بیٹھی
ہے۔" درانی صاحب غصّے سے چنگھاڑے تھے۔ حیدر سے
اس طرح کے بچکانہ رویے کی انہیں ہر گز بھی توقع نہیں
تھی۔

بابا وہ میری بیوی ہے۔۔اور بیوی ہی رہے گی میں اسے"
چھوڑ تو نہیں رہا ناں۔۔ مگر میری ایک بات یاد کر لیں آپ
لوگ میں ہالہ کو اپنے نکاح میں لئے بغیر سکون سے نہیں

بیٹھوں گا۔" مٹھیاں بھینچتا وہ ضبط سے غرّایا تھا۔ زویاء سہم کر رہ گئی تھی۔

"حیدر۔۔۔ تم ہوش میں تو ہو۔۔ جانتے بھی ہو اتنی دیر سے کیا بکواس کئے جا رہے ہو۔۔ ایک ایسی لڑکی جو پہلے ہی کسی کی بیوی ہے تم اسے اپنے نکاح میں لینے کی بات کر رہے ہو۔" صائمہ بیگم نے احساس دلانا چاہا تھا۔

"بیوی تھی۔۔ ہے نہیں۔۔ اس کی طلاق ہوئے چار سال ہونے والے ہیں۔ اور اس طلاق کا گواہ میں خود ہوں۔۔" حیدر نے سختی سے تصیح کی تھی۔

گواہ۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔ جانتے بھی ہو ہالہ پچھلے "
تین سال سے لاپتہ تھی۔ کوما میں تھی۔ اللہ جانے اس بچی
کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا۔ شرجیل احمد نے اسے ابھی
طلاق دی بھی ہے یہ نہیں۔ اور پھر ایک ایسی لڑکی جو اپنی یاد
اشت کھو بیٹھی ہے تم اسے اپنی بیوی بنانا چاہتے ہو۔" صائمہ
نے معاملے کی نزاکت بھانپ کر اسے سمجھانا چاہا تھا۔

ماما پلیز! ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ ہالہ کی میموری ان شاءاللہ جلد "
ریکور ہو جائے گی، بس اسے پیار اور توجہ کی ضرورت ہے جو
اسے انصاری ہاؤس میں آنٹی کی بیماری اور عادل کی
مصروفیت کی وجہ سے نہیں مل رہی ہے۔ اس لئے میں چاہتا

ہوں کہ میں اسے اپنے نکاح میں لے کر اس کا اچھے سے خیال رکھ سکوں۔" وہ صفائیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"واہ بیٹا۔۔ کیا خوب جواز پیش کیا ہے تم نے۔۔ ہالہ کا خیال رکھنے کے لئے کیا تمہیں ایک یہی راستہ نظر آتا ہے۔ اور پھر کیا اس کے گھر والے نہیں ہیں جو تم اسکے لئے اس قدر فکر مند ہو رہے ہو۔۔" صائمہ بیگم طنزیہ بولیں۔ ہالہ انہیں بے حد عزیز سہی۔۔ مگر اب وہ پورے تین سال لاپتہ رہی تھی، تو وہ کیسے حیدر کی ضد پر گھٹنے ٹیک دیتیں۔

"بکاز آئی لو ہر۔ اور اب سے نہیں بہت پہلے سے۔ مگر مجھے کبھی اپنی بات کہنے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔ مگر اب

نہیں۔۔وہ جیسے بھی ہے۔ جس حال میں بھی ہے۔۔مجھے آج بھی قبول ہے۔ میری محبت ہے۔ حیدر درانی کو ہالہ انصاری ہر حال میں قبول ہے۔ چاہے وہ ٹھیک ہو یا پھر ہمیشہ یوں زہنی بیمار رہے۔" بلا ساختہ اور بلا جھجھک اپنی محبت کا اظہار کرتا وہ کمرے میں موجود تینوں نفوس کو سکتِ میں ڈال گیا تھا۔ زویاء ورطہ حیرت سے دوچار آنکھیں پھاڑے بیٹھی اپنی جگہ پر ہی جمی رہ گئی تھی۔

بابا میں ہالہ سے اسی ہفتے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔اور اب یہ" میرا آخری فیصلہ ہے۔ اُمید کرونگا آپ لوگ میرے فیصلے کا احترام کریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے تنگ آکر کوئی انتہائی

قدم اُٹھانا پڑ جائے۔" گھبیر لہجے میں سختی سے تنبیہ آنداز میں بولتا وہ انہیں خاموش چھوڑ کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

جبھی نظر سامنے کھڑی فلورا سے جا ٹکرائی تھی۔ جس کے چہرے کے طنزیہ تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ یقیناً کمرے میں ہونے والی تمام تر گفتگو سُن چکی ہے۔ حیدر نے ایک پل کو آنکھیں موند کر کچھ کہنے کے لیے لب وا کئے ہی تھے کہ وہ گھُوری سے نوازتی وہاں سے واک آوٹ کر گئی تھی۔

اوہ تو اب میں سمجھی کہ چار سال ہونے کے باوجود حیدر" دُرانی کو کبھی مجھ سے کشش کیوں نہ محسوس ہوئی۔" پاکستان میں چار سال گزارنے کے بعد وہ اچھی خاصی اُردو بولنا سیکھ چکی تھی۔ جبکہ وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑا خاموش تھا۔

"کیونکہ شادی مجھ سے کی۔۔اور دل کہیں اور لگایا۔۔اور میں بیوقوف یہی سمجھتی رہی کہ تم آج تک میری غلطی کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔ جبکہ درحقیقت یہ بات جان کر اسے خوشی ہی ہوئی تھی۔ کہ اب طلاق لینے کے لئے ٹھوس وجہ موجود تھی۔

ہالہ انصاری میری پہلی اور آخری محبت ہے۔۔اور ہاں" میرے سامنے یہ اموشنل ڈائیلاگز بول کر زیادہ ڈرامے بازیاں کرنے کی ضرورت ہز گز نہیں ہے۔۔اچھے سے جانتا ہوں کہ میرے ساتھ اتنی خاموشی سے کیوں رہ رہی ہو تم۔" وہ تلخ لہجے میں بولتا آئینہ دکھا گیا۔

حیدر دُرانی میرے قیمتی سالوں کا حساب دو۔۔کیوں" میری زندگی برباد کی تم نے۔" حیدر کی سفید شرٹ کا کالر مٹھیوں میں جکڑتی وہ سختی سے غرائی۔

اپنی لمٹس میں رہو۔۔دنیا کہ سامنے تم میری بیوی سہی" مگر میری نظر میں تمہاری یا پھر تمہاری بات کی کوئی ویلیو

نہیں ہے۔۔اتنا تو تم اچھی طرح سے جانتی ہو۔ خیر منہ کھولو اپنا۔اور میرا پیچھا چھوڑنے کے لئے اپنی اوقات بتاؤ۔"اس کے ہاتھ جھٹک کر اپنا گریبان آزاد کرواتا وہ سر جھٹک گیا۔ جبکہ وہ بھی مزید ڈرامہ کرنے کی کوشش میں خود کو ناکام ہوتا دیکھ سنجیدہ ہو گئی تھی۔

"طلاق کے پیپرز کے ساتھ تمہارا لندن والا فلیٹ اور ایک ہینڈسم سا آماؤنٹ تاکہ میں اپنی باقی کی زندگی سکون سے گزار سکوں۔"پر سُکون آنداز میں صوفے پر بیٹھتی وہ پیر جھُلا کر دل کی بات بول گئی۔ حیدر نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

کل رات تک مل جائیں گے۔۔اور میں اُمید کرونگا۔۔کہ ”
پرسوں صبح کا سورج طلوع ہونے سے قبل تم اپنی شکل لے کر
میرے گھر اور زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلی جاؤ
گی۔“حقارت آمیز آنداز میں جھڑکتا وہ روم سے باہر نکل
گیا تھا۔جبکہ وہ صوفے کی پشت پر سر گرائے بیٹھی من و من
اپنی سوچ پر خرافاتی آنداز میں زیرِلب مسکرائی تھی۔۔۔۔

آج نہیں تو کل جانا تو اس نے تھا ہی مگر کچھ اَدھورے کام ”
مکمل کرنے کے بعد۔۔۔“اپنی شیطانی سوچ کے زیرِ آثر
ہولے سے سر پیچھے کو گراتی وہ بھرپور آنداز میں قہقہہ لگا
اُٹھی۔۔۔

ہفتے کا پہلا روز تھا۔ انصاری ہاؤس اور دُرانی مینشن کے تینوں مرد ہی آفس گئے ہوئے تھے۔ ہالہ اپنے دماغ کی عجیب و غریب بے معنی سی سوچوں سے عاجز آتی لان میں آگئی تھی۔

لان میں کچھ دیر ہالہ کی ہمراہی میں چہل قدمی کرنے بعد زویاء زاویار کی کال آنے پر گھر واپس آگئی تھی۔ جبکہ وہ اب

اکیلی ہی خاموشی سے لان کی ٹھنڈی ٹھنڈی گھاس پر ننگے پاؤں چل رہی تھی۔ ہونٹوں پر ایک خوبصورت سی مسکان رقص کر رہی تھی۔ سبزے کی خوبصورتی نے طبیعت میں خوشگواری سی پھونک دی تھی۔ وہ اپنے سراپے سے لاپرواہ اپنی دُنیا میں مگن تھی۔ جبھی فلورا ڈرانی مینشن میں داخل ہوئی تھی اور ہالہ کو لان میں بالکل تنہا دیکھ موقعے کا فائدہ اُٹھاتی وہ جھٹ تیزی سے قدم اُٹھاتی ہالہ کے نزدیک چلی آئی تھی۔

"ہالہ!" عقب سے اُبھرتی پُکار پر ہالہ پورے وجود سے اُچھل پڑی تھی۔

آپ۔۔۔" وہ پل میں خوفزدہ ہو گئی تھی۔"

مجھے نہیں پہچانا۔۔" فلورا کمینگی سے مسکائی۔"

میں۔۔۔آپ کون۔۔" خوف کے باعث اُس کا وجود"
لرزنے لگا تھا۔زرد رنگ شارٹ شرٹ کے ساتھ ٹخنوں
سے اونچی جینز میں ملبوس منہ میں بل گم چباتی وہ فلورا کو
روبرو دیکھ سہم سی گئی تھی۔

میں تمہارے سویٹ لور حیدر دُرانی کی وائف"
ہوں۔" ہالہ نے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

ہالہ ڈیئر ڈاکٹرز کا کہنا ہے تم اپنی یاداشت بھول گئی"
ہو۔۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ پتہ ہے کیوں؟" اُس نے تجسس
پھیلایا۔

کیوں؟" سر تھامتی وہ پھر عجیب سی کیفیت میں مبتلہ ہو گئی"
تھی۔

کیونکہ تم ایک میرڈ وومن ہونے کے باوجود حیدر یعنی"
میرے شوہر میں انٹرسٹڈ تھیں۔ اور اپنے ہز بینڈ کو چیٹ کر
رہی تھی۔۔ اینڈ ابیو یسلی یہ پاکستانی ٹیکل مائینڈ سیٹ کے مرد
ہیں۔۔ سو کالڈ غیرت جاگ گئی اور اس نے تمہیں
ڈائیورس دے دی۔ کیونکہ ہالہ انصاری تم ایک بُری لڑکی

ہو۔" ہالہ کے گرد چکر کاٹتی وہ میٹھی چھری بن کر گویا ہوئی تھی۔ معاً وہ اپنا سر تھماتی لامحدود سوچوں کی بازگشت پر زمین پر گرتی چلی گئی تھی۔

"مجھے طلاق۔۔۔ نہیں میں بُری لڑکی نہیں ہوں۔۔ آپ غلط بول رہے ہیں شرجیل۔۔۔ میرا کوئی عاشق نہیں ہے۔" مٹھیوں میں بالوں کو جکڑتی وہ زہن میں بازگشت کرتے لفظ دہرانے لگی تھی۔۔ جبکہ فلورا اس کی بگڑتی حالت دیکھ زیرِ لب مُسکراتی ہوئی تیزی سے وہاں سے نکل آئی تھی۔

انصاری ہاؤس سے موصول ہونے والی ایمرجنسی کال پر حیدر اور عادل وقت سے پہلے ہی آفس سے نکل آئے تھے۔ روم میں داخل ہوتے ہی ہالہ کے سرہانے کھڑی زویاء سے نظر جا ٹکرائی تھی۔ جو تفکر بھرے آنداز میں ہالہ کا ماتھا چیک کرتی پریشان سی دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا ہالہ کو؟" عادل کوٹ ایک طرف رکھتا اُس کے سائیڈ پر بیٹھتا دُکھ سے بولا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔ میں تھوڑی دیر پہلے ساتھ ہی تھی جب تک تو ٹھیک تھی۔۔ مگر پھر جب میں واپس آئی تو یہ لان میں بیہوش پڑی تھی۔

اسے کیسے بیہوش ہو گئی۔۔ ملازم کہاں ہیں گھر کے سارے؟" عادل کو بیک وقت غصہ آ گیا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔ مگر جو بھی ہے میرے خیال سے ہمیں ہالہ کے لئے فل ٹائم کیئر ٹیکر کا انتظام کرنا چاہیے۔ یوں ہر وقت تو میں ہالہ کے ساتھ نہیں رہ سکتی ناں۔" زویاء کی بات پر خاموش کھڑا حیدر چونک اُٹھا تھا۔

"ہمم۔۔۔ نہیں زویاء اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ ہالہ کو اپنے گھر کے کسی فرد کی بھرپور پیار اور توجہ کی ضرورت ہے۔" گہری سوچ میں گم وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

حیدر میرے خیال سے زویاء بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔اور" پھر تم یہ بھی تو دیکھو ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی ہے۔میں آفس میں ہوتا ہوں تو ہالہ کا خیال رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی تو لازمی گھر میں ہونا چاہیئے ناں۔" وہ متوازن لہجے میں گویا ہوا تھا۔

میں نے کہا ناں کہ اب اس کی ضرورت نہیں پڑے" گی۔۔میرے ساتھ آؤ۔۔مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ ایک گہری سانس بھرتا نتیجے پر پہنچ چکا تھا۔۔

میں سمجھا نہیں۔۔" وہ سائیڈ رکھا کوٹ اٹھاتا اُٹھ کھڑا ہوا" تھا۔

زویاء تم ہالہ کے ساتھ ہی رہنا۔۔ ہم لوگ ابھی آتے"
ہیں۔" زویاء کو ہدایت کرتا وہ روم سے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ
عادل ماتھے پر نا سمجھی سے بل ڈالے اس کے پیچھے پیچھے ہی
روم سے باہر نکلا تھا۔

یااللہ" شرجیل احمد!! یہ گھر ہے کہ جنگل؟ اب بھلا ٹائیگر کو"
کون پالتا ہے گھر میں۔۔۔" ہالہ کی بس سر پکڑنے کی دیر رہ
گئی تھی۔ عجیب انسان تھا اور شوق اس کی شخصیت سے بھی
کئی زیادہ عجیب تھے۔۔

یار یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ لگتا ہے تم آج تک کسی" پیٹ لور سے نہیں ملی ہو۔۔" شرجیل نے چیتے کے گلے میں پڑی چین کو احتیاطاً ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ کیونکہ ہالہ کی تو اُس روز کی طرح آج بھی جان نکلی جا رہی تھی۔۔ ویسے تو وہ اسے پنجرے میں ہی رکھتے تھے۔ مگر ابھی صرف ہالہ کو تنگ کرنے کے لئے باہر لے آیا تھا۔ جو ابھی عمر میں کافی چھوٹا تھا۔۔

افف!! یہ پیٹ ہے؟؟؟ اللہ میں تو آج تک صرف" انسانوں سے ہی ملی ہوں۔۔ آپ کی طرح کے عجیب انسان سے شادی کے بعد ہی ملاقات ہوئی ہے۔۔ میں تو باز آئی

اسے جان لیوا شوق سے۔۔"ہالہ ٹائیگر کو منہ کھولتا دیکھ اُچھل کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

تمہاری تو بات ہی نرالی ہے۔۔"شرجیل چھوٹے سے ٹائیگر کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا تاسفی انداز میں بولا۔۔"

کیا یہ کاٹتا بھی ہے؟؟"ہالہ نے اپنی سمجھ کے مطابق نہایت ہی اہم سوال پوچھا۔۔"

نہیں!! بالکل نہیں۔۔۔بلکہ ابھی تو اس کے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے۔۔۔"شرجیل کے طنز میں بھیگے لہجے پر ہالہ نے تیز نظروں سے گھورا۔۔

کیا؟؟شر جیل ایک آئی بروُاٹھاتااس کی چین چھوڑ کر دو"
قدم نزدیک آیا۔۔وہ تیزی سے فاصلہ بنا گئی تھی۔

کیا مطلب کیا۔۔۔میں کہتی ہوں اس آدم خور کو کسی"!!
جنگل میں چھوڑ کر آئیں۔یا واپس اس کے گھر بھیجیں غضب
خدا کا انسانوں کی بستی میں آدم خور کا راج چل رہا
ہے۔۔"ہالہ نے لان کی گھاس پر مزے سے ٹائیگر کو چہل
قدمی کرتا دیکھ دانت پیسے۔۔

اچھا!!!!اور جناب کو کیونکر یہ خوش فہمی ہے کہ میں"
اپنے لاڈلے کو اس کے گھر سے بے داخل

کرونگا۔۔"شرجیل دو قدم اُٹھا کر مزید اس کے نزدیک اگیا تھا۔جوِارد گرد میں دیکھتی بوکھلا کر پیچھے ہوئی۔۔

"کیا ہو گیا ہے شرجیل ہم لان میں موجود ہیں۔۔"ہالہ اپنی بوکھلاہٹ میں دیکھ ہی نہیں سکی تھی کہ ٹائیگر بالکل اس کے پاؤں میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

"مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔۔۔جاؤ ٹائیگر میڈم کو اندر تک چھوڑ کر اؤ۔۔"شرجیل اپنی ہنسی ضبط کرتا جلدی سے پیچھے ہوا۔جبکہ اب اُچھلنے کی باری ہالہ کی تھی۔۔

"آہہہ!!!"فریال ٹائیگر کو دیکھ خوف سے چیخ اُٹھی تھی"

جبکہ شرجیل شرارت سے دیکھتا فاصلے پر چلا گیا تھا۔۔

شر جیل نہیں پلیز!!!اس کا مذاق نہیں کریں۔۔یہ مجھے "
کھا جائے گا شر جیل۔۔۔بچائیں۔۔۔"ہالہ کی گھگھی بند گئی
تھی۔خوف کے مارے وہ اپنی جگہ سے ہلنے سے انکاری
ہوئی تھی۔۔جبکہ اس کی چیخ پر ٹائیگر نے ایک معصوم سی
زوردار دھاڑ لگائی تھی۔۔

ماما!!! بابا۔۔۔۔بچائیں مجھے "
پلیز۔۔۔۔۔شر جیل۔۔۔"ہالہ اب باقاعدہ آنسوؤں سے
روتی سب کو پُکارنے لگی تھی۔جبکہ شر جیل کو اپنی ہنسی ضبط
کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔

نہیں کھیلوناں۔۔اس کے ساتھ۔میری پیاری بیوی کو تو"
بہت شوق ہے ایڈونچرز کرنے کا تو اب یہ کیوں
نہیں۔۔" وہ آنکھوں میں شرارت سموئے سپاٹ سا چہرہ بنا
کر بولا تھا۔۔

جبھی سامنے سے اپنی گاڑی سے اُترتا حیدر دُرانی، فریال کی
اس قدر ہولناک چیخ و پکار پر ڈور کر نزدیک آیا۔۔

کیا ہوا شرجیل!!" کیاری کی آڑ ہونے کے باعث ٹائیگر پر"
اس کی نظر نہیں پڑی تھی۔جبکہ شرجیل کا ہنس ہنس کر بُرا
حال تھا۔۔جو مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔۔

حیدر۔۔۔حیدر مجھے بچاؤ پلیز۔۔اس آدم خور"
سے۔۔"ہالہ کو ذرا تسلی ملی تھی۔۔جبھی جلدی سے التجائیہ
لہجے میں بولی۔

خبر دار!!حیدر جو تم اس کے نزدیک بھی آئے تو۔۔اس"
لڑکی نے پچھلی بار میرے ٹائیگر کے کھانے میں مرچیں ملا
دی تھیں۔۔اب تو ٹائیگر کو اسی کے لذیز گوشت سے ڈنر
کرنے دو۔۔"شرجیل نے حیدر کو اشارہ کرتے آنکھ بلنک
کرتے کہا۔جس کا دم خشک ہوا جا رہا تھا۔۔

حیدر تم تو میرے اچھے والے دوست ہو ناں۔۔بچاؤ مجھے"
پلیز۔۔"ہالہ نے ایک آس سے کہا۔مگر حیدر بھی شرارت

سے ٹھہر گیا تھا۔سب کو ایک پیر پر نچانے والی کو ایک جگہ خوف سے تھر تھر کانپتا دیکھ انہیں مزہ آرہا تھا۔۔

"آہ۔۔۔۔شر جیل یہ مجھے کھا رہا ہے۔۔"ٹائیگر کے پیر سونگھ کر زبان سے چاٹنے پر وہ کپکپاتے پیروں سے ہمّت جمع کرتی ڈور کر حیدر کی سمت بھاگی تھی۔جو نزدیک ہی کھڑا تھا۔۔۔

"آہ!!بچاؤ مجھے حیدر۔۔۔۔"حیدر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچاتی وہ اس کے سہارے پیچھے چُھپ کر کھڑی ہو گی تھی۔۔دوسری جانب شر جیل کے چہرہ پر پھیلی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی تھی۔۔

"افف!!! یہ آدم خور۔۔۔تو آج مجھے کھا ہی جاتا۔۔ مگر تم بد تمیز۔۔تم بھی شر جیل کی طرح مجھے تنگ کر رہے تھے۔۔" وہ ناراضگی سے بولی۔

"ہاہاہا!!! سہی کر کے رکھا ہے تمھیں شر جیل نے۔ورنہ اس قدر آسانی سے کسی کے قابوں میں آنے والی شے ہو نہیں تم۔۔" وہ قہقہہ لگا کر مسکرایا۔جبکہ مقابل کھڑے شر جیل کو جانے کیوں اشتعال آیا۔۔

"باقر باقر!!!!" شر جیل کی تیز دھاڑ پر وہ دونوں چونکے مگر ہالہ نے زیادہ توجہ نہیں دی۔۔

کیا ہوا بیٹا سب خیر تو ہے۔۔"فراز صاحب اور مسز فراز"
بھی شرجیل کی تیز آواز پر باہر آئے تھے۔ورنہ ہالہ کی گھٹی
گھٹی چیخ تو اُنہیں سنائی ہی نہیں دے رہی تھی۔۔

جی سب خیر ہے۔۔آپ کی بہادر بہو زرا سے ٹائیگر سے"
ڈر گئی ہے۔۔۔"شرجیل غصے سے بولتا وہاں سے واک
اوٹ کر گیا تھا۔ہالہ کا اس قدر بیوقوفانہ رویہ اسے ایک آنکھ
نہیں بھایا تھا۔جو شوہر کو چھوڑ کر کسی غیر کی پناہ میں جا چھُپی
تھی۔شرجیل جب جب اس کی نادانیاں نظر آنداز کرنے کی
کوشش کرتا تھا وہ ہر بار کچھ ایسا کر کہ اسے طیش میں مبتلہ کر
دیتی تھی۔وہ محض دل مسوس کر رہ جاتا تھا۔وہ سب حیران

پریشان سے کھڑے تھے۔ فریال اب ذرا فاصلے پر کھڑی ہو گی تھی۔ مگر خوف سے وہ حیدر کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔۔

باقر تمہارے سر کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مگر ""
تمہارے دماغ میں تو ابھی عقل موجود ہے ناں۔۔ فوراً اس کو فارم ہاؤس پر چھوڑ کر اؤ۔۔ چار پیروں کا آدم خور جانور ہے کیا معلوم کب حملہ کر دے۔۔ "فراز صاحب ہالہ کا ڈر بھانپ کر تیز لہجے میں بولے۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی ضدی طبیعت سے خوب واقف تھے۔۔ جبکہ حیدر شرجیل کا مزاج آج دیکھ اپنی جگہ گومگو کی سی کیفیت سے دوچار خاموش کھڑا

رہ گیا تھا۔۔۔شرجیل کا یوں مسکراتے سے غصّہ ہونا اور پھر اُس سے ملے بغیر ہی چلے جانا۔حیدر کو بُری طرح محسوس ہوا تھا۔۔۔

"پانی!" بیڈ کے سرہانے کے نزدیک کرسی پر بیٹھا حیدر دھیمی سی سرگوشی پر ماضی سے چونک کر حال میں لوٹ میں آیا تھا۔

"ہالہ آنکھیں کھولوں۔۔بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے تمہیں؟" حیدر جھٹ پانی کا گلاس اُس کے لبوں سے لگاتا نرمی سے بولا تھا۔جس کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔

"میں۔۔بُری لڑکی نہیں ہوں۔۔۔"

شرجیل میں بُری لڑکی نہیں ہوں۔" سارا دن کی بہوشی"
کے بعد وہ اب ہوش میں آئی تھی۔۔ مگر نیم غنودگی کی
حالت میں وہ ابھی بھی وہی لفظ دہرا رہی تھی۔ جو آج سے
چار سال قبل شرجیل احمد کے سامنے روتی گڑگڑاتی ہوئی
دُہرا رہی تھی۔۔

حیدر کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر ہالہ کے رُخساروں پر بہ
گیا تھا۔ چہرے پر اُبھرتے تکلیف دہ تاثرات کو ضبط کرتا وہ
سائیڈ لیمپ بجھاتا ہوا روم سے باہر نکل آیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا
تھا کہ وہ اپنا ضبط کھوتا۔۔ آج ہالہ جس بھی حال میں تھی اس
کا سب سے بڑا قصوروار تو وہ خود تھا۔۔ انجانے میں ہی سہی

مگر وہ اس کے درد کا باعث ضرور تھا۔۔یہی وجہ تھی کہ اب حیدر رُدرانی ہالہ کو اپنے نکاح میں لے کر اپنی محبت کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گناہ کا کفارہ بھی ادا کرنا چاہتا تھا

۔

نئے دن کا آغاز، نئی کہانیوں کے ساتھ ہوا تھا۔زاویار پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل زویاء کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔جو پہلے رنگ کرتا رہا اور اب پاور آف جا رہا تھا۔

پتہ نہیں کن سوچوں میں گم رُہتی ہے یہ لڑکی۔"دانت" کچکچاتا وہ تپ اُٹھا تھا۔جبکہ وہ بیچاری صبح صبح گھر میں ہونے

والے ہنگامے کے باعث سہمی سی گھر کے لاؤنج میں ایک کونے میں خاموش کھڑی تھی۔

"حیدر یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے۔۔ کیوں ہم سب کی زندگیاں اَجیرن کر دی ہیں تم نے۔ اس عمر میں اپنے باپ کو رُسوا کرنا چاہتے ہو تم؟" وہ روتی ہوئی فلورا کے سر پر ہاتھ رکھتے سختی سے دھاڑے تھے، سرخ پڑتی آنکھوں کو میچتا وہ فلورا کے ڈرامے پر مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔

"بابا یہ سب ڈرامہ ہے۔۔ یہ شروع سے میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اب بس ہالہ کو مہرہ بنا آنسو بہا رہی ہے۔ آپ

کی ہمدردی سمیٹنا چاہتی ہے۔" فلورا حیدر کو سوچ سے زیادہ بھاری پڑ گئی تھی۔

"بکواس بند کرو۔۔ دیکھا ہے ہم نے تمہارا رویہ اس بچی کے ساتھ۔۔۔ پرائے دیس کی بچی ہے۔۔ تمہاری محبت میں خاموشی سے تمہارے ساتھ رہ رہی ہے۔۔ ارے اسے کونسی مجبوریاں ہیں۔۔ یہ پاکستانی لڑکی نہیں ہے۔ جس کی طلاق ہونے پر کسی باپ، بھائی کی عزت یا پھر غیرت کے مسئلے آجائیں گے۔۔۔ آج تم سے طلاق لے کل کوئی اور مل جائے گا۔ پھر بھی تمہاری ہر زیادتی خاموشی سے برداشت

کر رہی ہے، تو یقیناً کوئی وجہ ہی ہو گی ناں۔" حیدر اُن کی لاجک پر خاموش رہ گیا تھا۔

"بابا آپ کچھ نہیں جانتے اس لڑکی کے بارے میں۔ اور آگر یہ باہر پلی بڑھی ہے دوسرے مذہب یا قوم سے تعلق رکھتی ہے تو یہ نا سمجھیں کہ نہایت ہی معصوم ہے۔۔ ہاں اس نے مجھ سے محبت کی شادی ضرور کی تھی۔۔ مگر یہ مشرقی لڑکی نہیں ہے جو محبت کا غم دل سے لگا کر بیٹھ جائے گی۔ صرف دولت کے لالچ میں میرے ساتھ رہ رہی تھی۔ دوسری بات یہ لندن میں اپنے جتنے بوائے فرینڈز کو چیٹ کر چکی ہے ناں تو حیدر دُرانی کا گھر اور یہاں کے عیش و

آرام اس کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں ہیں۔اس کے تو
پیر نٹس تک اسے اون کرنے کے لئے تیار نہیں
ہیں۔"حیدر کے درشتگی سے بولنے پر فلورا گڑبڑائی تھی۔
انکل حیدر شروع سے ہالہ سے محبت کرتا ہے۔۔اور ہالہ کی"
ڈائیورس میں بھی حیدر کا ہی ہاتھ ہے۔ مگر اس مس،ہیپس
میں میرا کیا قصور ہے بھلا؟"ہالہ کی طلاق کی وجہ اگر
شرجیل احمد کے بعد کوئی جانتا تھا تو وہ حیدر دُرانی تھا۔۔اس
رات موصول ہونے والی شرجیل کی آخری کال حیدر دُرانی
نے ہی ریسو کی تھی۔ مگر اب فلورا کے منہ سے حقیقت جان
کر صحیح معنوں میں سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

حیدر۔۔"صائمہ بیگم حیرت کی زیادتی سے سرگوشی میں"
گویاہوئیں تھیں۔

میں حیدر دُرانی اپنے پورے ہوش وحواس میں تمہیں"
طلاق دیتاہوں۔

طلاق دیتاہوں۔۔طلاق دیتاہوں۔۔۔۔"ایک لمحے کی"
بھی تاخیر کئے بغیر حیدر نے فلورا کو عرش سے فرش پر
لا پھینکا تھا۔۔مگر زندگی کو جوا سمجھ کر جینے والی فلورا دُرانیٔ
مینشن کے تمام تر آفراد کو سکت کی سی حالت میں دیکھ دبی
دبی ہنسی کا گلا گھونٹ گئی تھی۔

اپنا سامان اُٹھاؤ اور جلد از جلد یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ اور" ہاں تم جو چاہے یہاں سے لے جا سکتی ہو۔۔" حیدر سب سے نظریں چرُاتا ہوا جیسے ہی روم میں آیا تھا۔ اسے جیولری باکس خالی کرتا دیکھ ٹھہرا۔۔۔ وہ نظریں چُرا گئی تھی جبھی وہ استہزائیہ لہجے میں بولتا ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا تھا۔

"ہونہہ! حَیدر دُرانی تم فلورا کی محبت تو کیا نفرت کے بھی قابل نہیں تھے۔" غصّے سے سر جھٹکتی وہ جلدی جلدی بیگز پیک کر رہی تھی۔۔ کچھ دیر بعد اس کی دبئی کی فلائٹ تھی۔ اُس کا ایکس بوائے فرینڈ خاص الخاص اُس کے لئے

پاکستان آرہا تھا مگر اب وہ اس سے دبئی میں ہی ملاقات کرنے والی تھی۔

حیدر رُدرانی میں جارہی ہوں۔ تم سے کبھی نہ ملنے کی اُمید" کے ساتھ۔۔۔اور ہاں وہ تمہاری جولیٹ بہت خوبصورت اور ہاٹ ہے۔" ڈریسنگ روم کے بند دروازے کے نزدیک آکر ہانک لگاتی تپانے والے آنداز میں بول کر تیزی سے اپنی سوٹ کیس ٹرالی گھسیٹتی ہوئی وہ روم سے باہر نکل گئی تھی۔

لاؤنج میں آتے ہی نظر محمود دُرانی اور صائمہ بیگم سے جا ملی تھی۔۔ جو اپنی سابقہ پوزیشن میں یونہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"فلورا بیٹا ہمیں مع۔۔۔" کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتی وہ ان کا اَدھورا جملہ نظر آنداز کرتی تیزی سے باہر نکل آئی تھی۔۔ وہ دونوں میاں بیوی اپنی جگہ خاموش رہ گئے تھے۔ زویاء ایک تاسفی سانس خارج کرتی اپنے روم میں بند ہو گئی تھی۔ دُرانی مینشن سے فلورا کا چیپٹر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کلوز ہو چکا تھا۔۔ مگر جہاں سے ایک کہانی کا اختتام ہوتا ہے وہیں سے بہت سی کہانیاں جنم لیتی ہیں۔

فلورا اپنی سوٹ کیس ٹرالی گھسیٹتی ہوئی انصاری ہاؤس" میں داخل ہوئی تھی۔اور بغیر کسی پر بھی ایک غلطاں نگاہ ڈالے سیدھیہالہ انصاری کے روم میں آئی تھی جو بیڈ پر چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

ہائے ہالہ! کیسی ہو؟" چہکتی ہوئی آواز پر اُس کی پتھر جیسی" نگاہوں میں جنبش ہوئی تھی۔۔

لگتا ہے ابھی بھی زندہ ہو؟" وہ بیڈ کے نزدیک ہی آ بیٹھی" تھی۔اور ایک نظر ہالہ کے حسن پر دوڑائی تھی، جو اپنے گھر

آنے کے بعد چند ہفتوں میں ہی گلاب کی مانند کھل سی گئی تھی۔

یونو وہاٹھالہ انصاری۔۔۔حیدر ازمائے فرسٹ اینڈ لاسٹ "

لو۔میں نے حیدر سے جنون کی حد تک محبت کی

ہے۔۔۔اُس کے لئے خود کو بدل ڈالا۔اپنا ریلجن تک

تبدیل کر لیا۔ مگر پھر بھی وہ میرا ہو کر بھی میرا نہ

ہو سکا۔۔اور یہ ایک انتقامی شادی ثابت ہوئی۔۔میں نے

حیدر کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا حتیٰ کہ خود کو بھی بھُلا

دیا مگر حیدر وہ محض تمہیں نہ بھُلا سکا۔ تمہاری یادوں نے

کبھی اِس کا پیچھا چھوڑا ہی نہیں۔۔" لہجے میں ٹوٹے کانچ جیسی چبھن تھی۔ وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"تمہاری طلاق کے بعد تمہاری گمشدگی کی خبر سُن کر سچ پوچھو تو میں بہت خوش ہوئی تھی۔۔ مجھے لگا تھا اب مجھے میرا حیدر مل جائے گا۔۔ مگر نہیں۔۔

حیدر دُرانی نے چار سال پاگل دیوانوں کی طرح تمہیں تلاش کیا ہے، نہ دن دیکھا نہ رات، ایک ایک شہر، علاقہ۔۔۔ ہر شہر کا کونا کونا۔ ہالہ انصاری ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں اُس نے تمہیں نہیں ڈھونڈا ہو۔۔۔ یو آر سو لکی۔ بکاز ہی لوز زیو۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

مگر اب تم مل گئی ہو۔۔ حیدر تمہارا ہونے جا رہا ہے۔۔ تو" میں نے سوچا کیوں ناں میں بھی موو آن کر لوں۔۔ ویسے بھی محبت میں رکھا ہی کیا ہے۔۔ اب حیدر کا لندن والا فلیٹ ہے میرے پاس بہت سارا پیسہ ہے۔۔۔ آرام سے اپنے ایکس بوائے فرینڈز کے ساتھ عیش کی زندگی گزاروں گی۔۔ تمہارا مجنوں تمہیں مبارک۔" عجیب سی کیفیت میں بولتی وہ معنی خیزی سے آنکھ کا کونا دبا کر بولی تھی۔ جبکہ وہ محض خاموشی سے اسے ہی سن رہی تھی۔

"میرے سامنے زیادہ بھولی نہ بنو۔۔ جانتی ہوں سب سمجھ آ رہا ہے تمہیں۔ میری باتوں کے پس منظر ابھی نہ سہی کچھ

دنوں بعد ہی سہی۔ لیکن سمجھ سب آجائے گا۔۔میری ساری باتیں تمہیں بالکل سچ ہوتی ضرور نظر آئینگی۔۔جب تم حیدر دُرانی کی دوسری بیوی بنو گی۔"کاٹ دار آنداز میں وہ زخمی لہجے میں غرائی تھی۔

"تمہارا ایکس ہز بینڈ اور میں، ہم دونوں بیوقوف تو تم دونوں کے راستے کے بیچ میں حائل ہو گئے۔۔مگر خیر مجھے ایک بات کی بے حد خوشی ہے جانتی ہو کیا؟"اس نے تجسس پھیلایا۔

"حیدر دُرانی سے شادی کے بعد تمہاری ذات پر لگائے گئے تمام تر الزامات بالکل سچ ثابت ہو جائیں گے،اور اب تو

سب لوگ تمہاری حقیقت سے واقف بھی ہیں۔ تو اور مزہ آئے گا۔۔۔ افف مجھے تو سوچ سوچ کر ہی ایکسائٹمنٹ ہو رہی ہے۔ میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتی ہالہ۔۔ مگر کیا کروں؟ سچ پوچھ تو تمہیں اس حالت میں دیکھ کر مجھے دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ہالہ کا چہرہ جبڑے سے جکڑتی وہ درشتگی سے پھُنکاری تھی جبکہ وہ محض "آہ" کرتی رہ گئی تھی۔

میں جا رہی ہوں ہالہ انصاری۔۔۔ اپنی محبت کو تمہیں دان" کر کے۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے،" سخت لہجے میں بولتی وہ تیزی سے روم سے باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ ہالہ نے آنکھوں

کی نمی خشک کر کے دکھتے سر کی رگیں دبائی تھی۔۔ حیدر نامی کاٹے نے بہت سی زندگیاں تباہ کر دی تھیں۔۔۔

ہالہ انصاری واپس آگئی تھی، زہنی اور جسمانی طور پر بھی۔ مگر شرجیل احمد کے بعد آگر کوئی شخص تھا جس سے وہ بے انتہا نفرت کرتی تھی تو وہ شخص حیدر دُرانی تھا۔۔۔ جیسے وہ کبھی نا معاف کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔

پلیز!! یہ ظلم نہ کریں میرے ساتھ۔ آپ جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا ہر گز نہیں ہے شرجیل۔" وہ اس کہ مقابل کھڑی روتے ہوئے منتیں کر رہی تھی۔

اچھا!! میں غلط سمجھ رہا ہوں۔ تو بتاؤ آدھی رات کو اپنے" شوہر کو نظر انداز کر کہ کس سے بات کر رہی تھیں تم ۔"شر جیل اس کا چہرہ دبوچ کر اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔اُس کی اس قدر اونچی آواز پر وہ کپکپا کر رہ گئی تھی۔۔

ہاں!! میں مانتی ہوں میں اس سے بات کر رہی تھی۔ وہ" صرف میرا بہت اچھا دوست ہے۔ بر تھڈے وش کر رہی تھی۔اور کچھ نہیں۔ میرا یقین کیجئے۔۔۔"وہ گڑ گڑا رہی تھی۔ مگر وہ اس پر سے نظریں پھیر چکا تھا۔

اس سے پہلے کہ میں کوئی انتہائی قدم اٹھاؤں۔اپنی شکل" لے کر اپنے باپ کے گھر دفعہ ہو جاؤ۔۔"اُس نے رات کے

دس بجے ہی اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور کھینچتا ہوا ہال میں لیکر آیا تھا۔ جب کہ وہ روتی سسکتی صرف اپنی صفائیاں ہی پیش کرتی رہ گئی تھی۔

"میں۔۔ میں اس وقت کہاں جاؤں گی شرجیل۔۔ پلیز رحم کریں مجھ پر۔" خود کو گھسیٹ کر صدر دروازہ کہ پاس لے جاتے دیکھ بے یقینی سے منت کی۔

"میری بلا سے کسی گاڑی کے نیچے آکر مر جاؤ۔ پر میرے گھر سے دفعہ ہو جاؤ۔ تم جیسی بد کردار عورت کو اب میں ایک لمحہ بھی اپنے گھر میں نہیں برداشت کر سکتا۔" اُس کی

آنسوؤں سے لبریز آنکھیں، اپنی ذات کی صفائیوں اس کی چیخ وپُکار سب نظرانداز کردی تھیں۔

"شرجیل ایسامت کرو۔ مجھے اس حال میں دیکھ کر بابا پر کیا گزرے گی۔ میرا غم انہیں مار ڈالے گا۔" روتی روتی وہ اس کہ پیروں میں بیٹھ چکی تھی۔۔

"اگر واقعی کسی غیرت مند باپ کی اولاد ہو تو کسی گاڑی کے نیچے آکر مر جانا۔ مگر میرے گھر کی دھلیز مت پھلانگنا سمجھیں۔" غصّے سے پاگل ہوتا۔ وہ اسے اپنے پاؤں سے اُٹھاتا بازوں سے پکڑ کر گھر سے باہر دھکیل چکا تھا۔۔

شرجیل تمھیں اللہ کا واسطہ ایسا مت کرو۔ شرجیل پلیز دروازہ کھول دو۔ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر آپ کہیں گئے تو اب میں حیدر سے فون پر بھی بات نہیں کرونگی۔" وہ رات کی وحشت زدہ خاموشی و تاریکی سے خوفزدہ تھی مگر اس کی دہائیاں عروج پر تھی۔ پر شاید وہ سنگدل انسان بہرہ ہو چکا تھا۔ جو کبھی اس کی محبّت کے دم بھرتا تھا۔۔

دروازہ اچانک سے کُھل گیا تھا۔ ہالہ کے چہرے پر خوشی بھرے تاثرات واضح اُبھر آئے تھے۔ وہ جھٹ نزدیک گئی تھی۔

ہالہ انصاری میں شرجیل احمد اپنے پورے ہوش و حواس "
میں تم سے اپنے تمام تر تعلق توڑتا ہوں۔۔میں
"تمہیں۔۔۔۔

وہ تین قیامت خیز الفظ بول کر دروازہ اس کے منہ پر بند کر چکا تھا۔ جبکہ وہ پتھر کی ہوئی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ سماعتوں نے یقین کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر ایک بار پھر اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"شرجیل پلیز دروازہ کھولیں آپ میرے ساتھ یہ زیادتی نہیں کر سکتے۔۔پلیز شرجیل دروازہ کھولیں۔" مسلسل دو گھنٹے دروازہ پیٹنے کہ بعد وہ وہیں ٹیک لگا کر بیٹھتی سسک اُٹھی

تھی۔ مگر مالک تو کیا کسی نوکر کو بھی اُس پر رحم نہیں آیا تھا۔ رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ بالکل سیاہ اس کہ نصیب کی طرح۔ ہر طرف بڑھتا اندھیرا، اور سناٹا دیکھ آہستہ سے قدم اُٹھاتی ان راہوں پر نکل پڑی۔ جن کی کوئی منزل نہ تھی۔ واحد دوپٹے کو کس کر مٹھیوں میں پکڑ کر روتی، بے حال سی آگے بڑھ رہی تھی۔ جبھی آنکھوں کو چُندھیا دینے والی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑی۔ ابھی اس کہ اوسان بحال ہوتے یا وہ کچھ سمجھتی کوئی بے رحم اُسے اپنی گاڑی اڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔

رات کی تاریکی میں اس رہائشی حصّے میں اس کی دلخراش چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔ مگر روح پر لگے زخم، ظاہری زخموں سے زیادہ تکلیف دہ تھے۔۔ہمت مجتمع کرتی وہ رُ ُوتی سسکتی ہوئی فٹ پاتھ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔ سر سے بے تحاشہ خون بہ رہا تھا۔اور بلآخر وہ چکراتی ہوئی اُوندھے منہ زمین پر گر پڑی تھی۔

ُمندی ُمندی سی آنکھیں واہوئیں تو نظر چھت پر چلتے پنکھے پر گئی تھی۔ نگاہوں کا رُخ پھیر کر اردرد کا جائزہ لیا تھا تو وہ شاید کسی سرکاری ہسپتال کا جنرل وارڈ تھا۔

شرجیل! پہلا خیال ایسی ستمگر کا آیا تھا۔ وہ جھٹ سے اُٹھ بیٹھی تھی۔ دماغ میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

"سسٹر لڑکی کو ہوش آگیا ہے۔" ساتھ والے بیڈ پر بیٹھی خاتون نے اسے بیدار ہوتا دیکھ ہانک لگائی۔ ہالہ نے چونک کر دیکھا اور پھر نظر سیدھی کسی خاتون سے جا ملی تھی۔۔ وہ شفیق سے چہرے والی خاتون مسکرا کر اسی کی جانب آ رہی تھیں۔

"طبیعت کیسی ہے اب آپ کی بیٹا!" وہ کوئی ضعیف سی خاتون تھیں۔

"آپ کون؟" آنکھوں میں تعجب ابھر آیا تھا۔

بیٹا کل رات میں ہی تمہیں ہستپال لے کر آئی تھی۔" وہ" نرمی سے مسکرائی تھیں۔

کیوں۔" تکیے پر سر پھیکتی وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔"

کیوں سے کیا مراد ہے۔۔بیٹا آپ کو اتنی چوٹیں آئی" تھیں۔۔اب آپ ٹھیک ہو۔۔مجھے اپنے گھر کا آیڈریس بتاؤ۔۔تاکہ میں آپ کو آپ کے گھر پہنچا سکوں۔" وہ مزید بولیں۔

گھر۔۔" وہ استہزائیہ مسکرائی۔"

تمہارا نام کیا ہے؟" وہ اسے خاموش دیکھ سوالیہ بولیں۔"

"یاد نہیں۔"

مگر بیٹا۔۔۔کوئی اپنا نام کیسے بھول سکتا ہے۔" وہ حیران "
ہوئیں۔

مجھے کچھ یاد نہیں ہے آنٹی؟" وہ چھت کو گھور رہی تھی۔"

"مگر بیٹا آپ کا گھر۔۔"

میرا کوئی گھر نہیں ہے۔۔لاوارث ہوں میں۔" رندھی "
ہوئی آواز میں بولتی وہ خاموش ہو گئی۔

بیٹا! مجھے آج ہی حیدر آباد کے لئے نکلنا ہے۔۔۔کیا تم "
میرے ساتھ چلو گی۔" وہ اس لڑکی کو اکیلا نہیں چھوڑنا

چاہتی تھیں۔ جبکہ وہ خاموش رہی۔ وہ شفیق سی خاتون اپنے تئیں فیصلہ لیتیں اسے اپنے ساتھ حیدر آباد ساتھ لے آئی تھیں۔ وہ خاتون اپنے گھر میں اکیلی ہی رہتی تھیں، ہالہ کو ساتھ رہتے ہوئے پندرہ دن ہو گئے تھے۔۔ مگر وہ خاموش تھی بالکل خاموش۔۔۔

بیٹا! آ گر بُرا نہ مانو تو ایک بات پوچھوں۔" صوفے پر" خاموش بیٹھی ہالہ چونکی۔

جی۔۔" ہلکی سی آواز میں وہ آہستگی سے بولی۔"

کیا تم شادی شدہ ہو؟" ہالہ کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی" تھی۔

میری طلاق ہو چکی ہے آنٹی؟" حیرت آنگیز جھٹکا تھا جو "
سکینہ بیگم کو لگا تھا۔

طلاق مگر کب؟" وہ زرا سنبھل کر گویا ہوئیں۔ "

اسی رات۔۔ جس رات آپ نے مجھے ہسپتال پہنچایا"
تھا۔" نجانے ہالہ یہ سزا کس کو دے رہی تھی۔۔ خود کو یا پھر
اپنے پیارے رشتوں کو جنہوں نے اس کی تلاش میں زمین
آسمان ایک کر دیا تھا۔۔ مگر ہالہ انصاری انہیں نہ ملی
تھی۔۔۔

بیٹا پھر تو آپ اس وقت عدت میں ہیں۔" وہ تفشیشی آنداز "
میں بولیں تو ہالہ خاموش ہی رہی تھی۔۔۔

آ گر آپ بُرا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟" وہ زرا جز بز سی" ہوئی تھیں۔

"جی۔"

میرا ایک بیٹا ہے۔۔ وہ ڈاکٹر ہے۔ زیادہ تر کراچی میں ہوتا" ہے۔ آج وہ واپس آ رہا ہے۔۔ تو تم کوشش کرنا کہ زیادہ تر تم اپنے کمرے میں رہو۔۔ دیکھو بیٹا۔۔ میری بات کا غلط مطلب نہ نکالنا۔۔ تم عدت میں ہو تو تم کسی غیر محرم کے سامنے نہیں آ سکتی ہو۔" ہالہ محض ہولے سے سر ہلاتی آنکھیں موند گئی تھی۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مانچ ماہ گزر چکے تھے۔۔

ہالہ انصاری خالد صاحب کی لاڈلی اکلوتی بیٹی۔۔ جیسے انہوں نے ہمیشہ شہزادیوں کی طرح رکھا تھا۔۔ محبت و چاہت سے پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ایک زندہ دل، خوش گفتار، خوش اخلاق لڑکی زمانے کی ستم ظریفی کے باعث لاوارثوں کی سی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

دماغ میں لاتعداد سوچیں تھیں جو مسلسل زہن میں بازگشت کرتی اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی تھی۔وہ اب پہلے جیسی ہالہ نہیں رہی تھی، بہت سی تبدیلیاں تھین جو اس کی زات میں رُونما ہوئی تھیں۔ہالہ انصاری کی ذات کا لاؤ بالی

پن اسی روز رخصت ہو گیا تھا جب شرجیل احمد نے پہلی بار اس کی کردار کشی کی تھی۔

سکینہ صاحبہ کی دن رات کی دی گئی دینی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ اب وہ باقاددگی سے سر پر دوپٹہ بھی لینے لگی تھی۔ قرآن کو بمعہ تراجم سے پڑھنے کے بعد اسے علم ہوا کہ وہ کس قدر غلط اور پستی کی زندگی گزار رہی تھی۔

حیدر دُرانی کجا کہ محض اس کا بہت اچھا دوست تھا۔ مگر جس طرح کی فرینکنیس ان دونوں کے مابین قائم تھی وہ کسی کو بھی شک میں مبتلہ کر سکتی تھی۔ اس طلاق میں محض شرجیل احمد قصوروار نہیں تھا ہالہ انصاری بھی برابر کی قصور

وار تھی۔اسلام کہتا ہے مرد عورت کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔۔۔تو پھر ہالہ انصاری اور حیدر درانی کے رشتے کو بھلا کیا نام دیا جاتا؟ بلاشبہ یہ سارا فتنہ ایک ناجائز رشتے کے باعث کھڑا ہوا تھا۔ورنہ آگر بُری ہالہ نہ تھی تو اتنا غلط تو شرجیل آحمد بھی نہ تھا کہ اپنی محبوب بیوی کی کردار کشی کرتا۔

مگر ہاں ان دونوں کے درمیان ایک اور شیطان حائل تھا جس نے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کام کیا تھا۔اور اس شیطان کا نام تھا۔۔"مالا ہمدانی"

غلطی پر آ گر شر جیل تھا تو برابری کی شراکت دار یہالہ انصاری کی بھی تھی۔۔شک کا بیج یو نہی نہیں تناؤر درخت کی شکل اختیار کرتا۔ہالہ کی لاپرواہی نے اسے روز کا پانی فراہم کیا تھا۔جو جڑیں اتنی مضبوط کر گیا تھا کہ شر جیل احمد چاہ کر بھی اپنے طیش پر قابوں نہیں کر سکا تھا۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی۔کہ جبھی ایل ای ڈی پر چلنے والی نیوز دیکھ وہ چونک اُٹھی تھی۔۔

ناظرین یہاں ہم آپ کو بریکنگ نیوز سے آگاہ کرتے ”چلیں کہ پاکستان کے مشہور و معروف بزنس مین خالد انصاری سپر ہائی وے پر ہونے والے روڈ ایکسیڈینٹ میں

جان کی بازی ہار گئے۔"اسکرین پر چلتی خبر اور بار بار نشر ہوتی اپنے باپ کی تصویر دیکھ وہ حواس باختگی کے عالم میں گھر سے باہر نکلتی انجان سڑکوں پر دوڑ پڑی تھی۔

"نہیں میرے بابا۔۔۔ نہیں میرے بابا۔۔۔ میرے بابا مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔"شدت و گریہ سے آنسو بہاتی وہ روڈ پر بھاگتی چلی جا رہی تھی۔رات کا آندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔جبکہ اسے کسی چیز کا کوئی ہوش نہیں تھا۔جبھی سامنے سے آتی تیز رفتار گاڑی سے زوردار تصادم ہوا تھا۔۔اور اس کے بعد ہر منظر دُھندلا گیا تھا۔

بابا!" صبح کا اُجالا ہر سو پھیل چکا تھا۔ ہالہ ایک چیخ کے ساتھ "
اُٹھ بیٹھی تھی۔۔ پسینے سے شرابور وجود، کپکپاتا، لرزتا
سراپا، زویاء اور حیدر تیزی سے روم کا دروازہ کھول کر داخل
ہوئے تھے۔ جہاں وہ ضبط کی سی کیفیت میں مٹھیوں میں بیڈ
شیٹ جکڑے بیٹھی شدت سے رو پڑی تھی۔۔۔

ہالہ یار اکیا ہوا؟" زویاء اسکا چہرہ تھام کر پیار سے "
بولی۔۔ حیدر اسے روتا سسکتا دیکھ تڑپ اُٹھا تھا۔

زویاء بابا! بابا کیسے ہیں؟ میں۔۔۔ میں آرہی تھی۔ میں "
آرہی تھی۔۔ میرے بابا۔۔۔۔ میرا ایکسیڈینٹ۔۔" زویاء کا
ہاتھ تھامتی وہ سختی سے گویا ہوئی تھی۔

ہالہ! کچھ نہیں ہوا۔۔سب ٹھیک ہے۔" حیدر اس کی "
حالت خراب ہوتی دیکھ سر پر ہاتھ رکھنے لگا تھا مگر وہ غصے اور
اشتعال کے عالم میں اُس کے ہاتھ جھٹک گئی تھی۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔حیدر دُرانی۔۔۔سب تمہاری وجہ "
سے ہوا ہے۔" حیدر حیرت کی زیادتی سے گنگ خاموش رہ
گیا۔

ہالہ! کیا تمہیں سب یاد آگیا ہے؟" زویاء حیرت اور خوشی "
کے ملے جلے تاثرات سے گویا ہوئی تھی۔

اپنے بھائی کو بولو چلا جائے یہاں سے۔۔میں اس کی شکل" تک نہیں دیکھنا چاہتی۔" نفرت آمیز لہجے میں بولتی وہ کوئی اور ہی لگی تھی۔زویاء ایک پَل کو خاموش ہو گئی۔

ہالہ یہ کیا کہ رہی ہو تم۔۔۔بھائی کا کیا قصور ہے اس" "میں۔

سارا قصور ہی تمہارے بھائی کا ہے۔آج میں جس حال" میں بھی ہوں۔۔صرف اِس کی وجہ سے ہوں۔۔"اُس کی تیز دھاڑ پر حیدر کے ساتھ ساتھ زویاء بھی اس قدر غیر متوقع رویہ پر حیران و پریشان سی خاموش رہ گئی تھی۔

زویاء ہالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ تم دیکھو اس"
کو۔۔ میں باہر ہوں عادل کو بھیجتا ہوں۔" وہ اُس کی سرخ
پڑتی آنکھوں میں درد دیکھ دُکھ سے باہر نکل آیا تھا۔۔ جبکہ
موبائل پر انگلیاں پھیرتا وہ اس کے ڈاکٹر کو کال لگا چکا
تھا۔۔۔ جس کی رونے چلانے کی آوازیں کمرے سے باہر
تک آ رہی تھیں۔۔

ہالہ کافی دیر سے فائزہ بیگم کے گلے سے لگی بیٹھی ڈھیروں
آنسو بہا چکی تھی۔ جبکہ پاس بیٹھا عادل خاموش تھا۔

تم کہاں چلی گئیں تھی ہالہ۔۔میرا بچہ تمہارے بابا نے" تمہیں بہت ڈھونڈا تھا۔" رنج کی کیفیت سے دوچار وہ رو پڑی تھیں۔

میں۔۔۔۔میں۔۔۔اب واپس آگئی ہوں نانا ما۔۔۔مگر" بابا۔۔۔۔میری وجہ سے بابا اس دنیا سے چلے گئے۔" بے رابطہ سے جملے ادا کرتی وہ دُکھ سے بولی۔

نہ ہالہ میری جان۔۔اِس میں تُمہارا کوئی قصور نہیں" ہے۔" وہ اس کی حالت کے پیشِ نظر گویا ہوئیں۔۔جو رُو رُو کر اپنی آنکھیں سجُھا چکی تھی۔

بس چُپ ہو جاؤ۔۔ تم ٹھیک ہو گئی ہو۔۔ ہمیں ہماری ہالہ "
واپس مل گئی ہے۔ ہمارے لئے یہی بہت ہے۔" عادل نے
آگئے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

عادل مجھے سہارا دو۔۔ اور کچن میں لے کر چلو۔۔ اتنے "
سالوں بعد میری بیٹی میرے پاس واپس آئی ہے۔۔ آج میں
کھانا اپنے ہاتھ سے بناؤنگی۔" وہ محبت سے بولیں۔

نہ۔۔ نہیں ماما۔۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں "
ہے۔۔ دیکھیں زرا خود کو۔۔ اپنا کیا حال بنالیا ہے۔" وہ
روہانسو لہجے میں زرا خفگی سے بولی تو نم آنکھوں سے بیٹھا
عادل بھی مسکرا دیا تھا۔ جبھی کسی نے دروازہ ناک کیا تھا۔

آجائیں۔" دروازہ کھول کر داخل ہوتے حیدر کو دیکھ ہالہ "
کے منہ پر بارہ بج گئے تھے۔

آؤ بیٹا حیدر!" فائزہ بیگم محبت سے بولی تھیں۔"

ہالہ کی طبیعت کیسی ہے اب۔" وہ منہ پھُلائے رُخ پھیر کر "
بیٹھی تھی۔

اب تو ہماری ہالہ بالکل ٹھیک ہے! تمہارا بہت شکریہ "
بیٹا! تمہارے اور عادل کی بدولت ہی آج میری بیٹی میرے
پاس ہے۔۔ ورنہ میں نے تو اُمید ہی چھوڑ دی تھی۔" حیدر
سے انہیں پہلے سے زیادہ لگاؤ ہو گیا تھا۔۔ جوان کے ہر مشکل
وقت میں پیش پیش رہتا تھا۔

نہیں آنٹی۔۔۔آپ تو مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔کیا میں" آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔" وہ دوسری طرف سے آکر اس کے نزدیک ہی بیٹھ گیا تھا۔۔جبکہ اپنا دوپٹہ درست کرتی فاصلے سے بیٹھ گئی تھی۔حیدر کی جانچتی ہوئی نظروں نے یہ کارروائی بغور ملاحظہ کی تھی۔

عادل سے زیادہ محبت کرتی ہوں میں تم سے۔" وہ لہجے" میں محبت سمو کر بولی تھیں۔جبکہ وہ گلا کھنکھار کر سرسری سی نگاہ ہالہ کے سراپے پر دوڑاتا ہوا بات کا آغاز کر چکا تھا۔

آنٹی ویسے جو بات میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔اس کے" لئے ابھی یہ وقت دُرست تو نہیں۔مگر اب میں مزید دیر

نہیں کرنا چاہتا۔" فائزہ بیگم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جبکہ لاپرواہی ظاہر کرتی ہالہ کی تمام تر توجہ اس کی جانب مرکوز تھی۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں ہالہ کو اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہوں۔" الفاظ تھے کہ دھماکا جو ہالہ انصاری کی ہستی ہلا گئے تھے۔ وہ جھٹکے سے اس کی جانب پلٹی تھی۔۔ جو سنجیدگی سے مدعا بیان کرتا اب ہالہ کی نفرت سے لبریز آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"بیٹا یہ آپ کیا کہہ رہے۔۔۔ میرا مطلب ہے آپ کی وائف۔۔" بے ربط سا جملہ ادا کرتیں وہ بے یقین تھیں۔

اِس کی وائف سے کیا مراد ہے آپ کی ماما۔ یہ ہوتا کون ہے" میرے بارے میں اس قدر گھٹیا بات کرنے والا۔" ہالہ سیخ پا ہوتی چنگھاڑا تھی تھی۔۔اسے حیدر سے فی الحال اس قسم کے بات کی کوئی امید نہیں تھی۔

ہالہ آرام سے۔۔اور پلیز اتنا زور سے نہ چیخو تمہارے" زہن پر آثر پڑے گا۔" حیدر مفاہمت کے تحت نرمی سے بولا۔

شٹ اپ! تمہیں میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں" ہے۔ بہتر ہے اپنے کام سے کام رکھو۔" انگشت شہادت اُٹھاتی وہ درشتگی سے بولی تھی۔

ہالہ! یہ کیا ہو رہا ہے۔۔ تم حیدر سے کس آنداز میں بات کر رہی ہو بیٹا۔۔۔ حیدر نے محض ایک خواہش ظاہر کی ہے۔۔ اور اس طرح کیے معاملات سکون سے بیٹھ کر حل کرنے کے ہوتے ہیں۔۔" فائزہ بیگم کا تو اس صورحال میں سر چکرانے لگا تھا۔

نہیں ماما! کیا سوچ کر اِس نے میرے بارے میں یہ بات کی ہے۔۔ ترس کھا رہا ہے کیا مجھ پر۔۔ ہالہ انصاری، ایک طلاق یافتہ کو اپنے نکاح میں لے کر یہ میری ذات پر کونسا احسان کرنا چاہتا ہے۔" اشتعال آمیز لہجے میں وہ نفرت سے پھُنکاری تھی۔

ہالہ ریلیکس! صرف حیدر نہیں بلکہ میں بھی ایسا ہی چاہتا" ہوں۔۔ تم ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچوں تو سہی۔" حیدر کو گھور کر وہ سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

"وہاٹ! عادل تم ہوتے کون ہو۔۔ میری ذات کے بارے میں مجھ سے پوچھے بغیر فیصلہ لینے والے۔" اب وہ عادل پر چڑھ دوڑی تھی۔۔ جبکہ وہ بیچارہ ان دونوں کی لڑائی میں برُا پھنسا تھا۔ اسے حیدر سے اِس قدر جلد بازی کی ہر گز توقع نہیں تھی۔

"آنٹی میں اپنا فیصلہ لے چکا ہوں اور ہالہ اس رشتہ کے لئے راضی ہو یا پھر نہیں، اس کا نکاح مجھ سے ہی ہو گا اور اسی ہفتے

میں ہو گا۔۔اُمید کرو نگا کہ ہمیشہ کی طرح آپ آج بھی مجھے اپنا بیٹا سمجھ کر میرے فیصلہ کا احترام کریں گی۔" حیدر ہالہ کےِ اس قدر درشت رویے پر ضبط سے سرُخ پڑتی آنکھوں میں جنون کی چنگاری لئے فیصلہ ُکن لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"ماما یہ۔۔" وہ حیرت زدہ سی منہ کھولے اسکے تیور ملاحظہ کر رہی تھی۔جو ایک تیز نگاہ سے نوازتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

جبکہ فائزہ بیگم خاموش ہو گئی تھی۔جو بھی تھا اُن کا دل ایک ماں کا دل تھا اور ہالہ کے لئے حیدر سے زیادہ اچھا کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

ہالہ بیٹا خاموش ہو جاؤ! تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں"
ہے۔اس بارے میں، میں حیدر سے خود بات کر لو نگی۔" وہ
آٹل لہجے میں بولتیں اسے خاموش کروا گئی جو فضول میں
پینک کر رہی تھی۔۔۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہیلو!

"ہیلو! یاد آ گئی تمہیں۔۔کہ ایک عدد شوہر بھی ہے
تمہارا۔۔جو بیوقوفوں کی طرح تمہاری کال کا انتظار کرتا
ہے۔" زویاء نے ابھی موبائل کان سے لگایا ہی تھا کہ
دوسری جانب سے طنز میں بھیگا جملہ سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔

شوہر کا تو معلوم نہیں۔۔البتہ مجھے یہ ضرور یاد رہتا ہے کہ "
ایک عدد ساس ضرور ہے میری۔۔جو ہر وقت موقع کی
تلاش میں رہتی ہے کہ کب کونسا طعنہ مارنے کا یہ دُرست
وقت ہے۔" جوابی کارروائی پر زاویار کے لبوں پر ایک
خوبصورت سی مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

بہت زیادہ زبان نہیں چلنے لگی ہے تمہاری۔" متبسم لہجے "
میں زرا خفگی سے بولا۔۔ساتھ ساتھ کچن میں کھڑا اپنی کافی
بھی پھینٹتا جا رہا تھا۔

زبان چلانے کے لئے ہی ہوتی ہے۔" وہ منہ بسور کر "
بولی۔تو وہ زیرِ لب مسکرایا۔

کیا ہو رہا ہے۔" وہ ویسے ہی پوچھ بیٹھی۔"

کافی بنا رہا ہوں۔" وہ مصروف آنداز میں بولا۔"

تم کیوں بنا رہے ہو گھر کے سارے ملازم کہاں ہیں۔" وہ"
ٹھہری۔

چھٹیوں پر گئے ہوئے ہیں۔۔ بھئی سب کے بیوی بچے ہیں"
،گھر گرہستی ہے۔۔اب ہر کوئی زاویار فاروقی کی طرح
شادی شدہ سنگل تھوڑی ہے۔" وہ زرا چھبتے ہوئے لہجے
میں بولا تھا۔

تو کس نے کہا ہے زاویار فاروقی کو کہ سنگل رہے۔۔ منگل ہو جائے۔" وہ شرارت سے بولی تو اس نے موبائل کو گھورا تھا۔

ابھی مجھے کوئی ایسی لڑکی ملی ہی نہیں۔۔ جو میرے میعار پر پورا اُترے۔۔ جب مل جائے گی اُس کے دوسرے دن ہی بیاہ کھڑکا لونگا۔" وہ بھی تپانے والے لہجے میں بولا تھا۔

کیوں ایلی میلی گزر گئی ہیں کیا؟" وہ زچ ہوتی طنزیہ بولی۔"

اللہ نہ کرے کہ میری جان کو تیز ہوا کا جھونکا بھی چھو کر گزرے۔" زویاء نے اس کے محبت بھرے لب و لہجے پر دانت پیسے۔

ہاں اللہ پاک عمر دراز کرے ایلی باجی کی۔" دانت کچکچا "
کر بولتی وہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔۔

آمین! بس زویاء جی دعا کرو۔۔ مجھے جلدی سے کوئی اچھی"
سی نیک لڑکی مل جائے جیسے میں جلد از جلد اپنی زوجہ کے
رتبے پر فائز کر سکوں۔" دل جلاتی مسکراہٹ کے ساتھ
بولتا وہ مسلسل زچ کر رہا تھا۔۔

خیر فون کیوں کیا تھا۔" اس کے سنجیدہ لہجے پر زاویار بھی"
ایک گہری سانس بھر تا سیریس ہوا۔۔ جبکہ اب وہ پھینٹی
ہوئی کافی میں دودھ شامل کر رہا تھا۔۔

کیوں کیا میں بغیر کسی وجہ کے کال نہیں کر سکتا۔" لہجہ ہر "
احساس سے عاری تھا۔

ہالہ یاد کر رہی تھی تمہیں۔" وہ بات گھُما گئی تھی۔ زاویار "
نے محض ہنکار بھرا تھا۔

خیر یہ سالے صاحب نے کونسا نیا چٹکلا چھوڑا ہے؟" وہ یاد "
آنے پر پوچھ بیٹھا تھا۔

بھائی ہالہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔ جبکہ ہالہ راضی "
نہیں ہے۔ اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔" وہ بالوں کی لٹ
سنوارتی ہوئی بولی۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ۔۔ تم دونوں دوستوں نے کیا ٹھیکا" لے رکھا ہے کہ جو بیچارہ تم سے محبت کرے گا۔ عزت سے اپنے نکاح میں لینا چاہے گا۔۔ اسے تم دونوں یونہی زلیل و خوار کرو گی۔" زاویار کے لہجے کی تپش پر وہ خاموش رہ گئی تھی۔ بولنے کے بعد زاویار کو یکدم اپنے لفظوں کی سختی کا احساس ہوا تھا۔

زویاء میرا مطلب۔۔۔ ہیلو۔۔" وہ سنبھل کر مزید کچھ" بولتا مگر دوسری جانب سے وہ رابطہ منقطع کر چکی تھی۔۔

نفی میں سر ہلاتا موبائل پاکٹ میں ڈالتا وہ مگ لبوں سے لگاتا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

ہالہ!" وہ اس کے روم میں داخل ہوئی تو اسے روتے "
ہوئے پایا تھا۔

ہالہ میری جان کیا ہو گیا ہے یار ا؟" وہ تفشیش بھرے لہجے "
میں بولی۔

ایسا میرے ساتھ ہی کیوں ہوا زویاء۔۔۔ میرا کیا قصور "
تھا۔" وہ دلبرداشتہ ہو رہی تھی۔

تم تو خوش نصیب ہو ہالہ کے تمہیں شرجیل احمد جیسے شکی" مزاج آدمی سے نجات مل گئی ہے۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولی۔

خوش نصیب۔۔" وہ استہزائیہ مسکرائی۔"

جانتی ہو ایک طلاق یافتہ لڑکی ہوں میں۔" گلابی آنکھوں" میں رنج واضح تھا۔

ایسا نہ کہو ہالہ پلیز! ہمارے لئے تم آج بھی اتنی ہی معتبر" اور پیاری ہو جتنی کہ پہلے تھیں۔۔ کیا تمہیں لگتا ہے کہ اس حادثے کے بعد تمہارے لئے ہماری محبتوں میں کسی قسم کی

کوئی کمی رونما ہوئی ہو گی۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتی محبت سے بولی۔

"زویاء سمجھاؤ اپنے بھائی کو۔ کہ فضول کی ضد چھوڑ دے۔۔اب میں مزید کسی کو بھی اپنی زندگی کا فیصلہ لینے نہیں دونگی۔" وہ سپاٹ تاثرات سے گویا ہوئی تھی۔

"ہالہ بھائی تم سے محبت کرتے ہیں۔" زویاء نے زرا جھجک کر کہا تھا۔

"اس کی بے پناہ محبت کا ہی تو نتیجا ہے کہ آج میں اس حال کو پہنچ گئی ہوں۔" وہ کرب سے بولی تھی۔

ہالہ بھائی تو تم سے محبت کرتے ہیں۔۔اور آج سے نہیں" بہت پہلے سے۔۔کاش کہ یہ سب بھائی نے ہمیں پہلے بتایا ہوتا تو آج یہ سب نہ ہوا ہوتا۔" اسے پچھتاوے نے آن گھیرا تھا۔

زویاء پلیز! مجھے اس میں یا پھر اس کی محبت میں کوئی دلچسپی" نہیں ہے۔" وہ ناگواری سے بولتی رخ پھیر گئی۔

کیا تمہارے دل میں بھائی کے لئے تھوڑی سی بھی گنجائش" نہیں ہے۔۔تم دونوں تو بہت اچھے دوست تھے ناں۔" وہ ایک آس سے بولی تھی۔

کوئی دوسست نہیں ہے میرا زویاء درانی۔۔۔اور حیدر درانی سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے دوستی کا بھی نہیں۔۔اور کبھی جو ایسا تھا تو وہ غلطی تھی میری۔" وہ درشتگی سے بولتی انکار کر گئی۔

ہالہ۔۔۔۔"اس نے مزید کچھ کہنا چاہا تھا۔"

زویاء بس خاموش ہو جاؤ۔" وہ مزید قیاس کرتی اس سے قبل ہی وہ اسے خاموش کروا گئی تھی۔

خیر تم بتاؤ۔۔اتنے سال ہو گئے تمہارے اور زاویار کے نکاح کو، ابھی تک رخصتی کیوں نہیں ہوئی ہے

تمہاری۔"اس کا دھیان اب اس کی جانب گیا تھا۔جبہ زویاء اپنی جگہ چور سی ہوتی نگاہ چرا گئی تھی۔

وہ دراصل۔۔۔لب چباتی زویاء کو سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا" بہانہ پیش کرے۔

کیا زویاء؟"ہالہ کو اُس کی خاموشی پر تعجب نے آن گھیرا" تھا۔

میں نے رخصتی سے انکار کر دیا تھا۔"یہ لفظ دھماکا ہی تو" تھے۔

کیا زویاء تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے ناں۔" ہالہ کو شدید غصہ"
آیا تھا اِس پر۔۔۔

اب کچھ بولو خاموش کیوں ہو۔۔ آنٹی انکل نے تمہیں کچھ"
نہیں کہا۔" وہ حیرت زدہ سی متوحش آنداز میں بولی۔۔۔

زاویار نے سب سے کہا کہ وہ رخصتی کچھ سالوں بعد کروانا"
چاہتا ہے۔ جب وہ کچھ بن جائے گا۔۔ جب اس کا کریئر بن
جائے گا۔" وہ اس وقت کو یاد کرتی تلخی سے مسکرائی
تھی۔ جب وہ اس کی ساری بدگمانیوں اور غلطیوں پر پردہ
ڈال کر سارا الزام خود پر لے چکا تھا۔ اور وہ سب کی نظر میں
معصوم ٹھہری تھی۔۔۔۔

زویاء کیوں؟ آخر کیوں کیا تم نے یہ ظلم زوایار کے ساتھ۔" اس کا بازو پکڑتی وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔ زویاء کی بیوقوفی کی داستان سُن کر اس کہ حواس جھنجھنا اُٹھے تھے۔۔۔۔

"کیونکہ میں نہیں رہنا چاہتی تھی کسی اسے شخص کہ ساتھ جو مجھ سے پہلے کسی کی محبت رہا ہو۔۔ میں کسی اسے شخص کو کیونکر اپنی خوش بختی تصور کر لوں جو میری جان سے عزیز ہستی کی، میری دوست کی خاموش چاہت رہا ہوں۔۔۔" ضبط سے بیٹھی اب صاف گوئی سے تیز لہجے میں بولی تھی۔ ہالہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔ جبکہ دروازہ

پر موجود زاویار کے قدم اس کے لفظوں پر تھم گئے تھے۔۔۔۔

زویاء یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ۔۔مزید مجھے " میری نظروں سے رسوانہ کرو۔۔پہلے ہی یہ کم بخت محبت میری زندگی اجیرن کر چکی ہے۔تضاد اب تمہاری بیوقوفی مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گی۔پلیز بخش دو مجھے۔۔۔اب میں مزید کوئی غم نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔"ہالہ دکھ سے بولتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔دماغ کی رگیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

زاویار سے محبت میری زندگی کی بہت بڑی غلطی ثابت ”
ہوئی ہے۔نہ مجھے محبت ہوتی نہ میں شرجیل احمد سے شادی کا
جلد بازی کا فیصلہ لیتی اور نہ یہ سب ہوتا۔۔۔میری اس
غلطی نے میری، حیدر کی، زاویار کی سب کی زندگیاں برباد
کر دی ہیں۔“ شّدت و گریہ سے روتی ہالہ انصاری آخر اپنی
زات کے کس کس خسارے پر ماتم کناں ہوتی۔زویاء تڑپ
کر اس کے قریب فرش پر ہی بیٹھ گئی تھی۔۔جو سر تھامے
بیٹھی اونچا اونچا رو رہی تھی۔۔۔

دہلیز پر کھڑے زاویار کے قدموں کو گویا زمین نے جکڑے
لیا تھا۔اناری رنگ آنکھیں اس کے ضبط کی گواہ

تھیں۔۔ جس کا چہرہ ہر احساس سے عاری ہو چکا تھا۔ مٹھیاں بھینچتا وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتا روم میں داخل ہوا تھا۔

وہ دونوں چونک کر متوجہ ہوئیں۔۔ جبکہ زاویار کو اپنے رُوبرو دیکھ زویاء کا سانس خشک ہو گیا تھا۔۔ جس کی آنکھوں سے چھلکتی نفرت اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ وہ زویاء کی تمام تر گوہر آفشائیاں سُن چکا ہے۔۔۔

"ہالہ! پلیز اس طرح رو رو کر مزید خود کو ہلکان نہ کرو۔۔ کچھ لوگ اس قابل ہی نہیں ہوتے کہ انہیں عزت و محبت سے نوازہ جائے۔" ہالہ کی حالت کے پیش نظر اسے

ایک سخت نگاہ سے نوازتا وہ پنجوں کے بل ہالہ کے پاس بیٹھتا بظاہر نرمی سے بولا تھا۔۔۔۔

"زاویار پلیز! یہ بیوقوف ہے تم اس کی باتوں میں نہ آنا۔" وہ حواس باختگی کے عالم میں اسے سمجھانے لگی تھی۔

"نہیں ہالہ آج میں یہ قصہٰ ہی ختم کر دونگا۔" وہ جھٹکے سے زویاء کی جانب پلٹا تھا۔۔ جبکہ وہ خوفزدہ سی کانپنے لگی تھی۔

"زویاء دُرانی میں زاویار فاروقی اپنے پورے ہوش و حواس میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ایک قیامت خیز لمحہ تھا جو آکر گزر گیا تھا۔۔۔ اور زویاء کو اپنی دنیا تباہ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

ہالہ!" زویاء کی ایک زوردار چیخ برآمد ہوئی تھی اور اس "
کے بعد ہر سو خاموشی چھا گئی تھی۔

زاویار نہیں پلیز! تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔۔ تمہیں میری "
قسم ہے زاویار پلیز ایسا کچھ نہ بولنا جس کے لئے میں کبھی خود
کو معاف نہ کر سکوں۔۔۔" اس سے قبل کے وہ اپنے لفظ
مکمل کرتا ہالہ حواس باختہ سی چلا اُٹھی تھی۔

ہالہ!" وہ بے بسی سے خاموش ہو گیا تھا۔۔ جبکہ زویاء پتھر "
کی مورت بنی بس ساکت نگاہوں سے زاویار فاروقی کی
سنگدلی ہی دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ وہ الفاظ ادا کرنے جا رہا تھا جو
اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچے تھے۔۔

نہیں زاویار پلیز, ! مجھے مزید رسوا نہ کرو۔۔" پھپھک "
پھپھک کر روتی وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔ جس
کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرتا اپنی اہمیت کھو گیا
تھا۔

کاش ہالہ کہ تم مجھے پہلے بتا دیتیں، میں تمہیں اپنانے"
میں۔۔۔۔"زویاء کا فق ہوتا چہرہ اور ہالہ کا نفی میں ہلتا سر
دیکھ لفظ ادھورے چھوڑ گیا۔

نہیں پلیز! ایسا نہ کہو۔۔۔ورنہ میں مر جاؤنگی۔۔۔"یہ"
آخری لفظ تھے اور پھر ہالہ غش کھا کر زاویار کی جانب لڑھکتی
اس کے ہاتھوں میں جھول گئی تھی۔

ہالہ!"زویاء کسی خوف کے تحت چلا اُٹھی تھی۔زاویار نے"
تیزی سے اسے سنبھالا تھا۔

"ہالہ! ہالہ پلیز آنکھیں کھولو۔۔۔۔"

زاویار کیا ہوا ہالہ کو۔۔یہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہی"
ہے۔" وہ روتی ہوئی نزدیک آئی تھی۔

تمہاری حرکتوں کا نتیجا ہے۔۔افسوس، افسوس کہ تمہیں"
کسی رشتے کا بھرم نہ رکھنا آیا زویاء دُرانی۔نہ دوستی کا، نہ
محبت کا، نہ ہی بیوی ہونے کا۔۔۔۔۔" اس کے لہجے میں
تاسف در آیا تھا۔

زویاء دُرانی، زاویار فاروقی پر تو مٹی ڈالو مگر کم از کم کچھ تو"
اپنی سالوں پرُانی دوستی کا بھرم رکھتیں۔۔۔۔مجھے لگا تھا کہ
اتنا وقت گزر چکا ہے۔ تم سُدھر گئی ہو گی، مگر نہیں زویاء
دُرانی تم آج بھی وہیں کھڑی ہو۔ جہاں سے اس سفر کا آغاز

ہوا تھا۔۔ گزرا وقت تمہارا کچھ نہ بیگاڑ سکا۔۔ میں ہی پاگل تھا جو تم جیسی بے حس لڑکی کے عشق میں گرفتار رہا۔۔ مگر اب نہیں۔۔ اب میں اپنی ہر غلطی سُدھار لونگا۔۔ کیا کہا تم نے؟ کہ تم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتیں ناں؟'' وہ لمحے کو ٹھہرتا استہزائیہ مُسکرایا۔

آج تک میں نے تمہاری ہر خواہش پوری کرنے کی بھرپور'' کوشش کی ہے۔۔ فکر نہ کرو تمہاری یہ خواہش بھی جلد پوری کرونگا۔'' اشتعال آمیز لہجے میں قیامت خیز الفاظ اس کی سماعتوں میں پھُونکتا موت کا پروانہ تھما گیا تھا۔

اسے اپنی جگہ پر پتھر کا بنا دیکھ وہ ہالہ کا گود میں اُٹھاتا بیڈ پر لٹاتا ہوا رُوم سے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ وہ روتی سسکتی مسلسل اسے ہی پُکار رہی تھی۔

کیا ہوا ہالہ کو!" حیدر زرا گھبرائے ہوئے لہجے میں بولتا" روم میں آیا تھا۔ جہاں وہ مسلسل رو رہی تھی۔

پتہ نہیں بھائی۔۔ یکدم سے بیہوش ہو گئی ہے۔" جلدی" سے رُخسار رگڑتی وہ قریب آئی تھی۔

تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔ پتہ بھی ہے تین" سال کس زہنی ازیت سے گزری ہے۔۔ کیا پھر سے اسے اسی ازیت و تکلیف میں مبتلہ کرنا چاہتے ہو۔۔ آخر چاہتے کیا

ہو تم لوگ۔۔ یہ بار بار ایسی ذہنی ازیت میں کیوں مبتلہ ہو جاتی ہے؟" ہالہ کا سپید پڑتا چہرہ دیکھ وہ طیش میں دھاڑا ۔۔۔زویاء اپنے بھائی کے رویے پر خوف سے اُچھل پڑی تھی۔

میں۔۔میں۔۔۔۔پتہ نہیں کیسے۔۔۔" بوکھلاہٹ میں " اسے سمجھ ہی نہ آیا تھا کہ کیا بہانہ پیش کرے۔

جاؤ زویاء یہاں سے۔۔ جلدی سے ڈاکٹر کو فون " کرو۔۔" وہ غصے میں بولا تو وہ جلدی سے موبائل کی تلاش میں باہر بھاگی تھی۔

ہالہ تم ٹھیک تو ہو ناں۔" ڈاکٹر انہیں سختی سے آخری "
وَارننگ دے کر جا چکا تھا۔ ہالہ کی آنکھیں ہر احساس سے
عاری تھیں۔۔ زویاء آنسو بہاتی مسلسل اسے اپنی جانب
متوجہ کرنا چاہ رہی تھی۔

زویاء آنٹی کے پاس جاؤ تم۔۔ وہ بار بار ہالہ کا پُوچھ رہی "
ہیں۔ تم تھوڑی دِیر اُن کے پاس بیٹھ جاؤ۔" حیدر روم میں
داخل ہوتا اسے حکم دینے والے لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ لہجا
ابھی بھی سخت تھا۔

جی۔۔۔میں جاتی ہوں۔" ہالہ کے سپاٹ چہرے پر ایک "
ملتجائی نگاہ ڈالتی وہ روم سے باہر نکل گئی تھی۔۔ جبکہ حیدر
قدم قدم چلتا ہوا اس کے نزدیک آیا تھا۔

طبیعت کیسی ہے ہالہ؟" وہ دھیرے سے بولا تھا۔"

زندہ ہوں نظر نہیں آرہا کیا؟ آندھے ہو گئے ہو؟" ہالہ "
تڑاخ کر بولی تو وہ ایک لمحے کو خاموش رہ گیا۔

مجھے تو نظر آرہا ہے کہ زندہ بھی ہو۔ اور خاصی بد تمیز بھی "
ہو چکی ہو۔" وہ بھی طنزیہ بولا تو وہ استہزائیہ مسکائی۔

تو تمہیں کیا مسئلہ ہے؟" وہ مزید تلخ ہوئی تھی۔ ہمیشہ کی "
طرح سب کا غصہ وہ حیدر پر اُتار رہی تھی۔

ابھی تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ مگر کچھ دنوں بعد ضرور "
ہو گا۔۔ جب تم میری بیوی بن جاؤ گی۔۔۔۔ پھر آ گر کوئی
میری بیوی کو بد تمیز بولے گا تو میں اس کا منہ توڑ
دونگا۔۔ سوچ لو پھر تمہیں کوئی مسئلہ نہ پیش آ جائے۔" ہالہ
غصے سے اس کی جانب پلٹی تھی۔

اپنی بکواس بند کرو حیدر رُدرانی۔۔۔ ورنہ اس بار لحاظ نہیں "
کرونگی میں۔" وہ درشتگی سے پھنکاری تو وہ گہری سانس بھر
کر رہ گیا۔

نکاح کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے۔" وہ پھر گھوم"
پھر کر اسی بات پر آ گیا تھا۔۔ہالہ نے طیش سے گھُورا تھا۔

یہاں سے جانے کا کیا لو گے حیدر درانی؟" وہ تلخی سے"
سوالیہ بولی تو وہ جیبوں میں ہاتھ اُڑستا مزید نزدیک آیا تھا۔

تمہارا اقرار!" دلکش مسکراہٹ سجائے وہ شرارت سے"
آنکھ کا کونا دبا کر بولا تھا ہالہ نے گڑبڑا کر نظریں چرائیں
تھیں۔

شٹ اپ! میں نے کہا ناں کہ فضول گوئی سے پرہیز کرو"
ورنہ۔" انگشت شہادت اٹھاتی وہ جذبذ سی جملہ ادھورا چھوڑ
گئی۔

ورنہ؟" وہ زرا جھک کر انگلی میں اپنی انگلی پھنساتا آئی برو" کے اشارے سے جملہ مکمل کرنے کے لئے اُکسانے لگا۔

میں تمہیں جان سے مار دونگی حیدر دُرانی۔۔۔" سخت" طیش کے عالم میں وہ گڑبڑا کر بولی تو حیدر کا دلکش قہقہہ فضا میں گونج اُٹھا تھا۔

ہائے مار تو دیا ہے ظالم اور کتنی بار جان لو گی۔" وہ شرارتی" لہجے میں فدا ہونے والے آنداز میں بولا تھا۔ جبکہ ہالہ کا چہرہ کندھاری انار کی مانند سُرخ پڑ گیا تھا۔

تم۔۔۔۔۔بد تمیز انسان تمہیں شرم نہیں آتی، ایسی" واہیات گفتگو کرتے ہوئے۔" ہالہ کا چہرہ شدید سبکی کے باعث لال بھبھوکا ہو گیا تھا۔

ہالہ صاحبہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے" کرم۔۔۔" دلکش آنداز میں قہقہہ لگاتا وہ مسلسل اس کا ضبط آزمار ہا تھا۔

لگ رہا ہے اپنی اس فرنگی بیوی کے ساتھ رہ کر تم بھی ایسی" جیسے ہو گئے ہو بیہودہ اور بے باک۔" نظریں چراتی وہ چڑ کر بولی، جبکہ وہ لبوں پر مٹھی جماتا اُس کا خجالت کے باعث سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

ہمم! کیا کروں۔۔وہ تھی ہی اتنی بولڈ کہ تھوڑا بہت بے"
باک میں بھی ہو گیا۔" زرا فاصلے سے بیڈ پر بیٹھتا وہ دھیرے
سے مسکرایا۔

تو جا کر رہو ناں اپنی اس بے باک فرنگی بیوی کے"
ساتھ۔۔میرے پیچھے کیوں ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو۔" وہ زچ
ہو گئی تھی۔

کیا کروں عشق نے نکما کر دیا جناب ورنہ آدمی تو ہم بھی"
تھے بڑے کام کے۔" وہی ڈھٹر کنیں منتشر کرتا لہجا۔۔اس
سے پہلے توحید رنے کبھی اس آنداز میں بات نہیں کی تھی۔

تم جا رہے ہو یا نہیں۔" وہ روہانسو ہوئی۔"

کہاتو ہے کہ چلا جاؤ نگا۔۔ مگر تمہارا اقرار سننے کے بعد۔" وہ بھی ڈھیٹ بنا ہوا تھا۔

"پھر تو تمہاری یہ خواہش اَدھوری حسرت ہی رہ جائے گی۔۔ کیونکہ اِس جنم میں تو ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔" وہ بھی اپنی جگہ آٹل تھی۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں کہ پہلے کون ہار مانتا ہے۔" وہ چیلنجنگ لہجے میں بولا تھا۔

"ہونہہ! وقت برباد کر رہے ہو حیدر دُرانی۔" مزاق اڑتا لہجا۔

فضول کی بحث میں وقت آپ برباد کر رہی ہیں ہالہ" انصاری۔۔ جلدی سے نکاح کے لئے راضی ہو جائیں تو پھر اس وقت کو کار آمد بھی بنالیں گے۔" وہ آنکھ بلنک کرتا مسکرایا۔ جو مسلسل نظریں چرا رہی تھی۔

پتہ ہے حیدر دُرانی تم مجھے اس وقت کیا لگ رہے ہو؟" وہ" نڈر لہجے میں بولتی دو قدم نزدیک آئی۔

معلوم ہے بہت ہینڈسم۔" وہ شوخ ہوا۔"

"نہیں۔۔۔"

تم اس وقت ایک میچور پڑھے لکھے بزنس مین نہیں بلکہ گلی" کے نکمے سڑک چھاپ سستے عاشق لگ رہے ہو۔" تنی آئی بروز سے وہ طنزیہ بولی تھی۔ جبکہ وہ ڈھیٹوں کی طرح مسلسل مسکرا رہا تھا۔

کیا کریں جناب عشق نے نکما کر دیا ناں۔" وہی دل جلاتی" مسکراہٹ۔

ویسے پتہ ہے تم مجھے اس وقت کیا لگ رہی ہو؟" وہ راز" داری سے بولتا بے حد نزدیک آ چکا تھا۔ جبکہ وہ متجسس سی آئی برو اٹھا گئی۔

بالکل میری والی ہالہ ! تیکھی مرچی۔" وہ لہجے میں محبت "
سمو کر بولا تھا جبکہ ہالہ کے چہرے کے تاثرات یکایک تبدیل
ہو گئے تھے۔

تو بتاؤ ہالہ انصاری کیا تمہیں حیدر دُرانی کی زوجیت میں آنا "
قبول ہے۔" کمرے کا عام سا منظر یکدم تبدیل ہوتا محسوس
ہوا تھا۔۔ کسی حسین خواب کی مانند، جہاں شہزادوں کی سی
آن بان رکھنے والا شخص لہجے میں محبت سموئے اسے نکاح کی
پیش کش کر رہا تھا۔۔ سب کچھ کتنا
مکمل، حسین، دلفریب، سحر آنگیز تھا۔۔ ان طلسماتی لمحوں
کا جادو تھا کہ ہالہ انصاری اُس کی محبت سے لبریز آنکھوں میں

ٹرانس کی سی کیفیت میں بس دیکھتی چلی گئی تھی۔۔ مقابل کی جگنوؤں کی سی چمکتی آنکھوں میں محبت وچاہت کا ایک خوبصورت سا جہاں آباد تھا جہاں ہالہ کو اپنا وجود گم ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ دونوں ہی ان لمحات کی زد میں اِرد گرد سے بیگانگی اختیار کئے بالکل خاموش کھڑے تھے۔ جبھی کسی پریشان کُن آواز نے ماحول میں چھایا فسوں بیداردی سے تحس نحس کر ڈالا تھا۔ وہ دونوں ہی چونک کر حقیقت کی دنیا میں واپس لوٹ آئے تھے۔

"زاویار۔۔۔۔۔" زویاء کی بے یقین سی آواز پر سب سے پہلے ہالہ ہوش میں آئی تھی۔

کیاہوازاویار کو؟"لاتعداد خدشوں کے تحت وہ خوف سے "
بولی کہ کاش وہ کچھ ایسانہ بول دے۔۔ جس پر ہالہ انصاری
اپنی جان کی بازی ہار جائے۔۔

زاویار۔۔۔۔ میں زاویار سے کال پر بات۔۔۔۔۔۔زاویار "
نے۔۔۔۔۔۔" وہ بے رابطہ اور اَدھورے سے الفاظ بولتی
غش کھا کر بیہوش ہو چکی تھی۔۔ جبکہ حیرت،اور پریشانی
سے زویاء کو سنبھالتا حیدر مسلسل اسے ہوش میں لانے کی
کوشش کر رہا تھا۔۔ایک ہاتھ منہ پر اور دوسرا ہاتھ دل پر
رکھتی ہالہ بیڈ کے پیر ہانے گھٹی گھٹی سسکیاں ضبط کرتی بیٹھتی
چلی گئی تھی۔

"ڈاکٹر صاحب میرا بیٹا کیسا ہے اب؟" تیز رفتاری کے باعث زاویار کا کار ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔ مگر سد شکر تھا کہ بر وقت اسپیڈ سلو کرنے کی وجہ سے زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔۔

"ناؤ ہی از فائن ! پیشنٹ کو ہوش آ چکا ہے۔ زیادہ چوٹیں نہیں آئی ہیں۔۔ آپ لوگ کچھ دیر میں پیشنٹ کو گھر لے جا سکتے ہیں۔" فاروقی صاحب نے ہاتھ ہوا میں بلند کر کے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔

کیا ہم زاویار سے مل سکتے ہیں۔" حیدر نے ایک سکون "
بھری سانس خارج کر بے چینی سے پوچھا۔

ہم کچھ دیر میں پیشنٹ کو وارڈ میں شفٹ کر دیں گے۔ پھر "
آپ مل سکتے ہیں۔ اکسکیوزمی" ڈاکٹر حنیف پروفیشنل
مسکراہٹ پاس کرتے وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے۔

حیدر بیٹا آپ یہاں ٹھہرو، میں زرا زاویار کا صدقہ اور "
شکرانے کے نفل ادا کر آؤں۔۔۔ اللہ پاک نے بڑا کرم کیا
ہے ہم پر۔" جوان بیٹے کی ایکسیڈینٹ کی خبر پر وہ لرز کر رہ
گئے تھے۔

جی جی انکل میں یہیں ہوں۔" ان کے قدموں کا رُخ "
مسجد کی جانب تھا۔ جبکہ حیدر نے پاکٹ میں مسلسل
تھر تھراتے موبائل کو نکالا، کال ریسیو کر موبائل کان سے
لگایا تھا۔

ہیلو! حیدر زاویار ٹھیک تو ہے ناں۔" اُس کی ڈری سہمی "
آواز سُن کر حیدر نے مطمئن کُن جواب دیا تھا۔۔ جبکہ پاس
بیٹھی زویاء کی سانسیں رُکی ہوئی تھیں۔

اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔۔ اچھا وہ زویاء ہسپتال آنا"
چاہتی ہے۔۔!" ہالہ نے اس کی متورم شرمندہ سی نظروں
میں دیکھ تسلی بخش لہجے میں دریافت کیا تھا۔

اوکے ! اوکے۔۔" دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو چکا"
تھا۔

زاویار ٹھیک تو ہے ناہالہ ؟" وہ رو رو کر اپنی آنکھیں سجھُا"
چکی تھی۔

فکر نہیں کرو سب ٹھیک ہے۔ کچھ دیر میں ہاسپٹل سے"
چھٹی مل جائے گی۔۔ تو پھر تم زاویار سے ملنے گھر چلی
جانا۔" وہ ہاتھ تھامتی مسلسل اسے دلاسہ دے رہی
تھی۔ جس کی جان حلق میں آٹکی ہوئی تھی۔

ہالہ مجھے معاف کر دو پلیز۔" شرمندہ سی نظریں چُراتی"
زویاء زندگی میں پہلی بار ہالہ انصاری سے بات کرنے میں
مسلسل ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔

زویاء آگر تم واقعی اپنی غلطی پر شرمسار ہو۔۔اپنے لفظوں"
پر نادم ہو تو معافی مجھ سے نہیں بلکہ زاویار فاروقی سے مانگو
جس کی محبت کا مزاق اُڑایا ہے تم نے۔۔ جس کی ذات کی
مسلسل نفی سے شدید تزلیل کی ہے تم نے۔ آگر وہ تمہیں
معاف کر دے گا، تو پھر مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں
ہے۔" ہالہ کے بیگانگی سے چور لہجے پر وہ کتنے ہی پل خاموشی

سے اسے تکتی رہ گئی تھی۔ جواب روم سے نکلتی شاید زاویار کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

لڑکے ہم نے مانا کہ تمہاری پرسنالٹی کسی ہیرو سے کم ہر گز نہیں ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ تم سڑکوں پر گاڑی کسی ایکشن فلم کے ہیرو کی طرح اُڑاؤ۔۔۔" وارڈ میں داخل ہوتا حیدر زراشرارت سے بولا تھا، ہوسپٹل بیڈ پر لیٹا، زہنی وجسمانی تکلیف سے دوچار زاویار ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا اُٹھا تھا۔

طبیعت کیسی ہے اب؟" پاس رکھی اسٹول کھینچ کر بیٹھتا "
وہ نرمی سے بولا، جبکہ اُس کی متلاشی نگاہیں بند دروازے
سے مایوس سی واپس لوٹ آئیں تھیں۔ وہ جس سنگدل لڑکی
کا منتظر تھا۔ وہ تو کہیں نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔

بہتر ہوں اب۔" وہ شکستہ خور لہجے میں تکیے پر سر پھینکتا"
تکلیف سے مسکرایا۔

اچھی بات ہے! بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔ یہاں میں "
اپنی شادی کی تیاریاں کر رہا ہوں اور تم ہو کہ بستر پکڑنے کی
تیاریاں کر رہے ہو۔" حیدر نے مسکرا کر مزید قیاس کیا۔

"کیوں میری سالی صاحبہ مان گئی ہیں کیا؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"ابھی تو نہیں مانی۔۔۔ مگر میں بھی اپنی ضد منوا کر ہی دم لونگا۔" حیدر کے پر جوش لہجے پر وہ دل سے مسکرایا تھا۔

"زاویار ایک بات پوچھوں۔" حیدر سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"ہمم!!" نیم وا آنکھوں سے لیٹے زاویار نے محض ایک گہرا ہنکار بھرنے پر اتفاق کیا تھا۔

"کیا تمہاری اور زویاء کی لڑائی ہوئی ہے؟" غیر متوقع سوال پر وہ ایک لمحے کو خاموش رہ گیا تھا۔

اس سوال کا مقصد!" وہ تنے آئی بروسے بولا۔"

تمہارے ایکسیڈینٹ سے کچھ دیر پہلے ہی تم زویاء اور ہالہ" سے ملاقات کر کے گئے تھے۔اور اچانک ہالہ کی بے ہوشی اور پھر تمہاری زویاء کو کال، اچانک ایکسیڈینٹ۔۔۔دیکھو اگر کوئی بات ہے تو تم مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھ کر اپنی پریشانی شئیر کر سکتے ہو۔" حیدر کی محبت پر وہ دھیمے سے مسکرایا تھا۔۔اُس نے ہمیشہ بھائیوں والا مان ہی دیا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے حیدر!" لب بھینچتا وہ ایک بار پھر اُس" کی حماقتوں پر پردہ ڈال گیا تھا۔

تو پھر ہالہ کی بے ہوشی کی خبر مجھ تک ملازمہ کے زریعے" کیوں بھیجوائی تھی تم نے۔" اُس کی تفشیش ابھی بھی جاری تھی۔

یار تم کیوں اتنی تفشیش میں مبتلہ ہو رہے ہو۔اب آگر" میں اپنی بیوی سے کسی بات پر ناراض ہوں بھی تو کیا سب تمہیں بتادوں؟" وہ خشمگیں نظروں سے گھور کر بولا تو اُس کے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑے تھے۔

اُمید کرونگا کہ یہ ناراضگی محض ناراضگی ہی ہونی" چاہیئے۔" وہ بھی باور کروانا نہیں بھولا تھا۔۔جبکہ چھت کو تکتا زاویار خاموش ہی رہا تھا۔۔

ویسے رخصتی کا کیا ارادہ ہے تمہارا۔۔اب تو تمہارا کریئر بھی پیک پر ہے۔" وہ مزید بولا تھا۔زاویار نے زرا خفگی سے اسے دیکھا تھا۔

"سالے صاحب سارے سوالات آج ہی کر لیں گے کیا؟" وہ خفا ہوا۔

"چلو پہلے تم ٹھیک ہو جاؤ۔پھر طریقے سے بیٹھ کر اس مسلہ پر بھی نظر ثانی کر لیں گے۔مگر ہاں اس بار میرے نکاح میں زویاء کی رخصتی ڈن ہے۔" اس کا لہجا جتاتا ہوا تھا۔۔وہ ہنوز خاموش تھا۔

خیر میں ڈاکٹر سے پوچھ کر آتا ہوں۔ تمہاری چھٹّی کب ”
تک کر رہے ہیں۔“ وہ رسمی سا مسکرا کر وارڈ سے باہر نکل آیا
تھا۔ معاًزاویار کے لبوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ کھل گئی
تھی۔۔اس ظالم، سنگدل لڑکی کو اپنے شوہر کی خیریت تک
دریافت کرنے کی توفیق نہیں ہوئی تھی۔

زاویار کے ایکسیڈینٹ کو دو دن گزر چکے تھے۔ زویاء لاکھ
چاہنے کے باوجود اس کے سامنے جانے کی ہمت نہیں جُٹا
سکی تھی۔ جبکہ وہ تھا کہ اس کی کال ہی اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔

بلآخر آج وہ زبردستی ہالہ کو اپنے ساتھ جانے کے لئے راضی کر چکی تھی۔

"میرے خیال سے تو تمہیں اکیلے جانا چاہیے لڑکی۔۔اور ر زرا شرم کرو۔۔ایکسیڈینٹ کو دو دن ہونے کو آئے ہیں اور تمھیں اب جانا یاد آرہا ہے۔" ہالہ مسلسل اسے جھاڑ پلا رہی تھی۔

"یار پلیز! مجھے ویسے ہی زاویار سے ڈر لگ رہا ہے۔۔آگر اس نے ایسا ویسا کچھ کہ دیا تو۔"" وہ خوفزدہ سی روہانسو ہو گئی۔

فکر نہیں کرو۔۔۔کچھ نہیں کہے گا۔بہت محبت کرتا ہے وہ" تم سے۔۔اُس دن تو بس غصہ تھا تم پر۔تو وہ فضول بکواس کر گیا۔" ہالہ نے سمجھانے والے آنداز میں بولا تھا۔

یار مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" بیک سیٹ پر بیٹھی زویاء مسلسل" ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔

شٹ اپ !اب آ گر تم نے مزید یہ روتی دھوتی شکل بنائی تو" گاڑی سے دھکا مار کر باہر پھیک دو نگی۔" وہ مصنوعی غصے سے تنبیہ انداز میں بولی۔۔۔تو وہ منہ بسور گئی۔

یار از را اپنے چہرے کے تاثرات درست کرو۔تا کہ زاویار" کی طبیعت پر خوش کن اثرات مرتب ہوں اور جلد از جلد

صحت یاب ہو جائے۔۔۔یہ کیا منحوش چہرہ بنایا ہوا ہے۔'' وہ ناراضگی سے بولتی اسے سمجھانے لگی۔تو وہ بھی چہرے کی تاثرات بہتر کرتی سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔گاڑی اپنی رفتار سے منزل کی جانب بھاگی چلی جارہی تھی۔سفر جوں جوں مختصر ہوتا جارہا تھا۔۔زویاء کے دل کی ڈھڑکنیں تیز ہوتی جارہی تھیں۔

السلام و علیکم انکل!" زویاء اور ہالہ کو دیکھ لاؤنج میں موجود فاروقی صاحب پر جوش آنداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ دونوں کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا تھا۔

"وعلیکم السلام! خوش آمدید! کیا بات ہے بھئی آج تو میری دو دو بیٹیاں آئی ہیں۔۔ جبھی میں کہوں میرا گھر یکدم مہکنے کیوں لگا ہے۔" اس قدر محبت پر زویاء کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔۔۔

"زاویار کیسا ہے انکل!" زویاء کی زبان پر مچلتا سوال ہالہ کی جانب سے کیا گیا تھا۔

اللہ کا شکر ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔۔ بس آج کل لاڈ"
صاحب کے مزاج نہیں مل رہے ہیں۔ ملازموں کی شامت
آئی ہوئی ہے۔ میں بھی کچن میں بکرے کی یخنی چڑھانے ہی
جا رہا تھا۔ ملازموں کے ہاتھ کا کھانا تو لاڈلے کے مزاج پر
پورا ہی نہیں اُتر رہا۔" وہ متاسف لہجے میں بولے تو زویاء
جھٹ سے بولی تھی۔

انکل آپ کیوں بنائیں گے۔۔ آپ رہنے دیں۔ میں بنا"
دیتی ہوں۔" زویاء کو تو ویسے ہی اُس کا سامنہ کرنے سے
خوف آ رہا تھا۔۔ بہانے تلاش کرتی زویاء کی تو دلی مراد بر
آئی تھی۔

ارے نہیں بیٹا! اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں" ہے۔ آپ دونوں زاویار کے پاس جاؤ۔ میں یخنی بنا کر لاتا ہوں۔" وہ انکاری ہوئے۔

انکل تکلف کیسا! میں زاویار کے پاس جا رہی ہوں۔ زویاء" کو بنانے دیں۔ ویسے بھی مستقبل میں یہ سارے کام آپ کی بہو نے ہی کرنے ہیں۔" اُس کے لہجے کی شرارت پر جہاں زویاء خائف سی نگاہیں چُرا گئی تھیں۔ وہیں فاروقی صاحب دھیرے سے مسکرائے تھے۔

چلو جیسا آپ دونوں کو ٹھیک لگے۔ میں زرا زاویار کی" میڈیسن لے آؤں۔" وہ مسکرا کر بولتے وہاں سے نکل آئے

تھے۔ جبکہ ہالہ زویاء کو بیسٹ آف لک کا اشارہ کرتی پھولوں کا گلدستہ سنبھالتی زاویار کے روم کی جانب بڑھی تھی۔

بی بی خبر دار جواب اس نمبر پر کال کی تم نے۔" وہ درشتگی" سے بولتا رابطہ منقطع کرتا موبائل سائیڈ ٹیبل پر پھینک چکا تھا۔۔ جہاں صبح سے مختلف لوگوں کی طرف سے ملنے والے پھولوں کے گلدستوں کا ایک انبار سا لگ گیا تھا۔ اور ایک طرف کو گلاب کے پھولوں کی ڈھیروں کلیاں موجود تھیں۔ جبھی ہالہ دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہوئی روم میں داخل ہوئی تھی۔

ہیلو ہینڈسم! کس پر اتنا غصہ کیا جا رہا ہے۔" ہالہ مسکرا کر "
بولتی بیڈ کے نزدیک آئی تھی۔ جس کے ہاتھ میں ابھی بھی
پٹی بندھی ہوئی تھی۔

ہالہ تم۔۔" وہ خوشگوار حیرت کے تحت بولتا بلا ارادہ ہی "
دراوزے کی جانب دیکھنے لگا تھا کہ شاید۔۔۔

کیوں تم میرے بجائے کسی اور کی آمد کی توقع کر رہے "
تھے کیا۔" اس کے ہاتھ میں فلورُکے تھماتی وہ مخالف سمت
میں رکھے تھری سیٹر صوفوں پر جا بیٹھی تھی۔

ارے نہیں۔۔ تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔ تھنکس۔" وہ "
سنبھل کر بولا تھا۔

خیر اتنا غصہ کس بی بی پر کر رہے تھے۔۔اور یہ اتنے سارے فلاورز۔۔" وہ گلدستوں کے ساتھ رکھے ریڈ روزز کے دیکھ متجسس ہوئی۔ جن کی دلفریب خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکراتی دماغ پر سرشاری سی سوار کر رہی تھی۔

"بس اسے ہی تھی ایک سر پھری۔" وہ اصل بات گول کر گیا۔ تو وہ دھیرے سے گلاب کی پتی چھوتی کندھے اُچکاتی سر جھٹک گئی۔

"اب طبیعت کیسی ہے تمہاری۔" زاویار اس بے حس لڑکی کی لاپرواہی پر دو حرف بھیجتا سر جھٹک کر ہالہ سے باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

زویاء تیزی سے ہاتھ چلاتی کُکر میں یخنی چڑھا چکی تھی۔اب یخنی تیار ہونے میں تو زرا وقت لگنا تھا۔۔ مگر جب تک وہ کچن میں کیا کرتی ایسی سوچ کے پیش نظر وہ خانساماں کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔جو زرا بڑی عمر کے خاصے پُرانے اعتماد کے شخص تھے۔

بابا یخنی بس کچھ دیر میں تیار ہو جائے گی تو آپ روم میں " لے آیئے گا۔۔ میں زاویار کے پاس جا رہی ہوں۔" وہ نرمی سے ہدایت دیتی کچن سے باہر نکل آئی تھی۔ہاتھوں سے کپڑوں کی نادیدہ شکن درست کرتی زویاء مسلسل لب چبا

رہی تھی۔ زاویار کے روم کی جانب اٹھتے قدموں میں سستی سی آگئی تھی۔ کہ نجانے وہ کیسا رویہ اختیار کرتا۔ جبکہ دل کی ڈھڑکن رفتار پکڑ چکی تھی۔

شام ڈھلنے لگی تھی، وہ دونوں مگن سے باتوں میں مصروف تھے۔ جبکہ اب موضوع گفتگو تبدیل ہو چکا تھا۔

"تم بتاؤ۔ تم نے حیدر سے شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" وہ ایک گہری متاسف سانس کھینچ کر رہ گئی۔ جبکہ مقابل کی جانچتی نگاہوں نے اس کے انداز میں گھلتی ناگواری واضح محسوس کی تھی۔

سوچنا کیا ہے؟ میں اپنی زندگی اکیلے گزارنا چاہتی ہوں۔"
اب مجھے مزید کسی سہارے کی کوئی ضرورت نہیں
ہے۔" وہ تلخ ہوئی۔

"ہالہ حیدر تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھی
ہے ان کی تڑپ۔۔۔ جب تم لاپتہ ہو گئیں تھیں تو گلیوں
گلیوں دیوانوں کی مانند تلاش کیا ہے انہونے تمھیں۔ نہ دن
کی تمیز رکھی نہ رات کی۔۔ بس ہر حال میں انہیں تمہارا وجود
درکار تھا۔۔ اور ایک بار سوچو تو سہی کہ جتنا بڑا حادثہ
تمہارے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس سب کے باوجود وہ تمھیں

اپنانا چاہتے ہیں۔ یہ تو خوش بختی ہے تمہاری۔" اس نے سمجھانا چاہا۔ جبکہ وہ طنزیہ مسکراتی سر جھٹک گئی۔۔۔

"میری چھوڑو تم اپنی بتاؤ۔۔ تم نے اپنے اور زویاء کے رشتے کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" وہ بات گھما گئی۔ زاویار نے ذرا گھور کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"سوچنا کیا ہے۔۔ وہی ہو گا جو زویاء بی بی چاہتی ہیں۔" وہ استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ تلخی سے بولا تھا۔

"اور زویاء تمہارا ساتھ چاہتی ہے۔" ہالہ نے جتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

کیاواقعی۔۔۔اچھااچھاخوابوں میں۔" وہ طنزیہ لہجے میں "
بولتا نظروں کازاویہ تبدیل کر گیا، جبھی کھٹکے کی آواز کے
ساتھ زویاءدروازہ کھول کر روم میں داخل ہوئی
تھی۔زاویار کی دروازے کی جانب اُٹھتی غیر ارادی
نظر دروازہ کے بیچ وبیچ زویاء کواستاذہ دیکھ پلٹناہی بھول گئی
تھی۔

جوانگوری رنگ لان کاسوٹ زیب تن کئے زراشر مندہ
شر مندہ سی نگاہیں جھکائے کھڑی ہواکاایک خوشگوار جھونکا
محسوس ہوئی تھی۔ہاف کیچر میں مقید بال مسلسل چہرے پر
اٹکھلیاں کر رہے تھے۔

لو زویاء بھی آگئی۔ تمہیں پتہ ہے زویاء زاویار کب سے "
تمہارا ویٹ کر رہا تھا۔۔اور میرے دوست کو اتنا انتظار کیوں
کروایا تم نے بھئی۔" ہالہ اپنی نشست چھوڑتی زرا شرارتی
لہجے میں بولی تھی۔زاویار نے اسے کینہ توز نظروں سے
گھورا تھا جو ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔

چلو تم دونوں باتیں کرو، میں ابھی آئی۔۔اور ہاں زویاء "
زاویار کو تمہارے لائے گئے پھول بہت پسند آئے ہیں۔" وہ
زاویار کو مزید سلگانا ہر گز نہیں بھولی تھی۔جو دل ہی دل میں
اس پر عیاں ہوتی اپنی بے چینی پر خود کو کوس کر رہ گیا تھا۔

زویاءہالہ کے اس طرح جانے پر ذرا گھبرا گئی تھی۔ مگر پھر ڈرتے ڈرتے ذرا چور نظروں سے زاویار کی جانب دیکھا جو ٹکٹکی باندھ کر آنکھوں میں خفگی لئے اسے ہی گھور رہا تھا۔ڈرتے ڈرتے دھیرے سے قدم اٹھاتی وہ بیڈ کے نزدیک آئی تھی۔جو استہزائیہ مسکراتا ہوا نظروں کا رُخ پھیر گیا تھا۔

وہ خراماں خراماں قدم اُٹھاتی بیڈ کے نزدیک تو آگئی تھی مگر اب سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح بات کا آغاز

کرے۔ مقابل کی شعلے اُگلتی نگاہیں جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔ لفظوں کو ترتیب دیتی بلآخر وہ آغازِ گفتگو کر چکی تھی۔۔

"زاویار اب طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" دھیمے سے لہجے میں خیریت دریافت کی گئی تھی۔ وہ جھٹکے سے اُس کی جانب گھوما تھا۔۔

"تمہارے کرموں کا نتیجا ہے کہ ابھی زندہ ہوں۔۔ ورنہ تم نے تو پوری کوشش کی تھی کہ میں مر جاؤں۔" وہ درشتگی سے پُھنکارا تھا۔ جبکہ اس قدر سخت الفاظ پر زویاء کا دل تڑپ اُٹھا تھا۔

اللہ نہ کرے زاویار۔۔میں کیوں ایسا چاہو نگی۔" وہ"
آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔

تم ایسا ہی چاہتی ہو زویاء دُرانی۔ مجھ سے پیچھا چھوڑانا چاہتی"
ہو۔تو اب مجھ سے چھٹکارا میرے جیتے جی ملے یا پھر میری
موت کے بعد ایک ہی بات ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولتا
آئینہ دکھا گیا۔

ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو زاویار! مانتی ہوں میری غلطی"
۔۔" وہ مزید قدم اُٹھاتی صفائی پیش کرنے لگی تھی۔ مقابل
کے ماتھے کی اُبھرتی ہوئی رگیں اس کے طیش کی گواہ
تھیں۔

خبر دار! خبر دار زویاء دُرانی جواب مزید ایک قدم بھی" آگے بڑھایا تو۔" وہ ناگواری سے اسے اپنے قریب آنے سے باز کر گیا۔ وہ اس کی بے رخی پر سسک اُٹھی تھی۔

زاویار مجھے معاف۔۔" وہ اس روز کی طرح آج بھی معافی" مانگنا چاہتی تھی مگر وہ تھا کہ کچھ بھی سنُنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

شٹ اپ! جاؤ پلیز یہاں سے۔" جب وہ مزید زویاء کے" آنسو نہ دیکھ سکا تو نظریں پھیر تا سنگ دلی سے بولا۔ تا کہ اسے بھی زرا احساس ہو کہ جب دل ٹوٹتا ہے تو کتنا درد ہوتا ہے۔

میری بات تو سُن لو۔۔" وہ زبردستی اس کے برابر میں
جگہ بنا کر بیڈ کے کنارے پر ٹک کر بیٹھ گئی تھی۔ زاویار نے
رخ پھیرتے لب بھینچ لئے تھے۔

"زویاء ابھی کہ ابھی جاؤ یہاں سے۔۔۔ آگر تم چاہتی ہو کہ
میں تمہارے ساتھ مزید بدتمیزی سے پیش نہ آؤں تو چلی
جاؤ یہاں سے۔" وہ اسکے اپنے چہرے کی جانب اٹھتے ہاتھ
جھٹکے سے دور کرتا تنبیہ لہجے میں بولا تھا۔ سرخ اناری رنگ
آنکھیں اور دماغ کی اُبھری ہوئی رگیں دیکھ زویاء کا سانس
خشک ہو گیا تھا۔۔۔۔

جبھی کسی نے دروازہ نوک کیا تھا۔ زویاء نے جلدی سے چہرہ جھکا کر اپنے آنسو خشک کئے تھے۔

"آجائیں۔" وہ زرا فاصلے سے بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ ملازم ایک ہاتھ میں ٹرے تھامے شاید سوپ لے کر آیا تھا۔

"ابھی نہیں،، بعد میں۔" وہ واپس کرنا چاہتا تھا۔ مگر زویا کی آواز پر ملازم ٹھہر گیا۔۔

"کیوں ابھی نہیں۔۔ آپ ادھر رکھ دیں پلیز۔" زویاء کی مداخلت پر اس نے سخت نظروں سے گھورا تھا۔ مگر ملازم کا لحاظ کرتا خاموش رہا۔ وہ تابع داری سے سر ہلاتا ٹرے کمرے

کے دوسرے حصے میں رکھی شیشے کی میز پر رکھ کر جا چکا تھا۔۔۔زویا تیزی سے اٹھ کر ٹرے کی جانب بڑھی تھی

"زویاء جاؤ یہاں سے۔" وہ اسے سوپ ایک چھوٹے سے پیالے میں نکالتا دیکھ گہری سانس بھر تا ضبط سے بولا تھا۔ جبکہ وہ سنی ان سنی کرتی اپنی ہی کرنے میں مگن رہی تھی۔

بیڈ کے سائیڈ پر سابقہ جگہ سنبھالتی وہ سوپ چمچ میں بھر کے اس کی جانب بڑھا چکی تھی۔ جو سخت نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ زویا کی آنکھوں میں امید سی تھی کہ اب وہ مزید

نہیں جھڑک سکے گا۔۔ مگر اب وہ مزید اسے کوئی امید نہیں دلانا چاہتا تھا۔۔۔

ناگوار تاثرات کے ساتھ ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ جھٹکتا چمچ سمیت سوپ گرا چکا تھا۔۔ وہ بوکھلا کر پیچھے ہوئی تھی۔ جبکہ گرم گرم سوپ ہاتھ پر گرنے کی باعث اُس کی سسکی سی نکلی تھی۔ مگر وہ لب بھینچے خود پر ضبط کئے بیٹھا رہا تھا۔ زویا کی آنسوؤں سے جھلمل کرتی آنکھوں میں تاسف در آیا تھا۔

"تم سوپ نہیں پیوں گے؟ وہ جی کڑا کر کے آئی بروا اُٹھا کر پوچھ بیٹھی۔ وہ نفی میں سر ہلاتا استہزائیہ مسکرایا۔۔

بس پھر ٹھیک ہے۔۔میں بھی یہیں بیٹھی ہوں، جب تک "
سوپ نہیں پیو گے۔۔میں کہیں نہیں جاؤ نگی۔" وہ ضدی
لہجے میں بولتی صوفے پر جا بیٹھی تھی۔زاویار کے کھولتی
نظروں کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات ہر گز نہیں
تھی۔ابھی جو وہ کوئی سخت جوابی کارروائی کرتا کہ ہالہ روم
میں داخل ہوئی تھی۔۔

یہ تم دونوں انڈیا پاکستان کی طرح اتنے دُور دُور کیوں بیٹھے "
ہو؟" وہ اپنی ازلی شرارتی لہجے میں بولی تھی۔

اور یہ کیا زویاء تم نے ابھی تک زاویار کو سوپ نہیں "
پلایا؟" ہالہ سوپ کا باؤل جوں کا توں پڑا دیکھ خفگی سے بولی
تھی، جو خاموشی سے ناراض نظروں کا رُخ پھیر گئی۔

تم کیوں منہ پھلا کر بیٹھے ہو۔۔ کیا ابھی تک پیچ آپ نہیں "
ہوا تم دونوں کا۔" وہ منہ کھولے بظاہر حیرت زدہ سی بولی
تھی۔

چلو بھئی سوپ تو پیو تم۔۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ میری دوست "
نے اتنی محنت و محبّت سے بنایا ہے تمہارے لئے۔" وہ تیز
تیز بولتی سوپ چمچ میں بھر کر اُس کی جانب بڑھا چکی
تھی۔ زویاء کی معذرت خواہ نظروں کا مرکز ہنوز زاویار

تھا۔۔ جس کی آگ اُگلتی نگاہیں اسے زندہ سالم نگلنے کے در پر تھیں۔

رہنے دو ہالہ! ورنہ تمہاری دوست پھر کوئی فضول سا الزام" تمہاری ذات سے منسلک کر دے گی۔۔ میں اپنے بارے میں تو سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن کوئی میری بہنوں جیسی دوست کے بارے میں بکواس کرے ایسا میں ہر گز برداشت نہیں کرونگا۔" نرمی سے اس کا ہاتھ پیچھے کر، درشت لہجے میں بولتا زویاء پر بہت کچھ جتا گیا تھا۔ جو نظریں پھیرتی آنسو ضبط کرنے میں کوشاں تھی۔ ہالہ نے خفگی سے زاویار کو دیکھ جو لاپرواہ انداز میں نظریں گھما گیا۔

اور ہاں ہالہ یاد آیا!! تم کچھ دیر پہلے پوچھ رہی تھیں ناں کہ ”
مجھے یہ اتنے سارے گلاب کے پھول کس نے بھیجے
ہیں۔۔اور میں کس لڑکی سے بات کر رہا تھا۔۔تو وہ یار میں
تمہیں بتانا ہی بھول گیا تھا کہ وہ میری کوئی کریزی فین
ہے۔ مجھ سے ملنے کے لئے بھی آئی تھی۔۔تو اتنے سارے
فلاورز بھی ساتھ لے آئی تھی۔اب تمہیں تو پتہ ہی ہے ناں
کہ آج کل لڑکیاں مجھ پر کتنی فدا ہیں۔“ وہ ہالہ کی خاص
الخاص توجہ اس جانب دلاتا ہوا زویاء کو تپانے کے لئے بول
رہا تھا۔۔جو مسلسل پہلو بدل رہی تھی۔ہالہ نے ذرا ہونقوں
کی طرح دونوں کے چونچیں لڑانے کا انداز دیکھا تھا۔۔

ہالہ میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔لوگوں کے" کریزی فین کے قصّے آ گر ختم ہو جائیں تو آ جانا۔۔۔"زویاء سے جب مزید اس کی ناراضگی اور فضول گوئی برداشت کرنا سوہان روح لگا تو نشست چھوڑ کر کھڑی ہوتی ذرا تپے ہوئے لہجے میں بولتی تیزی سے روم سے نکل گئی تھی۔۔زاویار کی شرارتی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔

کیوں تنگ کر رہے ہو زاویار فاروقی،ذرا ترس کھاؤ میری" دوست پر، معلوم ہے مجھے کہ زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتے تم اِس سے۔"سوپ کا باؤل سائیڈ پر رکھتی وہ اس کی فضول گوئی پر ذرا ناراضگی سے بولی تھی۔۔۔

یہ تمہاری اور تمہاری دوست کی خام خیالی ہے۔۔ میں" فیصلہ لے چکا ہوں۔" وہ چونک کر، ذرا گڑبڑایا مگر پھر سنبھل کر اپنے سابقہ سخت لہجے میں بولا تھا۔ زاویار کے لہجے کی سنگینی پر ہالہ ٹھٹھک کر رہ گئی تھی۔

کیا مطلب ہے تمہارا زاویار! دیکھو اب تم زیادتی کر رہو" ہو؟" وہ غصہ ہوتی احساس دلانے لگی تھی۔

اور جو اس نے کیا میرے ساتھ۔۔ میری محبت کے" ساتھ۔" وہ سخت بدگمان تھا۔

شرمندہ ہے۔ معافی مانگنا چاہتی ہے تم سے۔" ہالہ نے بے" چارگی سے اُس کی پوزیشن کلئیر کرنا چاہی تھی۔

مگر اب میں مزید اس رشتے کو آگے بڑھانا نہیں"
چاہتا۔" وہ اپنے فیصلے پر ڈٹا ہوا تھا۔

رہ لوگے اس کے بغیر؟" لہجا جتاتا ہوا تھا وہ کرب سے"
مسکرایا۔

گزشتہ پانچ سالوں سے بھی تو رہ ہی رہا ہوں ناں۔۔ تو اب"
بھی رہ لونگا۔" وہ تلخ ہوا۔

تم ابھی غصے میں ہو۔۔ میرے خیال سے پہلے تم"
تندرست ہو جاؤ۔ باقی کے معاملات بعد میں طے کریں
گے۔" وہ سمجھانے والے آنداز میں بولتی نشست چھوڑ چکی
تھی۔ جو خاموش بیٹھا تھا۔۔۔

چلتی ہوں اپنا خیال رکھنا۔۔" وہ شکستہ خور قدموں سے "
پلٹنے لگی تھی مگر عقب سے اُبھرتی زاویار کی سپاٹ آواز پر وہ
ٹھہری ضرور مگر پلٹی نہیں۔

تم چاہتی ہو ناں کہ میں زویاء کو اپنا لوں۔" وہ کچھ سوچ کر "
بولا۔ ہالہ مسکراتی ہوئی فوری پلٹی تھی۔

بالکل ایسا ہی چاہتی ہوں۔" وہ چہک کر بولتی نزدیک چلی "
آئی تھی۔

تو پھر تم حیدر سے شادی کے لئے مان جاؤ۔" زاویار کی اِس "
قدر غیر متوقع بات پر وہ اپنی جگہ تھم سی گئی تھی۔

کیا بکواس کر رہے ہو زاویار!" وہ بے یقینی کے عالم سے "
دو چار ضبط سے چنگھاڑا اٹھی۔

بکواس نہیں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔۔ میرے اور زویاء "
کے درمیان جتنی بھی غلط فہمیاں قائم ہیں وہ صرف اس وجہ
سے کیونکہ تمہاری دوست ایک شکی مزاج عورت
ہے۔۔ جس کے ساتھ نبھا بہت مشکل ہے۔۔ اور آج تم
جس بھی صورت حال کا شکار ہو۔ اس کی وجہ صرف اور
صرف زویاء ہے۔ آگر تم چاہتی ہو۔ کہ میں اسے معاف
کر دوں تو تم زندگی میں آگے بڑھ جاؤ۔۔ تاکہ میں بھی زویاء
کے لئے اپنے دل میں کوئی گنجائش نکال سکوں۔۔ ورنہ

۔۔۔" وہ اپنا فیصلہ سُناتا ہوا جملہ اَدھورا چھوڑ گیا۔۔ جبکہ ہالہ نے رنج و غصّے کی ملی جلی سی کیفیت میں زاویار کو دیکھا تھا۔۔ جو اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

ایسا نہیں ہو سکتا زاویار!" وہ دُکھ سے بولی تھی۔۔ نجانے" سب ہمیشہ اسے ہی کیوں کٹہرے میں لا کھڑا کرتے تھے۔

تو بس پھر ٹھیک ہے۔۔ زویاء اور میرے درمیان بھی " سب کچھ ٹھیک ہونے کی امید چھوڑ دو پھر تم۔" وہ کٹھور بنا سفاکی سے بولا تھا۔

یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟" وہ دو پل کو ٹھہری تھی۔"

ہاں۔" زاویار کا جواب سننے کے بعد وہ مزید وہاں ٹھہری نہیں تھی۔۔ بلکہ آنسو ضبط کرتی نکلتی چلی گئی تھی۔

مشاء بی بی تڑپانا کیسے کہتے ہیں۔۔۔ یہ تو میں تمہیں" بتاؤنگا۔" لاتعداد سوچوں میں گم وہ زہنی طور پر خود کو تیار کر چکا تھا۔

ہونہہ! آئی بڑی میڈم۔۔ تین دن بعد شوہر کی یاد آرہی" ہے۔ سوپ تو چیک کروں۔ آخر کیسا بنایا ہے۔ شکل سے تو پانی لگ رہا ہے۔" سائیڈ ٹیبل پر سے باؤل اٹھایا تو یکدم ہی نظروں کے سامنے کچھ دیر قبل کا منظر گھوم گیا تھا۔۔ جب

وہ زویاء کا ہاتھ جھٹک رہا تھا۔۔اور اس کی اس حرکت کے باعث اس کا ہاتھ بھی جل گیا تھا۔اس کے آنسو یاد کر دل آفسردہ ہو گیا تھا۔۔ مگر ابھی زرا سخت نہ ہوتا تو زویاء نے آئندہ بھی ایسی ہی بیوقوفیاں کرنی تھی۔۔جانے انجانے میں وہ زاویار کو ہالہ کا مجرم بنا گئی تھی۔۔اور جھٹکا تو اسے تب لگا تھا جب ہالہ کی پسندیدگی کا علم ہوا تھا۔۔ کیا تھا آگر زویاء اپنی دوست کا بھرم رکھ لیتی اور اس بات کو یہی دفن کر دیتی مگر نہیں اس نے تو جیسے سب کو شرمندہ کرنے کی قسم اٹھا رکھی تھی۔

افف! یہ سوپ ہے۔۔اس سوپ سے زیادہ غنیمت تو" پہلے والا سوپ تھا۔" ٹیسٹ لیس سوپ کا پہلا چمچ لیتے ہی زاویار کی زبان کا زائقہ خراب ہو گیا تھا۔۔

یہ لڑکی کسی کام میں پرفیکٹ نہیں ہے۔" باؤل میں چمچ" واپس ڈالتا وہ پاس رکھا نمک چھڑک کرتا سفی انداز میں سوچ کر رہ گیا۔

اب جیسا بھی تھا زاویار فاروقی نے تو زبردستی زہر مار کرنا" ہی تھا۔۔آفٹر آل زوجہ محترمہ نے اسے ماننے کے واسطے اتنی محنت سے جو بنایا تھا۔۔ مگر شکر تھا کہ نمک شامل کرنے

سے سوپ کا ذائقہ کھل گیا تھا۔۔اور وہ پینے لائق محسوس ہوا تھا۔

جبکہ پہلے کی بانسبت اب اس کے ہونٹوں پر ایک شرارتی مسکان رقص کر رہی تھی۔۔اس کی بے رخی کی وجہ سے دو دن سے موڈ آف تھا۔ مگر اب اُسے قدر ڈرا سہما سے دیکھ اسے سچ مچ اپنے سخت لہجے کا احساس ہوا تھا۔۔آ گر کل اسے ہالہ نہ روکتی اور وہ واقعی زویاء کو کچھ غلط کہ بیٹھتا تو۔۔۔۔

افف ! زاویار فاروقی تمہارا غصہ تو بہت خطرناک"
ہے۔"من و من قیاس کرتا وہ جھر جھری لے کر رہ گیا

تھا۔۔زویاء کے بغیر تو وہ اب زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

شام کی نارنجی کرنیں ہر سو پھیل گئی تھیں۔۔ہالہ فائزہ بیگم کی ہمراہی میں لان میں بیٹھی کسی گہری سوچ میں گمُ تھی۔جبکہ وہ چائے کی چسُکیاں بھرتیں بہت گہری نظروں سے اُس کا جائزہ لے رہی تھیں۔

ہالہ!" وہ اپنے نام کی پکار پر چونک اٹھی تھی۔"

جی ماما!" وہ سیدھی ہو بیٹھی۔"

میں دیکھ رہی ہوں۔۔ تم میری پہلے والی ہالہ ہر گز نہیں" رہی ہو۔۔ جہاں بیٹھتی ہو بس سوچوں میں گم ہو جاتی ہو۔۔ ایسا کیوں ہے بچے۔" وہ محبت سے بولی تھیں۔

ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے ماما!" وہ نگاہیں چُرا گئی۔"

تو پھر مجھے بتاؤ۔۔ ہر وقت کیا سوچتی رہتی ہو۔" وہ پریشان" سی بولی تھیں۔

کچھ نہیں سوچتی ماما۔۔ اور آپ بھی بلاوجہ کی ٹینشنز لینا بند" کر دیں۔۔۔ بس اپنی صحت پر دھیان دیا کریں۔" وہ بات

ٹال گئی تھی۔ جبکہ سامنے سے حیدر، محمود صاحب اور صائمہ بیگم کی ہمراہی میں لان کی جانب آتا دکھائی دیا تھا۔

السلام علیکم بھابھی! طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟" محمود" صاحب برابر والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

اللہ کا شکر ہے بھائی صاحب۔۔ آپ بتایئے کیسے" ہیں۔۔ صائمہ تم نے تو بالکل آنا جانا ہی چھوڑ دیا ہے۔" وہ احوال دریافت کرتیں ذرا ناراضگی سے گویا ہوئیں۔

بس بھائی زندگی مصروف ہی اتنی ہو گئی ہے کیا بتاؤ۔ خیر" آپ بتائیں ہالہ بیٹا آپ کیسی ہو؟" حیدر کو اپنے برابر میں نشست سنبھالتا دیکھ وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

ٹھیک ہوں آنٹی۔۔آپ کیسی ہیں؟"وہ نرمی سے بولی" تھی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں بیٹا! مگر یہ بتایئے ہم سے کوئی" ناراضگی ہو گئی ہے کیا؟"وہ جو حیدر کو گھور کر رہی تھی زرا سنبھلی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے آنٹی۔"

تو پھر آپ پہلے کی طرح ہمارے پاس کیوں نہیں" آتیں۔۔کیا اپنی آنٹی انکل کو بھول گئی ہو۔"ان کی محبت پر وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔۔جبکہ حیدر کی شرارتی نظروں کا مرکز مسلسل اس کی ذات ہی تھی۔

ایسی بات نہیں ہے آنٹی۔۔بس سارا دن ماما کے ساتھ گزر" جاتا ہے تو پتہ ہی نہیں لگتا۔" حیدر کو ذرا گھور کر وہ مسکرا کر بولی تھی۔۔تو محمود صاحب نے حیدر کے اشارے پر باقاعدہ بات کا آغاز کیا تھا۔

بھابھی آج دراصل ہم آپ سے کچھ مانگنے آئے" ہیں۔۔" انہوں نے گلا کھنکھار کر گفتگو کا آغاز کیا تھا۔فائزہ نے ناسمجھی سے دیکھا تھا۔۔

میں سمجھی نہیں بھائی صاحب۔" وہ ناسمجھی سے گویا" ہوئیں۔جبکہ ہالہ کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔حیدر اب سنجیدہ ہو کر زرا آگے کو ہو کر بیٹھا تھا۔

ہم حیدر کے لئے ہالہ کا ہاتھ مانگنا چاہتے ہیں۔" حیدر کی ضد کے آگے بل آخر گھٹنے ٹیکنے ہی پڑے تھے۔انہوں نے باقاعدہ رشتہ مانگ لیا تھا۔

"بھائی میں۔۔۔" وہ کچھ کہتیں مگر ہالہ کا آنسو سے تر ہوتا چہرہ دیکھ خاموش ہو گئیں۔۔خاموش تو وہاں موجود ہر شخص ہو گیا تھا۔۔جبکہ ہالہ آنسو بہاتی محض خاموشی سے حیدر کو گھور رہی تھی جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ماما! کیا میں آپ پر بوجھ بن گئی ہوں۔" وہ سب کو نظر انداز کرتی سیدھا اپنی ماں سے مخاطب ہوئی تھی۔

نہ میرا بچہ۔۔تم کبھی ہم پر بوجھ نہیں بن سکتیں۔" وہ" تڑپ اٹھی تھیں۔۔

ہالہ بیٹا! ہم نے آپ کو ہمیشہ اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھا" ہے۔۔زویاء میں اور آپ میں کبھی کوئی فرق نہیں رکھا۔ پھر آپ کو ایسا کیوں لگا کہ آپ کبھی ہم پر یا بھابھی پر بوجھ بن سکتی ہو۔" حیدر ضبط سے خاموش ہی بیٹھا تھا۔۔جو مسلسل سسک رہی تھی۔

مگر میں حیدر سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔اور تم جاؤ " یہاں سے۔۔اور آئندہ یہاں کبھی مت آنا۔" وہ اشتعال ضبط کرتی حیدر کے مقابل آتی درشتگی سے بولتی لان سے

باہر نکل آئی تھی۔۔اور سیدھی اپنے روم کی جانب بھاگی تھی۔۔وہ ابھی سیڑھیاں ہی چڑھ رہی تھی کہ گھر کی بیک سائیڈ سے آتی زویاء کو دیکھ اس کے قدم ٹھٹھک کر رک گئے تھے۔

"ہالہ کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ پریشانی کے عالم میں نزدیک چلی آئی تھی۔

"تم یہاں! سب تو باہر۔۔" بیدردی سے گال رگڑتی بے رابطہ سا جملہ ادا کرتی خاموش ہو گئی۔

"دراصل میں زاویار سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔۔میری تو کال ہی نہیں ریسیو کر رہا ہے وہ۔سوچا تمہارے نمبر سے

ٹرائے کرتی ہوں۔" وہ مایوسی سے آگاہی دینے والے لہجے میں بولی تو ہالہ زاویار کی دھمکی یاد کر اپنی قسمت پر استہزائیہ مسکائی تھی۔

ساری آزمائشیں شاید قدرت نے ہالہ انصاری کے نصیب" میں ہی لکھ دی ہیں۔۔" دھیرے سے بڑبڑاتی وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اُپر کی جانب بھاگی تھی۔زویاءاس کے لب و لہجے میں چھپی تلخی محسوس کر تیزی سے پیچھے بھاگی تھی۔

حیدر بیٹا! ہالہ ابھی اس رشتے کے لئے راضی نہیں"
ہے۔۔۔آپ اسے تھوڑا وقت دو۔ صحیح وقت آنے دو، میں
سمجھاؤنگی تو مان جائے گی۔۔"فائزہ بیگم اپنی لاڈو پلی بیٹی کو
ان حالات سے گزرتا دیکھ دلبرداشتہ سی بولی تھیں۔

وقت ہی تو نہیں ہے میرے پاس آنٹی۔میں اب "
مزید ہالہ انصاری کو درست وقت اور انتظار کی سولی پر نہیں
لٹکانا چاہتا۔۔۔پہلے بھی اس صحیح وقت کے انتظار کی
بدولت میں اپنی محبت کھو بیٹھا تھا۔ مگر اب نہیں۔"" وہ بھی
اپنی ضد پر ڈٹ گیا تھا۔

مگر بیٹا! جلد بازی اور زبردستی سے رشتے خراب ہوتے" ہیں۔" انہوں نے سمجھانا چاہا تھا۔

آپ فکر نہیں کریں آنٹی ہالہ انصاری کو اس رشتے کے" لئے قائل کرنے کے زمے داری میری۔" وہ نرمی سے اُن کا ہاتھ تھام کر تسلی دلانے والے لہجے میں بولا تھا۔

مگر حیدر!" خاموش بیٹھے محمود صاحب نے اسے سمجھانا" چاہا تھا۔

پلیز بابا!" وہ منتی لہجے میں بولتا انہیں خاموش چھوڑ کر" وہاں سے نکل آیا تھا۔ جبکہ وہ تینوں نفوس اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔

ہالہ آخر ہوا کیا ہے۔۔اس طرح سے کیوں رو رہی ہو۔۔جب تک تم مجھے بتاؤ گی نہیں۔۔مجھے وجہ کیسے پتہ لگے گی۔" وہ پریشان ہو گئی تھی۔

زویاء پلیز جاؤ یہاں سے۔۔ابھی مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" وہ" ناراضگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

ہالہ!" وہ بیچارگی سے منت پر اُتر آئی تھی۔جبکہ وہ" رخساروں پر متواتر بہتے آنسو صاف کرنے میں مصروف تھی۔

زویاء! وہ جو ہالہ کو خاموش کروانے میں کوشاں"
تھی۔ عقب سے اُبھرتی حیدر کی سنجیدہ آواز پر چونکی۔ حیدر
پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کتھئی آنکھوں میں بے پناہ
سنجیدگی لئے کمرے کی دہلیز پر ہی کھڑا تھا۔

"آپ؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔ جبکہ ہالہ رُخ پھیر کر ناراضگی
ظاہر کرتی ونڈو کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔

"تم جاؤ۔۔ مجھے ہالہ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" ہالہ
آنسو ضبط کرتی سابقہ انداز میں ہی کھڑی رہی تھی۔ کانوں
میں شرجیل کے زہریلے لفظوں کی بازگشت شروع ہو گئی
تھی۔ زویاء سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

ہالہ!" گھمبیر لہجے میں پکارا گیا تھا۔ مگر قدم آگے نہیں "
بڑھائے تھے۔

جاؤ یہاں سے حیدر۔۔" وہ سُرخ آنکھیں میچ گئی تھی۔"

میں تمہیں فورس نہیں کرونگا۔۔ مگر پھر تم اپنے انکار کی "
کوئی مثبت وجہ مجھے بتادو۔" وہ نرمی سے بولا تو وہ ایک جھٹکے
سے پلٹی تھی۔

حیدر دُرانی میں تم جیسے چال باز انسان سے شادی نہیں کرنا"
چاہتی۔۔ بس بات ختم۔" وہ لہجے میں نفرت سموئے
پُھنکاری تھی۔

میں چال باز ہوں۔۔۔کیا واقعی ہالہ۔" وہ دکھی لہجے میں " بولا تو وہ نگاہیں پھیر گئی۔

میں کچھ نہیں جانتی۔۔مگر پلیز تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔" وہ" سنگدلی سے بولی تھی۔

ہالہ پلیز! لہجا التجائیہ تھا۔"

حیدر میں نے کہا ناں کہ میں تم سے نکاح نہیں کرنا" چاہتی۔میری ایک بات سمجھ کیوں نہیں آتی تمہیں۔" وہ طیش میں دھاڑی تھی۔مقابل پر ذرا برابر بھی آثر نہیں ہوا تھا۔

تم صرف مجھ سے اس لئے نکاح نہیں کرنا چاہتی ناں"
۔۔کیونکہ میں حیدر درانی ہوں۔"حیدر کے لہجے میں کچھ
تھا جو اسے ٹھٹھکا گیا تھا۔ جبھی وہ دو قدم اٹھاتی نزدیک آئی
تھی۔

کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ تم سے نکاح کرنے کے بعد ہالہ"
انصاری کی ذات پر لگائے گئے تمام تر الزامات دُرست ثابت
ہو جائیں۔۔۔۔"سپاٹ لہجے میں بولتی وہ حقیقت بیان کر
گئی تھی۔

اور آگر میں کہوں کہ ہالہ انصاری ایک بار میرا ہاتھ تھام"
لو۔۔الزام لگانے والوں کی زبان سے الفاظ تک مٹا ڈالوں گا

تو۔"اس کے لہجے میں جنون عیاں تھا۔واستہزائیہ مسکرائی۔

"افسانوی باتوں سے نہ تو کبھی کسی کا پیٹ بھرا ہے اور نہ ہی تمنائے دل۔" تلخی سے بولتی اس کی سوچ کا قبلہ درست کروانا چاہتی تھی۔

"میری محبت ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے ہالہ انصاری اسے افسانوی بول کر تم میرے جذبوں کی توہین نہیں کر سکتیں ہالہ انصاری۔"اس بار وہ سخت لہجے میں بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔

جو بھی ہو میں کسی ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنے کا" تصور بھی نہیں کر سکتی۔ جس کی وجہ سے مجھے ناقابل تلافی نقصان جھیلنا پڑا ہو۔" وہ مزید درشتگی سے بولی تھی۔

میری ایک بات یاد کر لو۔۔ تمہارا نکاح مجھ سے ہو گا ایسی" ہفتے ہو گا، چاہے پھر تم انکار کرو یا اقرار۔" لہجا ہر احساس سے عاری تھا۔ جبکہ وہ بے یقینی سے دیکھتی رہ گئی تھی۔

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟" آئی برو آٹھا کر غصے سے" دریافت کیا۔

نہ نہ ہالہ انصاری! دھمکی بزدل لوگ دیتے ہیں۔۔ میں" تمہیں آئندہ وقت کی آگاہی دے رہا ہوں۔" اس کے لہجے کی پختگی پر ہالہ محض گھور کر رہ گئی تھی۔

"! سوچ ہے تمہاری"

سوچ کو حقیقت کا رنگ دینے کے لئے، زیادہ کچھ نہیں" محض ایک مولوی ہی درکار ہوتا ہے۔" اس کے معنی خیز لہجے پر وہ زچ ہوتی ایک بار پھر آنسو بہانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

ہالہ مان جاؤ میری بات۔" وہ نرمی سے بولتا ایک بار پھر" قائل کرنے پر اُتر آیا تھا۔

میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ تمھیں ایک طلاق یافتہ"
سے شادی کر کے ایسی کونسی خوشیاں میسر آئینگی جو تم میری
بات ہی نہیں مان رہے ہو۔" وہ آنکھوں میں آنسو لئے
ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولتی بیڈ پر ڈھنے کے سے انداز میں
بیٹھ گئی تھی۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ میری ساری خوشیاں صرف ""
تمہاری ہی ذات سے وابسطہ ہیں تو۔" وہ گھٹنوں کے بل اس
کے نزدیک بیٹھتا ہوا محبّت سے چور لہجے میں بولا تھا۔ جبکہ
ساتھ بیٹھی لڑکی کی آنکھوں میں بے یقینی سی اُتر آئی

تھی۔اس کے الفاظ کسی چابک کی مانند دل میں پیوست ہوتے محسوس ہوئے تھے۔

"جھوٹ۔۔ جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔ صرف مجھے اس درد سے آزادی دلانا چاہتے ہو تم۔اپنی انجانے میں کی گئی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتے ہو تم۔ صرف میرے لئے یہ قربانی کیوں دے رہے ہو۔۔" وہ بے یقین سے لہجے میں بولتی سسکُ اٹھی تھی۔ جبکہ اس نے آگے بڑھ کر اسے تھامنا چاہا۔۔

"شش!! تم نے ہمیشہ مجھ پر یقین کیا ہے ناں۔ایک آخری بار بھروسہ کرلو۔۔۔ تمہاری قسم اس بار کسی دکھ، درد کو تمہارے نزدیک سے بھی نہیں گزرنے دونگا۔" اس کے

انداز میں چھپی محبّت دیکھ وہ گھٹنوں میں سر دئے ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔ مگر اس کے فیصلہ پر ہامی بھرنا سوہان روح لگا تھا۔

"میری جیسی عیب دار لڑکی کے ساتھ، کیا ساری زندگی نبھا کر لوگے حیدر درانی؟" آنسوؤں سے تر چہرہ گھٹنوں سے اُٹھاتی وہ زخمی لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

"مجھے تمہاری ذات میں کبھی کوئی عیب نظر نہیں آیا۔۔اور گرچہ کوئی عیب ہے بھی تو ہالہ انصاری تمہارا وجود مجھے ہر حال میں قبول ہے۔" مان بخشتی محبت پر آگر ہالہ انصاری بے یقین نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔۔۔۔لاکھ نفرت کرنے کی

کوشش میں ناکام وہ بلآخر حیدر درانی کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیک گئی تھی۔۔۔جو ہر بار ایک نئے آنداز میں اپنی زات کا ایک خوبصورت پہلو اُجاگر کرتا تھا۔۔اور وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کی محبت کی گرویدہ حیرت زدہ سی رہ گئی تھی۔۔۔کیا کوئی اس قدر دیوانگی کی حد تک بھی عشق کر سکتا تھا۔

"مجھ میں ایسی کونسی خوبی ہے حیدر، جو تم ہر بار! میرے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو۔ حتیٰ کہ میری خوشی کی خاطر مجھے ہی چھوڑ دیا تھا تم

نے۔" وہ ٹرانس میں بولی تھی۔ایک پل کو آنکھیں جھپکتا وہ بے اختیار مسکرایا۔ گالوں کے گڑھے واضح ہوئے تھے۔۔

"بابا جی کہتے ہیں محبوب وہ نہیں ہوتا۔۔ جس کی صرف اچھائیاں آپ کے دل میں گھر کر لیں۔۔۔ بلکہ محبوب تو وہ ہوتا ہے جو ہر اچھائی برائی سمیت آپ کو قبول ہوتا ہے۔۔ کیونکہ محبوب کی اچھائی بھی اچھی اور برائی بھی دل کو بھاتی ہے۔ کیونکہ انتہائے عشق آندھا، گونگا، بہرہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔۔ مگر کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔۔۔" وہ اس کی کتھئی آنکھوں میں محبّت کی چمک دیکھتی رہ گئی تھی۔ مقابل

کے لہجے سے عیاں پر زور محبت پر وہ چاہ کر بھی انکاری نہیں ہو سکی تھی۔

وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں تھی، بلکہ حیدر دُرانی کا عشق "
تھی۔۔ جس کی خوشی کی خاطر وہ اس کے وجود سے ہی
"دستبردار ہو گیا تھا۔

حیدر درانی نے اپنا کہا سچ کر دیکھایا تھا۔ہالہ گلابی سادھے سے سوٹ میں دلہن بنی بیٹھی اپنے سوگوار حسن میں بھی قیامت برپا کر رہی تھی۔

متورم آنکھیں، ضبط سے سُرخ پڑتا چہرہ، اور پنکھڑی جیسے لب سختی سے بھینچ رکھے تھے۔مولوی صاحب کچھ لمحات قبل ہی اس سے رضامندی لے کر گئے تھے۔وہ کمرے میں اس وقت بالکل اکیلی تھی۔۔کمرے میں سناٹا باتیں کر رہا تھا۔بظاہر وہ خاموش تھی مگر دل و دماغ میں لایعنی سوچوں کا وبال برپا تھا۔۔

آنکھوں کے سامنے اپنے پہلے نکاح کا دلفریب منظر کسی فلم کی مانند چلنے لگا تھا۔۔۔کتنا مکمل، حسین، اور خوبصورت تھا سب کچھ، اس کا باپ بھی تھا، ڈھیروں دعاؤں کے سائے تلے رخصت ہوئی تھی۔رشتے میں دلی رضامندی بھی شامل تھی۔۔ مگر اچانک سب ختم ہو گیا۔ تحس نحس ہو گیا۔۔۔ صرف ایک غلط فہمی کی بدولت۔۔۔

کہ کاش، ہالہ انصاری کی زندگی میں یا توحید ردرانی نہ ہوتا یا پھر شرجیل احمد کو جنون کی حد تک چاہنے والی مالا ہمدانی نہ ہوتی۔۔ایک غلط فہمی۔۔۔ہاں وہ سب صرف ایک غلط کی

وجہ سے ہوا تھا۔۔ سب ختم ہو گیا تھا۔ ہالہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

جبھی کھٹکے کی آواز کے ساتھ کوئی روم میں داخل ہوا تھا۔ ہالہ نے زرا کی زرا نظر اُٹھا کر سامنے دیکھا تھا جہاں دہلیز پر کھڑا ہینڈسم سا زاویار فاروقی سفید شلوار سوٹ میں ملبوس متبسم نظروں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جانتا ہوں تم اس وقت حیدر بھائی کو ایکسپیٹ کر رہی ہو گی۔۔ مگر کیا کروں،، تم سے ملنا بہت ضروری تھا۔" وہ قدم اُٹھاتا نزدیک چلا آیا تھا۔ ہالہ نے نگاہیں پھیر لی تھیں۔

کہواب کیا کہنا ہے تم نے۔۔" وہ زرا ناراضگی سے بولی"
تھی۔اس کے لہجے سے عیاں ہوتی ناگواری محسوس کر وہ
ایک گہری سانس فضا کے سپرد کر کے رہ گیا تھا۔

جانتا ہوں تم مجھ سے ناراض ہو۔ناراض ہونا بھی"
چاہیئے۔۔ مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آگر میرے عشق کا
کوئی واحد گواہ ہے تو وہ صرف تم ہو، ہالہ انصاری۔یہ بات تم
بھی بہت اچھے سے جانتی ہو کہ میں زویاء کو میں کسی صورت
نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ مگر زویاء کی عقل ٹھکانے لگانا بھی بہت
ضروری ہو گیا تھا۔۔ورنہ وہ ہر بار جانے انجانے میں

تمہارے دکھ کا باعث بنتی۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ وہ نخوت سے رخ پھیر گئی۔

"خیر تمہیں بتانے آیا تھا کہ حیدر بھائی تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے دو اتنے پیارے دوست زندگی سے بیزار رہیں۔۔ بس اسی وجہ سے اس روز جذبات میں تمہیں دھمکی دے دی تھی۔" وہ ایک بار پھر صفائیہ لہجے میں بولا تو ہالہ نے محض گھورنے پر اتفاق کیا تھا۔۔ مگر پھر بھی خاموش رہی۔

"نکاح بہت بہت مبارک ہو، میری دعا ہے کہ سدا مسکراتی رہو۔۔ اللہ پاک تمہارے نصیب روشن کرے۔۔" ہالہ

کے سر پر ہاتھ رکھتا وہ روم سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ استزائیہ مسکرائی تھی۔۔ کیا اس کی ذات اس قدر بے مول تھی کہ کوئی بھی اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کر لیتا۔۔۔ رخساروں سے پھسلتا ایک بے مول آنسو بیدردی سے رگڑتی وہ آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

"تم کہاں بھاگی جا رہی ہو؟" زویاء کو کلائی سے تھامتا وہ اپنے مقابل لے آیا تھا۔۔ جو دلہن سے زیادہ دلہن بنی گھوم رہی تھی۔۔ زاویار کی گرفت پر ایک لمحے کو گڑبڑائی۔

میں نے کہاں جانا ہے، ہالہ کے پاس جا رہی ہوں۔۔" ہالہ "
کی رخصتی کے بعد وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی
تھی۔ آج کا دن اس کے لئے دو دو خوشیاں لے کر آیا تھا۔۔
ایک جانب بھائی کی شادی، دوسری جانب جان سے عزیز
بہن کی خوشیاں واپس لوٹ آئی تھیں۔

ہالہ کو چھوڑو، اب زرا اپنی سوچو۔" وہ اپنی گھڑی میں "
اٹکتے اس کے سنہری بال نکال کر کندھے پر رکھتا زرا سنجیدگی
سے بولا۔۔

اپنی کیا سوچوں؟" ماتھے پر بل ڈالتی وہ نا سمجھی سے بولی "
تھی۔ زاویار نے طنزیہ طور پر آئی برو اُٹھائے، بیگنی رنگ کی

لانگ فروک زیب تن کئے، پشت ہر بال کھُلے چھوڑے وہ اس کی ڈھڑکنیں منتشر کر گئی تھی۔

"ابھی بتاتا ہوں۔" وہ لان میں موجود اکادکا افراد پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالتا زبردستی اس کا ہاتھ کھینچتا ہوا پورچ کی جانب بڑھا تھا۔۔ جبکہ اس کے ساتھ کھینچی چلی جاتی زویاء گڑبڑا گئی تھی۔ جو بغیر کچھ سننے، اس کی مزاحمت نظر انداز کرتا گاڑی کا دروازہ کھولتا ہوا، کار کی فرنٹ سیٹ پر جھٹکے سے بیٹھا چکا تھا۔

زاویار یہ کیا بد تمیزی ہے۔ کہاں لے کر جا رہے ہو" مجھے۔۔ گھر میں سب مہمان موجود ہیں۔" وہ درشتگی سے بولی۔

سمجھ لو تمہاری دوست کے ساتھ ساتھ آج تمہاری بھی" رخصتی ہو گئی ہے۔" اس قدر غیر متوقع انکشاف پر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔

زاویار یہ کیا بکواس ہے۔۔ میں کہتی ہوں گاڑی روکو۔" وہ" سٹپٹا کر تیزی سے بولی تھی۔۔ جبکہ وہ سُنی انسنی کرتا گاڑی صدر دروازے سے نکال چکا تھا۔

بابا، بھائی۔۔۔۔۔۔" وہ گاڑی کے شیشے پر ہاتھ مارتی زور"
سے چلائی تھی۔ گویا وہ کوئی غیر ہو اور اسے آغواہ کر کے لے
جا رہا ہو۔

بھائی۔۔۔" جب گاڑی گھر کی حدود سے باہر نکل گئی تو اس"
کی مزاحمت بھی دم توڑ گئی تھی۔۔ جبکہ اب وہ جھٹکے سے
زاویار کی جانب پلٹی تھی۔۔ جو پر سکون آنداز میں
ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔

بہت ہو گیا مزاق زاویار مجھے گھر واپس چھور کر آؤ۔۔ گھر"
میں سب مہمان موجود ہیں۔۔ وہ کیا سوچیں گے۔" وہ
روہانسو لہجا اپناتی منتی لہجے میں بولی۔۔ جبکہ وہ اسے ڈرائیونگ

میں مصروف تھا گویا کوئی دوسرا گاڑی میں موجود ہی نہ ہو۔" جب بول بول کر تھک گئی تو اس پر ایک خفگی بھری نگاہ ڈالتی وہ رخ پھیر کر بیٹھی ونڈو سے باہر دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔ راستہ تیزی سے سمٹتا جا رہا تھا۔۔ جبکہ زویاء کی گھبراہٹ میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"زاویار!" ایک بار پھر ہمت کرتی پُکار اُٹھی۔ جبکہ اس بار اس نے اس قدر سخت نگاہ سے نوازہ تھا کہ الفاظ آپ ہی دم توڑ گئے تھے۔ اور وہ اپنا سا منہ لے رہ گئی تھی۔ سفر خاموشی

کی نظر ہو رہا تھا۔ جبھی خاموشی میں ارتعاش برپا کرتی موبائل کی بیل نے توجہ بھٹکائی تھی۔

زاویار نے ہاتھ بڑھا کر کال پک کی تھی۔ دوسری جانب شاید حیدر تھا۔ زویاء کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔۔

"یار آج تمہارا نکاح ہوا ہے۔ اور تمہیں میری فکر لگی ہوئی ہے۔۔ بھئی میری بیوی میرے ساتھ ہے۔۔ تم اپنی بیوی پر دھیان دو۔۔ اور سمجھ لو تمہارے ساتھ ساتھ تمہاری بہن کی بھی رخصتی ہو گئی ہے۔" حیدر سے شوخ مزاجی سے بات کرتا زاویار زویاء کو زہر لگا تھا۔

یار آنٹی انکل کو تم سنبھال لینا۔۔۔اور اپنے پلین کا بتایا تو تھا" میں نے تمہیں، بس بس۔۔۔ہاں باقی باتیں بعد میں دیکھیں گے۔" وہ جلدی جلدی بات ختم کرتا موبائل آف کر چکا تھا۔۔ایک سرسری سی نگاہ زویاء پر ڈالی، جو کینہ توز نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔۔اور پھر، منہ بسورتی جھٹکے سے رخ پھیر گئی۔زاویار کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ کھل سی گئی تھی۔

سب کام تیزی سے نبٹاتا اب زِیر لب مسکراتا ہوا، سرشاری کی سی کیفیت سے دوچار روم میں داخل ہوا تھا۔۔ جہاں وہ اپنا سُوگوار حسن اور مسلسل رونے کے باعث سرخ پڑتی آنکھوں میں ناگواری لئے اسے دیکھ رُخ پھیر گئی تھی۔ حیدر نے مسکراہٹ ضبط کر، قدم اُس کی جانب بڑھائے تھے۔ گالوں میں پڑھتا گڑھا واضح ہوا تھا۔۔۔۔

نکاح مبارک ہو مسز۔" نرمی سے بولتا وہ جھک کر اس """ کے ماتھے پر پیار کرتا پیچھے ہوا تھا۔ جو فطری جھجھک کے باعث نظریں جھکا گئی تھی۔

ناراض ہو؟" بیڈ پر نزدیک پورے حق سے براجمان ہوتا"
وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر گویا ہوا۔

تمہیں میری ناراضگی سے فرق پڑتا ہے۔" وہ سخت گھوری"
سے نوازتی غصے سے بولی۔

آ گر تمہاری ناراضگی سے فرق نہیں پڑتا تو میں اس وقت"
تمہارے پہلو میں بیٹھا تمہیں راضی کرنے کے لئے جتن نہ
کر رہا ہوتا۔" اس کے گھمبیر لہجے کی سرگوشی پر وہ زرا خفگی
سے مگر نگاہیں جھکا گئی تھی۔

خیر! رو کیوں رہی تھیں۔" اس کی سیاہ گھنی پلکوں پر"
ٹھہری نمی اپنی انگلیوں کے پوروں میں سمیٹتا وہ نرم لہجے میں
استفسار یہ بولا۔

اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔" جوابی کارروائی کے باعث گلا"
رندھ سا گیا تھا۔

دوسری جانب سے خاموشی محسوس کر زرا کی زراجو
نظر اُٹھائی تو وہ سیدھی مقُابل کی سُرخی چھلکاتی نگاہوں سے
جا ملی تھی۔ وہ شدید ضبط کے عالم میں اپنا اشتعال دباتا نسشت
چھوڑ کر جانے لگا تھا۔ اس نے جھٹ اگے بڑھ کر اس کا ہاتھ
تھام لیا تھا۔

سنو" ایک آس بھری پُکار سی تھی کہ اس کے بڑھتے"
قدموں کو بریک سی لگی تھی۔ رخ پلٹ کر کھڑا وہ آنکھیں
میچ کر ٹھہرا تھا۔ مگر پلٹا نہیں تھا۔

ناراض ہو کر جا رہے ہو؟" وہی معصوم لہجہ مگر آج"
شرارت کا دور دور تک کوئی شبہ تک نہ تھا۔

آپ کو فرق پڑتا ہے؟" وہی ہاتھ تھام کر پلٹتا وہ سرد لہجے"
میں بولا۔ اس نے معصوم سا منہ بنایا تھا۔

ہاں پڑتا ہے! اور اب سیدھی شرافت سے یہاں میرے"
پاس واپس بیٹھ جاؤ۔۔ ورنہ پھر میں آئندہ کبھی بھی تمہیں
اپنے کمرے میں گھسنے نہیں دونگی۔" لہجے میں وارننگ واضح

تھی جو اس قدر سنجیدہ صورت حال میں بھی اُس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

زوجہ اپنی درستگی کر لیجئے، آپ کا نہیں، ہمارا کمرہ۔" "لبوں کا کونا دانتوں تلے دبا تا وہ مسکراہٹ چھپا گیا تھا۔ مقابل کے طرز تخاطب پر اس نے آنکھیں چھوٹی کئے اسے گھورا تھا۔

تم بھی میری ایک بات زہن نشین کر لو۔ تمہارا کمرہ" تھا۔۔اب سے میرا کمرہ ہے۔اور یہ کیا میرے بیڈ پر لمبی تان کر لیٹ گئے ہو۔اپنا تکیہ اُٹھاؤ۔اور صوفے پر جا کر لیٹو۔" اُسے پھیلتا دیکھ اس نے جھٹ سرہانے رکھا تکیہ اُٹھا کر اس کے سینے پر رکھا تھا جو ہونق بنا اُٹھ بیٹھا تھا۔

کیا مطلب ! اب میں اپنے ہی کمرے میں صوفے پر "
سوؤنگا۔" وہ شدید صدمے سے بولا تھا۔

جی ہاں ! کیونکہ اب سے یہ کمرہ اور بیڈ دونوں میرے "
ہیں۔ سیدھی شرافت سے اپنا تکیہ اور چادر اٹھاؤ اور چلتے بنو
یہاں سے۔" وہ یکدم ہی اپنی جون میں لوٹ آئی تھی۔ اس
کا وہی لب و لہجہ اور آنداز دیکھ چند لمحے ٹھہر کر اسے دیکھا
تھا۔ جواب ماتھے پر بل ڈالے اسے ہی گھور رہی تھی۔

گھور کیا رہے ہو نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا۔" اپنے ہاتھ کی "
نازک سی دو انگلیوں سے اس کے چہرہ کا رخ دُوسری جانب
کرتی وہ زرا گھبرا کر بولی تھی۔

فکر نہیں کرو! میری نظر نہیں لگے گی تمہیں۔اور اس" سے پہلے کبھی لگی ہے جو اب لگے گی۔" وہ شرارت سے لب دبا کر بولا تھا۔

اٹھو میرے بیڈ سے فوراً۔" اس کی محبت چھلکاتی نگاہوں" سے خائف وہ مصنوعی سختی سے بولی تھی۔

جو حکم باس!" وہ روانگی میں بول گیا تھا۔ جبکہ ہالہ کو یکدم" ہی اپنا سانس سینے میں آٹکتا محسوس ہوا تھا۔

"میں۔۔۔۔۔"

جاؤ! یہاں سے حیدرُ درانی!! تمہیں میں نے کتنی بار کہا"
ہے دور رہو مجھ سے۔۔وحشت ہوتی ہے مجھے تم
سے۔تمہاری باتوں سے، تمہارے وجود سے۔خاص کر
تمہاری محبت سے۔۔۔۔"اُس کا غیر متوقع رویہ، اسے کچھ
لمحوں کے لئے منجمند کر گیا تھا۔زبان پر آتے لفظ ادھورے
ہی رہ گئے تھے۔جواب شدت سے روتی اپنا مختصر سا سنگھار
نوچنے لگی تھی۔۔۔۔

ہالہ ہوا کیا ہے۔۔اس طرح سے ریکٹ کیوں کر رہی ہو یار"
تم؟"وہ متذبذب سا پریشان ہوا۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔"وہ درشتگی سے بولی تھی۔"

ہالہ!!!" وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا جبکہ وہ مسلسل روتی" ہوئی، اب ڈریسنگ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

ہالہ اسٹاپ کرائینگ! یہ کیا پاگل پن ہے۔ جانتی ہو ناں" ، اس طرح مسلسل رونے سے تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔" وہ بھی پنجوں کے بل بیٹھتا سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

میری طبیعت سے تمہارا کیا لینا دینا ہے۔۔۔ تم جاؤ یہاں" سے حیدر درانی۔۔ کیا تمہیں، میری ایک دفعہ کی ہوئی بکواس سمجھ نہیں آ رہی ہے۔" وہ تیز لہجے میں چنگھاڑی تھی۔۔ جبکہ وہ اپنی پیشانی مسلتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

آوکے ریلیکس! تم خاموش ہو جاؤ۔ میں جا رہا ہوں۔" وہ"
اس کا سکتا وجود، اور اس کی بگڑتی طبیعت کے پیشِ نظر
سرینڈر کرنے کے سے آنداز میں ہاتھ اٹھاتا ہوا ڈریسنگ روم
میں جا کر بند ہو گیا تھا۔۔ جبکہ ہالہ کی ہچکیاں بند ہ گئ
تھیں۔۔

کیوں۔۔۔۔ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا شر جیل"
احمد۔۔۔۔۔" جنونی سی کیفیت میں اپنے بال نوچتی وہ
مسلسل خود کو ہی ملامت کر رہی تھی۔۔ مگر ہالہ ایک بات کو
سرے سے فراموش کر گئ تھی کہ وہ گزرے ہوئے کل کی
وجہ سے اپنا آج خراب کر رہی تھی۔۔۔

زاویار کی کار ایک جھٹکے سے فاروقی منزل کے احاطے میں آکر ٹھہری تھی۔۔زویاء نے گھبرا کر زاویار کو دیکھا تھا۔۔

"زاویار بس بہت مذاق ہو گیا۔۔مجھے گھر واپس چھوڑ کر آؤ۔۔گھر میں انکل بھی ہونگے، وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں۔" وہ معصوم سا منہ بناتی منتی لہجے میں بولی۔۔جبکہ آج تو وہ سچ میں بہرہ ہو چکا تھا۔۔گویا کچھ سنائی ہی نہ دے رہا ہو۔

"تمہارے انکل تمہارے بارے میں کیا سوچیں گے۔۔۔یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں۔۔اب جلدی سے

گاڑی سے باہر نکلو۔۔ورنہ میں تو جا رہا ہوں

آندر۔۔چوکیداری پر معمور کتے رات میں کھلے چھوڑ دئے

جاتے ہیں۔۔باقی تمہاری مرضی۔"وہ سنجیدگی سے بولتا

اپنے ہاتھ جھاڑ کر پیچھے ہو چکا تھا۔۔جبکہ زویاء کا چہرہ ایسا تھا

کہ اب روئی اور تب روئی۔۔۔

زاویار تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔"وہ ناراضگی"

سے بولتی تیزی سے گاڑی سے نکلی تھی جو سچ مچ اسے چھوڑ

کر گھر کی چوکھٹ عبور کر چکا تھا۔

زاویار!!" وہ خوف زدہ سی تیز آواز میں پُکارتی جلدی "
جلدی قدم اُٹھاتی، اس کے پیچھے بھاگی تھی، جو مسلسل اسے
نظر آنداز کر رہا تھا۔

زاویار رکو پلیز!" وہ گھبراہٹ میں بھاگنے اور تیز آواز میں "
پکارنے کے باعث ہانپ گئی تھی۔۔ سیڑھیوں کی جانب
بڑھتا زاویار جھٹکے سے ٹھہرا تھا۔۔ اور رخ اس کی جانب
پلٹا۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ میلے میں گم ہو گئی ہو "
کیا۔۔ جو زاویار زاویار کی صدائیں لگا رہی ہو۔ رات کا وقت

دیکھ رہی ہو۔" خشمگیں نظروں اور سخت لہجے میں بولتا وہ آج اسے رچ کر شرمندہ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"ہاں تو، غلطی تمہاری ہے۔۔ایک تو زبردستی اپنے ساتھ لے آئے ہو۔۔اپُر سے مجھے چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہو، بدتمیز انسان۔" وہ غصّے سے تڑاخ کر بولی تھی۔

"تمہیں تو میں۔۔۔۔" وہ ابھی کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس کا موبائل بجنے لگا تھا۔۔ایک سخت نظر ڈالتا وہ موبائل کان سے لگاتا ہوا باقی کی سیڑھیاں عبور کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔آنکھوں میں ڈھیروں آنسوؤں لئے اپنے لب

چباتی زویاء مخمصے کا شکار اسے نیم آندھیرے میں غائب ہوتا دیکھ خود بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

بس میں کچھ دیر میں نکل رہا ہوں۔۔ تھینکو سو مچ۔" وہ "

لب چباتی جھجھک کر روم میں داخل ہوئی تو وہ فون پر

مصروف آختتامی لفظ ادا کرتا ہوا رابطہ منقطع کر چکا تھا۔

ایک نگاہ صوفے پر بیٹھتی زویاء پر ڈالتا وہ ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا تھا۔ زویاء نے اس کے نظر آنداز کرنے پر دانت کچکچائے تھے۔ کمرے کا ایک حصہٰ روشن جبکہ دوسرا حصہٰ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایک گہری سانس بھرتی وہ اپنے بال

سمیٹ کر جوڑے میں لپیٹ چکی تھی۔ جبھی کیجول سی ڈریسنگ میں ملبوس زاویار روم میں داخل ہوا تھا۔۔زویاء کو خود کو گھورتا دیکھ وہ قدم اُٹھاتا نزدیک آیا۔

"اُٹھو۔" وہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی تھی۔ نظروں میں خفگی واضح چھلک رہی تھی۔

"سامنے واش روم ہے۔۔چاہو تو فریش ہو جاؤ۔۔۔ہم کچھ دیر میں اسلام آباد کے لئے نکل رہے ہیں۔" اس قدر حیرت آنگیز انکشاف پر اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔

اس طرح اچانک ! مگر کیوں ؟" وہ حیرت زدہ سی"
بولی۔۔ تو وہ رخ پلٹ پر الماری سے ایک سفری بیگ نکال کر
اس میں اپنے کپڑے بھرنے لگا تھا۔

کیوں ؟ کیا؟ کس لئے۔۔ سوال جواب کا وقت نہیں ہے"
میرے پاس۔۔ جلدی سے اپنا حلیہ درست کرو۔۔ ہم ابھی
اسلام آباد جا رہے ہیں۔۔ باقی کی باتیں وہاں پہنچ کر طے
کریں گے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا اسے ورطہ حیرت میں
ڈال گیا۔

زاویار یہ غلط ہے۔۔ یوں کسی کو بتائے بغیر۔۔۔" وہ قدم"
اٹھاتی اس کے نزدیک آئی تھی۔

کیا غلط ہے؟" وہ غصّے سے استفسار یہ بولا تھا۔"

میرا مطلب ہے۔۔ابھی ہم۔۔۔" وہ گڑبڑائی۔ "

تم ناں اپنا یہ چائنہ کا دماغ زرا کم ہی چلایا کرو۔۔اور زیادہ" سوال جواب نہیں کرو۔۔ جلدی سے اپنا دوپٹہ اُٹھاؤ۔۔اور چلو میرے ساتھ۔" وہ بیگ کی زپ لگاتا ڈپٹنے والے لہجے میں بولا تھا۔

مگر زاویار!" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔"

کہاناں نو آگر مگر۔۔۔" وہ اسے ڈھیٹ بنتا دیکھ خود ہی ہاتھ" تھام کر تیزی سے اپنے ساتھ لیتا باہر نکل آیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ

پتہ نہیں کون کون سے رسم ورواج کا راگ الاپنے بیٹھ گئی تھی۔

اس کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔ جبھی زاویار جھٹکے سے" پلٹا تھا،اس کے ماتھے پر چڑھی تیوری دیکھ اس کے لفظوں کو بریک لگا تھا۔

آ گر تمہاری بکواس ختم ہو گئی ہو۔۔تو اب سکون سے ائیر" پورٹ تک کا راستہ طے کر لیں ہم۔"اسے گاڑی میں پٹخنے کے آنداز میں بیٹھتا وہ زرا طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔

زویاء اس کہ رویے پر اپنے آنسوؤں ضبط کرتی اب خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔جبکہ وہ دو سفری بیگ

گاڑی کی ڈگی میں ڈالتا، تیزی سے گھوم کر آیا تھا۔۔
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا وہ اسے روتا دیکھ ایک تاسفی سانس خارج کر کہ رہ گیا تھا۔۔ مگر فی الحال وہ اس ضدی لڑکی کا دماغ درست طریقے سے ٹھکانے لگانا چاہتا تھا۔۔ جس نے ان پانچ سالوں میں اسے بہت خوار کیا تھا۔۔

حیدر ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو ہالہ کو زمین پر آنکھیں بند کئے ہی بیٹھے دیکھا وہ تاسفی نظروں سے دیکھتا پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔۔ جس کے وجود میں کوئی ہل چل نہیں تھی۔

ہالہ!" حیدر نے ہولے سے پکارا تھا۔ وہ خاموش تھی۔۔ یا" پھر شاید روتے روتے بے ہوش ہو چکی تھی۔

اتنی ضدی تو نہ تھیں تم ہالہ انصاری۔۔۔" وہ دکھ سے" محض سوچ کر رہ گیا تھا۔۔ جبکہ چہرے پر بکھرے سلکی بال، اور کانوں میں لٹکتے آویزہ اسے مسلسل اپیل کر رہے تھے۔ نظروں کو بھٹکتا دیکھ وہ فوری سر جھٹکتا ہوا۔ اسے جھٹکے سے گود میں اٹھا چکا تھا۔۔ جو شاید بال کھینچنے کی وجہ سے زرا سا کراہ ہی تھی۔

حیدر نم چہرے پر بہتے آنسوؤں، اور بکھرا بکھرا سا کاجل دیکھ مبہوت رہ گیا تھا۔۔ وہ تو اسے ہر حال میں ہی حسین لگتی

تھی۔۔۔ مگر جب آج وہ اس کی بن گئی تھی تو اور بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔اس کا استحاق بھرا لہجا یاد کر لبوں پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔اسے بیڈ پر لٹاتا وہ کمفرٹر درست کر کے سائیڈ لیمپ کی روشنی بھی بجھا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

نیم آندھیرے کمرے میں چمکتی اس کی دودھیا رنگت پر وہ کتنے ہی لمحے خاموشی سے بس اسے دیکھتا ہی رہا تھا۔۔جب لمحات کا دورانیہ طویل ہوا تو وہ سر جھٹک کر خود بھی دوسری جانب سے آتا تکیہ پر سر رکھ کر لیٹتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔۔

بائی آئیر دو گھنٹے کا تھکا دینے والے سفر طے کرتے وہ دونوں اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔ پلین سے باہر نکلتے ہی زاویار نے چہرے پر ماسک چڑھا لیا تھا۔۔ جبکہ زویاء کو اپنا سجا سنورا حلیہ خاصہ مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔۔ اس کی کمر کے گرد حصار قائم کئے وہ اپنی ہمراہی میں تیزی سے قدم اٹھاتا آئیر پورٹ کا احاطہ عبور کرتا باہر آیا تھا۔۔ جہاں پہلے ہی ان دونوں کے لئے گاڑی موجود تھی

۔

جلدی بیٹھو۔۔" وہ بغیر کسی کی نظروں میں آئے بغیر نکلنا" چاہتا تھا۔۔ جبکہ زویاء جب سے اب تک کسی ربوٹ کی مانند اس کی تمام تر ہدایات پر عمل کر رہی تھی۔

زاویار بھی ڈگی میں سامان رکھوا کر تیزی سے گھوم کر" دوسری جانب سے آتا گاڑی میں سوار ہوا تھا۔اور اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔اسلام آباد کی کشادہ سڑکوں پر بھاگتی گاڑی اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔۔ جبکہ زویاء کار ونڈو سے سر ٹیکا کر بیٹھتی باہر کا منظر دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ چہرہ پر پڑتی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا تھکن زدہ اعصاب کو سُکون پہنچا رہی تھی۔۔۔۔

رات خاصی گہری ہو چکی تھی، سفر خاموشی کی نظر ہونے لگا تھا۔ زاویار مسلسل موبائل پر مصروف تھا۔۔ مگر اس کا رویہ جیسا بھی ہو۔۔ زویاء مطمئن تھی۔ کیونکہ وہ اس کے جنونی پن سے واقف تھی۔۔ زاویار فاروقی کی دیوانگی کسی سے ڈھکی چھپی ہر گز نہیں تھی۔

رات کی تاریکی میں گاڑی، اسلام آباد کے ایک پوش آئیریا میں آکر ایک جھٹکے سے ٹھہری تھی۔ زویاء نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا یہ دس منزلہ شیشے کی چمچاتی ہوئی بلڈنگ تھی۔۔ شاید ان کا مقام آگیا تھا۔

زویاء آؤ۔" وہ اپنی سوچوں میں محو سی تھی۔ جبھی زاویار "
گھوم کر آتا اس کے لئے کار ڈور کھول کر نرمی سے بولا۔۔۔

ہم کہاں آئے ہیں زاویار!" وہ گردن اونچی کر کہ شہر کی "
روشنیاں دیکھنے لگی تھی۔ جبکہ وہ خاموشی سے ڈگی سے
سامان نکال کر ڈرائیور کو فارغ کر چکا تھا۔۔۔

میرے ساتھ آؤ۔" وہ زویاء کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں "
لیتا بلڈنگ میں داخل ہوا تھا۔ اور بغیر کسی پر بھی ایک غلطاں
نگاہ ڈالے وہ لفٹ کے زریعے سیدھا ساتویں فلور پر آیا تھا۔،
زویاء بس خاموشی سے اُس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

اپنے ذاتی پینٹ ہاؤس اپارٹمنٹ کے دروازے کے عین سامنے آکر ٹھہرتا وہ دروازہ کھول کر آندر داخل ہوا تھا۔

زویاء کی آنکھوں میں اشتیاق در آیا تھا۔۔ جبکہ وہ ایک گہری سانس بھرتا سوٹ کیس دیوار سے لگاتا صوفے پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھا۔۔۔۔

چہرے سے ماسک اُتار کر ایک نظر زویاء کو دیکھا جو جانچتی نظروں سے اِرد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔۔

یہ ٹو بیڈ رومز پینٹ ہاؤس اپارٹمنٹ تھا۔۔ جو اس کی ذاتی پراپرٹی میں شمار ہوتا تھا۔ ہر چیز زہی قیمتی اور بیش قیمت تھی۔ مگر زویاء کو یکدم اپنے حلیہ کا خیال آیا تھا۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں زاویار!" وہ خاموش بیٹھے زاویار" سے مخاطب ہوئی، جو اسے ایک نظر دیکھتا ہوا خاموش رہا۔۔

زاویار میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔" مسلسل خاموشی سے وہ" زچ ہو چکی تھی۔

یہ سامنے کچن بنا ہوا ہے۔۔ ضرورت کی ہر چیز کچن میں" موجود ہے۔۔ تم ایک کام کرو۔ پہلے ایک اچھی سی کافی بنا کر روم میں لاؤ، پھر تفصیل سے بتاتا ہوں تمہیں۔" وہ اپنے سابقہ تلخ رویہ سے بولا تھا۔ زویا نے ہونقوں کے آنداز میں اسے دیکھا تھا جو ضرورت سے زیادہ تیور دکھا رہا تھا۔

جلدی!" دو انگلیوں سے رُخسار چھو کر وہ روم میں چلا"
گیا تھا۔ جبکہ وہ پیر پٹختی ہوئی اُٹھ کر کچن میں آئی
تھی۔۔ دس منٹ تو اسے صرف چیزیں تلاش کرنے میں
لگ گئے تھے۔ اور ٹھیک بیس منٹ بعد وہ ایک چھوٹی سی
ٹرے میں دو کافی کے مگ رکھے روم میں داخل ہوئی۔ وہ
شاید واشروم میں تھا۔ سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھتی وہ روم کا
جائزہ لینے لگی تھی۔ کمرے دو حصوں پر مشتمل تھا۔ عین
وسط میں موجود ڈبل بیڈ، جبکہ دوسری جانب صوفہ ٹیبل
موجود تھی۔۔ زویاء کو رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا۔۔ زاویار
نے اپنی ضد میں اسے ہالہ سے ملنے بھی نہیں دیا تھا۔

اِرد گرِد میں ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو سائیڈ ٹیبل پر زاویار کا موبائل رکھا نظر آگیا تھا۔ وہ جلد بازی میں اپنا موبائل تو گھر ہی بھول آئی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ اور جھٹ سے موبائل اُٹھالیا تھا۔ مگر موبائل میں پاسورڈ لگا ہوا تھا۔۔ دو چار پاسورڈ ڈالنے کے بعد ویسے ہی چیک کرنے کی خاطر اپنے نام کا پاسورڈ ڈالا تو موبائل ایک سیکنڈ میں ان لاک ہو گیا تھا۔۔ زویاء کے لبو پر مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔۔ وہ ابھی کسی کا نمبر ڈائل کرتی اس سے قبل ہی واشروم سے باہر آتا زاویار تیزی سے اس کی جانب آتا جھپٹنے

کے آنداز میں موبائل چھین چکا تھا۔۔وہ اچانک افتاد پر گڑبڑا کر رہ گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی سے زاویار۔"اسے گھورتا دیکھ وہ زرا ناراضگی سے بولی۔

"یہ تو آپ مجھے بتائیں زویاء بی بی! کہ آپ کس کی اجازت سے میرا فون یوز کر رہی تھیں؟"آئی برو اٹھا کر وہ لہجے میں خفگی سمو کر بولا تھا۔۔۔

"مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"کندھے اُچکا کر بولتی وہ عین سامنے صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔زاویار نے خشمگیں نظروں سے گھور کر دیکھا تھا۔

اوہ رئیلی !" وہ مقابل آتا صوفے پر زرا جھک کر آتا تمسخر اُڑاتی نظروں سے دیکھ کر بولا تھا۔ جبکہ وہ خائف سی نگاہیں پھیر گئی۔۔

شکر ہے کافی تو قدر بہتر بنائی ہے محترمہ آپ نے۔" وہ " ہنوز اِسی پوزیشن میں جھک کر کافی کا مگ اُٹھاتا طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔ زویاء نے جھٹکے سے رخ پھیر کر گھورا تھا۔

اس بات کا مطلب۔" وہ زچ ہوئی تھی۔"

مطلب تم اچھے سے جانتی ہو۔" وہ بھی چہرے کے " قریب گرم کافی کا بھانپ اُڑتا کپ لاتا ہوا شرارتی نظروں سے دیکھ بولا۔

بد تمیزی نہیں کروزاویار! وہ یخنی میں نے اتنی محنت سے" بنائی تھی۔" وہ ناراضگی سے بولی تھی۔

ہاں پتہ لگ بھی رہا تھا۔" وہ گھونٹ گھونٹ کافی حلق سے" اتارتا اس کے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا۔۔جو مسلسل گھبراہٹ کا شکار تھی۔

اب ہٹو بھی پیچھے! کیا منہ پر کھڑے ہو گئے ہو۔" دونوں" ہاتھ اس کے سینے پر رکھتی وہ نظریں پھیر کر پیچھے کو دھکا دے چکی تھی۔ جبکہ وہ بھی مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا ہوا ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

مجھے موبائل دو اپنا۔۔ماما سے بات کرنی ہے میں نے وہ"
پریشان ہو رہی ہو نگی۔" وہ سر جھٹکتی ہتھیلی پھیلا کر بولی۔

ہمم! سو جاؤ سکون سے۔۔حیدر بتا دے گا صبح۔"" وہ پر"
سکون آنداز میں صوفے پر ہاتھ پھیلاتا غیر محسوس آنداز میں
اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

اسے کیسے سو جاؤں۔۔سکون سے۔۔تمہارا تو دماغ خراب"
ہو گیا ہے۔۔مگر میری عقل ابھی ٹھکانے پر ہے۔" وہ اس
کی ایک ہی گردان پر لب بھینچ کر بولی تھی۔

اوہ رئیلی! بہت عقل مند ہو تم۔۔" وہ طنزیہ مسکرایا"
تھا۔زویاء خاموش رہی۔

سہی کہہ رہی ہو زویاء دُرانی۔۔ تم واقعی بہت عقل مند"
ہو۔۔ اور زاویار فاروقی ایک نمبر کا بیوقوف شخص ہے۔۔ جو
پچھلے پانچ سالوں سے تمہارے پیچھے خوار ہو رہا ہے۔" وہ یکا
یک لہجے میں سختی سموتا ناگواری سے پھنکارا تھا۔ زویاء اس
کے چہرے کے پتھریلے تاثرات دیکھ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"سو جاؤ سکون سے۔۔۔ اور مجھے بھی سکون لینے دو۔ اور ہاں
فکر نہیں کرو تمہارے والدین کی مرضی سے ہی ساتھ لے
کر آیا ہوں۔۔ واپسی پر ہمارا ولیمہ ہے۔۔ اس بدولت پوری
دنیا کو بھی تمہاری زبردستی کی رخصتی کا علم ہو جائے
گا۔ ویسے بھی تمہارے انتظار میں رہتا تو شاید ایسا کبھی نہ

ممکن ہوتا۔" وہ درشتگی سے بڑبڑایا تھا۔ زویاء بس خاموشی سے اسے زہر اگلتا دیکھ رہی تھی۔ جوان چند دنوں میں پہلے سے بہت زیادہ بدل گیا تھا۔۔۔۔

"میں نے یہ رخصتی صرف ہالہ اور حیدر کے اسرار پر کی ہے۔۔ حیدر تمہارا بھائی ہے جبکہ وہ تمہاری بہنوں جیسی دوست۔۔ جس کا بھرم بھی نہ رکھ سکیں تم۔" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولتا استزائیہ مسکرایا، زویاء کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

"تمہاری وجہ سے صرف تمہاری وجہ سے، مجھے ہالہ کو حیدر سے شادی پر مجبور کرنا پڑا۔۔ اور ہالہ کی قربانی کی بدولت ہی

آج تم میرے روبرو بیٹھی ہو۔" یکدم عود آنے والے طیش کے باعث وہ کیا کچھ بول گیا تھا۔۔ زاویار کو علم ہی نہ ہوا تھا۔ ہوش تو اسے تب آیا تھا۔۔ جب زویاء کو آنسو سے روتا دیکھا تھا۔ وہ گڑبڑا کر پیچھے ہوا تھا۔۔ جبکہ وہ بے یقین سی اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔ زاویار اس سے نظریں چُراتا تیزی سے اُٹھ کر بیڈ ہر جا بیٹھا تھا۔۔ وہ ہالہ کے سامنے رکھی گئی اپنی شرط پہلے بھی دُہرا چکا تھا۔۔ مگر وہ نہ سمجھ سکی تھی۔۔ اور اب وہ خود اس رشتے کی پستی کا اعتراف کر رہا تھا۔

وہ اسی انداز میں بے یقین سی بیٹھی خاموش آنسو بہا رہی تھی، جبکہ اسسے روتا دیکھ زاویار کا دل تڑپ اٹھا تھا۔۔ دل چاہا

کہ جلدی سے جا کر اسے سب بتا کر اس کے آنسوؤں خشک کر ڈالے مگر پھر وہی آنا آڑے آ گئی۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ خود میں برپا اشتعال کو کم کرنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگا تھا۔

"زویاء جا کر کپڑے تبدیل کر لو۔" جب کافی دیر تک زویاء کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو وہ لب دباتا زرا سختی سے بولا تھا۔ مگر اپنی بات کو اگنور ہوتا دیکھ وہ کمرے کی لائٹس بجھاتا ہوا آنکھوں پر ہاتھ رکھتا آنکھیں موند گیا۔۔ دل میں آیا کہ اس کا بیگ اس کے حوالے کر دے۔۔ مگر اسے روتا بکھرتا دیکھ ہمت ہی نہ ہوئی۔۔ کافی دیر گزر گئی تھی جبکہ وہ

جب جب آنسو بہا کر تھک گئی تو بیدردی سے گال رگڑتی ہوئی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔۔اب اسے اس لباس میں اُلجھن سی ہونے لگی تھی۔

زویاء ڈریسنگ روم میں کھڑی کافی دیر سے لب کاٹ رہی تھی۔۔پھر مرتے کیا نہ کرتے کہ مصداق زاویار کا سوٹ کیس اُٹھا کر سارے کپڑے چھانٹ چھانٹ کر ایک جانب رکھتی وہ اپنے لئے کوئی مناسب سا جوڑا تلاش کر رہی تھی۔وہ ابھی کچھ مناسب سا نکالنے میں کامیاب ہوئی ہی

تھی۔ کہ زاویار کو ڈریسنگ روم داخل ہوتا دیکھ چونکی، جبکہ وہ اسے اپنے کپڑے نکالتا دیکھ ٹھہر گیا تھا۔

"کیا؟" زویاء نے بگڑے تیوروں کے ساتھ اس کی آمد کے بابت دریافت کیا۔۔ وہ ایک لمحے کو گڑبڑایا۔

"کچھ نہیں۔۔ بس ویسے ہی۔" وہ آیا تو اس کے کپڑوں کے بیگ کے بارے میں بتانے ہی تھا مگر پھر اسے اپنے کپڑے پہننے کا ارادہ کرتا دیکھ دل ہی دل میں مسکراتا ہوا واپس پلٹ گیا تھا۔ جبکہ زویاء تیزی سے دروزاہ دھڑام کی آواز کے ساتھ اس کے منہ پر بند کرتی زاویار کی اچھی خاصی تواضع کر چکی تھی۔

رسی جل گئی مگر بل ابھی تک نہیں گیا۔۔۔ہونہہ ٹیڑھی" کھیر۔۔" وہ زیرِ لب بڑبڑاتا ہوا، اس کے تپے تپے تاثرات یاد کر، مسکراتا ہوا آنکھیں موند گیا۔ چند لمحے ہی گزرے تھے، کہ وہ نیم آندھیرے میں ڈوبے کمرے میں ڈریسنگ روم سے اُلجھی اُلجھی سی باہر نکلتی زویاء کو دیکھا اُٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

"اافف! کیا مصیبت ہے۔" زاویار کی ٹراوزشرٹ میں الجھتی ہوئی وہ اس وقت واقعی کسی نمونے سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ ہاتھوں سے بڑی آستینیں، پاؤں سے زیادہ بڑا

ٹراؤزر، زاویار کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔ زویاء نے زرا گھور کر دیکھا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے کیوں ہنس رہے ہو۔" کمرے کی لائٹ جلاتی وہ کمر پر ہاتھ رکھتی اس کے مقابل آتی گھور کر بولی تھی۔۔

"زویاء سچ میں بالکل جوکر لگ رہی ہو۔" وہ مسکراہٹ ضبط کر گیا۔۔

"ہونہہ تم سے بات کون کر رہا ہے۔" ر، مشاء کو جھٹ اپنی ناراضگی یاد آگئی تھی۔

جیسے میں تو زویاء صاحبہ سے بات کرنے کے لئے مرا جا رہا" ہوں۔" وہ بھی منہ بسور کر جھٹ بیڈ پر چت لیٹ گیا تھا۔۔ جبکہ وہ بڑبڑاتی ہوئی آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے بال سلجھانے لگی تھی۔ ہیئر اسٹائلنگ کی وجہ سے بال بُری طرح سے اُلجھ چکے تھے۔ زویاء کی شکل دیکھ زاویار کو بیک وقت ہنسی اور ترس دونوں آیا تھا۔۔ جواب ہیئر برش میں آ ٹکتے بالوں کے ساتھ کشتی لڑنے لگی تھی۔

زاویار ایک گہری سانس بھرتا ناچاہتے ہوئے بھی اُٹھ کر قریب گیا تھا۔ زویاء نے شیشے میں اُس کا عکس دیکھ آنکھیں گھمائی تھیں۔

اِدھر بیٹھو!" وہ اس کا کندھا تھام کر ڈریسنگ چیئر پر بیٹھاتا" ہوا پنجوں کے بل نیچے بیٹھا تھا۔۔ زویاء سانس روکے اس کی کارروائی دیکھ رہی تھی۔ جو پینٹ کا پائنچا فولڈ کرتا ٹخنوں سے اُپر کر گیا تھا۔

یونہی بیٹھے بیٹھے اس کا ہاتھ تھام کر اب آستینیں اُپر کو کر دی تھیں، زویاء بس یک ٹک اس کا چہرہ تک رہی تھی۔۔ جو ہر احساس سے عاری تھا۔

برش دو مجھے۔۔ اسے بال بناتے ہیں۔۔۔ جس طریقے" سے تم اپنے بال سلجھا رہی ہو، عنقریب گنجی ہو جاؤ گی۔ بلا وجہ دوسری شادی کا خرچہ کرنا پڑے گا مجھے۔۔ ابھی تو ایک

ہی سے کام چلایا جا سکتا ہے۔۔ مگر ظاہر ہے، اگر تم گنجی ہو گئیں تو میں اتنا مشہور سنگر گنجی بیوی ساتھ لے کر تھوڑی گھوموں گا۔۔ لوگ کیا کہیں گے۔" نرمی سے سے بالوں کی ایک ایک لٹ سُلجھاتا، وہ من ہی من مسکراتا ہوا بظاہر سنجیدگی سے بولا تھا۔ شیشے میں نظر آتے زاویار کے عکس کو اِس نے ناپسندیدہ نگاہوں سے گھورا تھا۔

"گھور کیا رہی ہو۔ ویسے بہت ہی ناشکری بیوی ہو تم، تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ کہ میں کتنی محنت سے تمہارے گھونسلے جیسے بال سُلجھا رہا ہوں۔ اُلٹا تم مجھے ہی تیور دیکھا رہی

ہو۔" وہ زرا خفا ہوا۔۔ جبکہ اب وہ بال ایک کندھے پر رکھ کر دوسری سائیڈ کے بال سلجھا رہا تھا۔

"آپ مجھ پر احسان نہیں کر رہے زاویار صاحب۔۔ بلکہ یہ گھونسلا بھی آپ ہی کی مرہون منت ہے۔" وہ طنزئی بڑبڑائی۔ زاویار محض آنکھیں چھوٹی کئے اسے گھور کر رہ گیا۔

"لو ہو گیا۔ اب جلدی سے بال سمیٹوں، اور بیڈ پر آ کر لیٹو۔۔ آدھی رات ہونے کو آئی ہے۔" وہ جمائی روکتا سارے بال اکھٹے جمع کر پشت پر بکھیر تا نرمی سے ہاتھ پھیر کر بولا تھا۔

ظاہر ہی سی بات ہے اب سونا ہی ہے مجھے۔ کیونکہ کھانا" کھلانے کی توفیق تو آپ سے ہو گی نہیں۔" اس کا لہجا جتاتا ہوا تھا۔ زاویار نے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔

"اب تم یہ مت کہنا کہ زاویار فاروقی زبردستی کی رخصتی کی خوشی میں، کچن میں جا کر کھانا بھی بنا کر کھلاؤ مجھے۔" وہ زرا اُکتائے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھ پر احسان کرنے کی بھوکی ہی سو جاؤنگی میں۔" وہ پیر پٹخ کر غصے سے بولتی بیڈ پر لیٹتی کمبل منہ تک تان چکی تھی۔ جبکہ وہ کتنے ہی لمحے یونہی کھڑا رہا

تھا۔۔ گھڑی میں وقت دیکھا جہاں سوئی تین کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔ایک گہری سانس بھرتا وہ کچن کی جناب بڑھا۔

سونے کا ڈرامہ کرتی زویاءزِیر لب مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی تھی،اور توقع کے عین مطابق وہ کچن میں کھڑا پاستا بوئل کر رہا تھا۔ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔۔

لبوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسی کا گلا گھونٹا تھا۔جبکہ کان اس کی بڑبڑاہٹ واضح سُن سکتے تھے۔

پہلے محترمہ کی بکواس سنی، پھر گھنٹا لگا کر بال سلجھائے،اب کھانا بھی بنا کر دوں،۔۔واہ کیا قسمت پائی ہے زاویار فاروقی نے،،اس سے بہتر تو میں سنگل ہی بھلا تھا۔"

شادی شدہ زندگی کی ایک ہی رات میں زاویار کو تارے نظر آ گئے تھے۔ دروازے میں کھڑی زویاء نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔

صبح صادق سے نکلتا سورج خود میں ایک الگ ہی تازگی لئے طلوع ہوا تھا۔ مالا کے زخم اب پہلے سے کافی بہتر ہو گئے تھے۔۔ وہ گزرے پندرہ دنوں میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی تھی۔ اس رات کے بعد دو دن تک تو اُسے ہوش ہی نہ آیا تھا۔ صبح صبح ایک مقامی گورکن کی جب گڑھے میں بے ہوش پڑی لڑکی پر نظر پڑی تو وہ اسے اُٹھا کر اپنے گھر میں

لے گیا تھا۔۔ جس کے ہاتھ، پاوں سب خون سے سَنے
ہوئے تھے۔۔ماتھے پر گہری چوٹ لگی ہوئی تھی۔۔اپنی
بیوی سے بول کر وہ ایک حکیمہ سے اس کی مرہم پٹی کرواچکا
تھا۔ مگر بروقت علاج نہ ملنے کے باعث مالا کا دماغ سن پڑ گیا
تھا۔۔پندرہ دن کی حکیمی دوا اور غذا سے نقاہت دور ہوئی تو
زہن نے بھی کام کرنا شروع کیا تھا اور سب سے پہلا خیالِ ا
سے اپنی بیٹی کا ہی آیا تھا۔۔۔مالا پیچھلے دو روز سے یہاں سے
جانے کی منتیں کر رہی تھی، جبکہ وہ گورکن اور اس کی بیوی
لالچی لوگ تھے۔۔وہ اس کی رہائی کی صورت میں پچاس
لاکھ مانگ رہے تھے۔۔مالا انہیں وہ بھی دینے کے لئے تیار

تھی۔ مگر وہ اسے چھوڑتے تب ناں۔۔ نجانے وہ شخص کہاں کہاں اس کی بولیاں لگا رہا تھا۔ پچھلے دو دن سے بھوکی پیاسی وہ چھوٹے سے گھر میں بندھے ہاتھ پیروں سے پڑی اپنے رب سے غائبانہ مدد کی دعائیں کر رہی تھی۔۔ مالا ہمدانی جس مشکل صورت حال میں پھنسی ہوئی تھی اب تو اللہ ہی اس کی مشکل آسان کر دیتا تو ہی کچھ ہو سکتا تھا۔۔۔ ورنہ وہ تو بیٹی کے ساتھ ساتھ اپنی واپسی کی بھی اُمید چھوڑ گئی تھی۔

صبح ہوتے ہی ہالہ، فائزہ بیگم کی ہدایت کے عین مطابق چیری ریڈ کلر شیفون دوپٹے کا ایمبرائیڈڈ لانگ شرٹ

شلوار سوٹ میں ملبوس، فریش سے چہرے پر لائٹ سا میک اپ کرتی ہلکی پھلکی جیولری پہن کر روم سے باہر نکل آئی تھی۔۔ حیدر تھکن کے باعث شاید ابھی تک سو رہا تھا۔ وہ باہر آئی تو ناشتے کی میز پر ہی صائمہ بیگم اور خالد صاحب نظر آ گئے تھے۔

السلام علیکم آنٹی!" وہ دھیمے سے مسکراتی نزدیک آئی۔"

وعلیکم السلام! بچے آج آپ کو یہاں دیکھ سچ میں بہت" خوش ہوں۔" وہ اس کے جھکے سر پر ہاتھ رکھ کر محبّت سے گویا ہوئے۔

ہالہ ناشتے میں کیا لو گی۔۔مجھے بتاؤ،تا کہ میں شمع "
(ملازمہ)سے بنوا دوں۔۔اور یہ حیدر کہاں ہے۔۔کیا ابھی
تک سو رہا ہے۔" صائمہ بیگم خوش مزاجی سے بولیں
تھیں۔۔وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔

"جی آنٹی حیدر تو ابھی سو رہا ہے۔اور آپ ٹینشن نہ
لیں۔۔میں جوس ہی لو نگی بس۔" وہ مسکرا کر بولی۔۔آج
صبح سے ہی طبیعت میں بوجھل پن سا محسوس ہو رہا
تھا۔۔جیسے بہت کچھ برا ہونے والا تھا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔بس خوش رہو۔آباد رہو۔۔"

آنٹی زویاء کہاں ہے؟ کہیں نظر نہیں آرہی۔۔" وہ میز پر "
زویاء کی غیر موجودگی محسوس کرتی زرا تعجب سے
بولی۔۔ کیونکہ وہ تو صبح سویرے جلدی اُٹھنے کی عادی تھی۔

بیٹا زویاء کو تو رات ہی زاویار اپنے ساتھ لے گیا تھا۔" وہ "
زرا مصروف سے لہجے میں بولیں تھیں۔

مگر کیوں؟" وہ متعجب ہوئی۔ "

دراصل زاویار کو سانگ ریکارڈنگ کے لئے کچھ ماہ کے "
لئے پاکستان سے باہر جانا تھا۔ اور اس بار وہ زویاء کو ساتھ
لے جانا چاہتا تھا۔۔ رخصتی کی باقاعدہ تقریب کرنے کا ابھی
وقت نہیں تھا۔۔ تو ہم نے سادگی سے رات کو ہی رخصتی

دے دی۔۔ان کی واپسی پر ولیمہ رکھ لیں گے۔"اس قدر غیر متوقع انکشاف پر ہالہ کی آنکھیں پھٹی رہ گئی تھیں۔

"مگر اتنی اچانک رخصتی۔۔"وہ اس قدر جلد بازی کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔بھلا یہ کیسی رخصتی تھی جس کا گھر کے تمام افراد کو بھی علم نہیں تھا۔

"بس بیٹا! زاویار کی ضد تھی تو ہمیں ماننی ہی پڑی۔"وہ جوس کا گھونٹ گھونٹ حلق سے اُتارتی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"السلام علیکم! کیا ہو رہا ہے؟" ہشاش بشاش ساحیدر خوشگوار موڈ میں صبح کا سلام پیش کرتا ہالہ کے ساتھ والی چیئر پر آ بیٹھا تھا۔

"وعلیکم السلام! آج بڑی دیر سے صبح ہوئی ہے آپ کی برخوردار!" خالد صاحب اپنے بیٹے کے مسکراتے چہرے کو دیکھ بولے۔

"جی ڈیڈ! بس رات کو تھکن بہت زیادہ ہو گئی تھی۔" وہ بریڈ پر مکھن لگاتا مسکرا کر بولا۔ ہالہ اب خاموشی سے بیٹھی تھی۔

ہالہ بیٹھو نہیں! جلدی سے اُٹھو۔۔اور پیکنگ کر لو۔۔شام کی فلائٹ ہے ہماری۔" حیدر کی بات پر ہالہ کو اچھو لگا تھا۔

"ہاں ہالہ بچے! جاؤ اپنی پیکنگ کر لو۔۔ورنہ پھر تھکن ہو جائے گی۔" صائمہ بیگم بھی پیار سے بولی تو وہ ہونق بنی تھی۔

"مگر ہم جا کہاں رہے ہیں؟" وہ لہجے میں حیرانگی سمو کر بولی تھی۔

"یہ تو سرپرائز ہے، فی الحال تم اپنی پیکنگ مکمل کر لو۔" حیدر لہجے میں محبت سمو کر بولا تھا، ہالہ نے محض اسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

صبح کے بارہ بج رہے تھے۔۔ جبکہ زویاءابھی تک بے خبر سو رہی تھی۔۔ زاویار صبح صبح اُٹھ کر ہی گھر سے نکل گیا تھا۔۔ شدید تھکن کے باوجود وہ اپنے سارے کام نبٹا کر واپس لوٹ آیا تھا۔ ہڈی اتار کر ایک طرف کو پھینکی تھی۔۔ کچن میں نظر ڈالی تو پینٹ ہاؤس مکمل سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ متعجب سا کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی زاویار کی حیرت کی انتہا نہ رہی" تھی۔۔ کیونکہ زویاءبی بی گدھے گھوڑے بیچ کر بستر پر اپنی

جوں کی توں حالت میں بے خبری کی نیند کے مزے لوٹنے میں مصروف تھیں۔

"زویاء یار اُٹھو! وقت دیکھو زرا!" وہ چڑ کر نزدیک آتا اُسے پکارنے لگا تھا۔۔ مگر وہ ٹس سے مس بھی نہ ہوئی تھی۔

"زویاء جاگ بھی جاؤ یار! یہاں میں صبح صبح آدھے اسلام آباد کا چکر لگا آیا ہوں اور تم ہو کہ ابھی تک سو رہی ہو۔" وہ شدید قسم کی جھنجھلاہٹ سے دوچار اب اس کا کندھا پکڑ کر ہلا چکا تھا۔

زاویار پلیز سونے دوناں۔۔رات کو بھی اتنا لیٹ سوئی تھی"
میں۔۔تم بھول گئے ہو شاید۔" وہ مندی مندی آنکھیں
کھولتی شکوہ کناں لہجے میں بولی تھی۔

محترمہ رات کو آپ کی وجہ سے لیٹ میں بھی سویا"
تھا۔فلائٹ میں نے بھی لی تھی۔۔رات کو کوکنگ بھی کی
تھی۔۔مگر میں پھر بھی صبح سات بجے اُٹھ گیا تھا۔اپنے کام
بھی نبٹا کر آگیا ہوں۔۔اور تم ہو کہ ابھی تک سو رہی
ہو۔" وہ اس کے شکوے پر دانت پیس کر یاد دہانی کروانے
لگا تھا۔

ہاں! اب تم مجھے ساری زندگی کو کنگ کرنے کا طعنہ دیتے" رہنا۔۔" وہ بھی ناراضگی سے بولتی ہنوز آنکھیں موندے لیٹی تھی۔

صرف دو منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔ تم جاگ رہی ہو یا" نہیں؟" وہ آنکھیں چھوٹی کئے گھور کر بولا تھا۔

ابھی اور سونا ہے مجھے۔" وہ آنکھوں میں شرارت لئے" اس کے چہرے کے نزدیک جھکا تھا اور اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔ زویاء کی نیند بھک سے ہوا ہوئی تھی۔۔ وہ گڑبڑا کر اُٹھی تھی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے زاویار فاروقی!" سرخ پڑتا چہرہ اُس کے ضبط کا گواہ تھا۔۔ جبکہ وہ خالی گلاس سائیڈ پر رکھتا مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔ وہ غیر محسوس آنداز میں چہرے پر انتہا کی معصومیت سجائے جھکا تھا ابھی زویاء کچھ سمجھتی کہ وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا، پانی کے بھرا ہوئے گلاس سے آدھے سے زیادہ پانی اس کے منہ پر ڈال چکا تھا۔

"گڈ مارننگ مسز!" دو قدم دور ہو کر کھڑا ہوتا وہ زیر لب مسکرایا۔۔ زویاء کو اس کی مسکراہٹ دیکھ طیش آیا تھا۔۔ جس کو اس نے بڑی مشکل سے ضبط کیا تھا۔

اب میں تمہیں نہیں بخشو نگی۔" وہ چہرہ سے ٹپ ٹپ کر"
کہ بہتا پانی صاف کرتی تیزی سے بیڈ سے اُتری تھی۔۔اس
کے جارحانہ تاثرات دیکھ، قہقہہ لگاتے زاویار نے کمرے
سے باہر کی جانب دوڑ لگادی تھی۔ساتھ ساتھ وہ ایک ہی
جملہ دہرا رہا تھا۔۔

زویاءزاویار تمہیں میرا شکر گزار ہونا چاہئے کہ میں نے"
بیڈ پر ہی تمہارا منہ دھلوا دیا۔۔ بھلا میرے جیسا ہینڈسم،اور
اس قدر معصوم شوہر تمہیں کہاں ملے گا۔۔چراغ لے کر
بھی تلاش کرو تو زاویار فاروقی جیسا بندہ نہیں ڈھونڈ سکو

گی۔“ڈائینگ ٹیبل کے گرد گول گول گھومتا وہ مسلسل قہقہے پر قہقہہ لگا رہا تھا۔

آسمان پر پھیلی شفق نے ایک سماں سا باندھا ہوا تھا۔اس وقت حیدر اور ہالہ، انصاری ہاؤس کے لان میں موجود تھے۔ہالہ چہرے پر ناراضگی سجائے زرا منہ لٹکائے

فائز بیگم کے کندھے پر سر رکھ کر اُداس سی بیٹھی تھی۔ جب کہ حیدر سنجیدگی سے عادل سے باتوں میں مشغول تھا۔

"ماما اب میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتی!" ہالہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔

"تو میرا بچہ اب آپ کہیں نہیں جا رہی ہیں۔ حیدر کے ساتھ تھوڑا وقت گزار لو۔ جہاں وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ اور تمہیں تو باہر گھومنے کا کتنا شوق ہے۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولی تھیں۔

"ماما گھومنے پھرنے کا شوق مجھے پہلے کبھی تھا۔۔ مگر اب نہیں ہے۔" وہ زرا تلخی سے بولی تھی۔

مگر اب تمہیں جانا پڑے گا ہالہ۔۔ ورنہ حیدر کیا سوچے گا۔" وہ تحمل مزاجی سے اس کا گال تھپتھپا کر بولی تھیں۔

"ہونہہ! حیدر کو تو عادت سی ہو گئی ہے۔۔ ہر کام میں اپنی مرضی چلانے کی۔" وہ منہ بنا گئی۔

"اسے نہیں بولتے۔ حیدر بہت محبت کرتا ہے تم سے۔۔" وہ مزید بولیں۔

"محبت تو شرجیل احمد بھی بہت کرتا تھا مجھ سے۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔۔۔ جبکہ عادل سے باتوں میں محو حیدر کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

شش ! اسے نہیں بولتے۔۔اور جو کچھ ہوا اسے ایک ''
بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔۔۔ماضی میں نہیں۔آج
میں جینا سیکھو۔۔زندگی میں مشکلات آتی رہتی ہیں۔ مگر
روگ لگا کر بیٹھ جانا بڑی حماقت ہے۔''لان کی گھاس کو
گھورتی ہالہ خاموش ہو گئی تھی۔۔حیدر کی جانچتی نگاہیں
مسلسل اُسی کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

ہالہ چلو ! ہمیں نکلنا بھی ہے۔۔ورنہ دیر ہو جائے ''
گی۔''دن ڈھلتے ہی ماحول میں خنکی سی چھا گئی تھی۔حیدر کی
آواز پر وہ ہڑ بڑا کر چونک گئی تھی۔

اتنی جلدی !''وہ زرا بے زار ہوئی۔''

آگر تمہارا دل نہیں ہے تو تم یہیں رُک سکتی ہو۔" حیدر"
کے لہجے میں یکدم تلخی سی گھُل گئی تھی۔

کیوں نہیں جائے گی بیٹا۔ ضرور جائے گی۔" جاؤ ہالہ"
شاباش جلدی سے اٹھو، حیدر بُلا رہا ہے تمہیں۔" معاملے کی
نزاکت بھانپتی فائزہ تیزی سے بولی تھیں۔

تم جاؤ حیدر! میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔" وہ ابھی بھی"
جانے پر آمادہ نہیں تھی۔ جبکہ وہ لب دبائے اس پر ایک
سخت نگاہ ڈالتا انصاری ہاؤس سے نکل آیا تھا۔

ہالہ بیوقوفی نہیں کرو۔۔ جاؤ شاباش!" عادل کو بھی اُس کا"
رویہ بُری طرح محسوس ہوا تھا۔

"میں۔۔"

ہالہ جاؤ۔" فائزہ زرا سختی سے بولیں تھیں۔"

ماما آپ لوگ فضول میں پریشان ہو رہے ہیں۔۔ حیدر ایسا " نہیں ہے۔" وہ زرا خائف سی صفائی دینے لگی تھی۔

ہالہ! ایسا نہیں ہے نہیں! حیدر اسے نہیں ہیں۔۔۔اب وہ" تمہارا شوہر ہے زرا تمیز سے بات کرنا سیکھو۔۔ ورنہ بھائی اور بھابھی کیا سوچیں گے تمہارے بارے میں، کہ میں نے یہ تربیت کی ہے اپنی بیٹی کی۔۔" وہ ڈپٹ کر بولیں تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔۔اس سے قبل کہ وہ مزید نصیحتیں

شروع کرتیں ہالہ تیزی سے اُٹھتی حیدر کے تعقب میں درانی ہاؤس کی جانب بڑھی تھی۔

حیدر روم میں آکر بڑبڑاتا ہوا اپنی پیکنگ اسٹارٹ کر چکا تھا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب کمرے میں کوئی داخل ہوا تھا۔ وہ کھٹکے کی آواز پر سمجھ گیا تھا کہ کون ہو گا۔۔ مگر پھر بھی وہ پلٹا نہیں۔

حیدر کیا کر رہے ہو۔" وہ بال کان کے پیچھے اُڑستی" دھیرے سے قدم اُٹھاتی نزدیک چلی آئی تھی۔ وہ مخلف

سمت میں کھڑی ہالہ کو ایک گھوری سے نوازتا اپنے کام میں مصروف رہا۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں۔" وہ خود کے اگنور کئے جانے پر زچ ہوئی۔

"مگر میں تم سے بات نہیں کر رہا!! اوکے!" وہ غصے سے بولا تھا۔

"تو پھر کیا اکیلے کمرے میں دیواروں سے باتیں کر رہے تھے؟" وہ زرا شرارت سے آئی برو اُٹھا کر بولی۔ وہ ناپسندیدہ نگاہوں سے گھور کر بیگ کی زپ بند کرنے لگا تھا۔

ہٹو راستے سے۔۔ میری فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔"""
ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔

اوہ ہاں! چلو میں بھی فریش ہو جاتی ہوں، جب تک۔" وہ"
بھی جلدی سے بولی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ تم یہاں بیٹھو سکون"
سے۔۔ میں جا رہا ہوں اکیلا۔" وہ گھور کر بولتا وہاں سے
جانے لگا تھا۔

زیادہ نخرہ نہ دکھاؤ۔ سیدھی شرافت سے بیٹھ جاؤ۔۔ میں"
ساتھ جا رہی ہوں تمہارے۔" ہالہ نے کینہ توز نگاہوں سے
گھورا تھا۔

اوہ رئیلی!" وہ آئی برو اُٹھا کر بولا۔ "

یس رئیلی۔" وہ بھی اِسی کے لہجے میں بولی تھی۔"

سوچ لو۔" وہ دماغ میں اُبھرتی کسی شرارتی سوچ کے پیش" نظر زرا ٹھہر کر بولا۔

سوچ لیا۔" وہ بھی مقابل آتی بولی۔ "

پھر یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تم سب سے اچھی طرح مل" لو۔ ورنہ تمہیں آدھے سفر سے سب کی یاد ستانے لگے گی۔ کیونکہ اب میرا ارادہ کنسل ہو چکا ہے اور ہم ایک لمبے سفر پر جا رہے ہیں۔" وہ ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آیا تھا۔ جبکہ وہ

اس کے اس قدر اچانک ارادے کے تبدیلی پر حواس باختہ سی سوال پر سوال کر رہی تھی، جنہیں وہ خوبصورتی سے نظر آنداز کر گیا۔

اسلام آباد کا موسم آج خاصہ آبر آلود مگر دلفریب تھا۔ مارگلہ کی بلند و بالا پہاڑیوں پر سے نظر آتا نیلا آسمان بادلوں میں چھپا سحر انگیز منظر پیش کر رہا تھا۔ جبکہ حدِ نگاہ تک پھیلے سبز پہاڑوں کی دلکشی قابل دِید تھی۔۔ قدرت کے حسین مناظر میں سے ایک منظر وہ بھی تھا۔۔ جو زویاء نے اپنی محبت کی ہمراہی میں دل سے محسوس کیا تھا۔ قدرت کی شان

سے نظر چرُاتی وہ زاویار کی جانب متوجہ ہوئی تھی، جو اس دلفریب منظر سے بے نیاز اس کا چہرہ دیکھنے میں محو تھا۔

"زاویار ہم لوگ یہاں کیوں آئے ہیں۔۔" وہ دونوں اس وقت مارگلہ کی بلندی پر مونال رسٹورنٹ میں موجود تھے۔ زاویار جو اس کے حسن میں کھوُیا ہوا تھا۔ یکدم چونکا۔

"یہاں لوگ کیوں آتے ہیں؟" وہ اپنی محویت ٹوٹنے پر منہ بناتا زرا طنزیہ بولا تھا۔

وہ تو مجھے معلوم ہے۔۔ مگر ہم کراچی سے صرف یہاں "
گھومنے کے لئے آئے ہیں کیا؟" وہ حیرانگی سے دوچار عجیب
وغریب سوال کر رہی تھی۔

نہیں! ہم یہاں مارگلہ کی بلندیوں پر سے چھلانگ لگانے "
آئے ہیں۔" وہ سابقہ طنزیہ لہجے میں گھور کر بولا تھا۔

افف! تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔" وہ سر جھٹکتی اُٹھ "
کر پاس بنی گریل پر ہاتھ جماتی، بلندی پر سے نظر آتے مارگلہ
کے سبز پہاڑوں کی خوبصورتی میں کھوئی آرڈر لکھواتے
زاویار کو نظر آنداز کر چکی تھی۔

زویاء دُرانی یہاں میں بھی موجود ہوں۔" وہ ماسک اتار کر"
سائیڈ پر رکھتا دانت کچکچا کر بولا تھا۔۔ وہ گریل سے پشت
لگاتی رُخ اس کی جانب موڑ چکی تھی۔ وہ زویاء کی وجہ سے
کارنر کی ٹیبل پر رُخ پھیر کر کچھ اس طرح بیٹھا تھا کہ دونوں
کہ ہی چہرے نظر نہیں آ رہے تھے۔

تمہیں دیکھ کر کیا کرنا ہے میں نے۔" وہ شرارتی لہجے میں"
اِسے چڑانے کی غرض سے بولی۔

اوہ اچھا چھا! تو پھر میں یہ ساتھ والا یونیورسٹی گروپ"
جوائن کر لیتا ہوں۔۔ دیکھو زرا کس قدر حسین گرلز ہیں ان
کے گروپ میں۔" زاویار اس کی آنکھوں میں ناچتی

شرارت دیکھ زرا شوخی سے بولا تھا۔ زویاء نے آئی برو اُٹھائے۔۔

"روکا کس نے ہے۔" زاویار کی مسُکراتی نگاہوں میں گھور کر دیکھتی، وہ منہ بسور کر بولی۔ اتنی دیر میں آرڈر بھی آچکا تھا۔ تو قدم اُٹھاتی وہ دوبارہ سے نشست سنبھال چکی تھی۔

"ویسے زویاء تمہیں نہیں لگتا! تم ضرورت سے زیادہ ناشکری عورت ہو۔" وہ کھانا سرف ہونے کے بعد سنگاپورین رائس کا چمچ منہ میں ڈالتا پر سوچ آنداز میں بولا تھا

۔

نہیں! مگر تمہیں کیوں ایسا لگنے لگا ہے؟" خشگمیں "
نظروں سے دیکھتی وہ اُلٹا سوال داغ چکی تھی۔

نہیں بس ویسے ہی۔۔ خیر مجھے تمہیں ایک اہم بات بتانی "
تھی۔" وہ گلا کھنکھار کر یکدم سنجیدہ ہو گیا تھا۔

کیا؟" وہ آنکھیں چھوٹی کئے مشکوک ہوئی۔ زاویار نے "
اس کے آنداز پر زرا خفگی سے گھورا۔۔

زاویار سر! یہ آپ ہیں ناں۔۔۔" عقب سے اُبھرتی دو "
لڑکیوں کی آواز پر جہاں زاویار چونکا تھا۔۔ وہیں زویاء کے
حلق میں کڑواہٹ سی گھل گئی تھی۔

زویاء کے تاثرات دیکھ سر کو خم دے کر گویا مقابل استادہ صنف نازک کے شک کی تصدیق کی گئی تھی۔

"سر میں، اور ہمارا یونیورسٹی گروپ سب ہی، آپ کے گانوں کا بہت بڑا فین ہے۔۔ کیا ہم آپ کے ساتھ ایک گروپ پکچر لے سکتے ہیں۔" زویاء کھانے سے ہاتھ روک کر چیئر سے ٹیک لگا کر بیٹھتی تاسفی سانس کھینچ کر رہ گئی۔ جانتی تھی یہ ڈرامے تو اب ہمیشہ کے تھے۔

"ممم! شیور!" پہلے دل میں آیا کہ انکار کر دے مگر اُن کی نظروں میں واضح اُمید اور اسرار دیکھ وہ انکار نہ کر سکا۔

تھینکیو تھینکیو سو مچ سر!" وہ سات سے آٹھ افراد پر "
مشتمل یونیورسٹی کا گروپ تھا۔ وہ سارے تیزی سے اُٹھ کر
گریل سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے زاویار کے منتظر
تھے۔۔ جو زویاء کو معذرت کرتی نگاہوں سے دیکھتا ان کے
ساتھ کھڑا ہو گیا تھا۔

لو اب کھا لیا ہم نے کھانا!" زویاء ناگواری سے سوچتی اب "
زاویار کو مزید فینز کے ہجوم میں مصروف دیکھ ٹیبل پر موجود
اپنا کلچ اُٹھاتی تیزی سے وہاں سے نکل آئی تھی۔

زاویار جس کی نظریں زویاء پر ہی مرکوز تھیں، وہ بھی تیزی
سے پیچھے بھاگا تھا۔ وہ زویاء کو مسلسل پکار رہا تھا۔۔ مگر وہ

مونال کی بلندی سے نیچے جانے والی سڑکوں پر بھاگتی زاویار کی پُکار نظر آنداز کر چکی تھی۔۔۔

حیدر ہم کہاں جا رہے ہیں؟" ہالہ متجسس سی سوال پر "
سوال کر رہی تھی۔۔ مگر وہ تھا کہ گونگا بہرہ ہوا بیٹھا تھا۔

ہم پاکستان ٹور پر جا رہے ہیں۔۔ وہ بھی بائے روڈ۔" بل "
آخر وہ اس کا تجسس ختم کر گیا تھا۔ وہ اپنی اسلام آباد کی
فلائٹ کینسل کر چکا تھا۔۔ حتیٰ کہ وہ اپنا پورا ترتیب دیا گیا
پروگرام ہی تبدیل کر چکا تھا۔

کیا؟تو کیا اب ہم اکیلے جائیں گے ؟"" ہالہ کی آنکھیں "
حیرت کی زیادتی سے وا ہوئیں تھیں۔

ظاہر سی بات ہے۔" وہ ڈرائیونگ میں مصروف سا بولا۔"
لیکن بہت سی جگاہوں پر تو جنگل بھی ہے راستے میں۔" وہ "
زرا خوفزدہ ہوئی۔

تو تم کیوں اتنا ڈر رہی ہو۔۔میں ہوں نا یار۔۔" اس نے "
دلاسہ دیا۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر کیا تمہیں نہیں معلوم ! پاکستان کے "
جنگلوں میں جنگلی جانوار بھی ہوتے ہیں۔۔آگران میں سے

کسی جانور نے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہم کیا کریں گے حیدر۔" وہ اس کا بازو تھام کر زرا فکر مندی سے بولی تھی۔

"ڈانٹ وری یار! ابھی تو ہم مری جا رہے ہیں۔۔اس کے بعد آگے جائیں گے۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولا جبکہ وہ اب تک لب چباتی پریشان تھی۔

"اور پھر اس کے بعد!" وہ متجسس ہوئی۔

"اس کے بعد۔۔تو بعد میں ہی پتہ لگے گا۔۔فی الحال مجھے رات ہونے سے پہلے کسی ہوٹل تک پہنچنا ہے۔تاکہ ہم وہاں آسانی سے قیام کر سکیں۔" وہ اس کے سوالات خوبصورتی

سے نظر آنداز کر گیا۔ جبکہ وہ منہ بناتی کھڑکی سے باہر نگاہیں مرکوز کئے تیزی سے اُوجھل ہوتے مناظر میں گم ہو گئی تھی۔۔۔

آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔۔ پلیز چھوڑ دیں مجھے۔" وہ" خاتون جیسے ہی دروازہ کھول کر داخل ہوئی تھیں۔۔ مالا تیزی سے اُٹھتی ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کرنے لگی تھی۔

چھوڑ دیں گے پہلے تو وعدہ کر، ہمیں دھوکا نہیں دے" گی۔" وہ عورت اس کے بال مُٹھی میں جکڑتی درشتگی سے بولی تھی۔۔۔ اس زیادتی پر مالا کی آنکھ میں آنسو آ گئے۔

میرا وعدہ ہے آپ سے۔۔آپ مجھے یہاں سے جانے دیجئے۔۔میں آپ کو آپ کی مرضی کی رقم ادا کر دونگی۔" مالا سسک اُٹھی تھی۔

اتنی بڑی اسامی ہاتھ لگی ہے۔۔جانے تو نہیں دیں گے تجھے۔۔ہاں ایک شرط پر چھوڑ سکتے ہیں۔" اُس کا شوہر روم میں داخل ہوتا خباثت سے مسکرایا۔۔

کیسی شرط؟" وہ حیران ہوئی۔"

یہ لے فون! اور ملا کال اپنے کسی باپ بھائی کو۔۔۔وہ" ہمیں پیسے دے جائیں اور تجھے زندہ سلامت واپس لے جائیں۔" وہ عورت حقارتی لہجے میں بولی تھیں۔

میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔۔خدا کا واسطہ ہے مجھ پر" رحم کرو۔۔" وہ رحم کی التجا کرتی ہاتھ جوڑ چکی تھی۔

جھوٹ مت بول۔۔آگر تیرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے تو" تو ہمیں ہمارے پیسے کہاں سے دے گی۔" وہ عجیب شکل والا گورکن اُس کے منہ پر غرایا تھا۔۔مالا نڈھال سی پھپھک پھپھک کر روتی مسلسل رحم کی بھیک مانگ رہی تھیٔ۔

چل تو باہر !پڑا رہنے دے اِسے دو چار دن اور یہاں خود ہی" عقل ٹھکانے آجائے گی۔" وہ شخص اپنی بیوی کو ہاتھ پکڑ کر باہر لے جاتا ناگواری سے بولا تھا۔۔انہیں جاتا دیکھ مالا میں

نجانے کہاں سے ہمت آئی تھی کہ وہ پاس رکھی دوا کی شیشی دیوار پر مار کر توڑ چکی تھی۔۔

وہ دونوں اُسے رُخ پھیر کر کچھ کرتا دیکھ چونک کر واپس آئے تھے۔ وہ دونوں ابھی کچھ سمجھتے کہ دونوں ہاتھوں میں دوائی کی بوتل کا کانچ تھام کر کھڑی مالا پھرتی سے کانچ کے ٹکڑے ان دونوں میاں بیوی کے منہ پر مارتی تیزی سے کمرے سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔

"آہہہہ! پکڑو اِسے۔" عورت آنکھوں سے آتا خون دیکھ اپنے شوہر پر چلائی جو گال کا زخم رگڑتا ہوا تیزی سے پیچھے دوڑا تھا۔ مالا حواس باختہ سی لکڑی کا دروازہ بہت مشکل سے

کھولنے میں جیسے ہی کامیاب ہوئی تھی کہ وہ گورکن اِسے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچ چکا تھا۔

مالا کی دلخراش چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔ وہ اس کو گھسیٹ کر آندر لے کر جا رہا تھا۔۔ مگر آگر مالا آج ہمت ہار جاتی تو وہ کبھی بھی اس دلدل سے نہ نکل پاتی۔۔ جبھی ہمت کرتی مسلسل مزاحمت کرتی وہ اپنے نوکیلے ناخن اس گورکن کی آنکھوں میں مارتی خوف سے خود بھی پیچھے ہوئی تھی۔

آہ۔۔۔ کم بخت شرمیلہ پکڑا سے۔۔" درد سے بلبلاتا" گورکن اپنی بیوی کو پکارتا دھندلا دھندلا نظر آتا منظر دیکھ

چیخا۔۔ جبکہ بیوی پہلے ہی کانچ کی چبھن سے دہری ہو رہی تھی۔۔ مالا انہیں روتا سسکتا دیکھا جلدی سے گھر سے بھاگی تھی۔۔ مگر جب وہ باہر آئی تو علم ہوا وہ اسی قبرستان میں آچکی تھی جس میں وہ اس رات داخل ہوئی تھی۔ گورکن کا گھر قبرستان میں ہی بنا ہوا تھا۔

آندھا دھند بے مقصد راستوں پر بھاگتی بھاگتی ابھی قربستان میں ہی گھوم رہی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ باہر نکلتی اسے گورکن اور اس کی بیوی اپنے قریب آتے محسوس ہوئے تھے۔۔ آندھیرے میں ایک جگہ ٹھہر کر چاروں جانب نگاہ دوڑائی تو اسے قبرستان کا دروازہ نظر آگیا تھا مگر دور سے

بھاگتے گورکن اور اس کی بیوی بھی نظر آئے تھے۔۔اسے
ان سے قبل ہی گیٹ تک پہنچنا تھا۔وہ فل اسپیڈ میں دوڑی
تھی۔

مالا پیچھے دیکھتی آندھا دھند بھاگ رہی تھی ابھی وہ
دروازے کے نزدیک ہی تھی کہ سامنے سے آتے کسی وجود
سے زوردار تصادم ہوا تھا۔۔

پلیز میری مدد کریں۔۔۔وہ لوگ میرے پیچھے"
ہیں۔۔مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔"گھپ آندھیرے میں
دھندلے نظر آتے عکس کو دیکھ وہ منتی لہجے میں بولی
تھی۔پینٹ شرٹ میں ملبوس شخص کا چہرہ واضح نہیں تھا۔

آئے پیچھے رہو لڑکی سے۔" وہ دو لوگوں کو دیکھ کمر پر لگی" گن نکال کر ان پر تانتا سخت لہجے میں بولا تھا۔۔مالا پورے وجود سے کانپ رہی تھی۔

صاحب یہ ہمارے گھر سے چوری کر کے بھاگ رہی تھی۔" دیکھیں اس نے ہمیں کتنا زخمی کر دیا ہے۔" وہ آندھیرے میں اپنے زخم دکھانے لگا تھا۔وہ شخص متعجب سا سر ہلاتی لڑکی کو دیکھنے لگا وہ حلیے میں انہی جیسی تھی۔

نہیں نہیں سر! یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔میں چور نہیں" ہوں۔" مالا خوفزدہ سی بولی۔۔جبکہ وہ شخص ٹھٹھک چکا تھا۔

جاؤ تم لوگ۔۔ورنہ بلاؤں پولیس کو۔" وہ تنبیہ لہجے میں "
بولا تو وہ گن کا رخ اپنی جانب دیکھ پلٹ گئے تھے۔۔ جبکہ
روتی سسکتی مالا شکریہ بولتی تیزی سے وہاں سے نکلنے لگی
تھی۔

مالا۔۔۔۔"اپنے نام کی پکار پر مالا خوف سے پلٹی "
تھی۔۔۔۔ جبکہ اپنا آندازہ دُرست ہوتا دیکھ وہ شخص کمینگی
سے مسکراتا نزدیک چلا آیا تھا۔۔مالا نے خوف سے دو قدم
پیچھے اُٹھائے تھے۔۔۔

مالا اُس اجنبی شخص کی پُکار میں ایک عجیب سا پن محسوس کرتی بغیر کسی قسم کی کوئی بھی اُمید لگائے قبرستان سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔وہ بھی تیزی سے پیچھے آیا تھا۔۔ مگر وہ زخمی اور نقاہت زدہ ہونے کے باعث زیادہ دور نہیں بھاگ سکی تھی۔۔۔

وہ شخص تیزی سے آگے بڑھ کر مالا کو بازو سے جکڑ کر اپنے مقابل لے آیا تھا۔۔۔ پُرزور مزاحمت کے باوجود وہ اپنا آپ آزاد کروانے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔۔ جبکہ اس شخص نے زبردستی اُسے گاڑی میں لا کر پٹخا تھا۔۔اور زرا قریب

جھکا۔ بامشکل خود کو سنبھال کر اٹھتی مالا حواس باختہ سی رہ گئی تھی۔۔

"شرجیل!" کار میں یکدم روشنی سی پھیلی تھی۔۔اور پھر اپنے مقابل چہرے پر جھکے کھڑے شرجیل کو دیکھ مالا کو ہفت اقلیم گھومتے محسوس ہوئے تھے۔

"ہاں میں مالا ہمدانی! کبھی سوچا نہیں تھا کہ اب کبھی زندگی میں میری ملاقات تم سے ہو گی۔" وہ درشتگی سے پُھنکارا تھا۔

مگر وہ کیا کہتے ہیں کہ قسمت۔۔۔ قسمت انسان کو کہاں "
سے کہاں لے آتی ہے۔" وہ مالا کے وجود پر ایک حقارتی نگاہ
ڈالتا طنزیہ بولا۔

شرجیل تم۔۔۔" مالا حیرت کی زیادتی سے گنگ کچھ بول "
ہی نہ سک رہی تھی۔

ویسے جہاں تک مجھے علم ہے، پراپرٹی کی نیلامی کے باوجود "
اچھی خاصی وراثت چھوڑ کر مرا ہے تمہارا باپ۔۔اس کے
باوجود تم اس حال میں ہو۔ تعجب ہے۔۔" معنی خیز لہجا مزاق
اُڑتا ہوا تھا۔۔مالا کی آنکھوں میں درد کی شدت سے آنسو
آ گئے تھے۔

"شرجیل احمد! میرا حال، میرے گناہوں اور کرموں کی سزا ہے۔۔ میں نے بُرا چاہا تھا ناں تمہارا، اور ہالہ انصاری کا۔۔۔ اللہ نے مجھے دنیا کی نظروں میں رسوا کر دیا۔" فرنٹ سیٹ پر بیٹھی مالا اپنی غلطیاں یاد کرتی سسک اُٹھی تھی، جبکہ ہالہ کے نام پر شرجیل کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہو گئے تھے۔

"نام نہ لو اس کم ظرف عورت کا۔" وہ سخت طیش کے عالم میں درشتگی سے پُھنکارا تھا۔

"شرجیل وہ!" مالا نے صفائیہ لہجے میں کچھ کہنا چاہا تھا۔"

خیر تم بتاؤ۔۔ کہاں چھوڑنا ہے تمہیں۔" وہ ناگواری سے "
بولتا گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔ گن نکال کر ڈیش
بورڈ پر رکھی تھی۔۔ جو وہ اُس حادثے کے بعد احتیاطاً اپنے
ساتھ لے کر گھومتا تھا۔

پتہ نہیں۔" وہ ٹرانس میں بولی تھی۔"

تو کیا اس سڑک پر ہی پھینک دوں؟" مالا نے چونک کر "
دیکھا تھا، وہ اس مزاج کا شخص تو کبھی نہ رہا تھا۔

شرجیل کیا تم میری مدد کر سکتے ہو۔۔ میری بیٹی۔۔ میری "
انزلنا کو پتہ نہیں کون لوگ۔ گھر میں گھس کر اغوا کر کے
لے گئے۔ اور میں اس مصیبت میں پھنس گئی۔۔ پلیز میری

بچی ڈھونڈ دو۔۔ میری مدد کرو پلیز۔۔" سسکیوں ہچکیوں سے روتی مالا شر جیل احمد کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔ جس نے ایک اچٹتی سی مگر حقارتی نگاہ ڈال کر گاڑی آگے بڑھائی تھی۔

"تمہاری بیٹی کو کون اغوا کر سکتا ہے۔" جب مزید اس کا رونا دھونا ناقابل برداشت ہوا تو وہ ڈرائیونگ میں مصروف سا بولا تھا۔

"جبران! اُس کا باپ۔۔۔ وہ انسان نہیں وحشی درندہ ہے۔۔ میں اس سے خود کو آزاد کروانے میں بہت مشکل سے کامیاب ہوئی تھی۔۔ وہ مار دے گا میری بچی کو۔۔ پلیز

پلیز شرجیل میری مدد کرو۔۔میرا کوئی نہیں ہے جو جبران سے ٹکر لے سکے۔۔پلیز تم مجھ پر رحم کرو۔"اولاد کی محبت ہی تھی کہ آج وقت نے مالا ہمدانی کو شرجیل احمد کے سامنے ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"اوکے اوکے پلیز یہ رونا دھونا بند کرو۔۔ابھی میں گھر ہی جارہا ہوں۔ صبح ہوتے ہی اپنا بندوبست کر لینا۔"وہ احسان کرنے والے آنداز میں نہایت ہی بے رخی سے بولا تھا۔

"بہت شکریہ تمہارا۔"وہ ایک آس کے تحت مشکور لہجے میں بولی تھی۔۔۔

تم پاکستان سے کب واپس آئے؟" وہ بات بنانے کو نم "
رخسار رگڑ کر بولی۔

آج صبح ہی۔۔اور اب ماما بابا کی قبر پر آیا تھا۔۔ مگر چونکہ "
اب تم مل گئیں تھیں تو بھلا ایسا مکمن تھا کہ میں کوئی نیک کام
کر سکوں۔" وہ اُس کے زہر خند لہجے پر طنزیہ مسکائی۔

مجھے معاف کر دو پلیز!" وہ نجانے اپنے کھاتے میں پڑے "
کس گناہ کی معافی مانگ رہی تھی۔ جبکہ شر جیل کا دھیان
کہیں اور ہی تھا۔

کیا تم مجھے معاف نہیں۔۔ "

چپ کر کے بیٹھی رہو مالا ہمدانی۔۔ورنہ دو سیکنڈ نہیں" لگاؤنگا تمہیں اس گاڑی سے باہر پھینکنے میں سمجھیں۔" وہ مزید بے رُخی سے دھاڑا تھا۔مالا اس بار سہمی سی خاموش ہو کر بیٹھ گئی تھی۔یہ عجیب و غریب سفر خاموشی کی نظر ہونے لگا تھا۔جہاں دونوں ہی فریق ایک دوجے کی زندگیاں برباد کرنے میں برابر کا شراکت دار تھے۔

زویاء یار بات تو سنو!"زاویار دوڑ کر اس کے پیچھے بھاگا" تھا۔جو منہ پھلائے مونال کی پکی سڑکوں پر بھاگتی چلی جا رہی تھی۔

"زویاء سنو تو۔۔رکو یار۔۔ہماری گاڑی پیچھے ہی رہ گئی ہے۔" زاویار اس کے تعقب میں آتا ہانپ چکا تھا۔

"زویاء!!!!" وہ زچ ہوتا تیزی سے نزدیک آکر اس کا ہاتھ تھام کر اس کے قدم روکنے پر مجبور کر گیا۔

"کیا ہے؟" وہ منہ پھلائے نرمی سے مگر خفگی سے گویا ہوئی تھی۔زاویار نے گھور کر دیکھا۔

"بات کیوں نہیں سُن رہی ہو میری۔" ٹھنڈی ٹھنڈی پر کیف ہواؤں کے سنگ وہ دونوں محبت سے گندھے مجسمے اک دوجے سے ناراضگی ظاہر کرنے کے چکر میں مزید قریب تر ہوتے چلے جا رہے تھے۔۔

کیوں سنو میں تمہاری بات ! تمہارے پاس میرے لئے ”
وقت ہی کہاں ہے۔۔“ ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔

تمہارے لئے وقت نہیں ہو گا۔۔ تو کس کے لیے ہو گا۔“”
محبت سے کندھے پر بازو پھیلاتا وہ اس کی ہمراہی میں بے
مقصد ہی سڑک پر پیدل چلنے لگا تھا۔

کہاں ہے تمہارے پاس میرے لئے وقت ! ہم جب کبھی ”
باہر جاتے ہیں۔۔ تمہارے چاہنے والے مل جاتے ہیں۔ اس
سارے قصے میں، میں کہاں ہوں ؟“ وہ زرا بجھے بجھے لہجے
میں بولی تھی۔

یار سنگنگ میرا پروفیشن ہے۔" وہ جیسے اس کی ناراضگی "
کے آگے ہار مان گیا تھا۔

اور میں بیوی ہوں۔" زرا سا رُخ پھیرتی، اس کی چمکتی "
آنکھوں میں اپنی گہری سیاہ آنکھیں گاڑھتی جتاتے لہجے میں
بولی تھی۔

ظاہر سی بات ہے۔ ویسے بھی میری فیملی اور پروفیشن کا"
کوئی کمپیریزن نہیں ہے۔" دھیمے دھیمے قدم اُٹھاتا زاویار
اس کے سر پر پیار کرتا مسکرایا۔

مگر تمہارا پروفیشن ہر بار ہمارے رشتے کے بیچ میں دیوار بن" کر حائل ہو جاتا ہے۔" وہ دونوں اب بیچ سڑک پر رُک گئے تھے۔ زاویار بھی ٹھہرا۔

تو تم کیا کہتی ہو میں سنگنگ چھوڑ دوں۔۔" وہ اس کا چہرہ" تھامتا آئی برو اُٹھا کر لہجے میں بے پناہ چاہت سمو کر بولا تھا۔

ہونہہ! جیسے میری بات کی تو بہت ویلیو ہے ناں۔ مجھ سے" کونسی محبت کرتے ہو تم۔" وہ منہ بسور کر بولتی پھر سے قدم اُٹھانے لگی تھی۔ زاویار نے ہاتھ پکڑ کر اسکی کوشش ناکام بنائی تھی اور ایک بار پھر اپنے مقابل لے آیا تھا۔

زاویار فاروقی اپنی محبت کو ثابت کرنے لئے اپنی جان تک "
داؤ پر لگا سکتا ہے۔ پھر سنگنگ تو میرا ایک بہت معمولی سا
شوق ہے۔"اس کا چہرے محبت سے تھام کر بولتا وہ زویاء کو
کوئی دیوانہ ہی لگا تھا۔۔ جبکہ وہ ایک خوشگوار احساس کے
تحت دل سے مسکرائی تھی۔۔

مطلب اب تم مجھ سے ناراض نہیں ہو؟"وہ یکدم "
شرارت سے مسکرائی،اس کی چمکتی آنکھوں میں جھانکتا
زاویار سٹپٹا کر پیچھے ہوتا محض گھور کر رہ گیا۔

اب کہاں بھاگ رہے ہو؟پہلے میرے سوال کا جواب "
دو۔"اسے واپس پلٹتا دیکھ وہ سامنے سے آتی الٹے قدموں

پر چلنے لگی تھی۔ زاویار نے اس کی بچگانہ حرکت اور مسلسل گہری ہوتی مسکراہٹ دیکھ قہقہہ ضبط کیا۔

"میں تو کہیں نہیں بھاگ رہا! بلکہ جلن میں بھاگ تو آپ رہی تھیں۔" شوخ سا طنز یہ کیا گیا تھا۔ زویاء نے آنکھیں چھوٹی کئے گھورا۔

"میں کیوں جیلس ہوں گی۔۔ ویسے بھی اُس چھلی ہوئی مرغی میں، بھلا کون سے کم خواب کے پَر لگے ہوئے تھے، کہ میں اس سے جیلس ہوں۔" منہ بناتی زویاء اس کی تازی تازہ بنی اپر لپس پر چوٹ کرتی ناگواری سے بولی۔۔ زاویار کا زندگی سے بھرپور قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

چھلی ہوئی مرغی۔" زاویار نے یکدم دو قدم بڑھ کر اُلٹے "
قدموں چلتی زویاء کو حصار میں جکڑا تھا۔ وہ اچانک افتاد پر
گڑبڑائی۔

ہاں اور پتہ ہے تم اس وقت کیا لگ رہے ہو؟" وہ راز "
داری سے بولی تھی۔ زاویار نے سوالیہ آنداز میں
بھنویں اُچکائیں۔

کیا لگ رہا ہوں؟" شرارتی آنداز میں بولتی وہ خاموش "
ہو گئی۔

سفید بلے! جس کی سرخ پڑتی رنگت اس بات کا واضح "
ثبوت ہے، کہ تمہیں شدید قسم کی ٹھنڈ لگ رہی ہے۔" وہ

پنجوں کے بل اُونچی ہوتی اس کے بال بگاڑ چکی تھی۔۔اِس سے قبل زاویار اس کی معصوم سی شرارت پر سنبھلتا وہ خود کو اُس کے حصار سے آزاد کرواتی تیزی سے دوڑ کر آگے نکل چکی تھی۔۔

"زویاء رک جاؤ!" وہ بھی مسکرا کر پارکنگ آئیریا کی جانب بھاگتی زویاء کے پیچھے دوڑا تھا۔۔۔جو پیچھے دیکھتی ہوئی مسلسل کھلکھلا رہی تھی۔

شام ڈھل کر رات میں تبدیل ہو چکی تھی، تین گھنٹے کی مسلسل ڈرائیو کے بعد وہ گھنٹہ پہلے ہی حیدرآباد ٹول پلازہ

کراس کر چکے تھے۔ مسلسل ڈرائیو اور رات کی بڑھتی تاریکی دیکھ حیدر نے رات کسی ہوٹل میں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ دونوں اس وقت شہر سے زرا دور ہوٹل کے مناسب سے کمرے میں موجود تھے۔

"حیدر یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو۔ کیا رات ہم یہاں گزاریں گے؟" ہالہ روم میں داخل ہوتی زرا حیران ہوئی تھی۔

"یار اب اتنی رات کو شہر سے دور کوئی فائیو اسٹار ہوٹل تو مل نہیں سکتا تھا۔ تو فی الحال اِسی پر گزارا کرو۔" بیڈ پر دھڑام سے گرتا پیشانی مسل کر بولا تھا۔ جبکہ وہ پریشانی سے اِرد گرد

کا جائزہ لے رہی تھی۔۔ جہاں سنگل دو بیڈ موجود تھے۔ چھت کا پنکھا جو بیچ میں اس طرز پر لگا تھا کہ دونوں سائیڈ ہوا جاتی۔

"مگر یہاں کتنی گرمی ہے۔" وہ ماتھے پر چمکتا پسینہ پونچھ کر زرا پریشان ہوئی۔

"سو تو ہے۔۔ اب میں اس ہوٹل میں اے سی تو لگوانے سے رہا۔" بازو پر سر ٹیکاتا وہ زرا شرارت سے بولا۔

"اب یہاں کے ہوٹل کا مالک اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہو گا کہ یہاں ایک اے سی بھی نہ لگوا سکے۔" وہ زرا منہ بنا کر

بولی۔ جبکہ اب حیدر سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھتا چت لیٹ گیا تھا۔

"ہالہ منہ بناتی "جو بھی ہے۔۔فی الحال اِسی پر گزارا کرو۔
بیڈ پر اپنا ہینڈ بیگ رکھتی خود بھی بیٹھ گئی تھی۔۔اور اب نادیدہ نگاہوں سے کمرے کی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔ جو کہیں سے بھی اُس کے شاہانہ مزاج پر پورا نہیں اُتر رہا تھا۔

"ویسے حیدر تم کتنے کنجوس ہو۔۔شادی کے بعد پہلی بار گھومانے کے لئے بائے روڈ پاکستان ٹور پر نکل گئے ہو۔تاکہ خرچہ زیادہ نہ ہو۔۔جبکہ تم مجھے ورلڈ ٹور پر بھی لے جا سکتے

تھے۔" وہ چہرے پر اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر زرا خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میں تمہیں کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتا تھا جہاں تم پہلے کبھی نہ گئی ہو۔۔" وہ اُٹھ کر اس کے عین مقابل بیٹھتا دھیمے سے مسکرایا تھا۔اب وہ دونوں مخالف سمت میں بالکل قریب بیٹھے تھے۔۔ جبکہ ہالہ کی چمکتی آنکھوں کے دیپ یکدم بُجھ سے گئے تھے۔

"میں چاہتا تھا کہ ہم یہ یادگاری لمحے کسی اسے مقام پر گزرایں، جہاں ہم دونوں ہی زندگی میں کبھی نہ گئے ہوں۔" دو چار گھومنے پھرنے کی مشہور جگاہوں کے علاوہ

بھی پاکستان میں بہت سے خوبصورت مقامات موجود ہیں۔۔۔ہم دونوں مل کر ہر جگہ اکسلپور کریں گے۔" وہ اس کا سنجیدھ چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھامتا پیشانی سے پیشانی ٹکراتا محبت سے ایک جذب کے عالم میں بولا تھا۔۔ جبکہ ہالہ کا دماغ تو کہیں اور ہی، کسی رقیب کی یادوں میں گم تھا۔

ہالہ۔۔۔ہالہ! یار کہاں کھو گئی ہو؟"" کتنے ہی لمحے یوں ہی" معنی خیز خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔ جبکہ ہالہ بالکل ساکت وجامد خاموش بیٹھی تھی۔۔

ہالہ!" اُس کی سنجیدہ پکار پر وہ گڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" براہ راست سوال پر ہالہ ایک لمحے کو گڑبڑائی۔

"میں نے کیا سوچنا ہے۔۔ بلکہ میں تو فریش ہونے کا سوچ رہی تھی۔۔ یہاں واشروم کہاں ہے؟" وہ گڑبڑا کر بات گھما گئی۔۔ حیدر نے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ ایک گہری تاسف زدہ سانس فضا کے سپرد کی۔

"وہ سامنے۔۔ تم فریش ہو جاؤ۔۔ جب تک میں کچھ کھانے پینے کا انتظام دیکھ لیتا ہوں۔" وہ اپنا موڈ ٹھیک کرتا مسکرا کر

روم سے باہر نکل گیا تھا۔ہالہ تیزی اُٹھتی خود کو واشروم میں بند ھ کر چکی تھی۔

"چھوٹے سے واش بیسن کے آئینے کے عین سامنے کھڑی وہ پلکیں جھپک جھپک کر کتنے ہی آنسو حلق میں اُتار گئی تھی۔۔حیدر کی محبت پر شرجیل احمد کے کتنے ہی محبت بھرے جملے سماعتوں میں گونج اُٹھے تھے۔۔جو مسلسل اس کی ازیت و تکلیف کا باعث بن رہے تھے۔۔

"اب بس اور نہیں شرجیل احمد! تم میری خوشیوں کو جتنی آگ لگا چکے ہو۔۔میرے لئے تم سے محبت کرنے کی یہ سنگین سزا بہت ہے۔" کرب زدہ لہجے میں خود ساختہ سی سر

گوشی کرتی ہالہ ایک آخری بار زمین پر بیٹھتی ہچکیوں سے رو پڑی تھی۔۔۔۔ مگر شاید ہالہ انصاری کی قسمت میں لکھے دُکھوں کی فہرست زرا طویل تھی۔۔۔۔

اوئل اگست کے آغاز تھا۔ مری کی سرد ہواؤں میں نمی سی محسوس ہو رہی تھی۔ حیدر نے زندگی کا ایک طویل عرصہ

لندن شہر کی سرد ہواؤں کے سنگ گزارا تھا، اس کے لئے تو یہ ٹھنڈ کوئی معنی نہیں رکھتی تھی مگر ہالہ کو آدھے سفر سے ہی کپکپی سی محسوس ہونے لگی تھی۔ سارا دن کی مسلسل ڈرائیو کے بعد وہ دونوں، رات دیر سے مری پہنچے تھے۔۔ یہ مری کے لگژری ہوٹل کا ایک پر آسائش ڈبل بیڈ روم تھا۔۔ ہالہ تو ہوٹل پہنچ کر سیدھی روم میں آتی کمفرٹر میں دُبک کر لمبی تان کر سو گئی تھی۔۔ حیدر گلاس ونڈو کے نزدیک پڑے ڈبل سیٹر صوفے پر پیر پسارے بیٹھا لیپ ٹاپ اسکرین پر جھکا آفس کا کام نبٹانے میں مصروف تھا۔۔

گھڑی میں وقت دیکھا تو صبح ہونے میں بس کچھ ہی دیر باقی تھی۔ لیپ ٹاپ لڈ گرا کر بھرپور انگڑائی لیتا وہ تھکا تھکا سا اُٹھ کر بیڈ کے نزدیک آیا تھا۔۔ مسلسل ڈرائیونگ کے باعث اُس کا پورا جسم دُکھ رہا تھا۔ اپنی سائیڈ پر ہالہ کی جانب پشت کئے تکیہ پر سر رکھ کر لیٹا ہوا، آنکھیں موند گیا تھا۔۔ کچھ لمحات خاموشی کی نظر ہو گئے تھے، ابھی وہ کچی نیند میں جانے ہی لگا تھا کہ نیند میں ہالہ کے کراہنے کی آواز پر وہ چونک کر بیدار ہوا۔

"ہالہ کیا ہوا؟" وہ رُخ پلٹتا تیزی سے اُٹھ کر نزدیک آیا تھا۔۔ جس کا چہرہ اچھی خاصی سردی میں بھی پسینے سے

شرابور تھا۔۔ حیدر گھبرا کر اُس کا چہرہ تھپتھپاتا ہوش دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہالہ! کیا ہوا تمہیں؟" وہ مسلسل نیند میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔ آنکھوں سے نکلتے آنسو رُخساروں سے پھسلتے کنپٹی میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔

"ہالہ ہوش میں آؤ یار! کیا ہو؟ اُٹھو پلیز!" نرمی سے گال تھپتھپاتا اِسے ہوش دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہالہ!" جب اس کی حالت مزید بگڑنے لگی تو وہ جھٹکے سے دونوں بازوؤں سے تھام کر بیٹھا چکا تھا۔۔ ہالہ کی نیند بھک سے ہوا ہوئی تھی۔۔ ہڑبڑا کر ہوش میں آتی وہ خوف سے

اپنے مقُابل بیٹھے حیدر کے سینے سے جالگی تھی۔۔اچانک افتادپر وہ شوکڈرہ گیا۔۔

"حیدر وہ۔۔۔وہ مجھے۔مجھے لے جائیں گے۔۔پلیز مجھے بچا لو۔۔شرجیل! شرجیل احمد مجھے جان سے مار دے گا۔۔پلیز مجھے بچالو حیدر۔" وہ اُس کے کشادہ سینے میں چہرہ چھپاتی، گویا محفوظ پناہ تلاش کررہی تھی۔۔جبکہ بدحواسی کی سی حالت سے دوچار حیدر اس کے لفظوں میں چھُپا خوف دیکھ فریزرہ گیا تھا۔

"حیدر پلیز بچالو مجھے۔" وہ اس کے حصار میں قید خوفزدہ سی مسلسل کپکپارہی تھی۔

ہالہ یار کیا ہو گیا۔۔ یہاں دیکھو میری طرف۔۔" وہ اپنے حواس پر قابو پاتا اس کی آنسوؤں سے لبریز سُرخ پڑتی متورم، آنکھیں خشک کرتا نرمی سے ہوش میں لانا چاہ رہا تھا۔۔ جس کا انگارے کی مانند دہکتا چہرہ، مسلسل لرزتی پلکیں، اور کپکپاتے ہونٹ اسے بُری طرح تکلیف میں مبتلہ کر گئے تھے۔

"کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہالہ! بلیو می! میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکتا، نقصان پہنچانا تو دور کی بات ہے۔۔ شرجیل احمد کا خوف دل سے نکال دو۔۔۔ اب وہ کہیں نہیں ہے ہالہ۔ بس ہم دونوں ہیں اور

ہماری محبت۔" وہ لہجے میں بے پناہ چاہت سموئے اُسے سینے سے لگاتا اس کا خوف زائل کرنا چاہ رہا تھا۔

"حیدر وہ میرے پاس آیا تھا خواب میں۔۔ تم دیکھنا وہ مجھے مار ڈالے گا۔۔ تمہیں نہیں معلوم، وہ۔۔ وہ بہت بُرا آدمی ہے۔۔ بہت بُرا ہے۔۔ اس کے پاس۔۔" وہ خوفزدہ لہجے میں کچھ بتاتے بتاتے یکدم ٹھہر سی گئی تھی۔۔ سماعتوں میں شرجیل کے زہریلے لہجے میں دی گئی دھمکیاں گونج رہی تھی۔۔ وہ تھوک نگل کر خاموش ہوتی پھر سے سینے پر سر ٹیکا گئی۔۔ معاً وہ ناسمجھی سے اُسے خاموش ہوتا دیکھ چونک اُٹھا۔۔

ہالہ کیا ہوا؟ کیا کہہ رہی تھیں تم۔۔ شرجیل احمد کیا؟" وہ تفشیش بھرے لہجے میں دریافت کرتا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔۔ کہیں نہ کہیں کچھ تو تھا جو مسنگ تھا۔۔ ورنہ ہالہ کی یہ حالت۔۔۔

"کچھ، کچھ نہیں حیدر۔۔۔ میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔۔ تم پلیز میرے پاس ہی رہو۔" وہ آنکھیں جھپک کر اس کی شرٹ مضبوطی سے دبوچتی ہراساں دکھائی دے رہی تھی۔۔

"میں یہیں ہوں تمہارے پاس۔۔۔ تم پلیز ریلیکس ہو جاؤ۔" وہ اس کا خوف کی آمیزش لئے کپکپاتا لہجا محسوس

کر شدت سے خود میں بھینچ گیا۔ جبکہ وہ کسی خوفزدہ ہرنی کی مانند آنکھیں موند گئی تھی۔ حیدر ایک ہاتھ اس کے گرد ڈالے، دوسرے سے پشت پر بکھرے بال سہلاتا ہوا نرمی سے باتیں کر رہا تھا۔۔ جس کا سسکنا اب تھم چکا تھا۔ وقفے وقفے سے اُس کے ماتھے پر پیار کرتا تحفظ کا احساس بخش رہا تھا۔

زویاء!" وہ روم میں آیا تو اُسے اپنے سابقہ مشغلے میں "مصروف پایا۔

ہمم!" وہ بُک ایک جانب رکھتی چونکی۔ "

کیا کر رہی ہو یار؟" وہ لہجے میں بے زاری سموئے بیڈ کے نزدیک آتا گرنے کے آنداز میں بیڈ پر لیٹا تھا۔ زویاء مسکرا کر اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"چلو کہیں باہر چلتے ہیں۔" وہ کہنی کے بل کروٹ لیٹا زرا سا اُٹھ بیٹھا تھا۔ زویاء نے آنکھیں گھمائیں۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" وہ اس کی جانب رخ کئے نیم دراز ہوتی مسکراہٹ ضبط کر گئی۔ زاویار نے خفگی سے گھورا۔

"میرے ساتھ باہر جانے کا تمہارا دل کب چاہتا ہے۔۔ فٹا فٹ اٹھو۔۔ لانگ ڈرائیو پر جا رہے ہیں ہم۔" وہ جیسے پہلے سے ہی پروگرام ترتیب دئے بیٹھا تھا۔

آہاں! ٹھیک ہے۔۔ مگر میں ایک شرط پر چلونگی۔" وہ"
لب دانتوں تلے دبا گئی۔ زاویار نے آئی برو اُٹھائے۔

پہلے تم میرے لئے کوئی اچھا سا گانا گاؤ۔" وہ آنکھیں گھما"
کر معصوم سا فیس بن کر فرمائشی لہجے میں بولی۔

کیوں؟ تمہیں تو میری سنگنگ سے چڑ ہے ناں؟" وہ بھی"
کینہ توز نگاہوں سے گھور کر بولا۔

بھئی مجھے تمہاری سنگنگ سے نہیں، بلکہ دوسری لڑکیوں "
کے سامنے گانا گانے پر اعتراض ہے۔۔ میرے سامنے
تمہیں پوری اجازت ہے۔" وہ سینے پر بازو لپیٹ کر بیٹھتی
شرارتی مسکان لبوں پر سجائے شریر لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

چلو اُٹھو پھر۔" وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتا یکدم بیڈ پر "
اُٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔۔ زویاء نے نا سمجھی سے زرا گھبرائی ہوئیے
آنداز میں دیکھا تھا۔

کیا؟" وہ اسے مسکراہٹ ضبط کرتا دیکھ مشکوک ہوئی۔ "

جلدی چلو یار! ہم لانگ ڈرائیو پر جا رہے ہیں۔۔ پھر وہاں "
سے آکر تمہاری فرمائش بھی پوری کر دونگا۔" وہِ اسے ہاتھ
پکڑ کر اُٹھاتا ہوا، دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔

اچھا! میرا ہاتھ تو چھوڑ دو۔" وہ اُس کے جزباتی پَن پر قہقہہ "
لگا اُٹھی تھی۔۔ جو گرفت ڈِھیلی کرنے کے بجائے مخالف
سمت سے بیڈ سے کودنے کے آنداز میں نیچے اُترا تھا۔ اور

مزیدِاس کی کچھ بھی سنے بغیر کھینچنے کے آنداز میں اپنے ساتھ باہر لے آیا تھا۔ وہ بغیر لفٹ کے تیزی سے بوکھلائی سی زویاء کی کلائی تھامے پارکنگ آئیریا میں آگیا تھا۔ جو بامشکل قدم ملاتی بُری طرح سے ہانپ گئی تھی۔

"زاویار آرام سے۔۔ کیا کر رہے ہو یار!" وہ ہانتی کانپتی زبردستی اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرواتی گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکاتی ٹھہر گئی تھی۔

"یار اب تم زیادہ نخرہ مت دکھاؤ۔ جلدی سے بیٹھو گاڑی میں۔" کار ونڈو سے زرا جھک کر مرسڈیز بینز کنورٹیبل کار

کی سافٹ ٹاپ آف کرتا وہ تیزی سے گھوم کر زویاء کی جانب آیا تھا۔ جو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔

"محترمہ۔ بیٹھ بھی جائیں" وہ ٹرانس میں کھڑی زویاء کو ہاتھ تھام کر زبردستی بیٹھا چکا تھا۔۔ جبکہ اب جلدی سے خود گھوم کر آتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر کار تیز رفتاری سے پارکنگ سے نکال چکا تھا۔۔

"زاویار ہم جا کہاں رہے ہیں؟" تیز ہوا کے دوش پر لہراتے بال کان کے پیچھے اُڑستی وہ پر تجسس لہجے میں بولی تھی۔

"جہاں بھی جا رہے ہیں۔ بس میں اور تم ساتھ جا رہے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسٹیرنگ پر رکھتا مسکرایا۔ جبکہ

وہ اس کے بدلے بدلے آنداز ہر محض اس کی جانب رخ پھیرتی رُخساروں پر ہاتھ ٹیکاتی اسے نہارنے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔اسلام آباد کی کشادہ سڑکوں پر بھاگتی گاڑی ان دونوں کے گرد محض خوشیاں بکھیرتی جا رہی تھی۔۔ایک دوسرے کی سنگت میں وہ دونوں ہی خوش اور مطمئن تھے۔

"زاویار!" وہ یونہی کسی تلخ سوچ کے حصار میں جکڑی اس کے ہاتھ کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتی ٹرانس میں پکار بیٹھی تھی۔

"ہمم!" وہ ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا چکا تھا۔

کیا تم نے مجھے معاف کر دیا؟" چہرہ جھکائے وہ نظریں زاویار
کے تواناں سینے پر جمائے بیٹھی تھی۔ جو اسے ایک نظر دیکھ
سامنے روڈ پر نظر جماتا ہلکا سا مسکرایا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے؟" آئی برو اٹھاتا وہ الٹا سوال داغ چکا تھا۔"

مجھے کیا لگنا چاہئے؟" وہ نا سمجھی سے بولی تھی۔"

مطلب تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری غلطی اتنی چھوٹی تھی کہ"
تمہیں اتنی جلدی معاف کر دیا جائے۔" وہ مسلسل مسکرا رہا
تھا۔۔ ہمیشہ کی طرح اس کی مسکراہٹ میں اس کے لئے
چاہت ہی چاہت محسوس ہو رہی تھی،، زویاء کو سمجھ نہ آیا

کہ وہ مذاق کر رہا تھا یا پھر واقعی ابھی تک اُس سے ناراض تھا۔

اتنا نہ سوچو۔۔بس ان حسین لمحات کو محسوس کرو۔" تیز" رفتاری سے گاڑی بھگاتا وہِ اسے ہر غم و فکر سے آزاد کر گیا تھا۔ جبکہ وہ بھی ساری لایعنی سوچیں جھٹکتی مسرور سی مُسکراتی ہوئی ٹھنڈ ٹھنڈی ہواؤں کو چہرے پر محسوس کرتی آنکھیں موند گئی تھی۔

ہالہ کی طبیعت کی ناسازی کے باعث صبح کا ناشتہ اور دوپہر کا کھانا انہوں نے ہوٹل میں ہی کیا تھا۔۔شام میں ہالہ کی

فرمائش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حیدر نے قریبی ہوٹل میں ڈنر کا پُر تکلف اہتمام کروالیا تھا۔ جبکہ اس وقت وہ چہل قدمی کی خاطر پیدل چلتے چلتے اپنے مطلوبہ مقام سے بہت آگے نکل آئے تھے۔ رات کی تاریکی، اور پُر سکون ماحول نے بھی ایک سماں سا باندھا ہوا تھا۔ ہر جگہ کا منظر خوبصورتی میں لپٹا ہوا تھا۔ ہالہ ایک گرم شال کندھوں پر ڈالے حیدر کا بازو تھامے ساتھ ساتھ قدم اُٹھا رہی تھی۔۔

حیدر!" اُس کی سرگوشی کی پُکار پر وہ چونک گیا تھا۔"

ہمم!" ایک ہاتھ جیکٹ کی جیب میں پھنسائے وہ دوسرے سے ہالہ کو اپنے حصار میں لئے، قدم اُٹھاتے خاموشی سے ہواؤں کی سرسراہٹ محسوس کر رہے تھے۔

"کیا تم واقعی شادی سے پہلے سے مجھ سے محبت کرتے تھے؟" وہ اپنی رگ وپے میں سرائیت کرتے ایک انجانے سے احساس کے تحت پوچھ بیٹھی تھی۔ حیدر ہولے سے مسکرایا تھا۔

"نہیں!" اس قدر واضح انکار پر وہ منہ کھولے ہونق ہوئی، ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔۔ اس نے زرا مشکوک آنداز میں گردن اُٹھا کر گھورا تھا۔

اسے نہ دیکھو مجھے ہالہ انصاری۔۔ معصوم سا بندہ"

ہوں۔۔ بیوی کی ایک خونخوار نگاہ پر جان جانے کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔" وہ دلکش آنداز میں شرارت سے بولتا اس کے بھی لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

تم واقعی بہت زیادہ فلرٹی ہو گئے ہو۔" بازو پر ایک دھموکا" جڑتی وہ مضنوعی خفگی سے بولی تھی۔۔ جبکہ حیدر اس کا وہی ہاتھ تھام کر انگلیاں کھولتا ہر انگلی کی نرمی محسوس کرتا اُسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔۔ وہ زرا جھینپ کر ہاتھ چھڑا گئی۔

کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔" وہ اِرد گرد میں ایکا دُکا لوگ دیکھ" خائف سی اِسے باز کر گئی۔ وہ ہولے سے مسکایا۔

بتاؤناں کیا تم واقعی مجھ سے محبت کرتے تھے۔" وہ ایک بار پھر اشتیاق آمیز لہجے میں بولی تھی۔

"میں تم سے کب سے محبت کرتا ہوں۔ یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ۔۔ بس اتنا معلوم ہے۔۔ کہ میں نے کبھی تمہارے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا ہے۔" اس کے لہجے میں محبت کا یقین بول رہا تھا۔۔ کتنے ہی پل ہالہ خاموشی سے اسے دیکھے گئی تھی۔ جس کے گالوں میں پڑتا گڑھا اس کیے چہرے کی جاذبیت میں اضافہ کر رہا تھا۔

"کچھ کہو گی نہیں؟" اس کی خاموشی پر وہ اسے اپنے حصار میں لئے دھلوان اُترنے لگا تھا۔

پہلے کبھی بتایا کیوں نہیں؟" اس کے لہجے میں درد سمٹ آیا" تھا۔ حیدر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"ہم تو بیسٹ فرینڈز تھے،، تم نے کبھی اپنے دل کی بات مجھ سے شئیر کیوں نہیں کی؟" وہ جیسے گزرے زمانوں پر پچھتا رہی تھی۔

"کبھی موقع ہی نہیں ملا۔۔۔اور اس رات میں تمہارے سامنے اپنے حالِ دل کا اظہار کرنے ہی والا تھا، کہ تم نے اچانک سے شرجیل احمد کے نام کی انگوٹھی پہن کر مجھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔" وہ ازیت ناک وقت کرتا یاد کرتا لب بھینچ گیا۔

تو بعد میں کیوں نہیں بتایا۔۔ کیوں خود کھڑے ہو کر میرا" ہاتھ شرجیل احمد کے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔۔ کیوں روک نہ لیا مجھے۔۔" اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔ رندھے ہوئے لہجے میں بولتی وہ شاید سارے حساب کتاب کرنے کے موڈ میں تھی۔

"محبت کہ اسے سینکڑوں راز پوشیدہ ہوتے ہیں، جن پر محبت کا بھرم قائم ہوتا ہے۔ ہر بات لفظوں میں بیان نہیں کی جاتی۔" وہ جذبات سے بوجھل ہوتی آواز میں بولتا کرب سے مسکرایا تھا۔

کاش حیدر کہ تم نے مجھے حقیقت سے آگاہ کر دیا ہوتا۔" وہ" شدت سے روتی ہوئی اُس کے سینے سے ماتھا ٹیکا گئی تھی۔

ہالہ! میری جان یہاں دیکھو۔۔جو گزر گیا اسے بھول" جاؤ۔۔اب تو تم اور میں ساتھ ہیں ناں؟" وہ محبت سے اس کا چہرہ تھام کر ماتھے پر لب رکھتا اسے بہلانا چاہ رہا تھا۔

نہیں حیدر! تم نے زیادتی کی ہے میرے ساتھ۔۔میرے" جذبات کے ساتھ۔" وہ یکایک بپھر سی گئی تھی۔۔حیدر نے اس کے رویہ کی تبدیلی پر حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

ہالہ یار! اسے تو نہ بولو۔۔ میں نے کبھی تمہارا بُرا نہیں چاہا" بلکہ میں تو تم سے انتہا کی محبت کرتا ہوں۔" اسے بری طرح سسکتا دیکھ وہ تڑپ اُٹھا تھا۔

نہیں جھوٹے ہو تم سے۔۔۔ کوئی مجھ سے محبت نہیں" کرتا۔۔ سب جھوٹے ہو۔۔ سب نے مل کر میری ذات کا استعمال کیا ہے۔۔ تم سب ایک جیسے ہو۔۔ مطلب پرست۔" وہ روتی بکھرتی، اس کی سخت گرفت کے باوجود مچل اُٹھی تھی۔

ہالہ یہ کیا پاگل پن ہے ہوش میں آؤ، لوگ ہمیں دیکھ رہے" ہیں۔" وہ اسے دونوں بازوؤں میں بھرتا جھنجھوڑ چکا تھا۔۔ جو

آپے سے باہر ہو رہی تھی۔۔رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ سرد ہواؤں کے پرکیف جھونکے وجود سے ٹکراتے جسم میں ایک پھریری سی پھونک رہے تھے۔

"مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا حیدر! مجھے اپنے گھر واپس جانا ہے۔" وہ اس کی گرفت میں کسمساتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔جیسے کوئی بچہ کسی ضد کے پورے نہ ہونے پر رُوٹھ جاتا ہو۔

"اوکے! اوکے میری جان۔ہم ہوٹل چل کر بات کرتے ہیں۔" اسے بدحواسی سے باتیں کرتا دیکھ حیدر تفشیش زدہ سا ہو گیا تھا۔۔روز بارو ز بگڑتی حالت ہالہ کی صحت کے لئے

بالکل بھی اچھی نہیں تھی۔ مگر وہ ظاہر کئے بغیر اس کے لڑکھڑاتے وجود کو بازوؤں میں بھرتا اپنی منزل کی جانب بڑھا تھا۔

"حیدر تم نے مجھے گود میں کیوں اُٹھالیا ہے۔۔ پلیز نیچے اُتارو ناں، سب ہمیں دیکھ رہے ہیں۔" وہ ارد گرد میں ایکا دکا لوگوں کو دیکھتی شرمندہ ہو گئی تھی۔ جبکہ درحقیقت سب اپنی زندگی میں مصروف تھے۔

"کوئی نہیں دیکھ رہا۔۔ اور تمہارا دماغ تو میں ہوٹل جا کر درست کرتا ہوں۔" حیدر کے گلے میں باہیں ڈالے اِرد گرد میں دیکھتی ہالہ نے چونک کر حیدر کے سنجیدہ تاثرات

دیکھے تھے۔جولب بھینچے لمبے لمبے ڈگ بھرتا تیزی سے ہوٹل کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

"کیا۔۔۔کیا بتاؤ گے۔"ناچاہتے ہوئے بھی زبان لڑکھڑا سی گئی تھی۔آنکھوں میں معصومیت در آئی تھی۔

"میری جان آپ بالکل بے فکر ہو جائیں۔۔اب سب کچھ تفصیل سے بتاؤں گا میں آپ کو۔"اس کا فق پڑتا چہرہ دیکھ وہ ذو معنی لہجے میں قیاسہ آرائی کرتا اسے جان بوجھ کر ٹینشن میں ڈال چکا تھا۔

حیدر!" وہ ساری شرم و جھجھک بھول کر غصہ ہو گئی" تھی۔ جبکہ وہ جھکا تھا اور پیشانی پر پیار کرتا اُسے مزید شرم سے گُلنار کر گیا۔

جی جان!" وہ یکایک لہجا تبدیل کئے شرارت سے بولا تو وہ" خفت زدہ سی چہرہ جھکا گئی۔ مگر پھر اس کی حرکات و سکنات میں شرارت کی رمق دیکھ گڑ بڑا کر سینے چہرہ چھپا گئی۔۔ معاً وہ قہقہہ لگا اُٹھا۔ وہ دونوں اب بالکل ہوٹل کے نزدیک آ چکے تھے۔

زوجہ محترمہ سردی میں، آپ کے ستر کلو نازک وجود کا" بوجھ اُٹھا کر چڑھائی چڑھنے میں، مجھے کسی محنتی مزدور والی

فیلنگز واضح طور پر محسوس ہو چکی ہیں۔۔اب مجھ معصوم پر رحم کیجئے۔اور باقی کا راستہ اپنے ذاتی پہیوں پر طے کر کہ ناچیز کو شکریہ کا موقع فراہم کیجئے۔" وہ زرا شریر لہجے میں آنکھیں گھُما کر بولتا ہالہ کو تپا گیا۔جو ابھی اپنے پیروں پر سہی طریقے سے کھڑی بھی نہ ہو سکی تھی۔۔کہ اس کی شرارت پر تلملا کر رہ گئی۔

"حیدر تم!" وہ دانت کچکچا کر بولتی اس کی جانب لپکی۔جو زوردار قہقہہ لگاتا اسے اپنے حصار میں لئے ہوٹل کے آندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا۔۔جو اسے مسلسل اپنا صحیح وزن بتا کر اُس کے ناقص علم میں اضافہ کر رہی تھی۔

چاندنی رات، آسمان میں چمکتے روشن ستارے اور محرم کی ہمراہی میں یہ خوبصورت سفر زویاء اپنی قسمت پر نازنہ کرتی تو یہ ناشکری ہوتی۔

زاویار ہم گھر واپس کب جائیں گے؟" رات خاصی گہری ہو گئی تھی۔۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی زویاء بال کان کے پیچھے

لگاتی, مسرور سے آنداز میں پوچھ بیٹھی تھی۔۔جو بے مقصد سڑکوں پر گاڑی بھگا رہا تھا۔

تمہیں گھر جانے کی اتنی جلدی کیوں ہے؟" وہ آئی بروا ٹھا" کر سوالیہ آنداز میں بولا تھا۔

تو کیا ساری رات سڑکوں پر گزارنی ہے۔" وہ زرا سا رخ" پھیرتی مسکرائی تھی۔

آگر میں کہوں ہاں تو؟" وہ شریر لہجے میں بولا۔"

تو پھر تم ڈرائیو کرتے رہو۔۔میں تو سو رہی ہوں۔۔" وہ" شرارتی لہجے میں بولی تو وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

ویسے زاویار مجھے پتہ ہے تم جان بوجھ کہ دیر کر رہے ہو"
ناں۔" وہ خفا سے لہجے میں ناراضگی سے گویا ہوئی تھی تو
ڈرائیونگ میں مصروف زاویار نے زرا سا رُخ پھیرتے
ناسمجھی سے دیکھا تھا۔

اچھا وہ بھلا کیوں؟"" وہ بھنویں اچکاتا سوالیہ لہجے میں بولا"
تھا۔

تاکہ تمہیں میرے لئے گانا نہ گانا پڑ جائے۔۔۔" اس کے"
منہ بسور کر کہنے پر زاویار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ جبکہ اب وہ
کار کی اسپیڈ سلو کر چکا تھا۔ ساتھ ہی وہ دھیمی سی آواز میں کچھ

گُنگنانے لگا تھا۔۔ زویاء اسے اپنے میں مگن ہوتا دیکھ آنکھیں موند گئی تھی۔

چاہے میں رہو جہاں میں، چاہے تو نہ رہے

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

چاہے یہ زمین یہ آسمان رہے نہ رہے

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے۔۔

زاویار محبت سے اُس کا ہاتھ تھام کر گنگنانا شروع کر چکا تھا۔۔ جبکہ وہ جو آنکھیں موندتی وقت کی خوبصورتی کو

محسوس کرنے میں مگن تھی۔۔ سماعتوں سے ٹکراتی زاویار
کی دلفریب آواز پر حیرت زدہ سی اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

ڈر ہے تجھے میں کھو نہ دوں

ملے جو خدا جو بول دوں

میں دو جہاں کا کیا کروں

تو بتا۔۔۔

تو جو میرے پاس ہے مجھ کو نہ کوئی پیاس ہے

میری مکمل ہو گئی ہر دعا۔۔۔

وہ تیز رفتاری سے گاڑی بھگاتا زویاء کا ہاتھ لبوں سے لگاتا ایک لے میں گنگنا رہا تھا۔۔ جبھی اس کی نظر خود کو ٹرانس میں نہارتی زویاء کی نظروں سے جا ملی تھی۔۔ جس کے آنسوؤں سے لبالب نین کٹورے تاسف میں ڈال گئے تھے۔۔ جبکہ اب وہ اپنی سسکیاں روک رہی تھی۔

زاویار یکدم سنجیدہ ہوتا خاموش ہو گیا تھا۔۔ جو سُوں سُوں کرتی اپنا رونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔ زاویار بغیر اسے ٹوکے گاڑی سڑک کے کنارے سے لگاتا اب باقاعدہ طور کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

زویاء۔" ونڈو سائیڈ چہرہ پھیرتی وہ اپنے آنسو ضبط کر رہی "
تھی۔ جبھی اس نے ہولے سے پُکارا تھا۔

یہاں دیکھو میری طرف۔" وہ زبردستی چہرہ تھامتا اس کا "
رخ اپنی جانب پھیر چکا تھا۔ سُرخ نینوں میں ڈھیروں
شرمندگی لئے وہ اس سے نظر تک نہ ملا سک رہی تھی۔

زویاء یار روکیوں رہی ہو۔۔ابھی تم نے ہی تو کہا تھا کہ "
زاویار میرے لئے گانا گاؤ۔" وہ اُس کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں تھامتا محبت سے پکار رہا تھا جو نظریں جھکائے اپنے
آنسو ضبط کر رہی تھی۔

زاویار تم نے مجھے معاف کر دیا؟" وہ آنسوؤں سے بھیگی"
رندھی ہوئی آواز میں ایک آس کے تحت پوچھ بیٹھی تھی۔

تمہیں لگتا ہے کہ اگر میں تمہیں معاف نہ کرتا تو تم اس"
وقت میرے اتنے پاس اتنے قریب ہوتیں؟" وہ سنجیدگی
سے بولا تو وہ شرمندگی سے نظریں جھکا گئی۔ رہ رہ کر اپنے
سخت لفظوں کا خیال آ رہا تھا۔

میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے ناں۔" لب چباتی وہ"
زاویار کو ہمیشہ کی مانند معصوم لگی تھی۔۔

ہاں دل تو بہت دکھایا ہے تم نے میرا۔۔ مگر اب دلجوئی" بھی تمہی نے کرنی ہے۔ تو اسی لئے آنسو پونچھ لو اب۔" وہ اس کا گال چھوتا محبت سے بولا تھا۔

سچ میں معاف کر دیا ناں۔" وہ جیسے تصدیق چاہ رہی" تھی۔ زاویار نے گھور کر دیکھا تھا۔۔

نہیں! اور آ گر اب اسے ہی روتی شکلوں والا منہ بنا کر بیٹھی" رہیں تو معاف کرونگا بھی نہیں۔۔ میرے سارے سانگ کا مزہ کرکرا کر دیا۔" وہ آنکھیں نکالتا خفگی سے بولا۔ تو روتے روتے مسکراتی زویاء ہلکا سا قہقہہ لگا اٹھی۔

چلو اب گانا مکمل کرو۔" زرا نزدیک ہوتی وہ محبت سے اس"
کا بازو پکڑ کر اپنا چہرہ ٹیکاتی حق جتاتے لہجے میں بولی
تھی۔۔۔جو گہری ہوتی رات کے ساتھ تجاوز کرتی سردی
کے باعث کار کی روف آن کر چکا تھا۔کچھ ہی لمحوں میں
گاڑی پر چھت آگئی تھی۔۔جبکہ اب زویاء پر سکون سی
آنکھیں موند گئی تھی۔

جبکہ مسکراتا ہوا زاویار گاڑی کی اسپیڈ بڑھانے کے ساتھ
ساتھ دوبارہ سے گنگنانا شروع کر چکا تھا۔۔۔

چاہے اس چاند میں چمک رہے نہ رہے

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی مری کی سرد ہواؤں میں ہلکی تپش سی محسوس ہونے لگی تھی۔ صبح کی پہلی کرن بیڈ پر محو استراحت حیدر کے چہرے پر پڑتی مسلسل اس کی نیند میں خلل پیدا کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ ہالہ جو ابھی باتھ لے کر باہر آئی تھی۔ حیدر کے ماتھے پر پڑے بل دیکھ شرارت سے مسکرائی تھی۔

دھیرے دھیرے بغیر چاپ پیدا کئے قدم اُٹھاتی وہ بیڈ کے نزدیک چلی آئی تھی۔ چہرے پر شرارت رقص کر رہی تھی۔ جبکہ اب وہ اپنا ایک گھٹنا بیڈ کے سرہانے سے ٹیکاتی

شرارت سے نزدیک جُھکی تھی۔ سورج کی کرنوں کی جگہ اب کسی کا ٹھنڈا نرم گرم سا عکس محسوس کر حیدر کی پیشانی پر موجود بل غائب ہو گئے تھے۔ گویا نیند میں بھی اس کی موجودگی نے جیسے راحت سی بخشی دی ہو۔

"حیدر!" کان کے نزدیک جھکتی وہ مسکراہٹ روک کر پکار بیٹھی تھی۔ گیلے بالوں کی لٹیں اُس کے سینے سے ٹکرانے سے بچاتی، اپنے جسم کے ٹھنڈے برف ہوتے لمس سے اب واضح طور پر حیدر کی نیند میں خلل ڈال چکی تھی۔ وہ جو کچی پکی سی نیند میں ہالہ کی پکار قریب سے سنتا کروٹ

بدل گیا تھا، بس یہی وہ لمحا تھا جب وہ اپنی شریر سوچ کو عملی جامہ پہنانے کیٹھان چکی تھی۔

"حیدر!" چہرے پر شرارتی مسکان سجائے، دھیمی سی سرگوشی کرتی ایک چھوٹی سی شرارت کرتی فوری بھاگنے ہی لگی تھی۔۔ کہ پیشانی پر محسوس ہوتے ٹھنڈے ٹھار لمس اور اپنے چہرے پر ہوتی بن موسم برسات کے باعث حیدر ہڑ بڑا کر ہوش میں آیا تھا۔۔

"ہالہ! یار یہ کیا بد تمیزی ہے۔" وہ پھر تیلے آنداز میں اس کی فرار کی تمام راہیں مسدود کرتا، کلائی پر اپنی گرفت جماتا، اپنے برابر میں گرا چکا تھا۔ حواس باختہ سی، گھبرا کر وہ اس کی

آہنی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کرنے کی سعی میں ناکام معصوم سامنہ بنا گئی تھی۔۔

"میں! میں نے کیا کیا ہے۔۔ تم ضرور کوئی خوبصورت سا خواب دیکھ رہے ہو گے۔" وہ خفت زدہ سی صفائیہ لہجے میں بولی، جو اس کی آنکھوں میں ناچتی شرارت دیکھ سارا معاملہ بھانپ چکا تھا۔

"اوہ رئیلی! تو پھر میرا چہرہ دھوپ کی گرم کرنوں کے باوجود کسی ٹھنڈے ٹھار لمس سے اس قدر سرد کیوں پڑ رہا ہے؟" وہ آنکھیں گھماتا شرارتی آنداز میں بولا تو وہ چوری پکڑی جانے پر فوری معصوم سامنہ بنا گئی۔

مجھے کیا معلوم حیدر! میں تو ابھی ابھی نہا کر نکلی ہوں۔"" اُس کے پلکیں جھپکانے پر حیدر کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔

سچ بول رہی ہو ناں۔" وہ بالوں کی ایک لٹ انگلی میں لپیٹتا" زرا مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

ہاں تو۔۔ بھلا میں کیوں تمہارے چہرے پر پانی" پھینکو نگی۔" وہ تیزی سے بولتی زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

اچھا! چلو پھر شاباش جلدی سے اُٹھو۔۔اور میرا ڈریس" نکالو۔" وہ ابھی کوئی جوابی کارروائی کرتا کہ اسکرین پر بلنک

کرتا نمبر دیکھ تیزی سے حکم سناتا اُٹھ بیٹھا تھا۔۔ جبکہ ہالہ یکایک اس کے سر دپڑتے تاثرات دیکھ حیران ہوئی۔

"وہ تو میں نکال دونگی۔ مگر تمہیں کیا ہو گیا۔اچانک سے چنگیز خان جیسی شکل کیوں بنالی ہے؟" وہ اس کے رویے کے بدلاؤ پر خفا ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں یار! آفس میں ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے۔۔ تم میرا اڈریس نکالو۔۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔ ناشتہ ہم باہر ہی کریں گے۔" وہ اسے پریشان ہوتا دیکھ فوراً سے اپنے چہرے کے تاثرات درست کرتا نرمی سے بولا۔۔ تو وہ سر ہلاتی بیڈ سے اُٹھ کر ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑی ہوئی

تھی۔ جبکہ حیدر موبائل کان سے لگاتا ہوا گلاس ڈور دھکیلتا کمرے سے منسلک بالکونی میں آ گیا تھا۔۔ جبکہ ہالہ سوچوں میں محو اس کے پل پل بدلتے رویے کے بارے میں سوچتی رہ گئی تھی۔۔۔

احمد ولا کے لان میں موجود پریشان سی اِدھر سے اُدھر مارچ کرتی مالا ہمدانی شرجیل کی منتظر تھی۔ جس سے رات کے بعد ملاقات ممکن ہی نہ ہو سکی تھی۔۔ جبھی اسے سامنے سے پورچ میں شرجیل احمد کی گاڑی رُکنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔ وہ تیزی سے بیک سائیڈ سے گھر میں داخل ہوئی

تھی۔ جو اپنے مخصوص حُلیے میں کوٹ ہاتھ پر ڈالے قدم قدم اُٹھاتا ہوا ابھی احمد ولا کے ہال میں آیا ہی تھا کہ اپنے سامنے استادہ مالا ہمدانی کو دیکھ اُس کی چوڑی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔

"تم ابھی تک یہاں ہو؟" سرد لہجے میں بولتا وہ اس کی موجودگی پر زرا حیران ہوا۔ جبکہ مالا شرمندگی کے مارے لب چبا گئی۔

"آئی ایم سو سوری شرجیل۔۔ کہ میں تمہاری اجازت کے بغیر یہاں ٹھہر گئی۔۔ مگر پلیز تم میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں اس وقت اپنے گھر واپس نہیں جا سکتی۔

وہاں کوئی سیکورٹی گارڈ موجود نہیں ہے۔ میں اتنے دن سے گھر سے لاپتہ ہوں۔۔ اللہ جانے اب وہاں کون گھر میں داخل ہو گیا ہے۔۔ دوسری بات جبران مجھے مار ڈالے گا۔۔ میری جان کو خطرہ ہے۔" وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولتی اپنی بے بسی بیان کرنے لگی تھی۔۔ جبکہ اُس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"تو میں کیا کروں۔۔ تمہارا سابقہ شوہر تمہیں جان سے مارے یا جیسا بھی سلوک رکھے تمہارے ساتھ، یہ میرا مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔۔۔ میں نے تمہاری حفاظت کا ٹھیکا نہیں لے رکھا۔۔۔ ہاں تمہاری بیٹی کو میں ضرور ڈھونڈ نکالوں

گا۔۔ مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ تم یہاں ڈیرہ جما کر بیٹھ جاؤ۔" وہ بے رخی سے نہایت ہی درشت لہجے میں پھنکارا تھا۔ وہ آنکھوں میں آتے آنسو روک نہ سکی تھی۔

"شرجیل تمہیں ان اچھے دنوں کا واسطہ، جب ہم بہت اچھے دوست ہوا کرتے تھے۔۔ پلیز میری مدد کرو۔ میری اور میری بچی کی جان کو خطرہ ہے" بلآخر بے بسی اور ندامتی لہجے میں بولتی وہ ہاتھ جوڑ گئی۔ اس بات سے یکسر انجان کہ وہ اس وقت بھی موت کے منہ میں ہی کھڑی تھی۔۔

ہم ازل سے دشمن ضرور رہیں مگر دوست تو ہم کبھی بھی" نہ تھے مالا فیاض ہمدانی۔" وہ اُس کے رخساروں پر پھسلتے آنسوؤں کا ریلا دیکھ طنزیہ مسکراہٹ سنگ گویا ہوا۔۔

دوست یا پھر دشمن شرجیل! جو بھی تھا مگر سب بہت اچھا" تھا۔۔ جانتی ہوں کہ سب میری حماقتوں کے باعث بکھر کر رہ گیا۔ مگر پلیز تم میری مدد کرو۔" پلکیں جھپکاتی وہ لب دباتی اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔

اوکے اوکے! مگر پلیز اپنا یہ میلوڈرامہ بند کرو، اور یہ" منحوسیت میرے گھر میں نہ ڈالو۔ اور ہاں! اپنا سامان اٹھاؤ اور این ایکس سی میں شفٹ ہو جاؤ۔ یہ میرا گھر ہے کوئی

سرائے خانہ نہیں۔۔جو تم پورے گھر میں دندناتی پھر رہی ہو۔‘‘تفخر آمیز لہجے میں باوار کرواتا وہ چمچاتے فرش پر اپنے بھاری بوٹوں کی کاٹ دار دھمک چھوڑتا مالا کے دل پر ایک بار پھر گناہوں کا بوجھ بڑھا گیا تھا۔۔۔

جاری ہے۔

ا

۴۷

حیدر اور ہالہ چار روزہ مری کا ٹرپ گزار کر اب ناران کاغان گھومنے کے لئے نکل آئے تھے۔ وادیِ کاغان کی پتھریلی سرزمین پر قدرت کے حسین مناظر، اونچے ہیبت ناک پہاڑ، اور سبزہ دیکھ وہ سحر انگیز سی پہلے ہی مبہوت ہو گئی تھی۔ قصداً کوٹیج کی روم ونڈو سے نظر آتا دریا کا تیز بہاؤ، شفاف پانی دیکھ اس کا دل مانو بلیوں اُوچھلنے لگا تھا۔ پہاڑوں اور چٹانوں سے ٹکراتے تیزی سے بہتے دریا کے سنگ وہ دونوں اس وقت ٹریک کی پکی سڑک پر دریا کے ساتھ ساتھ چلتے کوٹیج سے بہت دور نکل آئے تھے۔ آسمانی رنگ اُونی

لانگ سوئیٹر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہالہ موبائل پر مصروف حیدر کی ہمراہی میں تیزی سے غائب دماغی سے چل رہی تھی۔ نظریں ناران کے حدِ نگاہ تک نظر آتے پہاڑوں پر مرکوز تھیں۔

موبائل کتھئی رنگ لانگ کوٹ کی جیب میں ڈالتے حیدر نے اس کی غائب دماغی دیکھ آگے بڑھ کر اس کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

کیا ہوا؟ کیا سوچ رہی ہو؟" سر اُٹھا کر اس کی جانب دیکھتی" وہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔

کچھ نہیں! مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ کوٹیج واپس چلتے"
ہیں۔" حیدر کے ماتھے پر نا سمجھی کے بل پڑ گئے تھے۔

کیوں یار؟ ابھی تو آئے ہیں۔۔ زرا صبر کرو۔۔ اور ابھی"
سردی ہوئی کہاں ہے؟ ویسے بھی سامنے دریا کا پانی چل رہا
ہے۔۔ چلو پہلے زرا اس کا لطف اُٹھا لیں پھر واپس چلیں
گئے۔" وہ مخالف سمت میں بہتے دریا کے شفاف پانی کی
جانب ایک سرسری سی نگاہ ڈال کر اس کی توجہ دلانے کی
خاطر بولا تھا۔

مگر حیدر دریا کا پانی بہت ٹھنڈا ہو گا ناں۔"" وہ گہرے "
ہوتے دن کے ساتھ بڑھتی سردی کے پیش نظر ہاتھ رگڑ کر
گویا ہوئی۔

حیدر نے ایک جانچتی نظر اس کے دلکش سراپے پر ڈال
ایک گہری سانس کھینچی تھی۔ جو جینز شرٹ کے ساتھ
لانگ سوئیٹر زیب تن کئے، لانگ شوز پہننے کے باوجود ٹھنڈ
کی شدت سے سُرخ پڑ گئی تھی۔ آسمانی رنگ اُونی ٹوپی سے
نکلتے بالوں کو سینے پر پھیلائے وہ خفا خفا سی ہمیشہ کی طرح اس
کا دل ڈھڑکا گئی تھی۔

اتنا بھی ٹھنڈا نہیں ہو گا یار! اور میں کونسا تمہیں دریا میں ڈبکیاں لگانے کو بول رہا ہوں۔۔" حیدر اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی ڈھلان پر سے اترتا دریا کی سمت بڑھا تھا۔۔ جبکہ وہ لائن سے لگے ایک جیسے پیڑوں کے گرد اسکی ہمراہی میں کچھ یاد کر تلخی سے مسکرائی تھی۔۔ ماضی کی یادیں بھی بڑی عجیب تھیں۔ جو ہر بار ایک نئے آنداز میں یاد آکر اس کے زخم ادھیڑ دیتی تھیں۔

"حیدر بس! ہم گر جائیں گے۔۔۔ رک جاؤ پلیز!" وہ تیزی سے چلتے دریا کا پانی دیکھ کسی بلی کی مانند خوفزدہ ہو گئی تھی۔

تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں کبھی گرنے دونگا؟" حیدر"
آنکھوں میں معنی خیز سی چمک لئے اسے جھٹکے سے اپنی
جانب کھینچتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ سینے سے ٹکراتی
بامشکل خود کو سنبھالتی وہ اس کے آنچ دیتے لہجے پر خائف
سی نظریں چرا گئی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے تم اپنی اُس آنگریزن بیوی سے ابھی بھی"
رابطے میں ہو۔ آج کل جب دیکھو تمہارے ٹھہرک کے
کیڑے جاگ جاتے ہیں۔" وہ ہاتھ مڑوڑتی اس کی گرفت
سے اپنی کلائی آزاد کرواتی زرا نروٹھے پن سے بولی تھی۔

ہالہ بیگم بہت ہی بُری بات ہے، آپ میری محبت کو"
ٹھہرک کا نام دے رہی ہیں۔" دریا سے چلو بھر پانی ہاتھ
میں بھرتا وہ اس کی جانب پھینک کر مصنوعی ناراضگی سے
بولا تھا۔

ہالہ بیگم!" وہ بھی اس کی جانب شرارت سے پانی پھینکتی"
لہجا بھاری کرتی نقل اُتارتی دھیرے سے ہنسی، شفاف اور
پیاری مسکراہٹ، حیدر نگاہ بھر کر دیکھتا رُخ پھیر گیا۔

افف! تم کہ رہے تھے یہاں کا پانی ٹھنڈا نہیں"
ہے۔۔دیکھو ذرا میرا ہاتھ یخ پڑ گیا۔" وہ سُرخ ہوتی ہتھیلی
اس کے سامنے کرتی آنکھیں نکال کر بولی تو وہ تیزی سے

چوم کر پیچھے ہوا تھا۔۔ جبکہ وہ ہونق بنی اس کی جانب دوڑی تھی۔

"حیدر اب تم نہیں بچو گے مجھ سے۔ دیکھنا میں نے چھوڑنا نہیں ہے تمہیں۔" وہ بامشکل چڑھائی چڑھتے حیدر کے پیچھے بھاگتی بری طرح ہانپ چکی تھی، گہری ہوتی شام کے ساتھ تاریکی ہر جانب پنکھ پھیلاتی جا رہی تھی۔ وہ کھلکھلاتی ہوئی اس کی جانب بھاگ رہی تھی۔۔

"جانم میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم جب ایک بار مجھے پکڑ لو تو بالکل بھی نہ چھوڑو۔ بلکہ مجھ سے سارے پیارے بھرے حساب بے باک کرو۔" وہ بلندی پر کھڑا قہقہہ لگا کر بولا جبکہ

وہ دانت کچکچاتی اس کی جانب پکڑنے کی غرض سے دوڑ رہی تھی۔۔ مگر وہ اس کی پہنچ سے دور نجانے یکدم کہاں چلا گیا تھا۔ وہ اس کی شرارت بھانپتی ہوئی دوسری سمت سے گھوم کر دیکھنے لگی تھی مگر اب واقعی وہاں سے غائب نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

"!حیدر"

حیدر کہاں ہو تم؟ پلیز سامنے آؤ۔۔ بس بہت مزاق ہو گیا" یار!" وہ لب چباتی پریشان ہو گئی تھی۔۔ کیونکہ اب وحشت زدہ خاموشی میں محض اس کی آواز ہی لوٹ کر واپس آ رہی تھی۔

حیدر دیکھو بس بہت مذاق ہو گیا ہے۔۔اب میں رو"
دو نگی۔" جب مزید حیدر کی غیر موجودگی نا قابل برداشت
ہوئی تو وہ روہانسو لہجے میں گویا ہوئی۔ مگر جواب ندارد۔

حیدر!" اب اسے اپنے اِرد گرد بہت سے لوگوں کی"
موجودگی کا گماں سا ہونے لگا تھا۔ بس اب وہ رو دینے والی
تھی۔

حیدر مجھے پتہ ہے تم یہیں ہو۔" وہ پیڑوں کے ارد گرد"
سے بھاگتی اب سڑک کی جانب بھاگی تھی۔۔ مگر حیدر تھا کہ
نجانے اسے چھوڑ کر کہاں غائب ہو گیا تھا۔

"ہالہ!" وہ جو تیزی سے دوڑتی چڑھائی چڑھتی سڑک کے نزدیک تھی کہ عقب سے اُبھرتی کسی شناسہ آواز کی پکار پر خوفزدہ سی پلٹ گئی تھی۔

"شرجیل احمد!" ہالہ کو لگا جیسے اب آواز بار ہا لوٹ لوٹ کر اُس کی جانب آرہی تھی۔ زہریلی آواز کی گونج، اور مسلسل بازگشت پر کانوں پر ہاتھ رکھتی وحشت زدہ سی آندھا دند سڑک کی جانب بھاگی تھی۔ جبکہ خوف ایسا تھا کہ زبان سے لفظ ادا ہونے سے انکاری ہو گئے تھے۔

وہ بھاگتی دوڑتی سڑک پر نکل آئی تھی۔ جبھی کسی سے پتھر جیسے وجود سے زوردار تصادم ہوا تھا، اور وہ ایک گہرا سانس

بھرتی بس اوسان کھونے کو تھی۔۔ کہ مقابل کی نرم اور شناسہ آواز پر وہ بند ہوتی آنکھوں سمیت اس مہربان کا چہرہ دیکھتی حیدر کے ہاتھوں میں ہی جھول گئی تھی۔۔ جو ایک کال پر مصروف اسے پہلے ایک جگہ کھڑا ہو کر پکارتا دیکھ شرارت سے پیڑ کی آڑ میں ہو گیا تھا مگر اس کے حواس باختہ سا ہو کر بھاگنے پر وہ بھی تیزی سے پیچھے دوڑا تھا، جب تک وہ بہت آگے نکل چکی تھی۔۔۔۔

بوجھل ہوتی پلکوں کی باڑ بامشکل اُٹھاتی وہ آہستہ آہستہ ہوش میں آ رہی تھی۔۔ نیم وا آنکھوں سے اِرد گرد کا جائزہ لیا تو وہ

کوٹیج کے روم میں ہی موجود تھی، جس میں وہ اور حیدر ٹھہرے ہوئے تھے۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔۔ لکڑی سے بنا یہ پر آسائش شاندار کوٹیج حیدر نے یہاں آنے سے قبل ہی خرید لیا تھا، تاکہ کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آنکھیں مسلتی وہ کہنیوں کے بل اُٹھ بیٹھی تھی۔

"حیدر!" ہولے سے پکارتی وہ بیڈ سے اترنے لگی تھی۔۔ دل میں خوف ہچکولے لے رہا تھا۔۔ مگر بے ہوش ہونے سے قبل اسے یاد تھا کہ وہ حیدر ہی تھا جو اسے گود میں اُٹھائے چڑھائی چڑھتا کوٹیج کی جانب جا رہا تھا۔

ہالہ! تھینک گوڈ کہ تمہیں ہوش آگیا ہے۔" ہاتھ میں "
کھانے کی ٹرے تھامے وہ دروازہ کھول کر آہستگی سے چلتا
بیڈ کے نزدیک آیا تھا۔ وہ تیزی سے اُٹھتی اس کے سینے سے
لگ گئی تھی۔۔ جبکہ اس کی حرکت پر دھیرے سے مسکراتا
ٹرے سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔

ہالہ! کیا ہوا میری جان؟ ڈر گئیں تھیں کیا؟" نرمی سے "
اُس کے بال سہلاتا، وہ اس کی دھڑکنوں کا شور باآسانی سن سکتا
تھا۔

ہاں۔۔۔تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے حیدر؟"""
آنکھوں میں ڈھیروں نمی لئے وہ شکایتی لہجے میں بازپرس پر اتر آئی تھی۔

میں کہیں نہیں گیا تھا یار وہیں تھا۔۔بس ایک کال آگئی "
تھی تو سگنلز کی وجہ سے میں زرا فاصلے پر چلا گیا تھا۔۔ مگر
تمہیں نجانے کیا ہوا تھا کہ حواس باختہ سی دوڑ پڑیں
۔۔ تمہیں آندازہ بھی ہے آگر میں تمہیں آگے بڑھ کر نہ
پکڑتا تو تم ضرور کسی جیپ سے ٹکرا جاتیں۔"نرمی سے اس
کی آنکھیں چومتا وہ مسلسل اس کی پشت سہلاتا اُس کا خوف

زائل کرنا چاہ رہا تھا۔ جبکہ وہ اس کے حصار میں کھڑی اپنی نس نس میں سکون اترتا محسوس کر رہی تھی۔

"جو بھی تھا تمہیں مجھے یوں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔۔ تمہیں پتہ ہے وہاں کون آیا تھا۔" وہ ہنوز ناراضگی سے بولتی یکدم خوفزدہ سی بولی تو حیدر کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔

"کون آیا تھا؟" وہ ہالہ کی حالت کے پیش نظر زرا پریشانی سے سوالیہ لہجے میں گویا ہوا۔

ش۔۔شرجیل احمد!" ہالہ کی غیر متوقع سرگوشی پر اس"
کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ مگر پھر گہری سانس خارج کرتا
وہ خود کو کمپوز کر چکا تھا۔

ہالہ یہ سب محض تمہارا وہم ہے اور کچھ بھی نہیں، پلیز تم"
اس بارے میں زیادہ نہ سوچا کرو،، تم نے فضول کی سوچوں
کو خود پر سوار کر لیا ہے۔" بیڈ پر بیٹھاتا وہ نرمی سے سمجھانے
والے لہجے میں بولا تو خاموش سی لب چبا گئی۔ مگر حیدر نہیں
جانتا تھا کہ ہالہ کا وہم محض وہم ہر گز نہیں تھا۔۔۔

وہ سچ میں تھا حیدر!" ایک ناکام سی سرگوشی۔ "

کچھ نہیں تھا ہالہ! اب پلیز تم اس وہم سے باہر آجاؤ۔" وہ" بہلانے کی غرض سے بولا جبکہ اس کی سوئی تو بس شرجیل احمد کی خوفناک آواز پر ہی اٹک گئی تھی۔

چلو تم جلدی سے یہ بوئلڈ ایگ کھالو، پھر آج میں نے اپنی" بیگم کے لئے ایک شاندار سے ڈنر کا انتظام کر رکھا ہے۔" وہ ٹرے اُٹھاتا تیزی سے بولا تو اس نے آنکھیں سکیڑ کر مشکوک نظروں سے گھورا۔

شاندار ڈنر سے مراد کیا کینڈل لائٹ ڈنر کا انتظام کر رکھا" ہے؟" وہ سر جھٹکتی شرارتی لہجے میں استفساریہ گویا ہوئی۔

آہاں کینڈل لائٹ ڈنر تو پہاڑوں کے دامن سے بہتے دریا"
کے سنگ یہاں روز کیا جا سکتا ہے۔۔آفٹر آل ہم وادی
کاغان ہیں، قدرت کی دلکشی کی بات ہی کچھ الگ ہے۔ویسے
آج ناچیز نے خود اپنی بیگم کے لئے کوکنگ کی ہے۔" ہالہ
نے ایمپریس ہونے والے انداز میں آئی برو اُٹھائے
تھے۔جبکہ وہ ہولے سے مسکراتا فروک میں بوئلڈ ایگ کا
ٹکڑا پھنساتا اس کے منہ میں ڈال چکا تھا۔۔جو ہاف بائٹ لیتی
باقی کا اس کے منہ میں ڈال گئی تھی۔۔وہ جب جب اس کے
اس کے منہ میں ایگ کا پیس ڈالتا وہ بارہا اپنی حرکت دوہرا
رہی تھی۔اب وہ دونوں ہی اپنی حرکتوں پر قہقہے لگا رہے

تھے۔۔ جبکہ دور کھڑی مصیبت اِنہیں دیکھ شیطانی انداز میں مسکرائی تھی۔

بلند و بالا پہاڑوں کے عقب سے اُبھرتا سورج اپنی ٹھنڈی کرنیں ناران کی اِرد گرد وادی پر بکھیرتا پورے جاہ و جلال سے طلوع ہو چکا تھا۔ سرد ہواؤں کا راج تھا، موسم کی مناسبت سے گرم سوئیٹر سوٹ زیب تن کئے وہ حیدر کو سوتا چھوڑ کوٹیج سے باہر آگئی تھی۔ پہاڑ کی ڈھلان پر بنا یہ لکڑی کا خوبصورت سا گھر ہالہ کو بے حد پسند آیا تھا۔۔ صاف شفاف ہوا، پر سکون ماحول، ہر ابھرا سبزہ قدرت کی شان بیان

کرتے آسمان کی بلندیوں کو چھوتے کوہ اسے اپنی محبت کے حصار میں بُری طرح مبتلہ کر چکے تھے۔

حیدر نے ہالہ کی وجہ سے کوٹیج دریا کے بالکل نزدیک لیا تھا۔ ان کے کمرے کی کھڑی سے نظر آتا دریا بہتا ہوا کس قدر دلفریب لگتا تھا۔ ہالہ اپنے گرد شال کو کس کر لپیٹی پھولوں کو دھیرے چھوتی جانے کب ٹرانس میں گھر کی حدود سے باہر نکل آئی تھی۔ اسے خبر ہی نہ ہو سکی تھی۔

وہ ایک خوبصورت سی تتلی کو دیکھتی ہوئی مسکرا کر اس کی جانب بڑھی تھی۔ جو قطار در قطار لگے اونچے پیڑوں پر سے

اڑتی ہوئی دریا کی جانب ہی جا رہی تھی۔۔ہالہ کو نجانے
کیوں اس تتلی کو پکڑنے کا اشتیاق جاگ اُٹھا تھا۔

وہ نرمی سے مسکراتی ڈھلان تیزی سے اُترتی دریا کے
دوسرے رُخ پر آگئی تھی۔وہ اپنے دھیان میں یہ بات
سرے سے نظر آنداز کر گئی تھی کہ وہ بہت تیزی میں دریا
کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔کئی بار اس کا پاؤں پہاڑی
پتھروں کی وجہ سے لڑکھڑایا تھا مگر وہ مگن سی آگے بڑھ رہی
تھی، کہ تتلی اڑتی ہوئی بیچ دریا کے پانی پر پرواز بھرتی اب اُپر
کی جانب جا رہی تھی۔کہ ہالہ بھی تیزی میں دریا کے
کنارے رکھے پتھروں پر چڑھی تھی کہ اچانک ہی اس کا

پاؤں پھسلا تھا اور اس نے خود کو پانی میں جاتا محسوس کیا تھا۔۔

"آہ۔۔خود کو دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہتا محسوس کرتی وہ" زوردار آنداز میں چیختی وادیِ کاغان کی پر سکون فضا میں ہولناک قسم کا ارتعاش برپا کر گئی تھی۔۔۔

زاوایار ہم گھر کب جائیں گے یار؟" زاویار کے کندھے پر سر رکھ کر کھڑی زویاء زرا بے زاری سے گویا ہوئی تھی۔

کیوں تمہیں میرے ساتھ رہنا اچھا نہیں لگ رہا"

کیا؟" ٹاپ فلور اپارٹمنٹ کی بالکنی سے نظر آتی اسلام آباد کی روشنیوں پر نظر ڈالتا وہ استفساریہ لہجے میں بولا تھا۔

ایسی بات نہیں ہے۔ میں بس اس لئے کہ رہی تھی کہ " بھائی اور ہالہ کی نئی نئی شادی ہوئی ہے، مجھے ان کے ساتھ تھوڑا ٹائم اسپینڈ کرنا تھا ناں۔ اور سب کی یاد بھی آ رہی ہے اب تو۔" زرا سی گردن اُٹھاتی وہ خفا لہجے میں مگر اُداسی سے گویا ہوئی تو وہ دھیرے سے مسکرایا۔

ہماری بھی تو نئی نئی رخصتی ہوئی ہے۔۔اور میں اپنا سارا "
حسین وقت محض تمہارا ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔۔اس میں
کیا قباحت ہے اب؟" زویاء کے شانوں سے ڈھلکتی شال
دُرست کرتا وہ محبت سے بولا تھا۔۔

نئی نئی رخصتی نہیں، زبردستی کی رخصتی بولو زاویار"
فاروقی۔" وہ زرا سا رخ ترچھا کرتی خشمگیں نگاہوں سے
گھور کر بولی تو زاویار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ہاں زبردستی کی رخصتی، اور اب تم کل زبردستی میرے"
ساتھ مالدیپ بھی جا رہی ہو۔" اس کے اچانک بم پھوڑنے
پر زویاء کا منہ کُھل گیا تھا۔

کیاواقعی؟" وہ ناراضگی بھُلائے چمکتی آنکھوں سے پر"
جوش لہجے میں سوالیہ گویاہوئی۔

نہیں مذاق کررہاہوں۔" وہ آنکھیں چھوٹی کئے طنزیہ لہجے"
میں بولا، مگراس کی گھورتی نگاہوں کودیکھ ہولے سے
مسکرادیا۔

ویسے یہ اچانک سے مالدیپ جانے کاپروگرام کیسے بنا"
لیا؟" وہ کینہ توز نگاہوں سے گھورتی زرامشکوک ہوئی۔

اچانک سے نہیں بنایابلکہ سب کچھ پری پلینڈ تھا۔""زویاء"
نے زراحیرانگی سے ہونق ہوتی نظروں سے دیکھا۔

مطلب یہ سارے ڈرامے تم نے جان بوجھ کر کئے "
ہیں۔اور فضول میں اپنی ناراضگی جتاتا کر مجھے تنگ کر رہے
تھے۔" وہ ہوا کی دوش پر اُڑتے بال کان کے پیچھے لگاتی منہ
بسور کر گویا ہوئی۔

تو جانم سیدھی سادھی رخصتی کے لئے تو آپ نے مجھے پانچ "
سال سے خوار کر رکھا تھا۔تو جب گھی سیدھی انگلی سے نہ
نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔" اُس کے ماتھے پر پڑے
بل درست کرتا وہ لہجے میں شوخی سموئے آنکھ مار کر بولا۔

رکو زرا صبر کرو تم، میں تمہیں زبردستی کی رخصتی کے "
سائیڈ افیکٹس بتاتی ہوں ابھی۔" وہ مصنوعی انداز میں گھور

کر بولتی تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ جبکہ وہ مسکراتا ہوا روم میں آگیا تھا۔

آؤ تمہیں رومینٹک سا گانا سُناتا ہوں۔ پھر تو تمہاری" ناراضگی دور۔"" وہ زبردستی اُسے اپنے حصار میں لیتا لاؤنج میں لے آیا تھا، جو مسلسل بولتی اپنی ناراضگی ظاہر کر رہی تھی۔ جبکہ وہ محض مسکرا کر اس کے سارے گلے شکوے سُن رہا تھا۔

ہالہ۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے" تمہارا؟" حیدر نیند سے بیدار ہوتا بیڈ پر اس کی غیر موجودگی

محسوس کرتا تیزی سے اُٹھ بیٹھا تھا۔۔ مگر ونڈو سے نظر آتی ہالہ کو اَندھا دُھند تتلی کے پیچھے بھاگتے دیکھ وہ تیزی سے اُس کی جانب دوڑا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔ آگر ابھی میں نہیں پکڑتا تو جانتی ہو تمہارے ساتھ کیا ہوتا؟" حیدر کا غصہ سوا نیزے پر تھا۔۔ جبکہ وہ ہاؤس باختہ سی اپنا بھیگا ہوا لباس دیکھتی گم سم رہ گئی تھی۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ حیدر میں۔۔ وہ خود اپنے حواس میں ہی نہیں تھی۔۔ حیدر کو دیکھ وہ مزید خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔ ایک نظر

تیز چلتے پانی کو دیکھ وہ دانستہ طور پر حیدر کے سینے سے چپک گئی تھی۔

"ہالہ! کہاں ہے تمہارا دماغ؟ کیا کرنا چاہ رہی ہو تم؟ افف میرے خدا۔۔ یہ پانی دیکھ رہی ہو۔۔ آگر میں ایک سیکنڈ بھی لیٹ ہو جاتا تو جانتی ہو کیا ہوتا؟" طیش میں اسے ایک جھٹکے سے خود سے دور کرتا وہ درشتگی سے بولا تھا۔ جس کے لبوں سے الفاظ ادا ہونے سے انکاری ہو گئے تھے۔

"حیدر میں۔۔ جان بوجھ کر نہیں۔۔" وہ گھبرائی سی خوفزدہ سی صفائیہ لہجے میں کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کیا جان بوجھ کر نہیں؟ کل تم بیوقوفوں کی طرح اندھا"
دھند بھاگنے لگی تھیں۔۔اب دریا میں چھلانگ لگا رہی
تھیں۔۔ تمہارا دماغ تو اپنی جگہ پر ہے ناں ہالہ؟ کیا عقل
گھاس چرنے گئی ہے۔" دو انگلیاں اُس کے ماتھے پر ٹھوکتا وہ
سخت لہجے میں پھنکارا تھا۔

حیدر میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا ہے۔ میں پتہ نہیں"
کیسے یہاں آ گئی۔۔ پلیز میری بات کا یقین کرو۔" وہ بل آخر
پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ جبکہ اس کا غصہ ہنوز برقرار
تھا۔

چلو میرے ساتھ۔ تمہارا دماغ درست کرتا ہوں۔۔ جس" میں ہر وقت شرجیل احمد سما یار رہتا ہے۔" وہ سختی سے اُس کی کلائی تھام کر کھینچتا ہوا کوچ کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ وہ اُلٹے سیدھے ڈگمگاتے قدم اُٹھاتی اس کے ساتھ بھاگنے کے آنداز میں بامشکل چل رہی تھی۔

حیدر میرا پاؤں۔۔" جب تکلیف ناقابِل برداشت ہوئی تو" وہ رو پڑی تھی۔۔ غصّے سے کھولتا حیدر چونک کر ٹھہرا تھا۔

کیا ہوا؟" وہ گڑبڑا کر ٹھہرا تھا۔۔ جب نگاہ اس کے پاؤں پر" گئی تو اُسے تاسف نے آن گھیرا تھا۔ پیر پھسلنے کے باعث پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ پاؤں کا جوتا نکل گیا تھا۔ اور وہ ننگے

پاؤں پہاڑی پتھر لگنے کی وجہ سے پاؤں لہولہان ہو گئے تھے۔

"زار و قطار روتی غصہٰ سے سوں سوں کرتی وہ ہاتھ چھوڑا گئی تھی۔ "مجھ سے نہیں چلا جا رہا۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔

"زرا سی گھٹنوں سے پینٹ اُٹھا کر اس کے دیکھاؤ مجھے۔ "قدموں میں بیٹھتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنا غصہٰ دبا گیا تھا۔

"اس کے ہاتھ جھٹک کر چھوڑو مجھے۔ خود کر لونگی میں۔۔ "پیچھے دھکیلتی وہ زمین پر بیٹھ گئی تھی۔

چھوڑ وہالہ ! دیکھاؤ مجھے۔" اب وہ نرمی سے پیر تھام کر بولا"
تھا۔

چھوڑ دو مجھے۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے کسی کی"
بھی۔۔ اپنی ہمدردیاں اپنے پاس رکھو۔۔ سمجھے۔" اس کی
زبردستی کرنے پر وہ ناک پھولاتی اشتعال آمیز لہجے میں
بُھنکارتی اپنا پاؤں آزاد کروا گئی۔

ہالہ ضد نہیں کرو۔ دیکھاؤ مجھے۔۔ زیادہ چوٹ تو نہیں لگ"
گئی۔" وہ ایک بار پھر نرمی سے بولا تھا۔

چپ کرو تم۔۔ جا کر اپنا کام کرو۔ میں اپنا خیال خود رکھ
سکتی ہوں۔" وہ جتاتے لہجے میں بولی تو ایک گہری سانس فضا
کے سپرد کرتا جھٹکے سے اسے اپنے حصار میں اُٹھا چکا تھا۔

چھوڑ مجھے حیدر دُرانی۔۔۔ ورنہ میں تمہارا خون پی"
جاؤنگی۔" وہ اس کی گرفت میں بُری طرح مچل اُٹھی تھی۔

جان تو ہلکان کر رکھی ہے تم نے میری۔۔ اب خون بھی پی"
جاؤ گی کیا؟" وہ اس کی توجہ بھٹکانے کی خاطر زرا شوخی سے
بولا۔۔

میں تمہیں مار ڈالو نگی۔۔نیچے اُتارو مجھے۔" وہ جھٹپٹا اُٹھی" تھی۔ جبکہ وہ اپنی گرفت مضبوط کرتا تیزی سے کوٹیج کی جانب بڑھا تھا۔۔جو مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔

"ہالہ خاموش رہو۔بس بہت بچگانہ حرکتیں کر لی تم نے۔" اس بار وہ زرا سخت لہجے بولتا اسے باز کر گیا۔

"نیچے اُتارو مجھے۔" وہ سختی سے بولی مگر وہ نظر آنداز کر گیا۔"

"حیدر!" اپنی بات نظر آنداز ہونے پر وہ تلملا کر رہ گئی۔"

"جی حیدر کی جان؟" وہ شرارت سے فدا ہونے والے لہجے میں بولا تھا۔

بیوقوف نہیں ہوں میں سمجھے۔" ہالہ کی آنکھوں کا تاثر "
سخت تھا۔ گویا وہ اس کے لہجے کی شوخی کا مطلب سمجھ گئی
تھی۔

اوہ رئیلی!" وہ زرا مذاق اڑتے لہجے میں بولا تھا جبکہ اب وہ "
کوٹیج کے نزدیک آ گئے تھے۔

ہاں! تم سارے مجھے بیوقوف سمجھتے ہو۔ کہ جس رُخ پر تم "
لوگ مجھے چلاؤ گے اور میں وہاں چل پڑو نگی۔" وہ خفا لہجے
میں درشتگی سے بولی تو وہ کوٹیج کا دروازہ کھول کر آندر داخل
ہوا تھا۔۔ جبکہ وہ ہونق بنی خود کو صوفے پر محسوس کرتی

مسلسل گھور رہی تھی۔ جو اسے نظر آنداز کرتا فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کی بینڈج کرنے لگا تھا۔

ہالہ بس زیادہ چوٹ نہیں لگی ہے۔ میں نے بینڈ تج کر دی ہے۔ ٹھیک ہو جائے گی۔" وہ اپنا کام مکمل کر مطمئن نظروں سے دیکھتا نرمی سے بولا۔

ہاں یہ تو ظاہری زخم ہے ٹھیک ہو ہی جائے گا۔" وہ " احساس سے عاری زرا بجھے بجھے سے لہجے میں بولی تھی، جبکہ وہ اس کی بات کا پس منظر سمجھتا گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

ہالہ!" وہ ساتھ بیٹھتا اس کا ہاتھ تھام کر ملائم لہجے میں "
پکارنے لگا۔ جو نارا ضگی جتاتی رُخ پھیر گئی تھی۔

یار میں ڈر گیا تھا۔۔" وہ اس کی نبض سہلاتا تھکے تھکے سے "
لہجے میں بولا تھا۔ جبکہ وہ ابھی بھی رُخ پھیر کر بیٹھی تھی۔

ہالہ! میں اب تمہیں کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں "
چاہتا۔" وہ دھیرے سے بولتا اس کے کندھے پر سر ٹیکائے
آنکھیں موند گیا۔۔ جبکہ ہالہ کی آنکھوں سے آنسو جاری
ہو گئے تھے۔

تم نہیں جانتی ہو کہ میں ایک لمحے کے لئے کس قدر "
خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔ اگر میں ایک سیکنڈ کی بھی دیری کر دیتا

تو تم پانی میں۔۔۔" وہ عجیب سی کیفیت سے دوچار اپنے الفاظ مکمل ہی نہیں کر سکا تھا۔

"جو بھی تھا، مگر تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ تم مجھے میری سابقہ زندگی کہ طعنے دو۔" وہ اپنی ناراضگی اشارے کناروں میں بتاتی اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ رگڑ گئی تھی۔

"یار! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ میں بس غصّے میں بول گیا تھا۔" وہ نادم نظر آرہا تھا۔

"نہیں تم نے غصّے میں میرے عیب کی نشاندہی کی تھی۔""
وہ دل برداشتہ سی ہو رہی تھی۔

ہالہ تم میں کوئی عیب نہیں ہے۔۔ کیا طلاق یافتہ ہونا کوئی "
بُری بات ہے ؟" وہ اُس کا رخ اپنی جانب پھیر تا نرمی سے باز
پرس کرنے لگا تھا۔

طلاق یافتہ ہونا سب سے بڑا عیب ہے۔۔ کچھ بھی ہو جائے "
لوگ ماضی نہیں بھولتے۔۔ تم نے بھی تو ابھی اتنی چھوٹی سی
بات پر مجھے شرجیل احمد کا طعنہ دے دیا۔" وہ استہزائیہ
مسکرائی تھی۔

سوری ! میں نے تمہارا دل دُکھایا ہے اس کی تم جو چاہے "
سزا دو میں اف بھی نہیں کرونگا۔" وہ بالوں میں ہاتھ

پھیر تا خود پر ضبط سے بولا تھا جبکہ اس کی مترنم آنکھیں اور پلکوں پر ٹھہری نمی دیکھ وہ خود مجبور ہو گیا تھا۔

"مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" تواتر سے بہتے آنسو پونچھتی وہ خشک لہجے میں بولی تھی۔

"کیوں اکیلا چھوڑ دوں۔۔ تم سے شادی میں نے ہر دُکھ سُکھ میں ساتھ نبھانے کے لئے کی ہے ہالہ انصاری۔" وہ جذب کے عالم میں احساس دلاتے آنداز میں بولا تھا۔

"باتوں میں اور عمل میں زمین آسمان کا فرق ہے حیدر درُانی۔" وہ اس کے لہجے کی چبھن پر خاموش رہ گیا۔

کیا تمہارے دل میں ابھی تک میرے لئے کوئی جگہ نہیں" ہے ہالہ؟" وہ اس کا رُخ اپنی جانب موڑتا سنجیدگی سے بولا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا حیدر! مگر مجھے اس زبردستی کے بندھن کو قبول کرنے کے لئے تھوڑا وقت چاہئے۔" وہ جس آنداز میں بولی تھی کچھ تھا جو چھناک کی آواز سے حیدر کو خود میں ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"خیر تم یہاں بیٹھو! میں ناشتہ بنالیتا ہوں۔۔ تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی ناں۔" اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ ہالہ نے دکھ سے اسے چھوٹے سے اُپن کچن میں غائب ہوتے دیکھ آنکھیں

میچ لی تھیں۔۔جو شادی کے بعد اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ چاہ کر بھی اپنے اور اس کے رشتے کے درمیان حائل اجنبیت کی دیوار کو نہیں گرا سکی تھی۔

اسلام آباد آئیر پورٹ پر موجود زویاء مسلسل غیر آرامدہ سی تھی۔۔کچھ ہی دیر میں ان کا طیارہ پرواز بھرنے والا تھا ۔۔آئیر ہوسٹس سیٹ بیلٹ لگانے کی التماس کر رہی تھیں۔۔جبکہ وہ طائرانہ نگاہوں سے اِرد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔یا پھر کسی کو تلاش کر رہی تھی۔

زویاء یار کیا ہو گیا ہے۔۔جب سے ہم گھر سے نکلے ہیں تم" ہو نقوں کی طرح بس اِدھر اُدھر ہی دیکھنے میں مصروف ہو۔" ساتھ بیٹھا زاویار بل آخر زچ ہو کر پوچھ بیٹھا تھا۔۔وہ یکدم چونکی۔

زاویار مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی ہمارا پیچھا کر رہا" ہے۔" وہ زرا تفشیش بھرے لہجے میں پریشانی سے لب چبا کر گویا ہوئی۔

ہمم ہو سکتا ہے بھئی ! اب اتنا ہینڈسم سنگر تمہاری بغل میں" بیٹھا ہے۔۔دیوانی لڑکیوں کا پیچھا کرنا تو بنتا بھی ہے۔" سر پر

پہنی ہڈی پیچھے کرتا وہ زرا شوخی سے بولا تھا۔۔زویاء نے آئی برو اُٹھائے گھور کر دیکھا تھا۔

آہاں! جیسے زاویار فاروقی پر تو دنیا کی ساری خوبصورتی ختم ہوتی ہے ناں؟" وہ تمام تر پریشانیاں فراموش کئے باقاعدہ اس کی جانب گھومتی آنکھیں پٹپٹا کر بولی تو زاویار بے ساختہ جھک کر اسکی سیاہ آنکھیں چوم گیا تھا۔

زاویار یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تھوڑی شرم ہی کر لو۔۔""" مسافرین سے بھرے پلین میں ایسی بے باکی پر وہ وہ بل بھر میں سرخ پڑ گئی تھی۔

کیا ہوا مسز میں نے کیا کیا؟" وہ شرارتی مسکراہٹ سنگ "
معصوم بنا جو شعلہ جوالا بنی اسے ہی گھور رہی تھی۔

تم اپنی ان حرکتوں سے باز آ جاؤ۔۔ ورنہ پلین سے نیچے "
پھینک دونگی۔" وہ زچ ہو گئی تھی۔۔ گزرے کچھ دنوں
میں اس کے جو جو روپ زویاء کے سامنے آئے تھے وہ اسے
ہر پل حیران کئے دے رہے تھے۔

سوچ لو جانم۔۔ ایسا نہ ہو کوئی حسین پری میرے لئے "
راہوں میں پلکیں بچھائے بانہیں پھیلائے، آنکھوں میں
محبت کے دیپ جلائے میری منتظر سی آس لگائے کھڑی
ہو۔ اور میں اس حسن کی دیوی کی جھولی میں کسی بن مانگی دعا

کا صلہ بن کر جاگروں اور پھر زویاء انصاری زاویار فاروقی کہ عشق کے فراق میں جوگن بنی اس معصوم صفت صنف نازک کا خون کرنے پر اُتر آئیں۔" وہ ایک گہری ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کرتا ایک جذب کے عالم میں تصوارت میں کھویا بڑے ہی دلفریب آنداز میں نقشہ کھینچتا اسے انگاروں پر لوٹا گیا تھا۔ جو جنگلی بلی بنی بس ہینڈسم سنگر زاویار فاروقی پر جھپٹنے کو تیار نظر آرہی تھی۔

"ہینڈسم کون ہے یہاں؟" کڑی جدوجہد کے بعد ضبط کا مظاہرہ کرتی وہ زرا طنزیہ آنداز میں سوالیہ گویا ہوئی تھی۔۔ تو مقابل نے آنکھیں چھوٹی کئے اسے گھورا تھا۔

لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر۔۔"کالر اٹھاتا وہ زرا تفخر سے"
آنکھیں گھما کر بولا تو وہ استہزائیہ مسکرائی۔ جبکہ جہاز کب کا
ہوا میں پرواز کر گیا تھا۔۔ جس کی اسے خبر ہی نہ ہوئی
تھی۔۔

تم پر مرنے والی حسن کی دیویوں کو میں بس اتنا کہنا چاہو نگی"
کہ زاویار فاروقی کہ حسن پر مرنے سے بہتر ہے کہ ایک ہی
بار زہر کھا کر مر جائیں۔"لٹوں کو کان کے پیچھے اُڑستی وہ
ادائے بے نیازی سے بولی تو وہ فخریہ آئی برو اٹھا گیا۔

بجا فرمایا کیونکہ میری پیاری زوجہ تو یہ زہر کا پیالہ پی کر" خاصے پچھتاوے کا شکار ہیں۔" وہ ہنوز شوخی سے بولتا اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا تھا۔

جس تن نوں لگدی اے او تن جانڑے۔" وہ ناک سکیڑ کر" بولی تو زاویار نے بامشکل مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

ہائے کوئی قدر ہی نہ جانا میری۔" وہ سر پیچھے گراتا زرا دُکھ" بھرے لہجے میں تاسفی انداز میں بولا تھا۔ وہ منہ بسورتی ونڈو کی جانب رخ پھیر گئی مگر خود کو بادلوں میں پرواز کرتا دیکھ خیال آیا وہ کتنی آسانی سے اسے اصل مدعے سے ہٹا گیا تھا۔

افف ! میری ایلی جان آ گر وہ ابھی یہاں ہوتی تو سیکنڈز ”
میں تمہارا جنگلی بلیوں والا آندازیوں پل میں ہوا کر
دیتی۔۔“ وہ شریر لہجے میں دوبارہ سلگا چکا تھا۔

زاویار آ گر تم نے ایک بار اور اس ایلی میلی کا نام میرے ”
سامنے لیا نا تو پھر یاد رکھنا۔“ وہ درشتگی سے انگشت شہادت
اٹھاتی سیخ پا ہوئی تھی۔ وہ زرا جھک کر انگلی میں انگلی لپیٹتا
نزدیک آیا تھا۔۔اس نے گھبر کر ساتھ والے مسافرین کو
دیکھا تھا جو سب اپنی اپنی دنیا میں مگن تھے۔

کیا یاد رکھنا ہے۔۔ تمہاری یہ بڑی بڑی آنکھیں جن میں ”
، میں اپنا آپ ڈوبتا محسوس کرتا ہوں، یا پھر یہ قاتل ادائیں

جنہوں نے مجھے سالوں سے اپنا دیوانہ بنا رکھا ہے یہ پھر یہ پنکھڑی جیسے گلابی لب۔۔ جن سے جب تم غصے سے زاویار فاروقی ادا کرتی ہو تو میرے ری ڈھڑکنیں شور مچا دیتی ہیں۔۔" لفظوں کے ساتھ ساتھ انگلیوں کے پوروں سے اپنے لمس سے مہکاتا وہ اسے ورطہ حیرت میں دھکیل گیا تھا۔۔ وہ منہ کھولے اس کا فدا ہو جانے والا آنداز دیکھتی بس خاموش رہ گئی تھی۔

کیا ہوا مسز اب خاموش کیوں ہو گئیں۔۔" ایک دو جے " کی انگلیوں سے اُلجھی انگلی ہوا میں ہی معلق رہ گئی تھیں۔

زاویار اسے ساکت ہوتا دیکھ مسکراہٹ چھپا گیا۔

زویا درانی جان!" اس کے ہونٹوں کا لمس اپنے گالوں پر "
محسوس کرتی، سماعتوں سے تکراتے شناسہ نام پر گڑبڑا کر
ہوش میں آئی تھی۔

زاویار کے بچے! لندن میں رہ کر کونسی سستی میوزیز دیکھتے "
رہو ہو تم۔۔" خفت زدہ سی اپنی انگلی چھوڑواتی وہ سرخ
پڑتے چہرے پر غصیلے تاثرات سجاتی گھور کر بولی تو وہ مسکرا
کر سیٹ پر سر گرا گیا۔

ابھی بچے کہاں۔۔ زویاء نے ناخن چبھو دیئے وہ "آہ" کرتا "
رہ گیا۔

افف ! کیا کروں چار سالوں کی اس تنہائی کو کیسے نہ کیسے تو" جھیلنا ہی تھا نہ تو بس نیٹفلکس کی سیریز زندہ باد۔" وہ ایک آنکھ بلنک کرتا اسے مسلسل زچ کر رہا تھا۔۔ وہ سرخ پڑتی اپنا رخ پھیر گئی تھی۔

تم تو بہت خطرناک ثابت ہوئے ہو۔۔ ایک بار گھر چلو" تم۔۔ ہالہ کو بتاؤ نگی کہ اس کا یہ بیچارہ معصوم سا دوست کس قدر پہنچی ہوئی شے ہے۔" با آواز بڑبڑاتی وہ اس مسکرانے پر وہ مجبور کر گئی جو اس کی پر زور مزاحمت نظر آنداز کرتا اپنے حصار میں قید کرتا کندھے پر سر ٹیکائے آنکھیں موند گیا تھا۔

مالدیپ آئیر پورٹ سے پرائیوٹ گاڑی کے زریع وہ سیدھا بیچ کے نزدیک بنے ہٹ پر آ گئے تھے۔ جو زاویار نے پہلے سے بُک کروا رکھا تھا۔ زویاء تو صبح سے خوشی سے پھولے ہی نہیں سما پا رہی تھی۔

ہٹ کی کھڑکیوں سے نظر آتا شفاف نیلگوں آسمان اور وسیع و عریض سمندر پر پڑتیں سورج کی نرم گرم کرنیں ماحول کو سحر انگیز بنا رہی تھی۔ دن کی روشنی میں موتی کی طرح چمکتے پانی کو ہاتھوں میں بھرتی وہ بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔۔ جبکہ کچھ دیر قبل ہی زاویار اُسے ہٹ میں چھوڑتا کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا۔۔۔۔

افف زاویار مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے ہو؟" یہ بیچ کا"
پرائیویٹ حصہ تھا جہاں کوئی آ جا نہیں سکتا تھا۔ زاویار نے
پرائیوسی کا پورا دھیان رکھا تھا۔ اب وہ اس کی غیر موجوگی
سے اُکتانے سی لگی تھی۔

پر آسائش ہٹ میں بنی کچن میں داخل ہوتی اب وہ اپنی پیٹ
پوجا کے اہتمام کا سوچ رہی تھی۔ کچھ دیر کچن میں کھڑی وہ
لب چباتی رہی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر فرج کھولا، تو ریک
میں موجود آنڈے اور فروٹ ٹرے میں ہر قسم کا پھل دیکھ
اس کی آنکھیں چمکی تھیں۔

آج وہ زاویار فاروقی کو پھر پور آنداز میں مزہ چکھانے کا" ارادہ رکھتی تھی جو ہر بار اس کے سامنے جان بوجھ کر ایلی میلی کا زکر چھیڑ دیتا تھا۔اور اس کی محبت کی آہیں بھرتا رہتا تھا۔

اب دیکھنا زاویار فاروقی میں نے بھی تمہیں ایلی میلی کی کیا" تمہاری نانی نہ یاد کروادی، تو میرا نام بھی زویاء زاویار نہیں۔" خرافاتی سوچ کے پیش نظر وہ اسپیشل ڈش کی یونیک ریسیپی سوچتی دل سے مسکرائی تھی۔

پہلے کیا کرنا ہے ہاں ! انڈے اُبال لیتی ہوں۔" خود ساختہ" سرگوشی کرتی وہ تیزی سے کیبنٹ سے ایک پین نکل کر نل

سے پانی بھرتی چولہے پر انڈے بوئل ہونے کے لئے چڑھا چکی تھی۔انڈوں کے چھکل آرام سے نکل جائیں اس کے لئے پانی میں تھوڑا سا نمک بھی شامل کر دیا تھا۔۔ جبکہ شیطانی دماغ بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔

فرج سے ناریل، ناریل پانی، فروٹ ٹرے سے سیب اور جو کچھ ہاتھ میں آیا وہ اٹھا چکی تھی۔اناس کا ڈبہ اٹھا کر سائیڈ رکھی گول ٹیبل پر رکھا اور چیئر کھینچ کر نشست سنبھالتی وہ تیزی سے ایک باول میں فروٹ کٹ کرنے لگی تھی۔

افف ! پہلے میں تو کھالوں۔ ُ ُ"کسی خیال کے تحت پہلے "
فروٹ چاٹ کا باول بھر کر خود کھایا پھر زاویار کے لئے تیار
پکڑی۔

اب مزہ آئیگا۔دی گریٹ سپر اسٹار زاویار فاروقی۔"من "
و من قیاس کرتی وہ ایک چھوٹے سائز باول میں سارے
فروٹ ایڈ کرتی اب بوئلڈ ایگ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں
میں تقسیم کرتی اسی چاٹ میں ملا چکی تھی۔۔فرج ایک بار
پھر کھولا تو چلی ساس اور سر کے کہ علاوہ جامن کا سرکہ بھی
نظر آگیا تھا۔۔وہ شرارت سے مسکرائی تھی۔

زویاء صاحبہ زاویار سے پنگا لینے کے چکر میں سر کا، ساس ،انڈے فروٹ۔ ناریل کا پانی سب چیزوں کو اچھی طرح مکس کرتیں زیر لب مسکرا رہی تھیں۔ جبھی اچانک عقب سے کسی نے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں میں لیا تھا۔۔۔

"اہہہ!" زویاء گڑ بڑا کر پورے وجود سے کانپ اُٹھی تھی۔ مگرِ ارد گرد میں پھیلتی زاویار کے کلون کی مخصوص مہک پر اس کے اوسان بحال ہوئے تھے۔۔ وہ کندے پر تھوڑی ٹیکاتا اشتیاق بھری نظروں سے اِسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔۔" دل پر ہاتھ رکھتی وہ ابھی بھی خوفزدہ سی تھی جبکہ اس کی نظریں فروٹ چاٹ پر تھیں۔

اکیلے اکیلے کیا کھایا جارہا ہے بیگم صاحبہ!" اسے گھوما کر" رخ اپنی جانب کرتا وہ آئی برو اٹھا کر سوالیہ گویا ہوا۔

ہاں تو تم تو مجھے یہاں لا کر بالکل بھول گئے تھے۔۔اب" مجھے بھوک لگ رہی تھی تو کچھ تو کھانا ہی تھا ناں۔۔" شکر تھا کہ وہ ساری چیزوں کی بوتلیں واپس فرج میں رکھ چکی تھی۔

آوہ سوری یار! میں بھول گیا۔۔ چلو ڈنر پر چلتے ہیں۔" وہ" جھٹ یاد آنے پر اس کی کلائی تھامتا باہر لیجانے لگا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔

اور میں نے جو اتنی محنت لگا کر تمہارے لیے فروٹ چاٹ "
تیار کی ہے وہ کون کھائے گا۔" وہ آنکھیں چھوٹی کئے گھور کر
بولی تو وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

میری بیگم نے اپنی محبت سے بنایا ہے تو یقیناً میں ہی "
کھاؤنگا۔" ماتھے پر پیار کرتا وہ باول اٹھا چکا تھا۔۔ مگر ایک
نظر انڈوں کی زردی پر ڈالتا وہ زرا مشکوک ہوا تھا۔

"یہ۔۔"

وہ انڈے اور رفروٹ چاٹ بہت مزے کی ہوتی ہے میں "
تو اسے ہی کھاتی ہوں۔۔ تم بھی ٹرائے کرو۔" گڑبڑا کر
صفائی پیش کی گئی تو وہ اوہ کر کہ رہ گیا۔

تم نے اس پر بلیک پیپر توڈالا ہی نہیں۔۔میں فروٹ چاٹ "
پر بلیک پیپر لازمی ڈالتا ہوں۔۔تم بھی ٹرائے کرنا۔" وہ
کیبنیٹ کا دروازہ کھولتا پسی کالی مرچ چھڑکتا اس کا ہاتھ تھام
کر چیئر پر بیٹھا چکا تھا۔جبکہ وہ ہنسی ضبط کر رہی تھی۔

زوجہ تمہاری یہ دبی دبی سی ہنسی مجھے بہت کچھ غلط ہونے کا "
اشارہ دے رہی ہے۔" دو پیالیوں میں فروٹ چاٹ نکالتا وہ
زرا مشکوک ہوا تھا کیونکہ فروٹ کچھ زیادہ ہی پانی چھوڑ چکا
تھا۔جبکہ اس میں تو شکر بھی نہیں تھی۔

ہر وقت مجھ پر شک ہی کرتے رہنا۔ہاں میرے لئے نہ "
نکالوں۔میں نے ابھی کھائی ہے۔" وہ اسے ایک اور پیالی

میں نکلتا دیکھ گڑبڑا کر جلدی سے بولی تو وہ کندھے اچکاتا ٹھہر گیا۔

"فروٹ چاٹ میں موجود سارے فروٹس کا کانٹے سے پوسٹ مارٹم کرتا وہ زرا متجسس نظر آرہا تھا۔

"زوجہ آپ کو نہیں لگتا کہ آپ نے غیر برادری کے فروٹس کو بھی فروٹ چاٹ کا حصہٰ بنا کر باقی سب کے ساتھ زیادہ کی ہے۔" وہ ناریل، اناس، چیری کو دیکھتا سرسری لہجے میں بولا تھا۔

اتنے نقص نہ نکالو، سیدھے سے بول دو تمہیں کھانی ہی "
نہیں ہے۔۔اب فروٹ تو فروٹ ہوتا ہے چاہے جیسے بھی
کھاؤ۔"ناراضگی ظاہر کرتی وہ ناک سکیڑ گئی۔

اچھا بھئی ناراض تو نہ ہو۔"اس کی ناراضگی کے پیش نظر"
وہ سائیڈ سے ایک اسپون اٹھاتا شرارت سے پورا بھر کر اپنے
منہ میں لیجانے ہی لگا تھا کہ یکدم بیچ میں ہی ٹھہر گیا
تھا۔۔جبکہ زاویار کی حرکات کو بھرپور توجہ سے دیکھتی وہ
اس کے آدھ کھلے منہ کے ساتھ اپنا بھی آدھ کھلا منہ لیتی
ہونق ہوئی۔

یار ایک کام کرو پہلے تم ٹیسٹ کرو۔۔تاکہ مجھے مزید شکر "
کی ضرورت نہ پڑے۔۔میں یمی یمی سا میٹھا میٹھا سا کچھ کھانا
چاہتا ہوں۔" وہ اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دئے
بغیر ہی فروٹ چاٹ کا بھرا ہوا چمچ اس کے آدھ کھلے منہ میں
ڈالتا اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

زویاء ڈارلنگ کیا ہوا بے بی۔۔جلدی سے کھاؤ ناں"
یار۔رک کیوں گئی۔"فل بھرے ہوئے منہ کے ساتھ وہ
اچھی خاصی مزاحقہ خیز شکل لئے روہانسو سی بیٹھی تھی۔۔
حالت کچھ ایسی تھی کہ نہ اگلی جا رہی تھی اور نہ نگلی۔وہ بڑی

توجہ سے کانٹا ہاتھ میں پکڑ کر بیٹھا اس کے نوالہ چبانے کا منتظر تھا۔

"زویاء کھا کیوں نہیں رہی ہو۔" وہ زرا گھور کر بولا تو زویاء نے بامشکل اس عجیب و غریب تیکھی، پھیکی، یا پھر میٹھی سی چیز کو چبانا شروع کیا تھا۔

"ٹیسٹی ہے ناں۔۔" بس آنکھوں سے آنسو آنے کی کمی رہ گئی تھی۔۔ باقی تو وہ اسے ستانے کا سارا سامان کئے بیٹھا تھا۔۔ آنکھوں میں شرارت ہچکولے لے رہی تھی۔

"ہاہاہاہا! یار شکل دیکھو اپنی۔۔۔ باہر نکالو اسے۔۔" وہ زندگی سے بھرپور قہقہہ لگاتا اس کا ہاتھ پکڑ کر سنک کے پاس

لے کر آیا تھا۔۔ جبکہ اب وہ باقاعدہ روتی ہوئی سنک میں کلیُاں کر رہی تھی۔

"کس نے کہا تھا اتنا دماغ چلانے کے لئے جبکہ کھوپڑی میں دماغ موجود ہی نہیں ہے۔" وہ مسکراتا ہوا گلاس میں پانی نکال کر اب اس کے لبوں سے لگا چکا تھا۔ جو سرخ آنکھوں میں ڈھیروں شکوے لئے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"تم بہت بد تمیز ہو۔۔۔ جب تمہیں پتہ تھا کہ یہ فروٹ چاٹ اچھی نہیں ہے تو مجھے کیوں کھلائی۔" وہ الٹا اس سے خفا ہو رہی تھی۔

اور تمہیں جو پتہ تھا کہ فروٹ چاٹ اچھی نہیں۔۔ مگر تم "
پھر بھی مجھے کھلانے پر تلی ہوئی تھیں۔" زاویار نے بھی
خشمگیں نظروں سے گھورا تو نظریں چرا گئی۔

بہت برے ہو تم، بات نہ کرو مجھ سے۔۔ ابھی تک منہ "
جل رہا ہے میرا۔" وہ شکر منہ میں ڈالتی رہا نسو ہو گئی تھی۔

زوجہ محترمہ کارستانی دکھانے سے پہلے انجام کے بارے "
میں بھی تو سوچ لینا چاہیے تھا ناں۔" اس کا چہرہ صاف کرتا
وہ کمر تھپتھپا کر بولا۔

یہ نہیں کہ کھا لیتے مگر نہیں تم کیوں ایسا کرتے۔۔ مجھ ”
سے پیار تھوڑی کرتے ہو تم۔“ اب وہ ایموشنل بلیک میلنگ
پر اتر آئی تھی۔ زاویار نے گھور کر دیکھا تھا۔

چلو آؤ تمہیں اچھا سا ڈنر کرواتا ہوں۔“ اس کو اپنے حصار ”“
میں لیتا وہ ہٹ سے باہر لیجانے لگا تھا۔

اچھا رکو زرا!“ وہ یکدم پلٹ کر واپس آیا تھا۔ اور فروٹ ”
چاٹ کا باول اٹھا کر ایک چمچ بھر کر منہ میں رکھا تھا۔۔ اس
کے پیچھے پلٹ کر آتی زویاء کی آنکھیں باہر آگئی تھیں۔

زاویار کیا کر رہے ہو دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔ پتہ بھی ہے ”
یہ کتنا تیکھا ہے۔۔ اسے کھا کر بد ہضمی ہو جائے گی۔“ ”“ وہ

اس سے تیزی سے باول جھپٹ کر چھین چکی تھی۔۔جو مزید کھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"اب تم نے پہلی بار میرے لئے کچھ اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا تو کھانا تو بنتا تھا ناں۔" وہ منہ کھول کر اپنے منہ کی آگ نکالتا نارمل آنداز میں بولا۔

"شٹ اپ! باہر نکالو اسے۔۔اور یہ پانی پیو۔""زویاء کو اب اس کی بیوقوفی پر طیش آیا تھا۔

"ہاں پھر تا کہ تم بولو کہ میں تو تم سے پیار ہی نہیں کرتا۔" وہ فوراً گنوالہ نکالتا شرارت سے بولا تو وہ گھور کر رہ گئی۔

اب تو تمہیں پتہ لگ ہی گیا تھا ناں۔۔پہلے خاموشی سے کھا" لیتے تو یقین کرتی میں تمہار محبت کا۔"" وہ سرد سانس خارج کرتا آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

بیوی کو خوش کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے زاویار" فاروقی۔۔"خود ساختہ قیاس آرائی کرتا وہ اس کی ہمراہی میں ہٹ سے باہر نکل آیا تھا۔۔جبکہ اب اس کا ارادہ ڈنر پر جانے کا تھا۔

ظاہر سی بات ہے تم زاویار فاروقی ہو کوئی ناول کے ہیرو" تھوڑی جو اپنی ہیروئن کے لئے کچھ بھی کر گزرتا ہے۔۔"زویاء اور زویاء کی افسانوی دنیا۔۔۔"وہ تاسف زدہ

نظروں سے گھورتا خاموش رہا جواب رات کی تاریکی میں بیچ کے سحر آنگیز منظر میں کھوئی پانی کی جانب دوڑ پڑی تھی۔

"وہ۔۔۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے! زویاء یار پہلے ڈنر" تیزی سے پکارتا اس کے پیچھے دوڑا تھا۔۔۔ جو کھلکھلاتی ہوئی پانی سے کھیل رہی تھی۔

"ہالہ اب تمہارے پیر کا زخم کیسا ہے؟" وہ روم میں آتا نرمی سے استفساریہ آنداز میں گویا ہوا تھا۔۔ بیڈ پر براجمان ہالہ

نے ندامت سے اس کی جانب دیکھا۔ جو کل سے کھینچا کھینچا خاموش سا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں حیدر! تم یہ بتاؤ ہم گھر کب واپس جائیں گے۔" وہ لیپ ٹاپ اٹھاتا صوفے پر پیر پسار کر آرام دہ انداز میں بیٹھ گیا تھا۔

"تم بتاؤ تم کیا چاہتی ہو۔ آگر بولو تو کل صبح نکلتے ہیں۔" اس کا لہجا ہنوز نرم تھا۔۔ جبکہ نگاہیں لیپ ٹاپ اسکرین پر مرکوز تھیں۔

میں کہ رہی تھی کہ باہر چلتے ہیں۔۔کل سے میں گھر میں" ہوں۔۔اب بور ہو گئی ہوں۔" وہ اسکے لہجہ کا روکھا پن محسوس کرتی بات گھما کر اب بلاوجہ طول دے رہی تھی۔

"شیور جیسی تمہاری مرضی۔" وہ تو جیسے اس کا فرمابردار اس کے حکم کا تابع تھا۔ جھٹ لڈ گرا تا لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔۔اس کی ایک ایک کراوائی کا بغور جائزہ لیتی وہ لب چبا گئی۔

"حیدر تم ناراض ہو مجھ سے؟" وہ جب قریب آیا تو وہ اس کا ہاتھ تھام کر معصوم سی نگاہیں اٹھائے اسے تکنے لگی جواب اس کے فریب میں انے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

ہالہ دو فریقین کے مابین ناراضگی قائم کرنے کے لئے کسی" نا کسی مثبت وجہ کا ہونا لازمی ہے۔۔اور میرے اور تمہارے درمیان ایسی کوئی وجہ موجود نہیں کہ میں تم سے ناراضگی ظاہر کروں۔۔" لہجے کہ کڑواہٹ پر اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں تھیں۔

حیدر!" حیدر نے اِس کے ہاتھ نہیں جھٹکے تھے۔ مگر" حوصلہ بھی نہ دیا تھا۔

بولو ہالہ! تم بتاؤ آخر کیا چاہتی ہو۔۔ جیسا تم بولو گی بالکل" ویسا ہی ہو گا۔۔" ہالہ نے نم نگاہوں سے اس ستمگر کو دیکھا جو تپتی دھوپ میں ایک سایہ دار شجر جیسا تھا۔ جبکہ وہ اپنی

نظریں کھڑکی سے پار نظر آتے پہاڑوں کی دلکشی پر مرکوز کئے کھڑا تھا۔

"میں باہر جانا چاہتی ہوں۔۔ وہاں تو تم لے کر جا نہیں رہے۔" وہ شکوہ کناں لہجے میں منہ بسور کر بولتی اپنے آنسو بیدردی سے رگڑ چکی تھی۔۔

"چلو تمہیں باہر لے کر جاتا ہوں۔" وہ سیکنڈز میں اسے اپنی مضبوط بانہوں میں اُٹھا چکا تھا۔۔ جبکہ وہ زِیر لب مسکراتی ہوئی اس کے گلے میں محبت و چاہت سے بانہیں ڈالتی اپنا چہرہ اس کے شیوہ زدہ چہرے کے قریب کر گئی تھی۔

چلیں!" ایک نظر اس کے مسکراتے چہرے پر ڈالتا وہ "
سپاٹ تاثرات کے ساتھ بولا تو وہ ہولے سے سر ہلا کر
مسکرا دی۔ جو یونہی اسے گود میں اُٹھائے کوٹیج کی سیڑھیاں
اترتا اب پکی سڑک پر چلتا ہوا دریا کی جانب جانے لگا تھا۔

حیدر مجھے پہاڑوں کو قریب سے دیکھنا ہے۔" وہ زرا لاڈ "
سے بولی تو حیدر نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کر اسے
ایک تیز نگاہ سے نوازہ تھا۔ جبکہ مقابل کی آنکھوں میں ایک
معصوم آئی التجا تھی جیسے وہ رد نہیں کر سکا تھا۔۔

ہمیں واپس لوٹنے میں کافی رات ہو جایئے گی۔۔اور جب"
تک یہاں سردی اپنے عروج پر جا پہنچے گی۔۔ابھی بھی وقت

ہے سوچ لو۔" بلکہ تمہیں تو ابھی سے سردی لگ رہی ہے۔" وہ اس کا سرخ چہرہ دیکھ تفشیش بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"تو یہ تمہاری جیکٹ کس دن کام آئے گی۔" وہ آئی برو اٹھائے اس کی لیدر کی براؤن جیکٹ پر شرارت سے ہاتھ پھیرتی مسکرائی۔ حیدر نے بغور اسے کے بدلے بدلے تیور دیکھے تھے۔

"تمہارا مطلب ہے میں جن کا بچہ ہوں۔۔ کیا مجھے سردی نہیں لگتی۔" وہ خشمگیں نگاہوں سے گھور کر بولا تو وہ ہلکا سا قہقہہ لگا اٹھی۔

تو کیا تم میرے خاطر زرا سی ٹھنڈ بھی نہیں برداشت کر" سکتے۔"" وہ آنکھیں چھوٹی کئے گھور کر بولی تو اس نے محض گھورنے پر اکتفا کیا۔

"تم نہیں سدھرو گی۔"

ویسے تم کافی بھاری ہو ہالہ!" چہرے پر سنجیدہ تاثرات" سجائے وہ اسے چھیڑنے کی غرض سے بولا تھا۔ جبکہ وہ تو توقع کے عین مطابق بدک گئی تھی۔

حیدر میں جسٹ ففٹی فائیو کے جی کی ہوں۔ خبردار جو تم" نے مجھے موٹا کہا تو۔" وہ تو تلملا کر رہ گئی تھی۔

جسٹ ففٹی فائیو۔" وہ استہزائیہ مسکرایا۔ تو مزید سیخ پا ہو"
گئی تھی۔۔ جبکہ اب اسے یونہی گود میں اٹھائے ٹریک پر آ چکا
تھا۔

تم تو مجھے ابھی سے موٹی موٹی بول رہے ہو۔۔ شادی کے"
کچھ سال بعد تو مجھے دیکھو گے بھی نہیں۔" وہ روہانسی ہو گئی
تھی۔

ظاہر سی بات ہے۔ اب بندہ ساری زندگی ایک ہی روندو"
شکل لڑکی کو تو دیکھ دیکھ کر نہیں گزار سکتا ناں۔" وہ بھی
کہاں باز آنے والا تھا۔

تمہارا مطلب ہے جب تمہارا دل بھر جائے گا تو تم اس" فلورا باندری جیسی کوئی نئی لے آؤ گے۔" وہ آنکھیں بڑی کئے زرامزید اس کے قریب ہوتی گھور کر اپنا خدشہ ظاہر کرتی بازپرس پر اتر آئی تھی۔

"کوئی مسلہ ہے کیا؟" وہ شرارت سے آنکھ مار کر بولا تو وہ مٹھیوں میں اس کے بال جکڑ گئی تھی۔

"حیدر!" وہ اب قہقہے پر قہقہے لگا رہا تھا۔ جبکہ راہ گزر شخصیات میں سے کوئی ناگواری سے تو کچھ لوگ اشتیاق سے اس جوڑے کو آنکھ بھر کر دیکھ رہے تھے۔۔ جو ایک ساتھ بے حد حسین لگ رہے تھے۔

مالا ہمدانی کو شرجیل احمد کے گھر میں قیام کئے کافی دن بیت چکے تھے۔ مگر وہ تھا کہ نجانے کس قسم کی حرکتوں میں ملوث تھا۔۔بقول ملازمین احمد صاحب کا بزنس دن بادن کرائسسز میں جارہا تھا۔۔ مگر وہ تھا کہ ہر شے فراموش کئے لاپرواہ سا بالکل مطمئین تھا۔

"مالا بی بی کھانا لگ گیا ہے۔" وہ بالکنی میں کھڑی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ عقب سے اُبھرتی ملازمہ کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تھی۔

شرجیل صاحب آ گئے ؟" وہ یونہی پوچھ بیٹھی تھی۔ جبکہ "
وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"نہیں میڈم! شرجیل صاحب تو لیٹ آتے ہیں۔"

اچھا تم جاؤ۔۔ میں آتی ہوں۔" وہ اس کو روانہ کرتی خود "
بھی اس کے ساتھ ہی نیچے آئی تھی۔ احمد ولا کا زیادہ تر حصہ
تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ یہ وہ گھر تھا جہاں اس کا بچپن سے
آنا جانا تھا۔۔ احمد صاحب اور ثانیہ بیگم نے اپنی زندگی میں
اس گھر کی ایک ایک چیز کو بہت محبت اور مان سے سجایا
تھا۔۔

وہ سر جھٹکتی ڈائیننگ ٹیبل پر اکیلی بیٹھی بہت رغبت سے کھانا نوش فرمانے لگی تھی۔ جبکہ اب حالات پہلے سے بدل چکے تھے اب ہمہ وقت یہاں ملازمین کی فوج موجود نہیں ہوتی تھی۔۔ بہت کچھ تھا جو وقت کہ ساتھ ساتھ خاموشی سے بدل گیا تھا۔

شرجیل نے کہا تھا وہ جبران جہانگیر اور اس کی بیٹی کو ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔۔ مگر نجانے کیوں اب وہ مایوس ہونے لگی تھی۔۔ جبران نجانے کہاں تھا اور اس کی بیٹی کتنے دن ہو گئے تھے اسے اپنی بیٹی کو دیکھے ہوئے۔۔۔

اپنے خیالوں میں گم وہ کھانا مکمل کرتی سیڑھیاں چڑھتی شرجیل کے روم میں آگئی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی تاریکی میں ڈوبے کمرے نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔ کھڑکیوں کے کھلے پلوں کے باعث تیز ہوا سے لہراتے پردوں کے ساتھ چھن کر آتی چاند کی دودھیا روشنی کی وجہ سے کمرے میں زرا اجالا سا بکھر گیا تھا۔

وہ قدم اُٹھاتی نزدیک چلی آئی۔ دیوار پر لگے بورڈ پر ہاتھ مارا" تو پورا کمرہ روشنیوں میں نہا گیا تھا۔۔ مگر سامنے نظر جاتے ہی اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب بیڈ کے پیچھے لگے لارج

سائز فوٹو فریم میں شرجیل اور ہالہ کی شادی کی تصویر کو جگمگاتے دیکھا۔۔

وہ حیران پریشان سی دھیرے سے قدم اٹھاتی نزدیک آئی تھی۔ وہ شاکڈ میں تھی یا پھر جلن محسوس کر رہی تھی یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کیونکہ دوسری جانب نظر جاتے ہی وہ مزید حیرانگی کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی تھی کہ کمرے میں ہر جگہ صرف ہالہ کی تصاویریں موجود تھیں۔۔ ایک مخصوص دیوار پر صرف شرجیل اور ہالہ کی تصویریں موجود تھیں۔۔ آنکھوں سے کب آنسو نکل کر رُخساروں پر بہ نکلے تھے اسے خبر ہی نہ ہوئی تھی۔۔ بہتی آنکھوں سمیت

ہی وہ دھیرے دھیرے سے قدم اُٹھاتی وہ ان تصاویروں کے نزدیک آئی تھی۔

نامحسوس آنداز میں انہیں چھو کر دیکھتی وہ سسک اُٹھی تھی۔۔ جسے برباد کرنے کی خاطر، شرجیل سے دور کرنے کی خاطر اس نے اپنی زندگی تک تباہ کر ڈالی تھی وہ تو پورے حق سے اب تک شرجیل احمد کے دل اور حواسوں پر بری طرح سے چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

"کیوں مہالہ انصاری! تم کیوں میرے اور شرجیل کے درمیان رکاوٹ بن گئیں۔۔ کیوں برباد کیا خود کو بھی اور

مجھے۔۔۔آخر کیوں ہالہ۔۔"شدتوں سے بلکتی دیوار پر ہاتھ مار کر اس کی کتنی ہی تصاویروں کو فرش پر بکھیر گئی تھی۔۔

ہالہ کے چہرے پر کھلتی پر سکون مسکراہٹ اور شرجیل کی قربت کے رنگ اسے ہمیشہ مکمل اور خوبصورت بناتے تھے۔۔جبکہ وہ ہمیشہ سے ادھوری اور ان چاہی تھی۔۔

کاش کہ تمہیں بھی کسی سے محبت ہو ہالہ اور وہ تمہیں" بالکل اسی طرح ٹھکرا دے، جس طرح شرجیل احمد نے میری محبت کو ٹھکرا دیا تھا۔۔"رسی جل گئی تھی مگر بل ابھی تک نہیں گیا تھا۔۔محبت کا غم تھا کہ ہر بار نئے سرے سے تکلیف سے دوچار کرتا تھا۔۔اب بال مٹھیوں میں جکڑے وہ

زمین پر بیٹھی اپنی کم مائیگی پر ماتم کناں تھی کہ جبھی ملازمین پر شرجیل کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سن وہ تیزی سے اپنے آنسو پونچھتی نیچے بھاگی تھی۔ جہاں وہ غصہٰ سے پاگل ہوا نجانے کیوں چلا رہا تھا۔۔

"محمود صاحب! یہ ہالہ اور حیدر کب تک واپس آئیں گے؟" صائمہ درانی بیڈ پر نیم دراز ہو نہی پوچھ بیٹھی تھیں۔

"بھئی جب ان کا دل چاہے گا۔" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولے تھے۔

مگر پھر بھی۔۔۔یکدم سے گھر خالی ہو گیا زویاء کی بھی "
اتنی اچانک رخصتی کر دی آپ لوگوں نے۔۔مجھے تو گھر
کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔" وہ اپنی دلی حالت بیان کرنے
لگیں تھیں۔

تو بھئی آپ بھابھی کے پاس چلی جایا کریں۔" وہ اپنی "
کتاب سائیڈ میں رکھتے اب باقاعدہ ان کی جانب متوجہ
ہوئے تھے۔

میرا اور بھابھی کا ٹائم اسے ہی گزرتا ہے مگر اب ہمیں اپنے "
بچوں کی یاد آرہی ہے بھئی۔" وہ زرا خفگی سے بولیں۔

یاد تو مجھے بھی بہت آ رہی ہے۔۔ مگر خیر ہے یہی دن ہیں" بچوں کے، ایک دوسرے کے ساتھ گزارنے دیں۔" وہ ہولے سے مسکرائے۔۔ جبھی کوئی دروازہ نوک کرتا روم میں داخل ہوا تھا۔

برخوردار آج کیسے یاد آ گئی ماں باپ کی۔" محمود صاحب" اپنے دوسرے لاڈلے کو دیکھ مسکرا کر زرا طنزیہ آنداز میں بولے تھے۔۔ جو ہو بہو حیدر دُرانی کی کاپی تھا۔۔

اونچا دراز قد، جازب نظر نین نقش اور براؤن آنکھوں مین ہمہ وقت پنپتی شرارت وہ کچھ روز قبل ہی لندن سے لوٹ

کر واپس آیا تھا۔۔اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد وہ کچھ عرصہ وہیں ٹھہر گیا تھا۔

"بس ویسے ہی آپ یہ بتائیں یہ زویاء آپی اور حیدر بھائی کب واپس آرہے ہیں۔۔میں اتنے سالوں بعد واپس آیا ہوں اور یہاں کوئی موجود ہی نہیں ہے میرے استقبال کے لئے۔ میں تو بور ہی ہو گیا ہوں۔" وہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر زرا روٹھے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"تو کیا خیال ہے برخوردار آپ کی بوریت کو دور کرنے کا مستقل انتظام نہ کر دیں۔" محمود صاحب کے معنی خیز جملے پر وہ رخ پلٹتا ان کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

بابا نیکی اور وہ بھی پوچھ پوچھ، ناٹ بیڈ!" وہ شرارت سے "
گویا ہوا تو محمود صاحب قہقہہ لگا اُٹھے جبکہ صائمہ بیگم نے
اس کے سر پر ایک چپت رسید کی تھی۔۔۔

خوش آئندہ صبح کا پر رونق آفتاب اپنے مقررہ وقت پر
مشرق کی جانب سے طلوع ہوتا ہر سو اپنی نرم گرم سی

کرنیں بکھیر چکا تھا۔ سمندر کنارے بنے ریزورٹ کی روم ونڈو سے نظر آتے پر کیف مناظر آنکھوں کو تازگی سی بخش رہے تھے۔ زویاء آج ذرا جلدی زاویار کی جاگ سے قبل بیدار ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ تھا جو ایک خوبصورت رات کے اختتام کے بعد ابھی تک خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔

"زاویار! اُٹھ بھی جاؤ۔۔ میں صبح سے تمہارے انتظار میں بھوکی گھوم رہی ہوں۔۔ اب تو دوپہر ہونے والی ہے۔" وہ تیسری بار اُسے اٹھانے کی غرض سے روم میں آئی تھی۔ جو مزید خود کو کمفرٹر میں چھپاتا آنکھیں موند گیا تھا۔

زاویار تم جاگ رہے ہو یا نہیں؟" وہ زچ ہو گئی تھی۔"

زاویار! وہ کمبل کھینچ گئی تو اس نے مندی مندی سی" آنکھیں کھول کے اسے گھورا۔

کیا مسئلہ ہو گیا ہے اب تمہارے ساتھ۔ کم از کم اس وقت" تو مجھے سکون کی نیند سونے دو۔ رات بھر تم نے مجھے جگائے رکھا ہے۔۔" وہ زرا چڑ کر خود پر کمبل کھینچ گیا تھا۔ جبکہ وہ اس الزام پر سرخ پڑ گئی تھی۔

جھوٹے زاویار! تمھیں خود سڑکیں ناپنے کا شوق چڑھا ہوا" تھا اور سارا ملبہ میرے سر پر انڈیل رہے ہو۔" وہ اس کی ضد اور الزام پر تڑپ کر رہ گئی تھی، غصہ سے سرخ پڑتی گھوم کر

بیڈ کے دوسری جانب آئی تھی۔۔اور کچھ روز قبل کی اس کی حرکت یاد کر وہ بدلہ لینے کی غرض سے سیدھی اس کے عین سامنے آکر ٹھہری تھی۔۔وہ جو اس کی طرف سے کسی کارروائی کا منتظر تھا خود پر سے زرا سا کمبل ہٹاتا وہ سر نکال کر باہر دیکھنے ہی لگا تھا۔۔ مگر اسے اپنے بیحد نزدیک جھکا کھڑا دیکھ مشکوک ہوا۔

"کیا ہوا میرے سر پر کیوں سوار ہو گئی ہو؟" وہ اِرد گرد سرسری سے نگاہ ڈالتا مشکوک نظروں سے گھور کر سوالیہ گویا ہوا۔۔جو آنکھیں جھپکاتی تھوڑا اور نزدیک آئی تھی۔

کیا صبح صبح رومانس کا موڈ ہو رہا ہے۔" وہ اس کی چمکتی "
آنکھوں میں مخفی شرارت سے لاپرواہ آئی بروا ٹھا کر معنی
خیزی سے بولا۔ جبکہ ہاتھ پیچھے باندہ کر کھڑی زویاء اپنا ایک
گھٹنا بیڈ پر ٹیکائے اس کے کان کے نزدیک جھکی جبکہ وہ اس
کی مہربانیوں پر فوری ہمہ تن گوش ہوا تھا۔

زاویار فاروقی آپ اٹھ کر میرے لئے ناشتہ بنا رہے ہیں یا" "
نہیں؟" اس قدر نازک صورت حال میں نہایت ہی بد
زائقہ سوال موصول ہونے پر اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے
تھے۔

میں نہیں اٹھ رہا۔۔جاؤ کر لو جو کرنا ہے۔" وہ واپس اپنا سر "
تکیہ پر مارتا آنکھیں موند گیا اور اس بار چودہ طبق روشن
ہونے کی باری زاویار کی تھی۔۔کان کے نزدیک جھکی کھڑی
زویاء شرارت سے ایک خطرناک جسارت کرتی تیزی سے
بھاگ پڑی تھی۔

زویاء!!!اب نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں۔" کمفرٹر "
سمیت پانی میں بھیگا اور صبح صبح کی بن موسم برسات پر
چنگھاڑتا وہ اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔جو ہٹ سے باہر نکل کر
بیچ کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

رکو تم۔۔۔ تمہیں تو میں ابھی بتاتا ہوں۔۔" وہ بھی غصے

سے بڑبڑاتا ہوا اس کے پیچھے ہی آ رہا تھا کہ عین راستہ میں اس

کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا تھا اور وہ خود کو سنبھالنے کی ناکام

سی کوشش میں کسی نازک وجود سے ٹکراتا زمین بوس ہو گیا

تھا۔ خود کو کسی نازک سے وجود پر محسوس کر اس کے حواس

جھنجھنا اٹھے تھے۔۔ وہ فوراً پلٹا تھا جبکہ وہ وجود اس پر اپنی

گرفت مضبوط کیے اس کے ساتھ ہی ڈھلان سے پھسل سا

گیا تھا۔۔

معاً بیچ کے کنارے ٹھہرتی زویاء اپنی آنکھوں کے سامنے چلتا واہیات منظر دیکھ منہ کھولے، خونخوار انداز میں تیزی سے چلتی نزیک آئی تھی۔

"اف ائم سو سوری زاویار! تمہیں لگی تو نہیں؟" اٹھ کر بیٹھتا زاویار کسی مانوس آواز پر چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"زیمل تم یہاں۔۔" زاویار کو اس کی اس وقت موجودگی کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔ جو لانگ میسکی اور شارٹ ٹراؤزر جو گرز کے ساتھ سر پر ہیٹ لگائے اب اپنے کپڑوں کی مٹی صاف کر رہی تھی۔

یہ کون ہے زاویار!؟" زویاء اسے کسی پھولن دیوی ٹائپ"
کی لڑکی سے الیک سلیک کرتا دیکھ بھونچکارہ گئی تھی۔ جبکہ وہ
اس کے تنے تاثرات دیکھ نرمی سے اپنے قریب کر گیا۔

زویاء یہ میری بہت اچھی دوست، اور ایک کامیاب ماڈل"
ہیں زیمل۔" وہ مسکرا کر تعارف کروا رہا تھا۔ جبکہ زویاء کی
کینہ توز نگاہوں کا تاثر خاصہ خشک تھا۔

از شی یور وائف رائٹ؟" وہ تصدیقی لہجے میں بولی تو زاویار"
نے ہولے سے سر کو خم دے کر ایک رسمی مسکراہٹ کا
تبادلہ کیا تھا۔۔ جبھی پیچھے سے ساتھ ساتھ آتے شناسہ
لوگوں کو دیکھ کر زاویار کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

ہیلو زاویار! ہاؤ آر یو؟" وہ ادھیڑ عمر شخص زرا نزدیک آ کر" گویا ہوا تھا۔ زویاء نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ جو انہیں ایک طرف کو لے جاتا زرا علیحدہ میں ہوتا ان کے ساتھ سنجیدگی سے گفتگو میں مصروف ہو گیا تھا۔

زویاء چلیں!" ان کے درمیان نجانے کیا طے پایا تھا وہ" لوگ وہیں سے واپس پلٹ گئے تھے۔۔ جبکہ زویاء نے ماڈل کی نظریں بخوبی زاویار کے وجود کا طواف کرتی محسوس کر اسے گھورا تھا۔

زاویار یہ کون لوگ ہیں؟ اور یہاں کیا کر رہے ہیں؟ تم" نے کہا تھا یہ پرائیویٹ پلیس ہے یہاں کوئی نہیں آ جا سکتا۔"

وہ پیچھے موڑ کر اس پھولن دیوی کو دور جاتا دیکھ زرا ناراضگی سے بولی تھی۔

یار سوری میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا۔" وہ گردن جھکا کر "" کان کھجانے لگا تھا۔ زویاء کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

کیا بتانا بھول گئے تھے؟ وہ مشکوک ہوئی۔"

ایکچوئیلی یہ مالدیپ میں ہماری رہائش کے سارے" انتظامات ثقلین صاحب نے کیے ہیں۔ ایکچوئیلی ایک سانگ کی شوٹنگ کے لئے یہ لوکیشن ڈیسائیڈڈ تھی۔ تو بس میں ساتھ تمہیں بھی لے آیا۔۔ صرف دو سے تین دن کے

شوٹس ہیں۔اس کے بعد ہم فری ہیں۔" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

زاویار تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" وہ یکدم بکھر گئی" تھی۔

یار اس میں مسئلہ ہی کیا ہے۔۔بس دو دن کی تو بات" ہے۔۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

نہیں کیا مطلب ہے تمہارا! شادی کے بعد پہلی بار ہم" کہیں گھومنے کے لئے آئے ہیں۔۔اور تم ہمارا ہنی مون پیریڈ ان فضول سے لوگوں کے ساتھ خراب کرنا چاہتے

ہو؟'' وہ اس کے ہاتھ جھٹکتی ناراضگی ظاہر کرتی فاصلہ پر جا کھڑی ہوئی تھی۔

''یار زویاء! میں تو ایسا نہیں چاہتا تھا مگر یار سمجھا کرو ناں۔''

وہ بال مٹھیوں میں جکڑ تازچ ہو گیا تھا۔

''ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔۔جو دل میں آئے کرو۔۔مجھے پہلے ہی تمہاری جلد بازی کی وجہ کو سمجھ جانا چاہیے تھا۔۔میں فضول میں خوش فہمی پال کر بیٹھی تھی کہ یہ سب زاویار صاحب نے میرے لئے کیا ہے۔'' وہ نروٹھے پن سے سر جھٹکتی تیز تیز قدم اُٹھاتی ہٹ میں آندر

چلی گی تھی۔۔ جبکہ وہ ایک تاسفی سانس خارج کرتا اس کے تعقب میں گیا تھا۔۔

مالا حواس باختہ سی دوڑتی ہوئی نیچے آئی تھی۔۔اور وہاں آکر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب درد سے دہرا ہوتا شرجیل اپنا سرخ مادہ سے رنگا ہاتھ تھامے لب بھینچے بیٹھا اپنا درضبط کر رہا تھا۔

شرجیل کیا ہوا تمہیں؟ یہ چوٹ کیسے آئی تمہیں؟'' وہ'' حیران پریشان سی دوڑ کر نزدیک چلی آئی تھی۔۔جو بازو میں

انگلیاں پھنسائے اپنی تکلیف پر شدید ضبط کے عالم میں شاید آنسو چھپا رہا تھا۔

"مالا یہاں آؤ جلدی۔" اس نے کس قدر ضبط سے پکارا تھا یہ تو محض وہی جانتا تھا۔

"ک۔۔ کیا ہوا ہے تمہیں شرجیل یہ اتنا خون کیوں بہ رہا ہے؟" وہ خوف زدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ ملازمین اس کی ایک دھاڑ پر پہلے ہی اپنے اپنے کوارٹرز میں جا کر بند ہو گئے تھے۔

"میرے بازو میں گولی لگی ہے۔" مالا نے حیرت کی زیادتی سے اسے دیکھا تھا۔

تو تم۔۔ یہاں کیوں بیٹھے ہو۔۔ چلو ہم ہسپتال چلتے ہیں۔"""
وہ اس کے کندھے پر اپنا کپکپاتا ہوا ہاتھ رکھتی وحشت زدہ سی رہ گئی تھی۔

نہیں۔۔ ہسپتال نہیں۔۔" وہ تیزی سے اس کی بات کاٹ "
گیا۔

شرجیل ضد مت کرو،، بہت خون بہ گیا ہے تمہارا۔" اس "
کی روح تک کانپ اُٹھی تھی۔ لرزتے وجود کو وہ بامشکل خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔

مالا تم ضد نہ کرو۔۔ بلکہ جلدی سے میرے روم سے" فرسٹ ایڈ باکس اُٹھا کر لاؤ۔" وہ جبڑا بھینچتا چنگھاڑنے کے آنداز میں بولا تھا۔

شرجیل تم کیا کرنے لگے ہو۔" اضطرابی کیفیت سے" دوچار مالا کے قدم ہلنے سے انکاری ہو گئے تھے۔

مالا جلدی جاؤ۔۔ پلیز۔" اس کی التجا پر وہ الٹے پاؤں اس" کے روم کی جانب بھاگی تھی اور لمحوں میں باکس تھامے وہ صوفے پر اس کے نزدیک آئی تھی۔

جلدی سے کچن میں جاؤ۔ اور وہاں سے کوئی بھی چاکو تیز" گرم کر کے لاؤ۔" شرجیل کی آدھی ادھوری باتوں کا مفہوم

وہ بخوبی سمجھ رہی تھی۔ جبھی وہ سیکنڈ سے بھی پہلے کچن کی جانب بھاگی تھی۔

فروٹس کاٹنے والی ایک چھوٹے سائز کی چھری کو چولہے پر" تیز گرم کرتی وہ اس کے پاس آئی تھی۔

یہ لو شرجیل۔" وہ ہانپتی کانپتی قریب آئی۔"

کیا مطلب ہے یہ لو۔۔ جلدی سے میرے بازو سے گولی" باہر نکالو فاسٹ۔" شرجیل کے حکمیہ آنداز میں دی جانے والی ہدایت پر اس کی آنکھیں اُبل پڑی تھیں۔

میں؟تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟" وہ اس قدر گھمبیر صورت حال کے باعث چلا اُٹھی تھی۔

"دماغ میرا نہیں بلکہ تمہارا خراب ہے۔۔شاباش جلدی کرو۔۔۔" وہ لب دبائے اسے فورس کرنے لگا تھا۔

"شرجیل تمہیں کچھ ہو جائے گا۔" وہ بے چارگی سے بولی تھی۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔ٹرسٹ می۔۔تم گولی باہر نکالو۔" وہ سرخ پڑتی آنکھوں میں عجیب سی وحشت رقم ہونے کے باوجود اس کی ہمت باندھنے لگا تھا۔۔جو نا چاہتے ہوئے بھی

کپکپاتے ہاتھوں سے چاقو کی نوک بے دردی سے اس کے گوشت میں ڈالتی آنکھیں میچ گئی تھی۔

"بس گولی اپر ہی ہے۔۔ جھٹکے سے باہر نکال لو۔" وہ اپنے لبوں کو سختی سے بھینچ گیا تھا۔۔ جبکہ کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد بہکتی نگاہ کے باوجود وہ اس کی ہدایات پر عمل پیرا گولی باہر نکال چکی تھی۔

"یااللہ!" چھری کو فرش پر گراتی وہ ڈگمگاتے قدموں سمیت صوفے پر ڈھیر ہو گئی تھی۔

مالابی بریو۔ چلو شاباش جلدی سے میرے زخم کی پٹی "
کرو۔" وہ ایک اور حکم پر شدت گریہ سے سرخ پڑتی
آنکھیں میچ گئی۔

شرجیل احمد میں مر جاؤنگی۔۔بس اب مجھ سے نہیں "
ہو گا۔" اتنا زیادہ خون دیکھ اس کے اوسان پہلے ہی خطا
ہو گئے تھے۔۔ سُرخ فرش پر ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی
جانور ذبح کر دیا ہو۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا مالا۔۔۔البتہ تمہاری اس بزدلی کے "
سبب میں ضرور جان سے جاؤنگا۔" وہ اس کی مسلسل ایک
ہی گردان پر ناچاہتے ہوئے بھی غصہٰ ہو گیا تھا۔

تم ہمیشہ میرا ضبط کیوں آزماتے ہو شرجیل احمد! جبکہ "
جانتے ہو کہ میں تمہیں کبھی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ
سکتی۔" سسکتی ہوئی وہ ایک بار پھر خون سے رنگے ہاتھوں
سے اس کی بینڈج کرنے میں مصروف، وہ لفظ ادا کر گئی تھی
جنہیں وہ کبھی غلطی سے اُس وقت بھی زبان پہ نہ لائی تھی
جب اسے دیوانگی کی حد تک چاہتی تھی۔

"آ گر محبت و عشق میں کڑا امتحان نہ دیا تو بھلا کیا خاک عشق
کی انتہاؤں کو محسوس کیا۔" وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔ جبکہ وہ
بینڈج کرنے کے بعد مزید وہاں نہیں رک سکی تھی۔۔اُلٹے
قدموں بھاگتی وہ اپنے روم میں بند ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ آج

کی تاریخ میں رونما ہوا تمام تر واقعہ سوچ اپنے لب بھینچ گیا تھا۔۔۔

۔۔

یار تم کچن میں کیا کر رہی ہو؟'' وہ ہالہ کو کچن میں کھانے'' پینے کی آشیا کے ساتھ زور آزمائی کرتا یکھ نا سمجھی سے مسکراتا ہوا نزدیک آیا۔

کچن میں کیا کرتے ہیں؟" آئی بروا ٹھا کر اُلٹا سوال داغا گیا"
تھا۔

لیکن تم اپنی حالت دیکھو۔" وہ ضرورت سے زیادہ ہی"
پریشانی ظاہر کر رہا تھا۔

کیا ہوا میری حالت کو؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھتی لہجے میں"
ناراضگی سموئے آئی بروز اٹھا کر استفہامیہ نگاہوں سے گھور
کر بولی۔

یار میرا مطلب تھا تمہارے پاؤں میں ابھی زخم باقی"
ہے۔۔اتنا زیادہ چلنا پھرنا ٹھیک نہیں ہے۔" وہ ماتھے پر بل
ڈالے پریشانی سے بولا تھا۔

حیدر کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔بہت معمولی سا زخم تھا۔اب" تو بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔بلکہ میں تو یہ فضول سے پٹی بھی کھولنے کا سوچ رہی ہوں۔" وہ اپنے پاؤں کو دائیں بائیں جنبش دیتی ہلکی مسکراہٹ سنگ بولی تھی۔

خبردار جو ایسی فضول حرکت کی تو۔" وہ لمحوں میں خفا ہوا" تھا۔

اب تم زیادہ پوزیسو ہو رہے ہو۔" وہ طنزیہ نظروں سے" گھور کر بولی تو وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اپنے نزدیک کر چکا تھا۔

ہاں ہو رہا ہوں تو؟" دھونس جماتا آنداز۔ وہ آنکھیں گھما"
گئی۔

تو یہ حیدر دُرانی،، ہیں ہالہ انصاری ہوں تمہاری ذاتی"
پراپرٹی نہیں۔ جیسے تم اپنی مرضی کے مطابق
چلاؤ گے۔۔۔" وہ بھی ایک لمحے میں حساب بے باک کر
گئی۔

ہالہ انصاری آپ نہ صرف میری ذاتی پراپرٹی ہیں، بلکہ"
میرے عشق کی انتہا بھی ہیں۔۔ تمہارے وجود سے لے کر
انے جانے والی ہر ایک سانس پر صرف اور صرف میرا حق
ہے۔" وہ زرا سا جھکتا کان کے نزدیک دھیمی سی جنون آمیز

سرگوشی کرتا اسے بوکھلا گیا تھا۔ جو اس کی سانسو کی حدت اور قیامت برپا کرتی قربت پر اپنا سانس تک روک گئی تھی۔۔ وہ بھلا کب اس کے اتنا نزدیک آیا تھا۔

"حیدر!" انگلیوں کے پوروں سے اُس کی تھوڑی اور حیا سے سرخی مائل چہرہ ٹریس کرتا وہ اسے اچھے خاصے مخمصے میں ڈال گیا تھا۔

"حیدر!" جب وہ مزید شرارت اپنی گستاخیوں سے باز نہ آیا تو وہ جھلبلا کر پکار اٹھی تھی۔۔ مگر وہ اسے سن ہی کب رہا تھا۔۔ وہ تو بس اپنے عشق کے لمس کو قریب سے محسوس کر رہا تھا۔۔ جس کا اس نے سالوں شدت سے انتظار کیا تھا۔

پیچھے ہٹو بد تمیز انسان! تمہیں نظر نہیں آرہا میں کچن میں "
کھانا بنا رہی ہوں۔" وہ نا قابل برداشت قربت، اور عجیب
سی صورت حال سے زچ ہوتی اسے پیچھے دھکیل کر خائف
سی الٹا اسی پر چڑھ دوڑی تھی۔ تلاطم برپا ڈھڑکنوں کی گونج
پر اس کی ہتھیلیاں تک بھیگ گئی تھیں۔

مجھے تو سب نظر آرہا ہے۔۔ مگر تمہیں کبھی کچھ نظر نہیں "
آتا۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کو کمپوزڈ کرتا وہ ذو معنی لہجے
میں بولا تھا جس پر اُس کا کان دھرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

چلو نکلو میرے کچن سے۔۔ اور مجھے سکون سے ڈنر بنانے "
دو۔" وہ اسے کچن سے باہر کی جانب دھکیلتی اپنی خفت چھپانا

چاہ رہی تھی۔۔ جبکہ وہ ٹس سے مس ہوئے بغیر مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"مجھے وزنی بولتے ہو۔۔ کبھی خود کو دیکھا ہے۔۔افف میرا تو سانس پھول گیا۔" اپنی جان توڑ کوشش میں ناکام وہ ہار مانتی ہاتھ جھاڑ کر پیچھے ہو گئی تھی۔

"اچھا بتاؤ کیا بنا رہی ہو۔" وہ اس کے اڑے اڑے رنگ اور نظریں چراتا دیکھ نارمل آنداز میں بولا۔

"نہیں! تم فضول میں مجھے تنگ کر رہے ہو۔" وہ گھبرائی سی آنکھیں نکال کر بولی۔

اچھا نہیں کرتا تم یہ بتاؤ۔ آج کس خوشی میں مجھ پر یہ "
مہربانیاں کی جارہی ہیں مسز۔" وہ شرارتاً آنکھیں گھما گیا۔

حیدر تم جارہے ہو یا نہیں؟" وہ پاس رکھا چمچ اُٹھاتی اسے "
وارن کر گئی۔

اور آ گر نہ جاؤں تو؟" وہ چمچ تھامتا دلکش انداز میں بولا تو"
اسے کوئی جواب نہ بن پڑا تھا۔

تو پھر تم یہاں بیٹھو میں جارہی ہوں خودکشی کرنے۔" وہ"
گڑبڑائی جب کچھ نہ سوجھا تو تیزی سے بولتی کچن سے باہر
نکلنے لگی تھی جبکہ اپنی راہ میں حائل ہوتا اس کا ہاتھ دیکھ اسے
اپنے قدم روکنے پڑے تھے۔

ایسی بھی کیا ناراضگی بیگم ! چلو آؤ ساتھ میں مل کر کچھ "
بناتے ہیں۔" وہ محبت سے اس کا گال تھپتھپاتا ہوا اپنے ساتھ
کچن میں لے آیا تھا۔ جو اس پر ایک خفا سی نگاہ ڈالتی سبزیاں
کاٹنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

ویسے بنا کیا رہی ہو میڈم۔" وہ سبزیاں اور میدہ دیکھ وہ "
ذرا نا سمجھی سے بولا تھا۔

پزا بنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔ میں نے اس سے "
پہلے کبھی پزا گھر میں نہیں بنایا۔" خفا خفا سی منہ لٹکا کر بولتی
وہ اسے کیوٹ لگی تھی۔

تو یہ آپ کا پانچ فیٹ کا بندہ کس مرض کی دوا ہے میڈم۔ ”
آج میں تمہیں اپنے ہاتھوں کا جادو دیکھاتا ہوں۔“ وہ ایک
تسلا لئے اس میں ڈوبنانے کے لئے میدہ نکالتا ہوا ماہرانہ
آنداز میں آٹے کی طرح گوندھنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

ارے واہ حیدر! تم نے یہ سب کب سیکھا؟“ اس کے ”
معصوم سے لہجے میں اشتیاق در آیا تھا۔

میڈم باہر رہ کر سارے کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ یہ تو ”
پاکستان کے مزے ہیں۔۔ اور پاکستانی قوم کا بس چلے تو کمبل
اُڑھانے کے لئے بھی ایک بندہ ملازمت پر رکھ لیں۔“ وہ
زرا شوخیا لہجے میں اس کے ساتھ ساتھ پوری قوم کی سستی

اور کاہلی پر روشنی ڈالنے لگا تھا تو وہ مسکرا کر سلیب پر کہنیا ٹیکائے ہاتھوں پر چہرہ رکھتی مزے سے اسے کام کرتا دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

"کس قدر نکمی لڑکی ہو تم۔ مجھے دیکھنے بیٹھ گئی ہو یہ نہیں کہ پڑا سا سا ہی تیار کر لو۔" وہ مگن سا ٹھٹھک کر ٹھہرا تھا، اسے خود کو تکتا پا کر افسوس بھرے لہجے میں بولا۔

"آہاں۔۔۔" وہ گڑبڑائی۔

"یہ نکمی کس کو بولا تم نے۔" کمر پر ہاتھ ٹیکاتی وہ خشمگیں نظروں سے گھور کر بولی۔

افکورس آپ کو بیگم۔" وہی دل جلاتا ہوا آنداز۔"

ابھی صبر کرو تم زرا۔" وہ دانت کچکچاتی اِرد گرد میں"
متلاشی نگاہوں سے دیکھتی آٹے کی تھیلی کو دیکھ
ٹھہری۔۔آنکھیں شرات سے چمکیں تھی۔

اب بولو کیا کہتے ہو حیدر صاحب۔" وہ آٹے کی تھیلی اس"
کے سر پر خالی کرتی اسے بوکھلاہٹ میں مبتلہ کر گئی جبکہ وہ
اس قدر غیر متوقع افتاد پر چیخ اٹھا تھا۔

ہالہ یار یہ کیا بچگانہ حرکت کی ہے تم نے۔" وہ اپنے آٹے"
سے سنے ہاتھوں سے اسے روکنے کی کوشش میں غصے سے
بولا تھا،،جو مسلسل کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

صبر کرو تم زرا۔" حیدر کے گیلے گیلے ہاتھوں کا لمس اپنے"
رخساروں پر محسوس کر وہ گڑ بڑا اُٹھی تھی۔ جواب فاتحانہ
نگاہوں سے اس کی روتی شکل دیکھ قہقہہ لگا اٹھا تھا۔۔

حیدر تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس کے الفاظ منہ میں"
ادھورے ہی رہ گئے تھے۔ جب ہٹ کے باہر سے گولی چلنے
کی آواز آئی تھی۔۔ حیدر نے چونک کر جبکہ ہالہ نے گھبرا کر
دروازہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

حیدر یہ گولی کی آواز۔" وہ لمحے میں خوف زدہ ہو گئی تھی۔"

تم فکر نہیں کرو۔۔ یہیں رکو۔" وہ اسے مطمئن کرتا خود"
باہر کی جانب بڑھا۔

حیدر پلیز نہیں یہیں رکو۔" وہ شام کی سرخی پھیلتی دیکھ"
خوف زدہ سی ہو گئی تھی۔اسے ہی تو شامیں ہوا کرتی تھیں
جبہالہ انصاری کی زندگیا کا تختہ اُلٹ جایا کرتا تھا۔
ہالہ ریلیکس کچھ نہیں ہے وہاں۔ تم رکو میں دیکھتا۔" وہ"
اسے نرمی سے سمجھاتا ایک طرف کرتا کود کر اسی حلیہ میں
باہر کی جانب بھاگا تھا۔جو اچھا خاصہ مزاحقہ خیز تھا۔

وہ باہر آیا اور جانچتی ہوئی نگاہوں سے چاروں جانب دیکھا
مگر دور دور تک کسی زی روح کا نشان تک نہ تھا۔۔پہاڑوں
پر اترتے بادل،ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے

تھے۔ مگر یہ سارے مناظر اس وقت عجیب و حشت زدہ سے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ ہولے سے ایک تاسفی سانس خارج کرتا ہٹ میں واپس چلا گیا تھا۔ جہاں وہ اس کی منتظر تھی۔ گھبرائی سی بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا حیدر؟ باہر کون تھا؟" وہ لپک کر اس کی جانب آئی تھی۔

"کچھ نہیں ہے یار! لگتا ہے جنگل کی سائیڈ کوئی شکاری شکار کو نکلا ہوا ہے۔۔ جس کا نشانہ یقیناً کوئی جانور یا پرندہ بن گیا ہو گا۔" وہ سر جھٹک کر بولا تو ہالہ کی جان میں جان آئی تھی۔

"اللہ تیرا شکر! میں تو ڈر گئی تھی۔" وہ سچ میں خوف زدہ ہو گئی تھی۔۔ جبکہ حیدر اب اپنا حلیہ دیکھ رہا تھا۔

"یار ہالہ دیکھو تم نے کیا کیا ہے؟" وہ لہجے میں ناراضگی سموئے اس کی توجہ اپنے حلیہ کی جانب دلوانے لگا تھا، جو آٹے میں لپٹا سفید بھوت لگ رہا تھا۔

"ہاہاہاہا حیدر تم تو بالکل وائٹ ماؤس لگ رہے ہو۔" وہ منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی مسکراہٹ روک گئی۔ جبکہ اس نے گھور کر دیکھا تھا۔

"محترمہ زرآئینے کو اپنا دیدار بھی کروا دیں تو شاید وہ آپ کے حسن کے قصیدے پڑھ ڈالے۔" وہ بالوں کو جھٹکتا اس

کی جانب ایک طنزیہ مسکراہٹ اچھالتا ہوا روم کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ وہ خود بھی تیزی سے اس کے پیچھے آئی تھی۔

افف اللہ حیدر یہ کیا بنا دیا تم نے مجھے ؟" وہ اپنے ہی دیدار پر ہونقوں کی طرح چلا اُٹھی تھی۔

اور تم نے جو میرے اچھے خاصے حشر کا نشر کیا ہے اس کا کیا" ۔" وہ اپنا ڈریس لیتا واشروم میں بند ہو گیا تھا۔۔ جبکہ وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنا حلیہ درست کرنے لگی تھی۔

چند لمحون بعد وہ واشروم سے باہر آیا تو وہ بھی تیزی سے واشروم کی جانب بڑھی تھی۔ جبکہ وہ کندھے اچکاتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا موبائل اٹھا کر کوٹیج سے باہر نکل گیا تھا۔۔ آگر شکاری یہاں شکار کر رہا تھا تو یقیناً یہاں قریب میں ضرور جنگلی جانوار موجود تھے۔۔ جو کہ بالکل بھی اچھی بات ہر گز نہیں تھی۔

۔

حیدر!! کہاں چلے گئے۔۔۔" وہ دن ڈھلنے کے باعث "
زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ وہ نزدیک ہی تھا کہ ہالہ کی پکار پر مزید
تفشیش کا ارادہ ترک کرتا واپس کوٹیج میں آگیا تھا۔

کہاں چلے گئے تھے؟" وہ مونگیا رنگ کے سادھے سے "
شلوار سوٹ کے ساتھ سوئیٹر پہنی بہت پیاری لگ رہی
تھی۔ وہ کچھ لمحہ قبل اس کی غیر ہوتی حالت یاد کر مسکرا اٹھا
تھا۔۔

یہیں تک۔۔۔ تم بتاؤ اتنی زور سے کیوں پکار رہی ہو۔" وہ "
سر جھٹک کر گویا ہوا۔

وہ اس لئے کہ مجھے زور و کی بھوک لگی ہے بھئی۔ جلدی"
سے میرے ساتھ کچھ کھانے پینے کا انتظام کرواؤ۔" وہ بظاہر
گھور کر مگر بے چارگی سے بولی تھی۔

یار! میں بہت تھک گیا ہوں اب تم اکیلے ہی کچھ بنالو۔" وہ"
جان بوجھ کر صوفے پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔۔

حیدر۔۔۔" وہ زچ ہوئی"

پلیز ہالہ!!" وہ کچھ لمحے یونہی کھڑی اسے گھورتی رہی"
تھی۔

میں جارہی ہوں دریا میں کود کر خود کشی کرنے۔۔ تم رات "
کو یہاں گھومتی چڑیلوں کے ساتھ ہنی مون انجوئے
کرنا۔" پیر پٹختی تن فن کرتی وہ بڑبڑاتی ہوئی باہر کی جانب
گئی تھی۔۔ جبکہ وہ اب واقعی خود کو تھکا سا محسوس کر رہا
تھا۔ آنکھیں موندتا وہ کب بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا اسے خبر ہی نہ
ہوئی تھی۔۔

ہالہ کوٹیج کی دہلیز پر بیٹھی کچھ لمحے اس کا انتظار کرنے لگی تھی
مگر وہ اسے منانے نہیں آیا تھا۔ جبھی چار و نچار خود ہی اٹھ کر
آندر کی جانب بڑھی۔

لو مجھے باہر بھیج کر خود سو گیا بد تمیز!!" وہ سوتا ہوا انتہا کا"
پیار الگ رہا تھا۔۔پہلے وہ صرف دوست تھا ایک اچھا مخلص
ساتھی مگر اب وہ ہالہ انصاری کی محبّت بھی بن چکا تھا۔ جس
کا اظہار کرتے ہوئے اسے خوف آتا تھا۔۔

وہ سر جھٹکتی کچن میں جاتی پھر سے اپنے کام میں مصروف
ہو گئی تھی۔ جبکہ برتنوں کے کھڑ پٹر کی آواز پر اس کی نیند
میں خلل پڑ گیا تھا۔ وہ آنکھیں مسلتا اٹھ بیٹھا تھا۔

افف! میں یہاں کب سو یا۔۔" وہ ذرا اٹھ کر سامنے ہالہ کو"
کچن میں مصروف دیکھ ایک انگڑائی بھرتا فریش ہونے کی
غرض سے روم میں بند ہو گیا تھا۔۔

وہ شاور لیتا ہشاش بشاش سا کچن میں آیا تو ہالہ نے اسے دیکھ ناراضگی جتاتے منہ پھیر لیا تھا۔ جبکہ اس کا خفا خفا سا انداز دیکھ وہ مبہم سا مسکرایا تھا۔۔

زوجہ محترمہ آپ تو کچھ دیر قبل دریا میں چھلانگ لگا کر خود کشی کے ارادہ سے کوٹیج سے باہر تشریف لے گئی تھیں۔اور اب میری گنہگار آنکھیں یہ کیا منظر دیکھ رہی ہیں کہ آپ تو بالکل سہی سلامت میرے روبرو کھڑی ہیں۔" حیدر لبوں میں مسکراہٹ دبائے اسے سُلگانا نہیں بھولا تھا۔۔

وہ کیاناں زبردستی کے شوہرِ نامدار میں دریا پر گئی تو خودکشی" کے مصمم ارادے سے ہی تھی۔ مگر پھر مجھے یاد آیا کہ "خودکشی کا شبھ مہورت "تو نکل ہی گیا سوارادہ کینسل۔۔"دانت کچکچا کر سپاٹ تاثرات سے بولتی وہ اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ اسے مسکراتا دیکھ وہ خود بھی زیر لب مسکرائی تھی۔۔ جبھی باہر سے ایک ساتھ دو تین فائرز کی آواز پر وہ دونوں ہی بری طرح سے گھبرا گئے تھے۔۔۔

مالدیپ پر اترارات کا خوبصورت منظر آنکھوں کے راستے
دل میں اتارتی وہ گاڑی کی بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑی
زاویار سے خفا تھی۔۔وہ صبح سے اسے منانے کے جتن کر رہا
تھا۔جو فی الحال راضی ہونے کے موڈ میں نہیں تھی۔ہوٹل
میں ڈنر کے بعد وہ ریزورٹ واپس ہی جا رہے تھے کہ زویاء
کی خواہش پر وہ بیچ سڑک میں گاڑی ایک سائیڈ سے لگاتے
ٹھنڈی ٹھنڈی فضا کے جھونکوں سے لطف آندوز ہوتے
ایک دوسرے سے رخ مخالف سمت میں پھیر کر کھڑے
ہوئے تھے۔۔

سرون سیلفی پلیز!!رات کی تاریکی میں کار کے بونٹ"
سے ٹیک لگائے وہ خفا خفا سی ہوا کے دوش پر لہراتے بالوں کو
کان کے پیچھے اُڑستی رُخ پھیرے کھڑی چونک کر متوجہ
ہوئی تھی۔۔۔

یس شیور۔۔"وہ جو مخالف سمت میں اُداس سا کھڑا"
تھا۔کسی نسوانی وجود کی آواز پر چونک کر متوجہ ہوا۔جو شکل
وصورت سے دیکھنے میں تو پاکستانی ہی لگ رہی تھی یا پھر
انڈین۔۔۔۔

ہونہہ!! سستا بجٹ عاطف اسلم۔۔ موقع چاہیے بس"
لڑکیوں سے چپکنے کا۔" زویاء اس کی بغل میں آکر کھڑی
ہوتی بولڈ سی لڑکی کو دیکھ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

تھنکیو سر!!! تھنیکو سو مچ!! آئی ایم بگ فین آف یورز"
فرام انڈیا۔۔۔ مے آئی ہگ یو؟؟" سیلفی لینے کے بعد زاویار
کی متاثر کن شخصیت کو اپنے روبرو دیکھ جب اُس سے مزید
صبر نہیں ہوا تو بڑے ہی دلربا انداز میں گزارشی لہجے میں
گویا ہوئی۔

جھٹکے سے رُخ پھیرتی زویاء کے تپے تپے سے تاثرات دیکھ اسے یکدم شرارت سی سوجھی تھی۔ جبھی ایک خوبصورت سی سمائل پاس کرتا وہ سر کو خم دیتا اجازت دے چکا تھا۔

اس لڑکی نے لمحے میں اؤ دیکھا نہ تاؤ۔اور جھٹ سے اس کے سینے سے لگ گئی تھی۔اس اچانک عمل پر زاویار حواس باختہ ضرور ہوا تھا۔ مگر زویاء کی شعلہ بار نگاہوں میں جلن کا تاثر دیکھ من و من خوش ہوا تھا۔

افف!!! مجھے تو اب تک یقین ہی نہیں آرہا کہ مشہور ”زمانہ سنگر زاویار فاروقی میرے روبرو ہیں اور میں آپ کو ہگ کر چکی ہوں۔۔" وہ لڑکی جذبات میں خوشی سے

پھولے ہی نہیں سما رہی تھی۔۔ بلآخر زویاء کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ جبھی وہ چیل کی تیزی سے نزدیک آتی اس لڑکی کا بازو سختی سے دبوچتی پیچھے کو دھکا دے چکی تھی۔

"واٹ دا ہیل!!! ہاؤ اسٹوپڈ یو آر..." وہ لڑکی اچانک افتاد پر خود کو سنبھالتی طیش میں پُھنکاری تھی۔۔ جبکہ زویاء کے آندر چھپی جنگجو طیارہ کی روح انگڑائی لے کر بیدار ہو چکی تھی۔۔۔

"اسٹوپڈ کی بچی۔۔۔ تمہاری ہمّت کیسے ہوئی زاویار فاروقی کو ٹچ کرنے کی۔" اس کی بس ہوئی تھی معاملے کی نزاکت بھانپتا زاویار نزدیک آتا اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

زویاء تماشہ مت بناؤ۔۔اور چلو یہاں سے۔" وہ ذرا جھک "
کر کان میں سرگوشیانہ انداز میں نرمی سے بولا تھا۔

زاویار اس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں ٹچ کرنی کی۔" اس "
وقت وہ ضرورت سے زیادہ ہی حساس ہو رہی تھی۔

زویاء۔۔۔" زاویار نے مقابل کھڑی لڑکی کو حیرت سے "
تکتا دیکھ زرا سختی سے پکارا تھا۔

یہ لڑکی۔۔۔" مقابل کھڑی لڑکی زاویار فاروقی کے حصار "
میں کھڑی نازک سی عام شکل وصورت والی لڑکی کو دیکھ
ٹھہر سی گئی تھی۔ جبھی نا سمجھی سے حواس باختہ سی استفساریہ
گویا ہوئی تھی۔

شی ازمائے وائف۔۔"اینڈ سوری"

ڈئیر۔۔۔۔۔۔۔۔"زاویار اس کا تعارف کرواتا معذرتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

واٹ سوری۔۔ شی شولڈ اپالوجائز ٹو می۔۔"زویاء نے" دانت کچکچائے جبکہ وہ بچاری تو اپنے فیورٹ سنگر کو شادی شدہ جان کر صدمے سے دوچار کچھ بول ہی نہ سکی تھی۔۔

نائس ٹو میٹ یو ڈئیر۔۔"زاویار عجلت بھرے انداز میں" بولتا جلدی سے زویاء کو گاڑی میں بیٹھا چکا تھا۔جو ابھی بھی ونڈو سے سر باہر نکالتی غصّے سے سُنانے میں مصروف تھی۔جبکہ وہ تیزی سے گاڑی بھگا لے گیا تھا۔۔۔

زویاء باہر نکلو گاڑی سے۔۔بہت بچپنا ہو گیا۔۔" وہ جب " منہ بنائے گاڑی میں ہی بیٹھی رہی تو ناچار اسے سختی سے بولنا پڑا۔

"کونسا بچپنا زاویار فاروقی ! تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ہوتے ہوئے کسی اور لڑکی کو گلے سے لگانے کی؟" وہ ایک جھٹکے سے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان زاویار کا گریبان تھامتی درشتگی سے پھنکاری تھی۔

زویاءبی ان یور لمٹس۔"زویاء کا حد سے زیادہ خراب رویہ" اس کی طبیعت پر گراں گزر رہا تھا۔جو طیش میں اس کا گریبان تھام چکی تھی۔۔

میں اپنی لمٹس کراس کر رہی ہوں۔۔تو وہ کیا تھا زاویار" فاروقی۔جب تو ایک غیر لڑکی کو اپنے سینے سے چپکا کر کھڑے تھے۔"اس کے لہجے سے جلن واضح تھی۔جو بظاہر سنجیدگی ظاہر کرتے زاویار کو لطف دے رہی تھی۔

زویاء اتنا اوور ریکٹ کیوں کر رہی ہو۔۔وہ صرف میری" ایک فین تھی اور تم تو میری جان ہو۔۔بھلا تمہاری جگہ کوئی

اور لے سکتا ہے۔‘اس بار اس کا چہرہ محبت سے ہاتھوں کے پیالے میں لیتا وہ سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

میں آورریکٹ نہیں کر رہی۔۔بلکہ میں تم سے جاننا چاہتی ہوں کہ وہ اپنی لمٹس کیوں بھولی؟‘‘اس کا لب ولہجا اور ہر آنداز سے چھلکتی بے پناہ دیوانگی دیکھ وہ خوب محظوظ ہو رہا تھا۔

اچھا آئندہ میں اپنی کسی فیمیل فین کو بھاؤ تک نہیں ڈالونگا۔۔بلکہ تم کہتی ہو تو میں ٹوپی والا برقعہ خرید لیتا ہوں اور سیدھا سیدھا پردہ نشین ہو جاتا ہوں۔۔جہاں صرف میری بیگم ہی میرے دیدار سے فیض یاب ہو سکیں

گی۔۔۔۔اب خوش۔" وہ بہلانے کی خاطر آنکھ مار کر شوخی سے بولا جو ہنوز طیش سے گھور رہی تھی۔

"پہلے تم میری بات کا جواب دو زاویار فاروقی کہ تمہاری ہمت کیسے ہوئی کسی اور لڑکی کی بانہوں کا ہار بننے کی۔" وہ اس کا کالر سختی سے جکڑتی ناگواری سے پھنکاری تھی۔

"جانم اب یہ زیادہ ہو رہا ہے۔" وہ اس کی توجہ اس کے درشت رویہ کی جانب دلاتا ہوا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

"اور وہ کیا تھا جب تم اس لڑکی کو گلے سے لگا کر کھڑے تھے؟" اس کے لہجے میں طنز تھا جبکہ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ آج

زراسی نزدیکی پر اس کا یہ حال تھا تو کل کی شوٹنگ دیکھنے کے بعد تو وہ قیامت برپا کرنے والی تھی۔

"زبردستی اس کے دونوں ہاتھ تھامتا وہ دوسرے ہاتھ سے کان پکڑ کر بہت ہی معصوم آنداز میں معذرت کر رہا تھا۔ زویاء کا دل ابھی بھی موم نہیں ہوا تھا غصہٰ ہنوز برقرار تھا۔۔۔ وہ روز روز سوشل میڈیا پر کسی نا کسی فین کے ساتھ اس کی تصاویریں دیکھ کر تھک چکی تھی جو لندن جا کر کچھ یادہ ہی بے باک ہو چکا تھا۔ ماڈلز کے ساتھ وہ اس سے کئی زیادہ نزدیکی دیکھ چکی تھی۔۔ مگر اس وقت نجانے کیوں اسے طیش آ رہا تھا۔

اچھا اب چلو ناں یار! صبح جلدی بھی اٹھنا ہے پھر۔" وہ"
لہجے میں بے چارگی سموئے منتی انداز میں گویا ہوا۔ جبکہ وہ جو
غصہٰ سے گھور رہی تھی یکدم چہرہ ہاتھوں مین چھپاتی
آنسوؤں سے رو پڑی تھی۔ زاویار نے پہلے حیرت، پھر
ناگواری سے اور پھر بات سمجھ آنے پر وہ بھرپور آنداز میں
قہقہے لگا اٹھا تھا۔

آوہ مائے گاڈ زویاء!" وہ سیٹ پر سر گراتا اسے سُوں سُوں"
کرتا دیکھ بے ہنگم قہقہہ لگا رہا تھا۔۔ جبکہ وہ اسے ایک سخت
نگاہ سے نوازتی غصہٰ سے تن فن کرتی گاڑی سے باہر نکل گئی
تھی۔ وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

زویاء یار سنو تو!" وہ سینڈل میں مقید پاؤں بامشکل ریت پر جماتی اس کی پکار پر کان دھرے بغیر بھاگی چلی جا رہی تھی۔ جبھی وہ مسکراتا ہوا تیزی سے نزدیک آتا اسے کمر سے تھام کر اپنے مقابل لے آیا تھا۔

"تم میرے ساتھ آ کر اس طرح کا رویہ اختیار کرو گی تو مجھ غریب کو تو اپنی جاب خطرے میں جاتی محسوس ہو گی۔" وہ اس کے گیسوؤں کو سنوار کر محبت سے گویا ہوا تھا۔

"یہ جاب ہے تمہاری؟" وہ اپنے ناخن اس کے ہاتھوں پر گاڑ گئی تھی مگر مقابل کی پکڑ مضبوط تھی۔

جی زوجہ محترمہ جاب ہی ہے میری۔۔ جیسے ہر بندہ کسی نا" کسی پروفیشن سے وابسطہ ہوتا ہے بالکل اسی طرح میرا پروفیشن سنگنگ ہے۔اور اس میں یہ سب چلتا ہے۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔ جبکہ وہ نروٹھے پن سے منہ پھیر گئی تھی۔

تو پھر میں کہونگی کہ یہ فضول سی جاب چھوڑ دو۔۔اور کوئی" ڈھنگ کی شریفوں والی نوکری کرو۔" دانت کچا کر بولتی وہ اپنا آپ اس کی گرفت سے آزاد کرواتی ہٹ کی جانب بڑھنی لگی تھی۔۔ جبکہ زاویار مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا اس اپنے حصار میں اٹھا کر بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔

نیچے اتارو مجھے، ورنہ گنجا کر دونگی تمہیں۔" وہ اس کے بال" ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑتی اس طرح اپنا حق جتاتی حسین ترلگ رہی تھی۔۔اس کی مزاحمت نظر آنداز کئے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہٹ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

حیدر اور ہالہ حواس باختہ سے کوٹیج سے باہر آئے تھے۔ فضا میں ایک بار پھر ارتعاش برپا کرتی گولیوں کی گونج نے دونوں کو ہی حیرت زدہ کر دیا تھا۔ وہ حیرت سے ارد گرد کا جائزہ لے رہے تھے۔ مگر حد نگاہ تک نظر آتے پہاڑوں کے

دلکش مناظر اب ہیبت ناک منظر پیش کر رہے تھے۔ جبکہ چاروں جانب سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔

"ہالہ تم آندر جاؤ۔۔ میں دیکھتا ہوں کون ہے۔" ہالہ کا خوف سے سپید پڑتا چہرہ دیکھ وہ نرمی سے گویا ہوا تھا۔

"نہیں حیدر پلیز تم مت جاؤ۔۔۔ پتہ نہیں وہ کون لوگ ہیں۔۔ تم یہیں رہو میرے پاس۔" وہ خوفزدہ سی اس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔۔ آج دل ایک بار پھر کسی انہونی کے تحت زور وسے ڈھڑک رہا تھا۔

"ہالہ ریلیکس تم آندر جاؤ! یہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔ میں بس اِرد گرد کا جائزہ لے کر ابھی واپس آرہا ہوں۔" وہ ابھی

بات کر رہی رہے تھے کہ ایک بار پھر گنجان پہاڑوں میں گونجتی گولیوں کی تھرتھراہٹ پر ہالہ کی ٹانگین کانپ گئی تھیں۔ دماغ شل ہو گیا تھا۔

"حیدر پلیز نہیں جاؤ۔۔۔ میری بات مان لو۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" کالی سیاہ آنکھوں میں ہچکولے لیتا خوف، حیدر کو مجبوراً اپنے قدم روکے پڑے تھے۔

"اوکے! کام ڈاؤن۔۔ ٹیک آ ڈیپ بریتھ۔ جسٹ ریلیکس جان!" وہ اسے کھینچ کر سینے سے لگاتا بہلانے لگا تھا۔۔ جس کے وجود میں ہوتی سنسناہٹ اس کی پتلی حالت کا پتہ دے

رہی تھی۔۔ مگر حیدر کی جانچتی نگاہیں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔

"چلو ہم آندر چلتے ہیں۔" وہ جھاڑیوں اور پیڑ پودوں کی کیاریوں میں ایک آخری نگاہ ڈالتا اسے اپنے حصار میں لئے کوٹیج میں داخل ہوا تھا۔

"ہالہ تم یہاں بیٹھو سکون سے۔۔ میں بس ابھی واپس آیا۔۔" تواتر سے چلتی گلیوں، دھیمی کانوں میں سرسراتی اجنبی آوازوں پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے وہیں چھوڑ کر کوٹیج سے باہر نکل آیا تھا۔۔ جبکہ وہ پیچھے سے پکارتی ہی رہ گئی تھی مگر حیدر اس کی ہر فریاد کو، التجا کو، منت کو سرے سے

نظر آنداز کر چکا تھا۔۔اور بس یہی وہ غلطی تھی جو حیدر درانی کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی واقع ہوئی تھی۔۔۔

آندھیرا ہونے کے باعث وادیِ کاغان اپنی تمام تر دلکشی اور خوبصورتی سمیت آندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھیٔ۔۔پہاڑ کی ڈھلان پر بنا کوٹیج تیزی سے عبور کرتا وہ سبزے والی سائیڈ پر آیا تھا۔۔مگر چاروں جانب آندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔وادی میں موجود گھروں کے لوگ تو شام ہوتے ہی اپنے اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھنے کے عادی تھے۔اسے میں انجان اور گنجان وادی کا راستہ تلاشنا ایک کٹھن مرحلہ تھا۔۔پہاڑ کے

دامن سے بہتے دریا کے پانی کی سرسر آتی ڈراؤنی سے آواز
اور جنگلات میں گونجتی جنگلی جانوروں کی چنگھاڑتی ہوئی
آوازیں۔۔وہ ہالہ کی فکر سے آدھے راستے سے ہی لوٹ آیا
تھا۔۔اس کا ڈرا سہما انداز یاد کر وہ اپنے تجسس پر لعنت بھیجتا
تیزی سے کوٹیج تک آیا تھا۔۔ مگر کوٹیج سے زرا نزدیک ہی
کسی زی روح کی موجودگی محسوس کر حیرانگی سے زرا قریب
آیا۔

کون ہے وہاں۔۔"کمر پر لگی گن نکال کر وہ سختی سے بولتا"
ہوا نزدیک آیا تھا۔۔جبکہ موبائل کی روشنی میں نظر آتے
مقامی وجود کو دیکھ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔

بھائی ہماری مدد کرو۔۔ ہمارے شیر و کو کسی نے گولی مار دی ہے۔" مقامی لباس اور لب و لہجے میں فریاد کرتی وہ کم عمر بچی زخمی بکری کا بچہ تھامے بیٹھی آنسو سے رو رہی تھی۔ حیدر نے تاسف زدہ سانس خارج کی تھی۔

"بیٹا آپ کا گھر کہاں ہے؟" وہ نرمی سے باز پرس کرنے لگا تھا۔

"یہیں وادی میں ہے۔۔ مگر ہمارے شیروں کو بچاؤ ورنہ یہ مر جائے گا۔" وہ بچی اپنے شیر و کی وجہ سے زیادہ ہی افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔ جبکہ کوٹیج کے باہر کھڑے حیدر کو ہالہ کی فکر کھائے جا رہی تھی۔

شانزے گڑیا!‘اس سے قبل حیدر کچھ بولتا ایک ادھیڑ عمر” شخص اسے پکارتا ہوا نزدیک آیا تھا۔۔ہاتھ میں ٹارچ تھام رکھی تھی۔

بابا! بابا دیکھیں میرے شیرو کو کیا ہوا؟“ وہ بچی دوڑ کر” اپنے باپ کی جانب لپکی تھی۔جو حیدر کو مشکوک نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

شانزے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے۔اس طرح رات میں” وادی میں نہ نکلو کرو۔۔“ وہ شاید باپ تھا اور اپنی بیٹی کو ڈانٹ رہا تھا۔۔حیدر ہالہ کے لئے فکر مند سا تیزی سے کوٹیج کی جانب بڑھا تھا۔

ہالہ ! وہ چھوٹے سے بنے لاؤنج میں آتے ہی اسے پکار بیٹھا" تھا۔۔۔

ہالہ کہاں ہو یار ! میں واپس آگیا ہوں۔" وہ پکار رہا تھا مگر" جواب ندارد رہا۔

ہالہ کہاں ہو تم۔۔ دیکھو آگر یہ مذاق ہے تو بہت ہی فضول" مذاق ہے۔ فوراً باہر آجاؤ۔۔" وہ اسے مسلسل پکار رہا تھا مگر وہ ہوتی تو حیدر کی صدا پر لبیک کہتی نہ۔ وہ کوٹیج کے ارد گرد چاروں جانب گھومتا ہوا پورے کوٹیج میں تین بار تلاش کر چکا تھا مگر وہاں ہالہ موجود نہیں تھی۔

اوہ گاڈ ہالہ!" ہالہ کی غیر موجودگی پر اس کے پسینے چھوٹ" گئے تھے۔ کپکپاتے ہاتھوں سے نمبر ڈائل کیا مگر موبائل تو کچن میں تواتر سے بج رہا تھا وہ حواس باختہ سا باہر بھاگنے ہی لگا تھا کہ پیروں سے ٹکراتے کسی کنگن پر ٹھوکر لگنے کے باعث وہ چونکا تھا۔

وہ تیزی سے جھکا تھا اور قدموں میں موجود کنگن کو اٹھا کر دیکھتا وہ ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔

شرجیل احمد آگر یہ تمہارا کام ہے۔۔ تو یاد رکھنا میں تمہیں" بخشونگا نہیں۔۔" وہ زخمی شیر بنا دھاڑا تھا وادی میں گونجتی اس کی دھاڑ پر پوری وادی لرز اُٹھی تھی۔

شرجیل احمد اپنا زخمی بازو تھامے جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔اس کے تکلیف زدہ چہرہ کا تاثر یکایک تبدیل ہو گیا تھا۔۔۔فرش پر جگہ جگہ بکھری ہالہ انصاری کی تصاویروں کو دیکھ اسے ایک بار پھر مالا پر طیش آیا تھا۔۔یہ لڑکی ہمیشہ سے اس کی زندگی میں داخل آندازی کرتی آئی تھی۔۔اور ابھی بھی اتنا کچھ برباد کرنے کے باوجود وہ سکون سے بیٹھنے کو تیار نہ تھی۔۔

"مالا ہمدانی۔" یہ پکار نہیں بلکہ دھاڑ تھی۔۔مالا بوتل کے جن کی مانند حاضر ہوئی تھی۔

کیاہوا؟"خوف سے زبان لرز گئی تھی۔ مگر اس کے "
چہرے کے پتھریلے تاثرات دیکھ گھگھی سی بن گئی
تھی۔۔ کہ چور سی نظر جگہ جگہ بکھری ہالہ کی تصاویروں پر
ڈال وہ لب چبا گئی۔۔

یہ سب کیا ہے؟ تم کس کی اجازت سے میرے کمرے "
میں آئی تھیں؟" وہ کچھ دیر قبل کا اُس کا احسان سرے سے
فراموش کئے مقابل آکر دھاڑا تھا۔۔

وہ وہ۔۔۔"مالا کی زبان لڑکھڑا گئی۔"

دفاع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اور خبردار جو آئندہ میرے "
روم میں بغیر اجازت قدم بھی رکھا تو۔"اشتعال آمیز لہجے

میں اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلتا وہ نہایت ہی بدلحاظی کا مظاہرہ کر گیا تھا۔۔جو شرمندہ شرمندہ سی اپنے روم میں واپس لوٹ آئی تھی۔

وہ زمین پر بیٹھتا دیوانگی کی حدوں کو چھوتا تصویروں میں موجود ہالہ کا چہرہ انگلیوں کے پوروں پر محسوس کرتا اس کی سنگت میں گزرا حسین وقت یاد کر وہیں بیٹھتا دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔۔

واحد روشن دان سے چھن کر آتی پورے ہلال کی روشنی
تاریکی میں ڈوبے بویسدہ سے کمرے میں اُجالا بکھیرنے میں
ناکام ہی رہی تھی۔ ہر سو پھیلی عجیب سی بُو کے باعث بگڑی
ہوئی حالت مزید بگڑنے لگی تھی۔ گھٹن زدہ ماحول میں
سانس لینے میں حد سے زیدہ دشواری پیش آرہی
تھی۔۔ پچھلے دو دن سے بے ہوش ہالہ اب ہوش میں واپس
لوٹنے لگی تھی۔۔ درد کی شدت سے نڈھال وجود، بھاری
ہوتیں پلکیں، بے چین دل وہ بامشکل آنکھیں وا کرنے میں
کامیاب ہوئی تھی۔

زہن آہستہ آہستہ ساری صورت حال سمجھتا ابھی بھی نیم غنودگی میں ڈوباہوا تھا۔ہاتھوں کو حرکت دینے پر محسوس ہوا کہ وہ کسی کرسی پر بندھی بیٹھی تھی۔۔شل ہوتا دماغ،وہ چونک گئی تھی۔۔پاؤں بالکل بے جان سے محسوس ہورہے تھے۔۔منہ پر ٹیپ لگی ہوئی تھی۔۔وحشت ناک اندھیرا دیکھ دم مزید گھٹنے لگا تھا۔۔خوفزدہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے تھے۔حلق میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہورہے تھے۔دماغ میں ایک منظر تیزی سے چلنے لگا تھا،جب حیدر اسے کوٹیج میں چھوڑ کر باہر نکل گیا تھا۔اُس نے کتنا روکا تھا اسے مگر وہ نہیں رکا تھا۔۔

حیدر کوٹیج سے باہر نکلا ہی تھا کہ خوفزدہ سی بیٹھی ہالہ نے دعاؤں کا ورد شروع کر دیا تھا۔۔ابھی اسے گئے کچھ دیر ہی گزری تھی۔۔کہ کوئی تیزی سے کوٹیج میں داخل ہوا تھا۔۔وہ دو لحیم شحیم سی جسامت والے تندرست توانا مرد تھے۔۔ جنہوں نے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا۔۔وہ چہرے دیکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔

ہاتھوں میں موجود جدید اسلحہ دیکھ ہالہ حواس باختہ سی حیدر کو پُکارتی اُپر کو بھاگی تھی۔۔ مگر وہ ایک ہی جست میں اسے تھام کر قابوں کر چکے تھے۔اس کی پر زور مزاحمت پر سر پر گن کا دستہ مارتے وہ اسے خاموش کروا گئے۔۔اور پھر ہالہ کو

یاد نہیں رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔ہالہ نے اسے بہت پکارا تھا مگر وہ نہیں آیا تھا۔۔وہ رو رہی تھی، گڑ گڑا رہی تھی۔۔ مگر وہ نہیں آیا۔۔وہ اپنی قسمت پر جتنا افسوس کرتی کم تھا۔۔جو ہر بار اس کا ضبط آزما کر نئے سرے سے آزماتی تھی۔

ہالہ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔دل غم کی شدت سے پھٹا جا رہا تھا۔۔دماغ میں اُٹھتی ٹیس، زہن بالکل مفلوج ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ آہستہ آہستہ ایک بار پھر غنودگی میں جا رہی تھی۔۔

حیدر ہالہ کی تلاش میں بالکل پاگل دیوانہ سا ہو گیا تھا۔۔۔
ایک جنون سا تھا جو حیدر دُرانی پر سوار تھا۔۔زخمی شیر بنا وہ
حد سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا تھا۔ناراں کاغان کی
وادیوں میں ہالہ کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈنے کے بعد ناکام
سا وہ فوری طور پر کراچی پہنچا تھا۔ مگر ہالہ کے بغیر وہ گھر نہیں
جا سکا تھا۔وہ کل رات سے کراچی میں اپنے ذاتی فلیٹ پر
موجود تھا۔ہالہ کی گمشدگی کی اب تک کسی کو بھی خبر نہیں
ہوئی تھی۔۔اور نہ ہی وہ ایسا چاہتا تھا کہ کوئی بھی شخص اس
کی عزت و غیرت کے بارے میں غلط بات کہے۔۔چاہے
پھر وہ اس کے اپنے ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔

اس وقت اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر براجمان وہ تیز رفتاری سے گاڑی بھاگتا شدید طیش کے عالم میں شرجیل احمد کے گھر کی جانب گامزن تھا۔۔جو کچھ وہیالہ انصاری کے ساتھ کر چکا تھا،اس کے بعد وہ محض احمد صاحب کی وجہ سے خاموش رہے تھے جنہوں نے بھرے مجمعے میں ہاتھ چھوڑ کر اپنے بیٹے کی غلطیوں کی معافی مانگی تھی۔

مگر اب جو انتہائی قدم شرجیل احمد اٹھا چکا تھا،اس کے بعد بھی خاموش بیٹھے رہنا حماقت تھی۔۔آج سے پہلے وہیالہ انصاری کی زندگی کے کسی بھی نجی معاملات میں داخل آندازی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔۔مگر اب حالات

قدر مختلف تھے اب وہ سارے حق اپنے پاس محفوظ رکھتا تھا۔۔آ گرچہ یہ شر جیل احمد کی حرکت تھی تو، وہ اس بزدل انسان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے ارادے سے سیدھا احمد ولا آیا تھا۔۔۔صدر دروازے پر تعینات باوردی گارڈز حیدر دُرانی کی گاڑی دیکھ جھٹ دروازہ کھول چکے تھے۔۔۔کار پورچ میں جھٹکے سے رُکتی گاڑی سے تیزی سے اُترتا حیدر دُرانی بغیر کسی کی بھی سنے بغیر عین درمیان میں کھڑی ولا کی عمارت میں داخل ہوا تھا۔۔چہرہ ضبط کی سرخی سے سُرخ پڑ گیا تھا۔۔

شرجیل احمد!" ہال کے عین بیچ و بیچ کھڑا وہ کسی زخمی شیر"
کی مانند غرایا تھا۔اس کی دھاڑ پر اپنے کمرے میں موجود
زخمی سا شرجیل چونک اٹھا تھا۔۔

شرجیل احمد باہر آؤ! کہا بھی تھا میں نے تمہیں کہ آئندہ"
میرے خاندان سے دور رہنا مگر تم نہیں مانے۔" وہ شدید
اشتعال کے عالم میں دھاڑا تھا۔۔واشروم میں موجود مالا اس
قدر چیخ و پکار پر حواس باختہ سی روم میں آئی تھی۔۔اور
تیزی سے قدم نیچے کی جانب بڑھائے تھے۔

سامنے آؤ بزدل۔۔اب کیوں چھپ کر بیٹھے ہو۔۔لو آگیا"
حیدر دُرانی۔۔آ گر مرد کے بچے ہو تو مجھ سے مقابلہ

کرو۔۔" ملازمین دوڑ کر ہال میں آئے تھے مگر حیدر درانی کو زخمی شیر بنا دیکھ اُن میں آگے بڑھنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی تھی۔

"یہ کیا تماشہ بنا رکھا ہے تم نے حیدر درانی۔۔۔" سیڑھیاں اُترتی مالانا گواری سے گویا ہوئی تھی۔ حیدر اسے دیکھ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔

"اوہ تو تم یہاں ہو۔۔ جبھی میں کہوں شرجیل احمد کو اچانک سے پاکستان کی یاد کیوں ستانے لگی ہے۔۔ جو شخص اپنے ماں باپ کے آخری وقت میں آخری دیدار کے لئے بھی نہ آیا

ہو۔۔وہ اب کیسے واپس آ گیا۔" وہ قدم چلتی نزدیک آئی تھی۔۔اور ذرا نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو حیدر درانی،۔۔اپنی آمد کا مقصد بتاؤ۔"" وہ سمجھ آنے پر تلخی سے گویا ہوئی تھی۔

"کہاں ہے وہ گیدڑ! باہر بلاؤ اس کو۔بہت کھیل لیا تم نے چوہے بلی کا یہ کھیل،اب اپنے بل سے باہر آ جاؤ۔"اس کے لہجے مین جنون بول رہا تھا۔

"شرجیل اپنے روم میں۔۔۔۔۔۔"اس کے لفظ ادھورے ہی رہ گئے تھے۔ جبھی وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔۔مالا گڑبڑا کر رہ گئی تھی۔

رک جاؤ حیدر درانی۔" مالا بھی الٹے قدموں پیچھے دوڑی" تھی۔

کون روکے گا مجھے اور کیوں؟" وہ اشتعال آمیز لہجے میں" پھنکارا تھا مالا نے اس کی ضبط سے سُرخ پڑتی آنکھیں دیکھ تھوک نگلا تھا۔

میں روکونگی تمہیں۔۔یہ شرجیل احمد کا گھر ہے کوئی" سرائے خانہ نہیں۔۔جو تم دندناتے ہوئے کہیں بھی چلے جاؤ۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

تم روکو گی مجھے ؟ لگتی کیا ہو تم شرجیل احمد کی ؟ آخر تمہارا" رشتہ کیا ہے مالا ہمدانی ؟" حیدر باقاعدہ اس کی جانب گھوما تھا۔

میرا ابھی وہی رشتہ ہے جو کسی زمانے میں ہالہ انصاری سے" تمہارا تھا۔ محبت کا، عشق کا، جنون کا، دیوانگی کا رشتہ ہے ۔" وہ عالمِ محب میں چیخ کر گویا ہوئی تھی۔

بکواس بند کرو۔۔ میرا ہالہ انصاری کے ساتھ کبھی کوئی ایسا" رشتہ نہیں رہا جو میرے لئے یا پھر میری محبت کے لیے باعث شرمندگی ہو۔۔ تم بتاؤ۔۔ تم کس حق سے شرجیل احمد کے ساتھ ایک ہی گھر میں ایک ہی چھت کے نیچے رہ

رہی ہو یا پھر ایک ہی کمرے میں بھی۔" چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے وہ حقارت آمیز لہجے میں آئینہ دکھا گیا تھا۔۔مالا ہمدانی بلبلا اُٹھی تھی۔۔

"شٹ اپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔۔بکواس بند کرو اپنی حیدر دُرانی۔۔۔"شدید سبکی و ضبط کے مارے چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

"ہٹو میرے راستے سے مالا ہمدانی۔۔ایسا نہ ہو کہ میں تمہارا عورت ہونے کا لحاظ بھول جاؤں۔"اس بار وہ شدید ضبط کا مظاہرہ کرتا سخت لہجے میں غرایا تھا۔۔جو بلاوجہ کی دیوار بنی اس کی راہ میں حائل تھی۔

تم اُپر نہیں جا سکتے حیدر۔۔ جو بات کرنی ہے یہی کرو۔" "
وہ بھی ضد پر اڑ گئی تھی۔

تم میرا ضبط آزما رہی ہو۔۔ ہٹ جاؤ میرے راستہ "
سے۔۔ ورنہ بلاؤ اس گیڈر انسان کو۔۔ کہاں چھپ کر بیٹھا
ہے۔۔ بزدل انسان عورت سے مقابلہ کرتا ہے۔" وہ لب
بھینچے طنزیہ بولا۔

تمہارا مسئلہ کیا ہے حیدر۔۔۔ اب تو شرجیل احمد نے "
تمہاری ہالہ کو تمھیں سونپ دیا ہے۔۔ تو اب کیوں تماشہ لگا
رہے۔" وہ بھی مقابل آتی آئی برو اٹھائے سوالیہ بولی۔

تمہارے سو کالڈ عشق شرجیل احمد نے میری عزت پر"
ہاتھ ڈالا ہے۔۔اور میری غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ
میری عزت پر ہاتھ ڈالنے والا کھلے عام شہر میں دندناتا
پھرے سمجھیں۔" وہ مزید اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا
موقع دئے بغیر ہی جھٹکے سے پیچھے دھکیلتا سیڑھیاں عبور کرتا
سیدھا کمرے میں چلا گیا تھا۔۔

شرجیل احمد ولا میں حیدر رُدرانی کی چنگھاڑتی ہوئی بلند و بالا
دماغ کی شریانوں کو ہلا دینے والی آوازیں سُن، گھبرا کر بیڈ

سے اُٹھ بیٹھا تھا۔۔ وہ شدید طیش میں مبتلہ لگ رہا تھا۔۔ شر جیل کے گھبراہٹ کے مارے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ زخمی ہاتھ کو حرکت دیتا وہ سائیڈ ڈرار میں اپنی گن ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ مگر گن اپنی مخصوص جگہ سے غائب تھی۔۔۔ وہ اب مزید پریشانی سے دوچار تھا۔۔ نجانے ایسا کیا معاملہ تھا کہ حیدر دُرانی اس قدر طیش میں تھا، مگر معاملہ جو بھی تھا نہایت ہی گھمبیر تھا۔۔

وہ حواس باختہ سا گن کی تلاش میں ڈریسنگ روم میں کھڑا الماری کی ساری چیزیں زمین پر گرا چکا تھا۔۔ وہ ہاتھ مارتا اپنی گن ڈھونڈ رہا تھا۔۔ جبھی مالا اور اس کے درمیان ہوتی تکرار

تجاوز کر گئی تھی۔۔۔اور کچھ ہی لمحات گزرے تھے کہ کوئی جھٹکے سے روم میں داخل ہوا تھا۔۔

بزدل انسان، عورت کو مہرا بنا کر کھیل کھیلنے والا باز یگر" نہیں بلکہ گیدڑ ہوتا ہے، تم نے کیا سوچ کر اس کھیل کا آغاز کیا ہے؟ جیسے تم مہرہ بنا کر بازی جیتنا چاہ رہے ہو وہ کوئی ترپ کا پتہ نہیں بلکہ محبت ہے میری عشق ہے دیوانگی ہے، ہالہ انصاری حیدر دُرانی کے جنون کی انتہا ہے سمجھے۔اس کھیل کا آغاز تم نے کیا تھا اب اختتام تمہاری موت کے ساتھ ہو گا۔۔"شرجیل احمد گڑبڑا کر ڈریسنگ روم سے باہر آیا تھا۔ مگر حیدر درانی کو بپھرے ہوئے شیر کی

مانند غراتے ہوئے دیکھ وہ نا سمجھی اور خوفزدہ تاثرات کے ساتھ فی الحال کوئی بھی درعمل ظاہر کرنے میں ناکام رہا تھا۔

"بول کہاں ہے میری بیوی؟" وہ ایک ہی جست میں اِس تک پہنچتا گریبان سے تھامتا اپنے مدمقابل لے آیا تھا۔ جبکہ وہ طیش میں اس کے ہاتھ میں موجود گن دیکھ ہی نہ سکا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو حیدر دُرانی؟" اس قدر حیرت انگیز انکشاف پر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔۔ کیا ہالہ حیدر درانی کی ہو چکی تھی۔۔۔

بکواس میں نہیں۔۔بکواس انسان تو تم ہو۔۔تمہاری گھٹیا" سوچ ہے۔" وہ ہاتھوں کی مٹھی بناتا ایک مکار سید کر چکا تھا۔۔شر جیل احمد کو اپنا جبڑا سن ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے حیدر درانی! تمہاری جرات کیسے ہوئی میری " ہالہ کو اپنا بنانے کی۔" وہ ہاتھ میں موجود گن حیدر پر تانتا عجیب دیوانگی کے عالم میں بڑبڑایا تھا۔

حیدر جو شدید طیش کے عالم میں اس پر حاوی تھا اب" چونک کر ٹھہرا تھا غیر ارادی سی نگاہ اُس کمرے کی دیواروں پر جگہ جگہ نصب تصاویروں پر گئی تھی۔جن میں

محض ہالہ انصاری کا چہرہ واضح جگمگ کر رہا تھا۔ وہ ٹھٹھک گیا تھا۔

"حیدر درانی تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم نے مجھ سے میری ہالہ چھین لی۔۔ میری محبت۔۔۔ میری ہالہ چھین لی تم نے مجھ سے۔۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا حیدر۔۔۔۔" وہ اضطرابی کی سی کیفیت میں وحشت زدہ سا بڑبڑائے جا رہا تھا۔۔ جبکہ کمرے کی چوکھٹ پر کھڑی مالا ایک بار پھر پورے وجود سے زمین میں دھنس کر رہ گئی تھی۔۔

"بکواس بند کرو۔۔ تمہاری جرات بھی کیسے ہوئی میری بیوی کا نام اپنی گندی زبان سے ادا کرنے کی۔" وہ ایک بار

پھر مکا مار کر اُس کا جبڑا ہلا چکا تھا، شرجیل کا دماغ سنسنا اُٹھا۔۔۔

تمہاری بیوی نہیں میری دیوانگی ہے وہ حیدر درانی۔۔اور" خبردار جو تم نے میری ہالہ کو اپنا کہا تو۔۔وہ صرف میری ہے ازل سے ابد تک صرف میری۔۔" وہ دیوانگی کے عالم میں حیدر کے ماتھے پر گن تنتا ہوا غرایا۔۔ جبکہ وہ جو حیرت سے گنگ کھڑا سن پڑتے دماغ کو بامشکل سنبھالے ہوا تھا اس کے لہجے سے عیاں خوف و جنون کی چنگاری بھڑکتی دیکھ ساکت رہ گیا۔۔

میری ہالہ ہے وہ۔" وہ مزید دیوانگی کے عالم میں بولتا اب "
گن سیدھی اس کے ماتھا پر رکھ چکا تھا۔۔ جبکہ انگلی ٹریگر پر
تھی۔۔ مالا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔

شرجیل احمد باز آجاؤ وہ بیوی ہے، عزت ہے میری۔۔" وہ "
درشتگی سے گویا ہوا، کرخت تاثرات لئے جبڑے بھینچے اس
کی گردن دبوچ چکا تھا۔۔ شرجیل کی پرزور مزاحمت جاری
تھی۔۔ مگر حیدر دُرانی کو تو جیسے ہالہ انصاری کے آگے اپنی
جان کی بھی پرواہ نہیں رہی تھی۔

شرجیل یہ کیا کر رہے ہو۔۔ چھوڑ دو اسے گولی چل جائے"
گی۔۔" وہ محض ایک لڑکی کی خاطر وحشی درندوں کی مانند

جھگڑتے ایک دوجے کی جان لینے کہ در پر آ گئے
تھے۔۔ جبکہ جس صنف کی خاطر یہ سارا فساد برپا تھا وہ درندہ
صفت لوگوں کی قید میں تل تل مر رہی تھی۔۔

"پرزور مزاحمت کرتا شرجیل فضا میں
ٹھا۔۔۔۔۔۔۔" گونجتی گولی کی آواز پر ساکت پڑ گیا تھا۔ مالا نے خوفزدہ سے
انداز میں لبوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔ اور
حیدر۔۔۔۔۔۔۔ دوسری جانب دور کہیں درد کی انتہاؤں کو
چھوتیہالہ انصاری کا وجود جھٹکے لیتا ساکت پڑ گیا تھا۔۔

اب کہ ہم بچھڑے ہیں تو خوابوں میں ملیں
جیسے سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

مالدیپ کے نیلے روشن چمکدار ساحل پر ایک نیا سورج اپنی کرنیں بکھیرتا پورے جاہ و جلال سے اُتر آیا تھا۔۔زاویار کی آج سانگ کی شوٹنگ تھی۔۔وہ گولڈن آور میں کچھ فوٹو شوٹس ہونے کے باعث منہ اندھیرے زویا کو خواب و خرگوش کے مزے لوٹتا دیکھ ماتھے پر پیار کرتا ہٹ سے نکل سے آیا تھا۔۔اس وقت وہ تمام لوگ اپنی منتخب کردہ لوکیشن پر موجود تھے۔۔دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔وہ لوگ سارے شوٹس ہی تقریبً نبٹا چکے تھے۔۔۔اب بس آج

کے دن کے اختتامی شوٹس چل رہے تھے مگر ابھی ان میں خاصہ وقت تھا۔۔ماڈل صاحبہ آرام کی غرض سے میک اپ وین میں موجود تھیں۔۔ جبکہ وہ زویاء کی فکر میں چھتری کے نیچے بیٹھا، مسلسل اس کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔جو ابھی تک پاروڈ آف تھا۔۔وہ یقیناً زاویار سے ناراض تھی کیونکہ وہ اس کے انکار کو کسی بھی خاطر میں لائے بغیر اپنی من مانی کر چکا تھا۔۔

"زویاء یار پک اپ دا فون!" وہ زچ ہوتا تقریباً سیکڑوں بار اس کا نمبر ڈائل کر چکا تھا۔ڈھیروں میسج سینڈ کر چکا تھا۔۔ مگر دوسری جانب سے نو رسپانس۔

یہ بچگانہ حرکتیں چھوڑ بھی دو اب۔۔۔یاد رکھنا زویاء آگر" میں وہاں آگیا ناں تو بخشونگا نہیں۔" غصہٰ سے کھولتا زاویار ایک آخری میسج اور اپنی لوکیشن سینڈ کرتا موبائل ٹیبل پر پٹخ چکا تھا۔۔لوکیشن سینڈ کرنے کا مقصد بس اتنا ہی تھا تاکہ وہ زیادہ پریشان نہ ہو۔۔کیونکہ وہ قریبی بیچ ولا پر میں ہی موجود تھے۔۔جو اس وقت اُن کے سیٹ کا حصّہ تھا۔۔

"سر چلیں ڈائریکٹر صاحب آپ کو بُلا رہے ہیں۔۔میم ریڈی ہیں۔۔" زاویار چونک کر متوجہ ہوا تھا۔۔اور پھر ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرا اپنے بال سنوارتا کھڑا ہوا۔۔میک اپ آرٹسٹ بھاگ کر اس کی ٹیچنگ کرنے کے

لیے نزدیک آیا تھا۔۔ جس کا ہاتھ وہ ناگواری سے پرے کر گیا،، موڈ پہلے ہی زویاء کی حماقتوں کے باعث خراب ہو چکا تھا۔۔

زاویار ہنی ! تمہیں پسینہ آرہا ہے۔۔اور پلیز اپنے فیس " ایکسپریشن ٹھیک کر لو۔۔ورنہ شوٹس اچھے نہیں آئینگے۔" لڑکیوں کی طرح کا نازک مزاج میک آرٹسٹ بڑے ہی دلربانہ آنداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔ناچار زاویار کو اس کی بات ماننی پڑی تھی۔۔

اب منظر نگاہ کچھ کیوں تھا کہ زاویار نازک سی ہیروئین کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کی ہمراہی میں آدھا پانی میں ڈوبا ہوا

تھااور آدھا پانی سے باہر تھا۔۔۔حد سے زیادہ نزدیک ایک دوسرے کی آنکھوں میں ڈبکیاں لگاتے وہ بڑا ہی رومانوی سا پوز دے رہے تھے۔ہیروئین کے پشت پر بیکھرے آدھے بال پانی پر تیرنے لگے تھے۔جبکہ وہ ڈاریکٹر کی ہدایت کے مطابق ایکٹ کرتے دو سے تین شوٹس میں پرفیکٹ شوٹ اُتار چکے تھے۔سورج کی تیز شعاؤں میں چمکتا چہرہ،اور لینس کے باعث چمکتی گہری نیلی آنکھیں وہ اپنی شخصیت سے بالکل منفرد لگ رہا تھا۔۔آگر زویاء اسے دیکھ لیتی تو یقیناً وہ اپنے شوہر نامدار کی حرکات و سکنات دیکھ گہرے صدمے میں چلی جاتی۔

اب ایسی پوزیشن میں فوٹو گرافران دونوں کی کچھ تصاویریں اُتار رہا تھا۔۔جو یقیناً کل صبح تک شوشل میڈیا پر تہلکا مچانے والی تھیں۔۔

"میڈم آپ زرا سر کے مزید نزدیک ہوں۔۔اپنا جھکاؤ لیس کی طرف زیادہ کیجئے گا پلیز۔" زاویار نے آنکھیں گھمائیں۔

"اوکے شیور! وہ مسکراتی ہوئی ضرورت سے زیادہ ہی جھک گئی تھی۔۔

"سر آپ میڈم کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اس انداز میں ہاتھ رکھیں کہ ایسا محسوس ہو جیسے آپ نے میڈم کو اپنی

طرف جھکا رکھا ہو۔۔"فوٹو گرافر کی ہدایت پر عمل کرتا زاویار ان دونوں کے بیچ کی نزدیکی کو فراموش کر چکا تھا۔۔۔

دوسری جانب سے تیز قدموں سے نزدیک آتی زویاء نے یہ واہیات منظر دیکھ مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔زاویار کی وائف ہونے کی وجہ سے اسے سیٹ پر داخلے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنہ نہیں ہوا تھا۔۔۔مگر سامنے کا منظر دیکھ دور کھڑی زویاء کا بس نہیں چلا تھا کہ وہ اس پھولن دیوی کی گردن مڑوڑ ڈالے۔۔جو اس کے شوہر سے چپکی کھڑی تھی۔۔

زاویار۔۔۔۔" وہ ہلکی سی پکار لگاتی نزدیک بڑھنے ہی لگی" تھی کہ سیٹ پر موجود ویٹر نے اسے مزید حد پار سے روک دیا تھا۔۔ حد نگاہ تک نظر آتے نیلے پانی میں تیرتے لکڑی کے لائنز سے بنے بیچ ہٹ اور ریت کی طرف سے جاتا راستہ یہ خوبصورت منظر بہت دلفریب تھا۔ مگر زویاء کے لئے اس تمام منظر کے آگے اپنے شوہر کا کسی اور لڑکی کی جانب مائل ہونا بری طرح چبھ رہا تھا۔۔

سوری میڈم! سر ابھی بزی ہیں۔۔ آپ پلیز ویٹ میں چل" کر سر کا ویٹ کر لیں۔" زویاء سیخ پا ہوتی غصہ سے لب بھینچے جس خاموش سے آئی تھی بالکل اسی خاموشی سے واپس

لوٹ گئی تھی۔۔۔ جبکہ وہ متوقع آفت سے بے خبر لاپرواہ سا اپنے رومانوی پوز لینے میں مصروف تھا۔۔۔

زویاء آنسو بہاتی مالدیپ کی نامعلوم سی سڑکوں پر پیدل ہی چل پڑی تھی۔۔ وہ آئی تو کیب سے تھی مگر واپس جانے کا ارادہ نہ ہونے کے باعث اس وقت وہ سڑکوں کی خاک چھان رہی تھی۔۔ سورج ڈھلنے لگا تھا۔۔۔۔

"میں تمہیں بخشوں گی نہیں زاویار فاروقی! تم نے میرے ساتھ بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔ مجھے چھوڑ کر۔۔ اپنی بیوی کو نظر آنداز کر کے تم ہمارا وقت اس پھولن دیوی کے ساتھ

گزار رہے ہو۔۔" وہ مسلسل آنسو بہاتی ہوئی بے مقصد سڑکوں پر چلتی چلی جا رہی تھی۔ وہ ابھی زیادہ دور نہیں آئی تھی۔ بیچ پر سیاحوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا۔ وہ سب کو نظر آنداز کرتی بس روتی چلی جا رہی تھی۔۔ جبھی کوئی اچانک سے اس کی راہ میں حائل ہوا تھا۔۔۔

"ہیلو بے بی۔۔" وہ اوباش قسم کے لڑکے تھے۔ زویاء چونکی، گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ وہ دونوں اب مقامی زبان میں خباثت سے مسکراتے ہوئے کچھ بول رہے تھے۔ زویاء کو خوف سا آیا تھا۔۔۔

ہئے کم ہئیر!" وہ دونوں اس کو دبوچنے کی خاطر آگے
بڑھے تھے۔ معاً زویاء خوف سے چلاتی ہوئی مخالف سمت
میں بھاگی تھی۔ وہ دونوں خبیث اس کے تعاقب میں تھے۔

اسٹاپ لیڈی!" وہ دونوں جان بوجھ کر زرا سنسان والے
علاقے میں چلے آئے تھے۔ زویاء گھبرا گئی تھی۔۔۔ وہ الٹے
قدم اٹھا رہی تھی۔۔ وہ دونوں لڑکے اب اس پر جھپٹ چکے
تھے۔۔ زویاء وحشت سے چلاتی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی
تھی۔۔ جبھی کوئی وجود ان تینوں کے درمیاں زویاء کے عین
سامنے میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔ خود کو ان درندو کی
غلیظ گرفت سے محفوظ محسوس کر زویاء نے خوف سے آنکھ

پر سے ایک انگلی ہٹا کر دیکھا تھا۔۔۔ مگر مقابل کھڑے وجود کو دیکھ وہ حیرت زدہ سی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شوٹ مکمل ہو گیا تھا۔۔ زاویار چند قدموں کا فاصلہ عبور کرتا ریتیلی زمین کی جانب چلا آیا تھا۔۔ دھوپ کی تمازت سے بچاؤ کے لئے سر پر کیپ پہنتا وہ چھتری کے نیچے چلا آیا تھا۔

چیئر سنبھالتے ہی اس نے سب سے پہلے موبائل چیک کیا" تھا۔ مگر وہاں زویاء کا کوئی کال یا میسج موجود نہیں تھا۔ اسے نئے سرے سے طیش آیا۔۔

زویاء۔۔۔" وہ کال ملا رہا تھا۔۔ مگر نمبر ہنوز آف جا رہا"
تھا۔۔۔

زاویار سر!" وہ چونک کر متوجہ ہوا تھا۔'

"جی۔۔"

سر وہ کچھ دیر قبل آپ کی وائف آئیں تھیں۔" زایاور نے"
شکی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

وہاٹ؟ کہاں ہے وہ؟" وہ تیزی سے نشست چھوڑ کر کھڑا"
ہوا۔ بھلا وہ اکیلے کیسے آسکتی تھی۔

سر آپ بزی تھے۔ ہم نے میم کو ویٹ کرنے کا کہا تھا مگر" وہ رُکی نہیں۔" زاویار کو غصہ اور ٹینشن بیک وقت ہوا تھا۔

اوہ گاڈ! آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔" وہ پریشانی سے" اپنی پیشانی مسل کر رہ گیا تھا۔

زاویار کہاں جا رہے ہو۔۔ابھی کچھ شوٹس رہتے ہیں۔" وہ" سماعتوں سے ٹکراتی ڈائیریکٹر کی آوازیں نظر آنداز کرتا تیزی سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

"ہئے گرل! ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔" بلیک جینز
شرٹ میں ملبوس وہ کانچ سی لڑکی، سنہری بالوں کو پشت پر
جھٹکتی زویاء کی راہ میں حائل تھی۔ زویاء نے نا سمجھی سے
اپنے مقابل استازہ لڑکی کی پشت کو گھورا تھا۔۔

"مجھے ہٹاد و راستے سے۔" وہ منہ میں بل گم ڈالتی لاپرواہی
سے گویا ہوئی تھی۔

"اوہ!" وہ دونوں کمینگی سے مسکرائے۔ زویاء نے تھوک
نگلا۔

بائے داوے یور آر سو ہوٹ۔" ان میں سے ایک معنی"
خیزی سے آنکھ دبا کر بولا تھا، سنہری بالوں والی لڑکی تنفر
سے مسکرائی۔

چلو لڑکی ہٹ جاؤ ہمارے راستے سے۔" وہ دونوں اسے"
دبوچنے کی خاطر آگے آئے تھے جبکہ وہ دونوں کو ڈاج کرتی
خود کو آزاد کروا چکی تھی۔۔ زویاء نے فلک شگاف چیخ ماری
تھی۔

وری شارپ!" وہ دونوں ایک بار پھر اس پر حملہ کر چکے"
تھے۔۔ جبکہ مقابل لڑکی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور دونوں کی
خوب پھینٹی لگائی تھی۔ زویاء پوری آنکھیں کھولے حواس

باختہ سی اس نازک سی لڑکی کو گھور رہی تھی جو دو ہٹے کٹے مردوں کو منٹوں میں ڈھیر کر چکی تھی۔۔

"ہئے سویٹ گرل آر یو اوکے!" وہ ہاتھ جھاڑتی، وحشت زدہ سی زویاء کی جانب پلٹی تھی۔ جو آنکھیں کھولے سہمی سی نظروں سے ان دونوں زخمی لڑکوں کو بھاگتا ہوا دیکھ مزید خوف زدہ ہو گئی تھی۔

"آپ!" زویاء کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔ مقابل کھڑی لڑکی مشرق و مغرب حسن کا ملاپ تھی۔

مجھے شالہ کہتے ہیں سویٹ گرل!" وہ اس کا گال تھپتھپا کر"
محبت سے گویا ہوئی تھی۔۔ جس کی پھیلی آنکھوں میں اب
اسے اُردو بولتے دیکھ حیرت در آئی تھی۔

میں۔۔۔ میں۔۔" زویاء کچھ دیر قبل پیش آنے والے"
حادثہ کے باعث پورے وجود سے کپکپا رہی تھی۔۔

زویاء! تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔" زاویار جو پچھلے ایک"
گھنٹے سے اسے پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا تھا۔۔ اسے دیکھ
پریشان سا مزید نزدیک آیا تھا۔

زاویار وہ!" زویاء پورے وجود سے کپکپا رہی"
تھی۔۔ آنکھوں میں ڈر ہچکولے لے رہا تھا۔۔ زاویار کو دیکھ وہ

اس بھاگ کر سینے سے جا لگی تھی۔ جیسے کوئی بچہ اپنی بچھڑی ہوئی ماں سے جا لپٹتا ہے۔

"تمہیں میں نے منع کیا تھا ناں میں نے، کہ اکیلی کہیں بھی باہر مت نکلنا زویاء۔۔" اب جب کہ وہ مل گئی تھی تو زاویار کا غصہ دوبارہ سے لوٹ آیا تھا۔

"میں نہیں زاویار!" وہ سختی سے اسے تھامے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔ قریب شالہ نے یہ منظر بہت دلچسپی سے دیکھا تھا۔

تمہیں کبھی میری کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔۔میں تو"""
ہوں ہی پاگل۔۔بس بکواس کرتا رہتا ہوں۔"وہ غصے سے
چنگھاڑا تھا۔زویاء اب آنسوؤں سے رونے لگی تھی۔

زاویار میری بات!"وہ سسک اُٹھی۔۔"

شٹ اپ! چلو میرے ساتھ۔"وہ خود سے لگی کھڑی"
زویاء کو جھٹکے سے دور کرتا ارد گرد سے فراموش پلٹنے ہی لگا
تھا کہ عقب سے اُبھرتی آواز پر حیرت زدہ سا پلٹا تھا۔

ہئے زاویار!"شناسہ آواز پر وہ چونک گیا تھا۔اور جب پلٹا تو"
حیرت زدہ سا رہ گیا۔۔

تم نے مجھے نہیں پہچانا کیا؟" وہ شرارتی مسکراہٹ سے "
بولتی نزدیک آئی تھی۔

شالہ تم یہاں! وہاٹ آپلیزینٹ سرپرائز!" زویاء کا ہاتھ "
اپنی گرفت سے آزاد کرتا وہ اس کی جانب بڑھا۔۔جو
مسکراتی ہوئی سیدھی اس کے گلے لگ گئی تھی۔۔زویاء جو
حیرت زدہ سی خاموش کھڑی تھی یکدم چہرے پر ناگواری
سی چھاگئی تھی۔۔

سرپرائز تو تم نے مجھے کر دیا ہے۔۔۔شی از یور وائف "
نا؟"" وہ تصدیقی لہجے میں بولی تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔ساتھ
ہی زویاء کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔

زویاءان سے ملو یہ میری بہت اچھی فرینڈ ہیں شالہ۔۔اور"
شالہ یہ میری بیٹر ہاف، مائے لوز ویاء زاویار!" اُس کا ہاتھ
تھامتی وہ بغل میں آ کھڑی ہوئی۔ جو ماتھے سے ماتھا ٹکراتا
نہایت سی خوش دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ گاڈ! کتنے چھپے رستم ہو تم یار! میں تمہاری خاطر تمہیں
سرپرائز کرنے کے لئے پاکستان آئی، اور پاکستان سے پیچھا
کرتی کرتی مالدیپ اور یہاں اُلٹا تم نے ہی مجھے سرپرائز کر دیا
ہے۔" وہ منہ کھولے زرا تاسف ظاہر کرتی مسکرا کر اپنا ماتھا
پیٹ گئی تھی۔ اور اب زویاء کا شک یقین میں بدل گیا

تھا۔۔اس روز پلین میں اسے بس یونہی اپنا آپ نظروں کے حصار میں محسوس نہیں ہوا کہ کوئی تو تھا جو تعقب میں تھا۔

"ہاہاہا! لڑکی تم نے دیر کر دی۔۔میں تو بہت پہلے سے بکڈ ہوں۔" زویاء کو آنکھ مارتا وہ شرارت سے گویا ہوا۔جو بے تاثر نگاہوں سے ان دونوں کی بے باکیاں ملاحظہ کر رہی تھی۔

"بائے داوے یور وائف از سو کیوٹ اینڈ انوسینٹ! کہاں سے ڈھونڈلی تم نے اتنی پیاری لڑکی۔" وہ چہرے پر تنے تاثرات سجائے کھڑی زویاء کو زبردستی گلے سے لگاتی معنی

خیزی سے بولی تو وہ مسکرا اُٹھا اور زویاء مارے مروت کے مسکرا بھی نہ سکی تھی۔

"ویسے میرا پیچھا کرنے کی کوئی خاص وجہ۔" زاویار نے بھونیں اُچکائیں۔

"جو خاص وجہ تھی اب تو وہ بھی ختم ہو گئی۔۔ کیونکہ مجھے لگ رہا کہ میں واقعی لیٹ ہوں۔" وہ جس للچائے ہوئے آنداز میں زاویار پر لائن مار رہی تھی، زویاء کا دل کیا تھا، اس کا گلا دبا ڈالے۔ مگر پھر ضبط کر گئی۔۔

"خیر تم بتاؤ پاکستان کی یاد کیسے آ گئی۔۔۔" وہ دونوں زویاء کو فراموش کئے باتوں میں مشغول ہو چکے تھے۔ جبکہ اسے آج

نجانے کیوں اپنا آپ بہت بے معنی سا محسوس ہو رہا تھا۔۔ زاویار نے اس کی حالت کے بابت بھی دریافت کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ وہ اس قدر سنگدل کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ ان لڑکوں کو دیکھ کس قدر خوف زدہ تھی۔ من و من کڑھتی بھیگی پلکوں کی نمی چھاتی وہ رُخ پھیر کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

شالہ سے باتوں کے دوران کب رات ہو گئی تھی انہیں خبر ہی نہ ہوئی، شالہ کی ہمراہی میں پر تکلف ڈنر سے لطف آندوز ہونے کے بعد وہ دونوں ہی رخصت لیتے وہاں سے نکل

آئے تھے۔رینٹل کار ساتھ نہ ہونے کے باعث بیچ سائیڈ واک کرتے وہ دونوں کافی دور زراسنسنان راستے کی جانب آگئے تھے،زویاء خاموش تھی جبکہ ساتھ چلتے زاویار نے بھی اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔جو یقیناً شالہ کے ساتھ اس کی فرینکنیس دیکھنے کے بعد شعلہ جوالا بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

زویاء!"ساحل کو چھوتی اُن کے وجود سے ٹکراتی تیز" ہواؤں کے سنگ چلتے مجسموں کی خاموشی کو زاویار کی گھمبیر آواز نے توڑا تھا۔۔۔۔۔۔

ہمم!"شال اپنے گرد لپیٹتی وہ چونکی۔"

تم میری بغیر اجازت ہٹ سے باہر کیوں نکلی"
تھیں۔"اب وہ سنجیدگی سے بازپرس پر اُتر آیا تھا۔زویاء نے
لب چبائے۔

دراصل تم نے جب لوکیشن سینڈ کی تو میں نے سوچا تمہیں"
سرپرائز کر دیتی ہوں۔"اس کے غصے سے خائف وہ زرا
دھیمے لہجے میں صفائیہ آنداز میں بولی۔

تمہیں آندازہ ہے آگر شالہ وقت پر نہ آتی تو تمہارے"
ساتھ کیا ہو جاتا؟"اس کا غصہٰ ہنوز برقرار تھا۔سر جھکا کر
چلتی زویاء خاموش رہی۔

اب بس خاموش ہو جاؤ! میں ہی پاگل ہوں جو بکواس کرتا" رہتا ہوں۔۔ مگر تمہارے بھیجے میں میری کوئی بات نہیں بیٹھتی۔" وہ دبا دبا سا غُرایا تھا۔

غلطی ہو گئی، معاف کر دو، آئندہ آپ سے پوچھے بغیر کچھ" نہیں کرونگی۔ کہیں نہیں جاؤنگی۔۔" وہ ناراضگی ظاہر کرتی رندھے ہوئے لہجے میں بولی تو ناچاہتے ہوئے بھی زاویار اپنا غصہٰ دبا گیا تھا۔

وہ خفا خفا سی اس سے زرا فاصلہ سے چلنے لگی تھی جبکہ اُسکا بھی اُسے منانے کا کوئی خاصہ ارادہ نہیں تھا۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔ جبھی زاویار کو کسی گڑبڑ کا احساس

شدّت سے ہوا تھا۔۔ وہ چونک کر پلٹا تو دو لوگ متوازن چال چلتے ہوئے ان کے پیچھے چل رہے تھے۔

"زویاء یہاں آؤ!" وہ جو لاپرواہ سی چل رہی تھی۔ زاویار کی آواز پر چونکی جو خاموشی سے قریب آتا اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

"میرے ساتھ چلو!" وہ چہرہ اُٹھا کر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔ جس کے چہرے کے تاثرات سخت تھے۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" بالوں کو کان کے پیچھے لگاتی وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔ مگر وہ اس کی باتیں نظر انداز کرتا اِرد

گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔۔رات کی تاریکی میں اب اسے وہاں ایک سے زائد لوگوں کی موجودگی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"زویاء ذرا جلدی چلو یہاں سے۔۔" وہ اس کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتا جیب سے موبائل نکال کر متفکر سا موبائل اسکرین پر جھکا ہوا تھا۔۔۔

"زاویار کیا ہوا؟" اب زویاء بھی اس سنسان جگہ پر لوگوں کی موجودگی محسوس کر چکی تھی۔ جبھی وہ خوفزدہ سی سختی سے اس کا ہاتھ تھام گئی۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ریلیکس میں ہوں یہاں پر۔" وہ اس کا "
ماتھا چومتا اپنے ساتھ کا احساس دلا گیا۔۔ جبھی کسی نے آگے
سے آکر ان کا راستہ روکا تھا۔

ہئے اسٹاپ مین!" زویاء کی آنکھیں پھٹ گئ "
تھیں۔زاویار نے بے تاثر نگاہوں سے ان اوباش لڑکوں کا
جائزہ لیا تھا۔

زاویار یہ۔۔" وہ خوفزدہ سی کچھ بتانے لگی تھی جبھی اس کا "
ہاتھ سختی سے دباتا ہوا خاموش کروا گیا۔۔

یہ لڑکی ہمارے حوالے کردو۔" وہ آٹھ سے دس افراد"
تھے، زویاء ان کے مطالبہ پر خوفزدہ ہوگئی تھی، جبکہ زاویار
کی آنکھیں سُرخ ہوگئی تھیں۔۔

زاویار!" وہ خوفزدہ سی اُس کی پشت پر جا چھپی تھی۔ جبکہ"
ان میں سے ایک تیزی سے آگے بڑھتا زویاء کا دوپٹہ کھینچ کر
ہوا میں لہرا گیا۔

آہ۔۔۔" وہ خوفزدہ سی چیخی۔۔"

یو۔۔۔" زاویار کی حد بس یہیں تک تھی۔۔۔ وہ تیر کی"
تیزی سے اس شخص پر جھپٹ پڑا تھا۔۔۔ اور دیکھتے ہی
دیکھتے وہ تمام تر لوگ زاویار پر حملہ آور ہو چکے تھے۔۔ زویاء

خوف کے مارے بری طرح چلا رہی تھی۔۔ان میں سے ایک زویاء کی جانب لپکا۔۔زاویار جو بامشکل سب کا مقابلہ کر رہا تھ زویاء کو اس شخص کی تحویل میں دیکھ غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔۔ بامشکل سب سے اپنا آپ آزاد کرواتا وہ زویاء تک آیا اور دو پنچ مار کر مقابل کو پرے کر گیا۔۔

زویاء بھاگو یہاں سے جلدی۔" وہ جو خوفزدہ سی ساکت "" کھڑی تھی زاویار کی آواز پر چونک کر ہوش میں آئی۔

زاویار یہ۔۔ تمہیں چوٹ۔۔" زاویار کے ماتھے سے بہتا" خون دیکھ وہ حواس باختہ سی رہ گئی تھی۔

زویاء چلو یہاں سے۔۔" وہ زبردستی اس کو گھسیٹتا ہوا"
بھاگا تھا ساتھ ہی پیر مار کر فضا میں دھول اڑا دی۔۔ایک لمحے
کو وہ لوگ آنکھوں میں مٹی بھر جانے کے باعث گمراہ
ہو گئے تھے اور بس اسی چیز کا فائدہ اٹھاتا وہ زویاء کو لیے تیزی
سے بھاگا تھا

زاویار مجھ سے نہیں بھاگا جا رہا اب۔۔" وہ روتی ہوئی بے"
بسی سے بولی پیروں سے خون آنے لگا تھا۔۔زاویار چونک
کر اس کی جانب پلٹا۔۔ مگر ابھی اس کے انسو پونچھنے کا
درست وقت نہیں تھا۔۔وہ اکیلا ہوتا تو ان سب کا مقابلہ کر

بھی لیتا مگر زویاء کی موجودگی میں وہ رات کے اس پہر ایک انجان ملک میں ہر گز بھی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"زویاء میری جان! بس تھوڑی سی ہمت اور۔۔۔" وہ زبردستی اسے گھسیٹتا ہوا اب اس مقام سے کافی دور لے آیا ۔ مگر یقیناً وہ لوگ اب تک ان کے پیچھے تھے۔

"زاویار یہ وہی لوگ ہیں، جو شام کو میرے پیچھے لگ گئے تھے۔۔" وہ ہانپتی کانپتی کسی مجرم کی مانند اپنا قصور بتا رہی تھی۔

"تم فکر نہیں کرو۔۔ میں ہوں نا۔۔ کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔" وہ بھاگتے بھاگتے نجانے کہاں نکل آئے تھے

مخالف سمت میں ناریل کے پیڑوں سے بھرا گنجان جنگل اب بہت نزدیک تھا۔۔وہ اس کی کلائی تھامے جنگل ہی داخل ہو گیا تھا۔۔

"وہ۔۔ہم لاپتہ ہو جائیں گے۔۔زاویار یہ تو جنگل ہے"

دونوں اب ایک پیڑ کی آڑ میں ٹیک لگا کر کھڑے گہرے گہرے سانس لے رہے تھے۔

"اس کا دوپٹہ وہیں رہ گیا۔۔تم ٹھیک ہو نازویاء"

تھا۔۔بکھرے بال،اور سرخ چہرے سے پیڑ سے ٹیکا لگا کر زمین پر بیٹھی وہ آنسو بہا رہی تھی۔

میرا پاؤں۔" اندھیرا ہونے کے باعث سمجھ نہ آیا تھا کہ "
اس کو کہاں چوٹ لگی تھی۔ فی الحال اسے دلاسہ دینے کی
خاطر وہ اسے اپنے حصار میں مضبوطی سے تھامے بیٹھا
تھا۔۔ جو سختی سے اس کے گرد بازو ڈالتی ہچکیوں سے رونے
لگی تھی۔۔

"زاویار مجھے گھر جانا ہے۔۔ ہم یہاں نہیں رہیں گے۔۔""""
وہ روتے ہوئے مسلسل بول رہی تھی جبکہ زاویار کا دل وہ
منظر یاد کر ایک بار پھر انگاروں پر لوٹ گیا تھا۔۔ جب اس
شخص نے اس کا دوپٹہ ہوا میں اچھالا تھا۔ ضبط سے سرخ پڑتی

آنکھوں میں حد درجہ اشتعال عود آیا تھا، وہ اُسے مزید سختی سے تھام گیا۔

"آہ۔۔۔ زاویار مجھے درد ہو رہا ہے۔۔" وہ تکلیف پر کراہ اُٹھی تھی، اسے یکدم اپنی سخت گرفت کی سختی کا احساس ہوا تھا۔ وہ جھٹ فاصلہ پر ہوتا، اپنی جیکٹ اُتار کر اس کو پہناتا پھر سے سینے سے لگا گیا۔ جو آنکھیں موندتی پر سکون ہو گئی تھی۔۔ پاؤں میں ابھی بھی شدت کی تکلیف تھی مگر اس کا حصار محفوظ تھا۔۔۔۔

انہیں بیٹھے ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ارد گرد میں سرسراتی ہوئی آہٹوں کی آواز پر زاویار چونک گیا تھا۔۔زویاء کو درد کی شدت میں زرا سکون محسوس ہوتے ہی اونگھ آگئی تھی۔۔

زویاء!"زاویار کی پکار پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی۔"

کیا۔۔۔کیا ہوا؟"اس کا چہرہ تھا متی وہ خوفزدہ ہوگئی تھی۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔میری بات دھیان سے سنو۔۔وہ"""

لوگ یہیں آس پاس ہیں۔جب وہ ہمارے قریب آئینگے تو میں ان کی توجہ اپنی جانب کروالونگا۔۔اور تم وہاں سے بھاگ جانا۔"زویاء نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

نہیں میں اکیلے نہیں۔۔" وہ رونے لگی تھی۔"

زویاء پلیز میری جان! میری بات مان لو۔۔" وہ منتی لہجے"
میں بولا تھا۔

مگر میں یہاں سے کہاں جاؤنگی۔۔میں تمہیں چھوڑ کر "
نہیں جاؤنگی۔" وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رونے لگی
تھی۔۔قدموں کی آہٹ نزدیک سے سنائی دینے لگی تھی۔

زویاء جاؤ تم۔۔" وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا ساتھ ہی زبردستی اسے"
بھی کھڑا کیا تھا۔۔جو خوفزدہ سی تھی۔

نہیں۔۔۔"

زویاء جاؤ۔۔اور پیچھے پلٹ کر مت دیکھنا۔۔۔" وہ مسلسل "
نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔وہ سختی سے ہاتھ پکڑ کر اسے
دوسری جانب دھکیل چکا تھا۔۔اب آہٹ بالکل نزدیک
سے سنائی دے رہی تھی۔

زویاء مسلسل روتی ہوئی ناچاہتے ہوئے وہاں سے بھاگ "
نکلی تھی۔۔اب وہ اوباش لڑکے تھے اور اکیلا زاویار
۔۔۔ گردن گھما کر دیکھا جب اسے تسلی ہو گئی کہ زویاء وہاں
سے دور نکل گئی ہے۔۔تو اب اب پیڑ کی آڑ سے نکل کر
سامنے آیا تھا۔۔وہ جو پانچ سے چھے افراد پر مشتمل گروہ
تھا۔وہ یکدم چونکا اور پھر قہقہہ لگا اٹھا۔

اوہ ہاؤ رومانٹک ! ہیرو اور ہیروئین تو جنگل میں چھپے بیٹھے ہیں۔" وہ بلند بانگ قہقہہ لگاتے اب زاویار پر چھپٹے تھے۔ جبکہ ان میں سے کچھ زویاء کی تلاش میں ارد گرد میں نگاہ دوڑا رہے تھے۔

اس کی ہیروئین تو غائب ہے۔" ان میں سے ایک زرا" سراسرتے لہجے میں بولا جبکہ زاویار کو اتنا تو معلوم تھا کہ وہ زویا کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔۔۔

زاویار اس تماشہ کا دی اینڈ کرنے کی خاطر مسلسل ان لوگوں کو اُکسا کر سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا۔۔ وہ تین لوگ ایک ساتھ حملہ آور ہوتے اس کے اوسان فنا کر گئے

۔۔ مگر وہ پھر بھی بھرپور آنداز میں جواب کارروائی کر رہا تھا۔۔ کالج کے زمانے سے اپنے ساتھی دس دس بوائز کو ایک ساتھ جھیلنے کا تجربہ نہ ہوتا تو زاویار فاروقی کب کا ڈھیر ہو چکا ہوتا۔۔۔

گتھم گتھا ہوا زاویار ان سب پر بھاری پڑ گیا تھا۔۔ ایک ایک کر وہ ہمت ہارتے ڈھیر ہو گئے تھے۔۔ ہمت تو زاویار کی بھی جواب دے گئی تھی مگر اسے اپنے اوسان بحال رکھنے تھے اپنی بیوی کی خاطر، اپنی محبت کی خاطر۔۔۔

زاویار نے پاس پڑا ایک بڑا سا درخت کا بھاری سا تنا بامشکل اُٹھایا تھا اور گول گول گھماتے ایک جھٹکے سے ادھ موئے

ہوئے لحیم شحیم سے مردوں پر چھوڑ چکا تھا۔۔جو تنے کے پریشر اور جنگل کی زمین پر گرنے کے باعث اپنے حواس گنوا گئے۔۔

وہ گہری گہری سانس بھرتا زخمی بازو کو بامشکل سنبھالے زویاء کی تلاش میں بھاگا تھا۔۔یہ جنگل تھا آگر وہ بیچ میں کہیں دور نکل جاتی یا پھر کوئی جنگلی جانور سامنے آجاتا تو زاویار کو نئے سرے سے فکر ہونے لگی تھی۔۔

زویاء بھاگتی بھاگتی نجانے کہاں آگئی تھی۔۔یہاں بہت اندھیرا تھا۔۔چاروں طرف جنگل ہی جنگل تھا۔خوفزدہ سی

واپسی کے لئے قدم بڑھائے تو وہ راستہ بھول چکی تھی۔۔
پھوٹ پھوٹ کر روتی زویا وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔دور کہیں
سے سراسرتی ہوئی آوازیں کانوں میں سنائی دے رہی تھیں
جو یقیناً زاویار کی تھیں۔۔پتہ نہیں وہ ٹھیک بھی تھا یہ
نہیں۔۔

اپنی بیوقوفی پر خود کو کوستی وہ سُکڑ سمٹ کر بیٹھتی منظر سے "
خوفزدہ گھٹنوں میں سر دئے چہرہ چھپا کر ہچکیوں سے رو
پڑی۔۔۔پتہ نہیں کتنی دیر گزر گئی تھی۔۔مگر اس نے
گردن اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

زویاء!" زاویار جو اسے تلاشتہ ہوا آرہا تھا۔ پیڑ کی آڑ میں "
کسی وجود کی موجودگی محسوس کر پکارا اٹھا۔۔ جو آنسوؤں سے
تر چہرہ لیے دوڑ کر اس کی جانب بھاگ کر آئی تھی۔۔

زاویار تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔ تمہیں چوٹ لگ گئی ہے "
میری وجہ سے۔۔" اس کے ماتھے، ہاتھ، پاؤں سے بہتا
خون دیکھ وہ مزید روانگی سے رونے لگی تھی جبکہ وہ تو اسے
سینے سے لگائے جلتے دل کو سکون پہنچا رہا تھا۔

تم ٹھیک ہو نا۔" وہ سر ہلا گئی۔ "

زویاء تم ٹھیک تو ہو نا؟" اس کے مسلسل آنسو بہانے پر وہ "
پریشان ہوا۔

مجھے معاف کر دو زاویار! یہ سب میری وجہ سے ہوا"
ہے۔" وہ خود کو الزام دے رہی تھی۔

"ششش! تمہاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہے یار! اب
خاموش ہو جاؤ پلیز۔۔ تمہارے آنسو مجھے تکلیف دے رہے
ہیں زویاء۔۔" اس کی پیشانی پر اپنے دہکتے لب رکھتا وہ آنچ
دیتے لہجے میں بولا تھا۔۔

"تم ٹھیک ہو ناں زاویار۔۔۔" اس کے بالوں میں ہاتھ
پھیرتی وہ فکر مندی سے بولی تو وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

تمہیں اپنے پاس، قریب سے دیکھ لیا، اب میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔" وہ گہری سانس بھرتی پر سکون سی آنکھیں موند گئی۔۔

کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ کسی نے پیچھے سے زاویار کے ماتھے پر ہٹ کیا تھا۔ زویاء کے حلق سے فلک شگاف چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔ اس کے حواس جھنجھنا اُٹھے تھے۔۔ وہ واقعی میں گر جاتا آگر زویاء نے نہ سنبھالا ہوتا۔۔ پیچھے گھومانو انہی میں سے ایک ساتھی تھا۔۔ زاویار گھومتا ہوا سر تھامے پوری ہمت جما کر تاوہ درخت کا تنا اس کے ہاتھ سے جھپٹ

کر چھینتا اس کے جبڑے پر ایک کاری ضرب لگاتا لڑکھڑا کر گرا تھا۔

"زاویار!!" زویاء روتی ہوئی پاس بیٹھتی چلی گئی۔ وہ اپنے حواس قائم نہیں رکھ سک رہا تھا۔۔ روتی ہوئی زویاء کے ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگائے تھے۔۔۔

"زویاء بھاگ جاؤ یہاں سے۔" وہ بامشکل بات کر رہا تھا۔۔۔

"نہیں زاویار۔۔" وہ وحشت زدہ سی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

زویاء میں نے کہاناں بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔تم میری فکر نہ کرو۔۔جاؤ یہاں سے۔۔"وہ تکلیف برداشت کرتا شدت سے چنگھاڑا تھا۔۔جو آنسو ضبط کرتی پاس ہی بیٹھی مسلسل نفی کر رہی تھی۔

نہیں زاویار!!میں تمھیں چھوڑ کر کہیں نہیں" جاؤنگی۔۔میں کہیں نہیں جاؤنگی تمہارے بغیر۔۔"اس کی شرٹ سینے سے مٹھیوں میں دبوچتی وہ سسک اٹھُی تھی۔۔زاویار کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے بالوں میں جذب ہو گیا تھا۔۔

پلیز جاؤ!! کیوں میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔ابھی" میں تمہاری حفاظت کرنے کے قابل نہیں ہوں۔۔پلیز بھاگ جاؤ۔۔" وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ پھر سے کسی گھمبیر صورت حال کا سامنا کرے، لہجے میں شدّت سموئے التجا کرنے لگا تھا۔۔جو اس کا چہرہ تھامتی مسلسل اُس کا سر سے بہتا خون دیکھ رو رہی تھی۔۔

میں تمھیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ نگی۔۔اور خبر دار جو تم" نے خود کو کمزور سمجھا۔۔۔تم کبھی کمزور نہیں ہو سکتے۔۔میری محبّت اتنی کمزور ہر گز نہیں تھی۔۔میری حفاظت تمہاری زمے داری ہے زاویار فاروقی۔۔ تمھیں

ہمّت کرنی پڑے گی۔۔" بیدردی سے آنسوؤں سے نم رخسار رگڑتی وہ سپاٹ تاثرات سے بولتی کوئی جنونی ہی لگی تھی۔زاویار نے ایک لمحے کو ٹھہر کر اسے دیکھا تھا۔۔۔عشق کی آخری منازل آ گر زاویار فاروقی طے کر چکا تھا۔۔تو عشق کی انتہا زویاء درانی کے ہر انداز سے جھلک رہی تھی۔۔

زویاء پلیز جاؤ یار!" وہ شکستہ خور لہجے میں کڑے ضبط کا" مظاہرہ کر رہا تھا۔وہ اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو بیدردی سے رگڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔

نہیں زاویار! میں تمھیں اس حال میں چھوڑ کر اکیلے کہیں" بھی نہیں جاؤنگی۔ تم پلیز ہمت کرو۔۔" بظاہر وہ اسے دلاسہ دینے کے ساتھ ساتھ خود میں اس مشکل صورت حال سے لڑنے کی ہمت پیدا کر رہی تھی۔

"زویاء میری جان پلیز ضد مت کرو۔ تم جنگل سے باہر نکلنے کی کوشش کرو۔۔ میں نے مدد کے لئے سگنل دے دیا تھا۔۔ اب تک کوئی نہ کوئی ہماری مدد کو ضرور پہنچ چکا ہوگا۔۔ تم بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔" زویاء کا خوف سے لرزتا سراپا اپنے حصار میں قید کرتا وہ اسے دلاسہ دینے لگا تھا۔

جب میں نے ایک بار بول دیا کہ میں اکیلی کہیں بھی نہیں" جاؤنگی تو تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آرہی ہے۔" وہ اس کے سینے سے سر اُٹھاتی درشتگی سے گویا ہوئی تو وہ ضبط سے آنکھیں میچ گیا۔

"اُٹھو اب تم۔" زاویار نے بھی محسوس کیا کہ اب اس کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔۔ حواس میں کچھ بہتری سی آئی تھی۔ بامشکل کھڑے ہونے کی کوشش میں زویاء کے سہارے وہ اس کی خاطر ہمت مجتمع کر اُٹھ چکا تھا۔

"اگر ہم مزید اس جنگل میں اسی اسپیڈ سے چلتے رہے تو یقین کرو ہم دونوں مر جائیں گے۔" جنگل میں گھپ اندھیرا

ہونے کے باعث سمت کا تعین کرنے میں خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"تم کچھ بھی کہو یا مجھے اکیلے بھیجنے کے لئے جو بھی جواز پیش کرو۔ مگر میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر کہیں بھی نہیں جاؤنگی۔" زاویار کے حصار میں چلتی وہ زرانا راضگی سے بولی تھی تو وہ تکلیف میں بھی مسکرا اُٹھا تھا۔

"بہت ضدی ہو تم۔" زویاء نے اندھیرے میں بھی اُسے گھورنے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔

"ہاں تو۔" لاپرواہ آنداز، زاویار بامشکل قدم اُٹھا رہا تھا۔

مجھے لگتا ہے کہ اب تمہاری اس ضد کا کوئی نہ کوئی"
بندوبست تو کرنا ہی پڑے گا۔" وہ نرم مسکراہٹ سے بولا۔
پہلے تم اس مشکل سے جان آزاد ہونے کی کوشش کرو،"
میرا بندوبست بعد میں کر لینا۔" وہ سر جھٹک گئی۔۔ جبھی
زاویار کو غیر معمولی پن کا احساس جاگا تھا۔۔۔
زویاء مجھے لگتا ہے وہ لوگ پھر سے ہماری تلاش میں"
ہیں۔۔ تم نکلو فوراً۔" وہ فوری الرٹ ہوا۔۔ زویاء ایک بار
پھر گھبرا گئی تھی۔
تم کتنے سیلفش ہو زاویار۔۔ بس اپنی پڑی ہوئی"
ہے۔۔ میں اتنی رات کو اکیلے کیسے جاؤنگی۔۔ اور آگران

لوگوں نے مجھے راستے میں ہی پکڑ لیا تو۔" رندھے ہوئے لہجے میں بولتی وہ گھبراہٹ میں آنسوؤں سے رو پڑی تھی۔۔ اب تو ہمت جواب دینے لگی تھی۔

"ہاں میں تمہارے لئے اتنا ہی سیلفش ہوں۔مجھے خود سے زیادہ تمہاری پرواہ ہے۔۔آگر تمہیں میری وجہ سے زرا سی بھی کھروچ آئی تو مجھ سے تمہاری تکلیف برداشت نہیں ہو گی۔۔اور تم جانتی ہو کہ میں اس وقت بالکل بے بس ہوں۔" اس کے لہجے کی درشتگی پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی ناگواری سے بولا تھا۔۔تو وہ ایک شکوہ کناں نگاہ ڈالتی ارد

گرد کا جائزہ لینے لگی، تاکہ کچھ لمحے کہیں سکون سے بیٹھ سکے۔۔

"مگر پھر بھی میں تمہارے بغیر کہیں نہیں جاؤ نگی۔ چلو ہم اس پیڑ کی آڑ میں بیٹھ جاتے ہیں۔۔ کیونکہ اب مجھ سے بالکل بھی نہیں چلا جا رہا ہے۔" زاویار کے وجود کا بوجھ تھا کہ زویاء کا سانس پھولنے لگا تھا۔

"کیا واقعی۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ کچھ دیر میں تم مجھے اپنے کندھے پر اُٹھا کر جنگل سے باہر لے جاؤ گی۔۔" وہ رُخ ترچھا کئے طنزیہ بولا۔

تم جب سے باہر رہ کر آئے ہو، تمہارے آندر کسی پھپھا"
کٹنی عورت ٹائپ کی روح آگئی ہے۔۔مجھے طعنہ دینے کا
کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔" وہ ناگوار لہجے میں
منہ بسور کر بولی تو وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

ایک بار اس مصیبت سے آزاد ہو جاؤں، پھر تمہاری"
ضد، اور بے جا شکوہ شکایات کا مستقل علاج
کرونگا۔" جھاڑیوں کے عقب میں پیڑ کی آڑ سے ٹیک لگا کر
بیٹھتا وہ ذرا معنی خیز لہجے میں بولا تھا۔ وہ سرد آہ بھر کر رہ
گئی۔۔

زاویار مجھے پیاس لگ رہی ہے۔" حلق میں کانٹے سے "
چھبنے لگے تھے۔ زاویار نے چونک کر اس کی جانب دیکھا
تھا۔

تو میں کیا کروں۔" زویاء نے بے چارگی سے اس کی "
جانب دیکھا تھا۔

زویاء بی بی یہ جنگل ہے، پکنک اسپاٹ نہیں۔۔ جو میں آپ "
کی خدمت میں مختلف قسم کے مشروبات پیش
کر سکوں۔" طنزیہ لہجے پر وہ منہ بناتی رُخ پھیر کر بیٹھ گئی تو وہ
بھی پیڑ کے تنے سے سر ٹکا گیا۔

زویاء۔۔" وہ چونکی۔ "

ہمم!" وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔"

آ گر میں مر گیا تو تم مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی۔" لہجہ انتہا کا"
سنجیدہ تھا۔

خوشیاں مناؤ گی، جان چھوٹ گئی میری۔" وہ تپ گئی "
تھی۔ زاویار نے حیرت سے آنکھیں وا کی تھیں۔

سچ میں۔" وہ اپنے غم میں اس کا لہجا محسوس ہی نہیں کر سکا"
تھا۔

ظاہر سی بات ہے۔۔ زبردستی کی شادی، اور پھر"
رخصتی۔" وہ منہ بنا کر شکوہ کر گئی تو زاویار ہونق ہوا۔

مطلب تمہاری نظر میں میری محبت کی کوئی ویلیو نہیں"
ہے۔"لہجا بجھ سا گیا تھا۔

نہیں۔" وہ آنسو چھاتی ٹراخ کر بولی تو وہ کچھ لمحے خاموش"
سی اسے تکتا رہا اور پھر واپس سر گرائے آنکھیں موند
گیا۔۔یہ خاموشی ناراضگی کا واضح ثبوت تھی۔

خاموشی کا دورانیہ طویل ہونے لگا تھا۔ پیڑوں کے پار نظر آتا
کھلا آسمان چاندی رات میں دلکش لگ رہا تھا۔ زویاء نظریں
ٹکائے بیٹھی کسی پُرانی بھولی بسری یاد میں کھو گئی
تھی۔۔زاویار کے انجانے میں کہے لفظوں نے اسے تکلیف
پہنچائی تھی۔ زاویار ہمیشہ بے ڈھڑک اپنی محبت کا اظہار کیا

کرتا تھا، زویاء نے کبھی لفظوں کا سہارا نہیں لیا تھا، مگر محبت اس کے ہر آنداز سے واضح چھلکتی تھی۔

جنگل میں مسلسل سرسراہٹ ہو رہی تھی۔ مگر اب قدموں کی چاپ قریب سے سنائی دینے لگی تھی۔۔

زویاء یہاں آجاؤ میرے پاس۔" وہ جو زرا فاصلے سے بیٹھی" تھی زاویار نے سنجیدگی سے کہتے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کھینچ لیا تھا۔اب وہ دنوں لیٹنے کے سے آنداز میں بیٹھے تھے۔

زاویار اب ہم کیا کریں گے۔" سینے سے زاویار کی شرٹ "
مٹھیوں میں جکڑتی وہ خوفزدہ سے لہجے میں استفسار یہ گویا
ہوئی۔۔جو اسے تھامے بیٹھا بغور آواز سننے میں کوشاں تھا۔

تم کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو۔اچھا ہے ناں تمہاری جان "
چھوٹ جائے گی مجھ سے۔" وہ زرا چڑ کر بولا تھا۔۔زویاء
نے خفگی سے گھورا تھا۔

زاویار!" وہ شکوہ کناں آنداز میں گھور کر بولی۔ جبھی وہ "
اسے سنجیدگی سے خاموش کروا گیا۔

شش! آواز نہیں نکالنا، وہ لوگ اب تک ہمارے تعقب "
میں ہیں۔ ہمیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ بغیر ہلچل کئے یونہی

خاموش لیٹی رہو۔ بس کچھ دیر اور۔" وہ دونوں جنگل کی کچی زمین پر جھاڑیوں کی آڑ میں رات کی تاریکی کا فائدہ اُٹھاتے منہ زمین کی جانب کئے کمر کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ جبکہ زویاء کا چہرہ زاویار کے چہرے سے خاصہ نزدیک تھا۔

"مگر میرا سانس اٹک رہا ہے۔" کان کے پاس اُبھرتی سرد سی سرگوشی پر زویاء نے دانت پیس کر ہلکی سی آواز میں غصے سے کہا تھا۔ جبھی قدموں کی آہٹ قریب تر محسوس ہوئی تھی۔ زاویار نے ایک لمحے میں کروٹ بدل کر پوزیشن چینج کی تھی۔ جبکہ وہ تو اچانک افتاد اور خود کو اس کی سینے پر محسوس کرتی سانس تک روک گئی تھی۔ زاویار کو پتوں میں

واضح سرسراہٹ محسوس ہو رہی تھی، جیسے کوئی چیز رینگتی ہوئی نزدیک آ رہی ہو۔اس سے قبل کہ وہ رُخ بدلتا اسے اپنی پنڈلی میں سوئیاں چبھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

وہ ہنوز اب تک کرسی پر بندھی بیٹھی تھی۔ نجانے اسے یونہی اس جگہ پر کتنا وقت گزر گیا تھا۔بے ہوشی اور نقاہت کے باعث وہ ہوش میں ہونے کے باوجود نیم غنودگی سی کی کیفیت سے دوچار تھی۔

بوسیدہ سے کمرے میں موجود واحد روشن دان سے آتی روشنی صبح کا اُجالا پھیلنے کا پتہ دے رہی تھی۔۔رات بھر آتی

جنگلی جانوروں کی آوازوں پر وہ خوفزدہ سی رہ گئی تھی۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔۔اور اسے اغوا کرنے والے لوگ آخر ہیں کون۔

"پانی۔۔" نجانے کتنے دن گزر گئے تھے، حلق سے ایک قطرہ پانی تک کا نہیں اُترا تھا۔

"پانی۔۔" اُسے سرگوشی میں پانی کے لئے فریاد کرتے نجانے کتنی دیر بیت گئی تھی۔۔شدید گرمی کے باعث بدن پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔۔ مگر وہاں شاید کسی کو اس کے حال پر رحم نہیں آیا تھا۔

پانی۔۔۔۔" ہالہ ساری ہمت جمع کرتی تیز آواز میں چلانے کی ناکام سی کوشش کرتی ایک بار پھر آنسوؤں بہانے لگی تھی۔۔ جبھی دروازہ کے اس پار آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔اور کچھ ہی لمحوں میں کسی نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔ہالہ کو خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

کوئی تھا جو کمرے میں داخل ہوتا قدم اُٹھاتا ہالہ کے نزدیک آرہا تھا۔۔ہالہ نے گھومتے سر سے بامشکل نگاہیں اُٹھائیں تھیں۔۔۔سیاہ جوتوں میں مقید پاؤں سے ہوتی نظر تھری پیس میں ملبوس شخص کے چہرے سے نظر جا ٹکرائی

تھی۔دھندلے نظر آتے چہرے کو آنکھیں جھپک جھپک کر بارہا دیکھنے کی کوشش میں ناکام سی تھی۔۔

"ہالہ حیدر دُرانی۔۔" وہ شخص کرخت مگر استہزائیہ لہجے میں بولتا چہرے کے نزدیک جھکا تھا۔ہالہ نے جانی پہچانی سی آواز اور دھندلے نظر آتے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔۔چہرہ واضح ہوا تھا۔آنکھوں میں حیرت در آئی تھی۔۔اور پھر شناسائی کی منازل طے ہوتے ہی یکدم سے خوف غالب آگیا تھا۔۔

"حیدر۔۔۔" وہ سب کچھ بھول کر پوری شدت سے حیدر کو پکار اُٹھی تھی،وہ شخص خباثت سے قہقہہ لگا اُٹھا۔۔ہالہ

مسلسل تڑپ تڑپ کر حیدر کو پکارنے لگی تھی۔۔۔ بھوک پیاس سب آپ دم توڑ گئی تھی، دل غم کی شدت سے پھٹا جارہا تھا۔۔۔ نظروں کے سامنے وہ ازیت بھرے سال گھوم گئے تھے۔۔۔ وہ حیدر کو پکار رہی تھی۔۔

مگر۔۔۔۔۔۔۔۔

(ماضی)

شرجیل اور ہالہ کو ہنی مون پر سے لوٹے تین ماہ ہونے کو آئے تھے۔۔احمد انٹر پرائزز کی اسلام آباد والی برانچ میں مسلسل لاس کی وجہ سے شرجیل نے باقاعدہ خود اسلام آباد میں سیٹل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔ہنی مون سے واپسی پر وہ لوگ احمد ولا میں صرف دو ہی ماہ رہ سکے تھے۔۔اور اس تمام عرصے میں شرجیل اکثر ملک سے یا پھر شہر سے باہر ہی رہا تھا۔۔ہالہ کا زیادہ تر وقت ثانیہ بیگم کے ساتھ ہی گزر رہا تھا۔انہیں اسلام آباد آئے ایک ماہ ہونے کو آیا تھا اور اس تمام عرصے میں ہالہ ایک بار بھی کراچی نہیں جا سکی تھی۔۔

رات کے بارہ بج رہے تھے۔ہالہ لاؤنج کے بیک سائیڈ پر گلاس ونڈو کے پاس شیشے کے پار نظر آتے سوئمینگ پول کے پانی پر نظر جمائے کھڑی تھی۔ایک نظر دیوار گیر گھڑی پر ڈالی جہاں سوئیوں کی ٹک ٹک جاری تھی۔۔مگر شرجیل کا اب تک کچھ پتہ نہیں تھا۔

وہ پلٹنے ہی لگی تھی کہ باہر سے آتی شرجیل کی گاڑی کی آواز سن اس کے قدم آپ ہی باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔

"شرجیل آج اتنا لیٹ ہو گئے آپ۔" وہ متفکر لہجے میں بولتی نزدیک آئی، جو بازوؤں پر کوٹ ڈالے ہاتھ میں بریف

کیس تھامے ٹائے کی ناٹ ڈھیلی کرتا چہرے پر ناگواری سجائے اس کی بات نظر آنداز کر گیا۔

"شرجیل میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔" وہ لفظوں پر زور دے کر بولی تھی۔

"پتہ ہے یار! اور پلیز یہ گھر میں گھستے ہی سوال جواب نہ کرنا شروع کر دیا کرو۔" وہ چڑ کر بولتا جھڑک گیا تھا۔۔ وہ ہونق ہوئی۔

"سوری! چلیں آندر چلیں۔" اس کا کوٹ اور بریف کیس تھامتی وہ متوازن لہجے میں نرمی سے بولی، جبکہ وہ تیزی سے

قدم عبور کرتا لیونگ روم میں پڑے صوفوں پر ڈھنے کے سے آنداز میں گرا تھا۔۔

"آج کام زیادہ تھا کیا۔" پانی کا گلاس تھامتا وہ ایک بار پھر اس کی بات نظر آنداز کر گیا۔۔ شرجیل کا بدلہ بدلہ سا رویہ اسے بری طرح سے کھٹکا تھا۔

"کھانا لگادوں۔" ایک اور ناکام سی کوشش۔

"کیا جاہل عورتوں کی طرح مسلسل بولے جا رہی ہو۔۔ اتنی رات کو گھر واپس آیا ہوں تو ظاہر سی بات ہے کھانا باہر ہی کھا کر آیا ہونگا۔" وہ درشتگی سے پھنکارا۔

شر جیل کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔" ہالہ روہانسو ہو گئی تھی۔"

اوہ یار پلیز! اب یہ آنسو نہ بہانے بیٹھ جانا۔" وہ پیشانی" مسل کرنا گوار لہجے میں بولا تھا۔۔ جبھی اس کا موبائل بج اُٹھا تھا۔

ہیلو!" ہالہ کو ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے روانہ کرتا وہ" کسی سے کال پر مصروف ہو گیا تھا۔۔ نا سمجھی سے اپنے قدم موڑتی ہالہ اس بات سے بالکل بے خبر تھی کہ دوسری جانب اور کوئی نہیں بلکہ مالا ہمدانی موجود ہے۔۔

شرجیل۔۔" سنگھار آئینے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم "
چھڑکتا بہت خوش نظر آرہا تھا۔

جی جان بولو۔" وہ خوشگوار لہجے میں بولا۔ "

ہم کراچی کب جائیں گے۔" وہ اس کے کالر کی نادیدہ "
دھول صاف کرتی زرا خفا سے لہجے میں بولی تھی۔

کیوں جانا ہے کراچی۔" وہ جیسے موڈ میں تھا۔ "

بھئی مجھے سب گھر والوں کی یاد آرہی ہے۔" وہ منہ بنا گئی تو "
شرجیل دھیرے سے مسکرا دیا۔

اس ہفتے میں کچھ ضروری میٹنگز بھگتالوں پھر ساتھ چلیں" گے کراچی۔۔مجھے بھی ماما بابا کی یاد آرہی ہے۔" وہ موبائل پر انگلیاں پھیرتا نرمی سے بولا۔

ٹھیک ہے۔۔ مگر کل آپ اتنے غصے میں کیوں" تھے۔۔ مجھ سے بھی اتنے برے طریقے سے بات کی تھی۔" ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ لبوں تک آگیا۔

یار مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔ شام کو ڈنر پر بات کرتے" ہیں۔" وہ موبائل پر آتی کالز پر مصروف سا وہاں سے نکل آیا تھا۔

دیکھو وعدے کے مطابق ہماری جو بھی ڈیل فائنل ہوئی" تھی۔ میں وہ پوری کر چکا ہوں۔۔اب مزید کسی چیز کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔" یہ محل جیسا گھر تھا۔ہر جانب باوردی گارڈز موجود تھے۔ہال میں تھری سیٹر آرام دہ صوفوں پر کروفر سے براجمان وہ سامنے تھری پیس میں ملبوس ہستی سے سنجیدگی سے معاملات طے کرنے میں مصروف تھا۔

یہ ہماری آخری ڈیل ہے۔" شرجیل نوٹوں سے بھرا" بریف کیس مقابل کے عین سامنے رکھتا ہنوز سنجیدہ تھا۔

شرجیل احمد تم برائی کے سمندر میں نہیں بلکہ دلدل میں "
اُتر چکے ہو۔۔ گر سمندر کی گہرائی کا علم نہ بھی ہو تو مگر یہ
جان لو کہ دلدل میں جو ایک بار اُتر جائے پھر اس کے پاؤں
اس گند میں دھنستے ہی چلے جاتے ہیں۔اور واپسی ناممکن ہوتی
چلی جاتی ہے۔" مقابل بھی منجھا ہوا گھاگ قسم کا انسان تھا
۔۔اور شرجیل اس کھیل کا کچا کھلاڑی۔

مگر میں تمہیں اس دلدل سے آزاد ہو کر دکھاؤنگا۔" وہ "
نڈر تھا۔

ہاہاہا! پچھتاؤ گے شرجیل احمد۔" مقابل باخبر کر رہا تھا۔ "
بھول ہے تمہاری۔" شرجیل کا اعتماد بلا کا تھا۔۔ "

سوچ لو شرجیل احمد۔۔ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور" تمہارے پاس اپنوں کے لئے رونے کا وقت بھی نہ رہے۔"شرجیل نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

اپنی اوقات میں رہو۔" وہ بولا نہیں تھا بلکہ دھاڑا تھا۔"

"تم غلطی پر ہو لڑکے۔"

میں نے کہا کہ آج کے بعد اب ہمارے بیچ کوئی ڈیل نہیں" ہو گی اور نہ ہی ہماری ملاقات۔" وہ جھٹکے سے کوٹ جھٹکتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

مرضی ہے تمہاری۔۔ پھر نہ کہنا شرجیل احمد کہ ہم نے "
خبر نہ کی۔" مقابل اس کی زہنی حالت سے حظ اٹھا رہا
تھا۔۔ شرجیل نے بامشکل خود پر ضبط کیا تھا۔۔۔ اور تیز
قدم اٹھاتا مینشن سے باہر نکل آیا تھا۔

یہ قریبً چار سال پہلے کی بات تھی۔۔ شرجیل نے احمد
صاحب کا نیا نیا بزنس جوائن کیا تھا۔۔ ابھی وہ بہت کچھ سیکھنے
کے مراحل میں تھا۔ اسے میں اس کا ٹکراؤ فواد عالم سے
ہو گیا تھا، جو ملک کا سب سے بڑا منشیات کا اسمگلر ایک
کامیاب بزنس مین تھا۔۔ ملک بھر میں جتنے بھی غیر قانونی

کام پروان چڑھ رہے تھے ان سب کے پیچھے اسی کا ہاتھ تھا۔۔سب اس کے زیر سرپرستی پھل پھول کر ملکی بنیادیں کھوکھلی کر رہے تھے۔۔۔احمد صاحب کی کمپنی کا معاشرے میں ایک نام تھا ایک مکام تھا اور اسی بات کا فائدہ شرجیل نے اٹھایا تھا۔۔۔

امپورٹ اکسپورٹ میں استعمال آنے والے شپس کے زریعہ اب وہ احمد صاحب سے چھپ کر بہت سے غیر قانونی کاموں میں ملوث ہو گیا تھا۔۔جن میں لڑکیوں اور منشیات کی اسمگلنگ سر فہرست تھا۔۔مگر شرجیل احمد نے یہ کام محض ایک ایڈونچر اور تجربہ کے طور پر شروع کیا تھا۔۔مگر

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے پاؤں اس دلدل میں دھنستے ہی چلے جائیں گے اور اس کی واپسی ناممکن ہو جائے گی۔ بارہا کوششوں کے بعد بھی وہ ان معاملات سے اپنی جان نہیں چھڑوا پایا تھا۔۔اس قدر خطرناک کام میں ہاتھ ڈالنے کے بعد اب اسے ہر وقت ہی اپنی جان کا خطرہ لاحق رہتا تھا۔۔ لیکن ہالہ سے شادی کے بعد وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ہالہ نہ صرف اس کی بیوی بلکہ اس کی محبت بھی تھی۔۔وہ اپنی وجہ سے کبھی بھی اپنی فیملی کو تکلیف سے دوچار نہیں کر سکتا تھا۔۔اور یہی وجہ تھی کہ شرجیل احمد اپنے تمام تر سابقہ کاموں سے اسی خاموشی سے دستبردار

ہو گیا تھا۔۔ جس خاموشی سے وہ اس دلدل کا حصہ بنا تھا۔۔۔

کس سے بات کر رہی ہو۔" وہ عقب سے ہالہ کو اپنے "
حصار میں قید کرتا زرا سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

افف ! آپ نے تو ڈرا ہی دیا مجھے۔" وہ سماعتوں سے "
ٹکراتی اچانک آواز پر اُچھل کر رہ گئی تھی۔

ایسی بھی کیا باتیں ہو رہی تھیں جو آپ اُچھل کر رہ گئیں "
ہیں۔" لہجا روکھا سا تھا۔

دراصل حیدر کی کال تھی۔۔وہ پوچھ رہا تھا کہ میری واپسی" کب تک کی ہے۔" وہ متوازن لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

ہالہ یار تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ حیدر سے بات نہ کیا" کرو۔۔مجھے پسند نہیں ہے۔" وہ ناراضگی ظاہر کر گیا۔

مگر کیوں شرجیل وہ میرا بچپن کا دوست ہے۔۔اور پھر" آپ کی بھی اتنی اچھی دوستی ہے حیدر سے۔" وہ ہمیشہ والا جواز پیش کرتی ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

یار پلیز بحث نہ کیا کرو۔۔۔مجھے سخت ناگوار گزرتا" ہے۔" وہ اسے خود سے جدا کرتا بیڈ پر جا بیٹھا تھا۔

خیر یہ بتائیں ہم واپس کب جا رہے ہیں۔"

ہالہ میں یہاں کام کرنے آیا ہوں۔۔آگر تمہیں اپنے ماں" باپ کی اتنی ہی یاد آ رہی ہو تو تم چلی جاؤ یار۔" وہ بیزار ہو گیا تھا۔۔

اچھا ناراض کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔ چلیں کہیں باہر چلتے" ہیں۔" وہ مزید گویا ہوئی۔

پورے ہفتے میں ایک چھٹی کا دن نصیب ہوتا ہے اور تم چاہ" رہی ہو میں وہ بھی ضائع کر دوں؟" وہ درشتگی سے استفسار یہ گویا ہوا۔

آپ آرام کریں۔ میں نیچے جا رہی ہوں۔" وہ پلٹنے ہی لگی" تھی کہ شرجیل کا موبائل بلنک کرنے لگا تھا۔ ہالہ چونک کر ٹھہری تھی۔

آپ مالا ہمدانی سے ابھی تک رابطے میں ہیں؟" وہ متعجب" ہوئی۔

تو؟" سوالیہ برو اچکائے۔"

تو سے کیا مراد ہے آپ کا شرجیل۔۔ آپ کو معلوم ہونا" چاہیئے کہ اب اس کی شادی ہو گئی ہے۔ تو اب اس سے رابطے استوار رکھنے کا کیا مطلب۔" ہالہ کو طیش آیا تھا۔

میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ اب تمہاری مجھ سے شادی ہو گئی ہے تو حیدر سے رابطے کا مطلب؟" لفظ لوٹ کر واپس آنے پر ہالہ جھلبلا اُٹھی تھی۔

"آپ میرا اور حیدر کا رشتہ اس مالا ہمدانی سے کمپیئر کر رہے ہیں؟ میں اور حیدر بہت اچھے دوست ہیں جبکہ وہ آپ کو پسند کرتی ہے۔" ہالہ کا پارا ہائی ہوا تھا۔

"جاؤ یار دماغ نہ خراب کرو۔" وہ کال پک کرتا اُٹھ کر کمرے سے منسلک بالکنی میں چلا گیا تھا۔ جبکہ وہ مخمصے کا شکار لب چبا کر رہ گئی۔۔ آخر وہ حیدر کی وجہ سے اتنا انسکیور کیوں تھا۔ جبکہ اب تو حیدر کا نکاح فلورا سے ہو چکا تھا۔۔۔

وقت مزید ایک سال آگے بڑھ گیا تھا۔ شرجیل اور ہالہ کے مابین تعلقات وقت کے ساتھ ساتھ خراب ہوتے چلے جارہے تھے۔ مالا ہمدانی کا بویا شک کا بیج شرجیل احمد کے دل میں تناور درخت سی شکل اختیار کر گیا تھا۔ زویاء زاویار کا نکاح ہوئے سال ہونے کو آیا تھے۔ حیدر کا ولیمہ ہالہ کی غیر موجودگی کے باعث ڈیلے ہی ہوتا چلا جارہا تھا۔۔ شرجیل اکثر میٹنگز کے سلسلے میں شہر یا پھر ملک سے ہی باہر ہوتا تھا۔ ہالہ اکیلے رہ رہ کر بوکھلا گئی تھی۔۔ مگر شرجیل کے ناروا سلوک کی کسی کو بھنک بھی نہیں لگنے دی تھی۔۔ اب وہ

حیدر سے کم کم ہی بات کیا کرتی تھی۔ شرجیل کا روز بروز مالا کی جانب بڑھتا جھکاؤ اسے پریشانی میں ڈال گیا تھا۔۔ جو شادی شدہ ہونے کے باوجود بھی شرجیل احمد کا پیچھا چھوڑنے سے انکاری رہی تھی۔۔

آج سارا دن شرجیل گھر میں ہی رہا تھا۔۔ نجانے اِسے کونسی پریشانی لاحق تھی وہ دو دن سے عجیب سی اضطرابی کیفیت میں مبتلا تھا۔ صبح سے سیکڑوں بار موبائل بج چکا تھا، اور ہر بار ہی شرجیل کی مقابل سے جھڑپ ہو جاتی تھی۔۔ نجانے ایسا کونسا کام تھا کہ شرجیل مسلسل انکار کر رہا تھا۔۔ مگر مقابل بھی کوئی ڈھیٹ ہڈی تھا جو بار بار ایک ہی بات پر تکرار کر رہا

تھا۔۔۔آج حیدر کا بر تھڈے تھا۔۔شر جیل کچھ دیر قبل ہی سر درد کی ٹیبلٹ کھا کر سونے کے لئے لیٹ گیا تھا۔ساتھ لیٹی ہالہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔وہ رات کے بارہ بجنے کی منتظر تھی۔

گھڑی میں گیارہ پچپن ہو رہے تھے۔۔شر جیل کو سوتا دیکھ وہ زِیر لب مسکراتی ہوئی سیدھی بالکنی میں گئی تھی۔شر جیل جو کچی پکی سی نیند میں تھا ہالہ کا جاگنا اور بستر پر غیر موجودگی اسے بُری طرح سے کھٹکی تھی۔پاؤں میں چپل ڈالتا وہ اُس کے پیچھے پیچھے ہی گیا تھا۔۔

ہیلو! ہیپی برتھڈے حیدر۔۔۔مینی مینی رٹنزاف دا"
ڈے۔" دوسری جانب لیپ ٹاپ پر مصروف حیدر خوشگوار
آنداز میں مسکرایا تھا۔۔ساتھ ہی ایک نظر فلورا پر ڈالی
تھی۔۔جو موبائل پر مصروف تھی۔

تھینکیو سو مچ یار۔۔" وہ فلورا کی وجہ سے نارمل آنداز میں"
مشکور ہوا۔ہالہ کو اس کا روکھا سا آنداز کھٹک گیا تھا۔

اچھا میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" وہ شرجیل"
کے غصّے کے باعث رابطہ منقطع کر گئی۔۔جبھی سماعتوں سے
ایک سرد سی آواز ٹکرائی تھی۔

"کس سے بات کر رہی تھیں؟" وہ عقب سے ابھرتی سرد سرگوشی نما آواز پر اُچھل کر رہ گئی تھی۔۔

"افف!! آپ نے تو ڈرا ہی دیا تھا مجھے۔۔" وہ اپنے حواس باختہ سے تاثرات پر ممکنا حد تک قابوں کرتی مسکرانے کی نکام سی کوشش کے ساتھ بولی۔

"سویٹ ہارٹ آپ تو اسے گھبرا رہی ہیں۔ جیسے کوئی بہت ہی بڑی چوری پکڑی گئی ہو۔؟" وہ عقب سے ہی اس پر حصار باندھتا ذرا مشکوک لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

نہیں شرجیل! بھلا میں کیوں گھبراؤنگی آپ سے۔۔میں" تو صرف زویاء سے بات کر رہی تھی۔"اس کے لہجے میں در آئی ناگواری محسوس کر وہ سچ میں بوکھلا گئی تھی۔

اچھا! تو پھر ذرا کال ملائیں زویاء کو۔میں ذرا خبر لے لوں" ۔ہر وقت میری بیوی کا پیچھا لئے رہتی ہیں۔ کبھی تو ہمیں بھی پرائیویسی دیں۔"وہ زبردستی موبائل لے کر ڈائل نمبر دیکھ متعجب ہوا۔

زویاء نے نمبر کب چینج کیا۔"وہ استہزایہ مسکرایا۔اس" نے خوف سے تھوک نگلا تھا۔۔وہ مصنوعی مسکراہٹ پاس کرتا کال ملا چکا تھا۔۔

ہیلو!!!"کال ریسو کی گئی تھی۔دوسری جانب سے متوقع"
آواز سنائی دیتے ہی اس کے تاثرات سخت ہو گئے
تھے۔۔جبکہ ساتھ کھڑی ہالہ کا چہرہ اس کے تنے تاثرات
دیکھ فق ہو گیا تھا۔۔

پھر دھوکا۔۔۔۔۔منع کیا تھا ناں ہالہ"
انصاری۔۔۔۔"موبائل کو طیش میں زمین پر پٹختا وہ اشتعال
سے برپا سختی سے دھاڑا تھا۔ہالہ کے منہ سے دبی دبی سی چیخ
برآمد ہوئی تھی۔۔۔

منع کیا تھا ناں میں نے ہالہ۔۔"وہ ضبط سے پھنکارا تو وہ"
خوفزدہ رہ گئی۔

شرجیل میں صرف حیدر کو برتھڈے وش کر رہی" تھی۔"کپکپاتے لہجے میں صفائی پیش کی گئی تھی۔

تو وہ تم کمرے میں میری موجودگی میں بھی کر سکتی" تھیں۔"ہالہ کی نگاہیں جھک گئی تھیں۔

آخر چاہتی کیا ہو تم ہاں؟"وہ اس کے چہرہ پر جھکا ضبط سے" چنگھاڑا تھا۔جس کی رخساروں پر جھکی نم مژگان مسلسل لرز رہی تھیں۔

میں صرف آپ سے محبّت کرتی ہوں شرجیل۔۔میری" بات کا یقین کیوں نہیں کر لیتے آپ۔"آنکھوں میں ایک

آس سی تھی۔۔امید تھی۔ مگر وہ ستمگر بے حس بنااس کے لرزتے وجود سے نگاہیں پھیر گیا۔

اگر تم واقعی صرف مجھ سے محبّت کرتی ہو تو جاؤاور جا کر" اس شخص سے اپنا ہر رشتہ ختم کر لو۔۔دوستی کا بھی۔۔"شرجیل اسے ایک جھٹکے سے پیچھے کو دھکیلتا وہاں سے جا چکا تھا۔ جبکہ اس کا وجود زلزلوں کی زد میں اگیا تھا۔۔

وہ وہیں بے یقین سی کھڑی تھی۔۔ جبھی وہ دوبارہ کمرے میں واپس آیا تھا۔۔ہالہ کی آنکھوں سے آنسو کی لڑی جاری تھی۔۔

دیکھو ہالہ۔۔ میں تمہیں خود سے بد گمان نہیں کرنا" چاہتا۔۔۔ مگر مجھے تمہارا حیدر سے بات کرنا پسند نہیں ہے۔ بھلے وہ صرف تمہارا دوست ہے۔۔ مگر اب تم اس سے بات نہیں کرو گی۔" اپنے اشتعال پر قابو پاتا وہ رسانیت سے سمجھانے لگا تھا تو ہالہ جھٹ اثبات میں سر ہلا گئی۔

چلو اب جلدی سے چل کر لیٹو۔ صبح جلدی بھی اٹھنا" ہے۔۔ صبح ہم کراچی جا رہے ہیں۔" ہولے سے اس کا سر تھپکتا وہ بہت عاجزی سے گویا ہوا تھا۔ ہالہ بھی خاموشی سے بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔۔ مگر دماغ میں انگنت سوچوں کا قہرام

برپا تھا۔۔اس بات سے بالکل بے فکر کہ نجانے اب آگے کیا ہونے والا تھا۔۔۔

ہیلو۔"شرجیل لنچ ٹائم میں آفس سے نکل آیا تھا۔۔۔کچھ" گھنٹوں بعد کی اس کی اور ہالہ کی کراچی کی فلائٹ تھی۔

شرجیل احمد پہچانا مجھے۔"دوسری جانب سماعتوں سے" ٹکراتی شناسہ آواز پر شرجیل کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔

جب میں ایک بار کہہ چکا کہ اب میں مزید آپ کے ساتھ "
کام کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا تو بار بار رابطہ کرنے کا
مقصد۔"شرجیل طیش میں غرایا تھا۔۔مقابل کا معنی خیز
قہقہہ بے ساختہ تھا۔

آہاں اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا"
لڑکے۔۔ویسے بھی میں نے تم سے رابطہ تمہارے کام کے
حوالے سے کیا ہے۔۔۔تمہاری بیوی بیچاری صبح سے رو رو
کر ہلکان ہو چکی ہے۔آ گر ایک آخری ملاقات کرنا چاہتے ہو
تو پورٹ پر تمہارے شپس میں ہمارا کچھ بہت قیمتی سامان پانی
کے راستہ اس کی منزل تک پہنچانا ہے۔۔اسے باحفاظت

مالک تک پہنچادو اور اپنی بیوی لے جاؤ ورنہ۔۔۔" دوسری جانب موجود ہستی کی کمینگی پر شرجیل زخمی شیر کی مانند غرایا تھا۔۔ مقابل نے اس کی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا۔۔ وہ طیش میں پاگل سا سخت لفظوں سے برس پڑا تھا۔

حوصلہ کرو لڑکے۔ اور مت بھولوں کہ تمہاری"

خوبصورت بیوی ابھی ہمارے قبضے میں ہے۔۔۔ تم اپنے آدمیوں کو اشارہ دو کہ وہ ہمارے کام میں دخل آندازی سے گریز کریں اور شپس میں موجود سامان کو خاموشی سے روانہ کرنے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں ورنہ گر میں نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا تھا تمہاری چہیتی بیوی بیک وقت

عزت اور جان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔۔۔" مقابل کے لہجے سے عیاں دھمکی پر شر جیل کا دماغ سنسنا اٹھا تھا۔

"خبر دار آگر تم نے میری بیوی کو ہاتھ بھی لگایا تو۔" وہ شدت سے دھاڑا تھا۔

"فکر نہیں کرو ابھی تو میرے آدمیوں نے تمہاری بیوی کو ہاتھ لگانا تو دور نظر بھر کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا ہے۔۔ابھی تو ہماری آنکھیں تمہاری بیوی کے حسن سے سہی طریقے سے سیر اب بھی نہیں ہو سکی ہیں۔۔۔۔ مگر آگر تم یونہی مسلسل ہمارا حکم ماننے سے انکاری رہو گے تو ہمیں مجبوراً تمہاری بیوی کے حسن کو خراج بخشنا ضروری

ہو جائے گا۔۔" فواد عالم کی معنی خیز سرگوشی پر شرجیل نے اپنے سر تھام لیا تھا۔۔ رہ رہ کر ہالہ کا خیال آ رہا تھا۔۔

ہالہ!" اس حادثے کو بیتے دو دن گزر گئے تھے، مگر ہالہ" پتھر کی مورت بن کر رہ گئی تھی۔ نہ ہی بات کرتی تھی، نہ کچھ کھاتی تھی اور نہ ہی شرجیل کی کسی بات کا جواب دیتی تھی۔

ہالہ کچھ بولو۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" اس کی" حالت کے پیش نظر وہ کراچی جا ہی نہیں سکا تھا۔

ہالہ مانتا ہوں کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے، مگر پلیز ”
اب مزید خود کو اذیت مت دو۔۔ کچھ تو بولو ہالہ۔“ اس کا
چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا وہ شکستہ خور لہجے میں بولا
تھا۔

”کیا بولوں شرجیل احمد۔۔۔ کیا بتاؤں دنیا کو چیخ چیخ کر کہ
میں کسی کی بہن، بیٹی، کسی کی بیوی پوری ایک رات غیر
مردوں کی تحویل میں گزار کر آ رہی ہوں۔“ وہ شدت سے
گریہ سے سرخ پڑتی آنکھوں میں ناگواری سموئے غمگیں
لہجے میں پھنکاری تھی۔

صرف ایک رات گزار کر آئی ہو۔۔کچھ ایسا ویسا نہیں ہوا ہے تمہارے سات جو صدمے میں چلی گئی ہو۔" وہ لہجے میں ناگواری سموئے گویا ہوتا اس کی ایک ہی گردان پر زچ ہو گیا تھا۔

"میں بالکل اول روز جیسی پاک باز ہوں، اس بات کا کیا ثبوت ہے تمہارے پاس بولو؟" شرجیل کی بولتی بند ھ ہو گئی تھی۔

"ہالہ۔۔دراصل وہ لوگ۔۔میرے بزنس پار۔۔۔۔"

"کیا ہالہ۔۔۔۔شرجیل احمد اپنے کالے کارناموں کو بزنس کا نام مت دو۔" وہ چیخ اُٹھی تھی۔

تمہیں شرم نہ آئی کسی کی بہن بیٹی کی عزت کو نیلام"
کرتے، معصوم بچوں کے منہ ڈر گز جیسا زہر لگاتے۔۔
تمہیں ایک بار بھی اپنے ماں باپ کا اپنی فیملی کا خیال نہ
آیا۔" ہالہ اُس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔ جو خاموشی اس کا
جنون دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"تمہاری وجہ سے صرف تمہاری وجہ سے میں اس اذیت و
قرب سے گزری ہوں۔۔ وہ صرف ایک رات نہیں تھی
شرجیل احمد وہ قیامت برپا میرے نصیب کی تاریک سیاہ
رات تھی، جو میرے وجود کا بھرم عزت، وقار پاش پاش کر
گئی۔۔" وہ بے تحاشہ آنسو بہاتی ضبط کھو گئی تھی۔

ہالہ تمہاری طبیعت۔۔"

بھاڑ میں گئی میری طبعیت اور بھاڑ میں گئے تم شرجیل" احمد۔۔۔ تم سے شادی کا فیصلہ میری زندگی کی سب سے بڑی بھول ثابت ہوا ہے۔" وہ ضبط کھوتی اسے حقیقت کا آئینہ دکھا گئی۔۔ جبکہ وہ جو اس کی طبیعت کے پیش نظر خاموش تھا اس کے سخت لفظوں پر آپے سے باہر ہو گیا تھا۔

تو پھر صحیح فیصلہ کونسا ہوتا۔۔ وہ جب تم اپنے عاشق حیدر" درانی سے شادی کرتیں۔۔ تو کر لیتیں ناں۔۔ میں نے منع کیا تھا کیا؟" وہ بھی جذبات میں آندھا ہوا سُود بُود گواہ بیٹھا تا۔

چٹاخ! خبردار شرجیل احمد، آگر اب تم نے میرے کردار" پر انگلی اٹھائی تو۔" ایک طماچہ ریسد کر وہ انگشت شہادت اُٹھا کر دھاڑی تھی۔

تم۔۔۔ تمہاری یہ جراتہالہ انصاری کہ تم نے مجھ پر" شرجیل احمد پر ہاتھ اٹھایا۔" اُس کو بالوں سے دبوچتا وہ چہرے پر غُرایا۔

آہ چھوڑو مجھے شرجیل احمد۔۔" رات کی تاریکی میں ہالہ " کی چیخیں عروج پر تھیں۔۔ جو غصے میں آندھا ہوا اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ چکا تھا۔۔۔۔ وہ رو رہی تھی گڑگڑا رہی

تھی۔۔ مگر وہ رات کی تاریکی میں ہی تین لفظ بول کر اسے گھر سے باہر نکال چکا تھا۔۔۔۔

ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا مگر کراچی سے کسی قسم کی کوئی خبر موصول نہیں ہوئی تھی۔۔ نجانے ہالہ انصاری اپنے گھر پہنچی بھی تھی یا نہیں۔۔ وہ غصے میں اتنا بڑا قدم اُٹھالے گا اس کا اسے خود بھی آندازہ نہیں تھا۔۔۔ وہ اب پچھتا رہا تھا۔۔ ہاں وہ اپنی محبت ہالہ انصاری کو خود سے جدا کر کے پچھتا رہا تھا۔۔ جبھی اسے ہمدانی صاحب کی بھی ایک طیارے حادثے میں جان بحق ہونے کی خبر موصول ہوئی

تھی۔۔۔اس نے بارہامالا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر دوسری جانب سے رابطہ ممکن نہ ہو سکا تھا۔۔ہالہ اپنے گھر نہیں پہنچ سکی تھی۔۔دوسری جانب سے اسے روز بار روز فواد عالم کی جانب سے دھمکیاں موصول ہو رہی تھیں۔وہ جلد از جلد یہ ملک چھوڑ کر جانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس سے قبل اپنی طلاق اور اس کی گمشدگی کی خبر انصاری صاحب کو کرنا بیحد ضروری ہو گیا تھا۔

"ہیلو!"

شرجیل بیٹا! تم اور ہالہ کراچی کب آؤ گے۔۔بچے ہم کب" سے آپ لوگوں کے منتظر ہیں۔۔"ثانیہ بیگم نے رابطہ بحال ہوتے ہی پہلا سوال یہی کیا تھا۔

وہ ماما دراصل مجھے آپ کو بہت اہم بات سے آگاہ کرنا" تھا۔"" وہ ہچکچا کر تمہیدی لہجے میں بولا۔

جی میری جان بولو ناں۔"وہ ہمہ تن گوش ہوئیں۔"

ماما میں نے ہالہ کو طلاق دے دی ہے۔"وہ اس قدر تیزی" سے بولا تھا کہ دو لمحے ثانیہ گومگو کی سی کیفیت میں گہری کچھ سمجھ ہی نہ سکی تھیں۔

شرجیل یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔" وہ اپنی نشست "
سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

ماما مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔۔۔ میں نے ہالہ کو "
رات کے اندھیرے میں گھر سے نکال دیا تھا۔۔ اب وہ
نجانے کہاں چلی گئی ہے۔۔ اب انصاری انکل سے کہیں کہ
وہ اسے ڈھونڈیں۔" شکستہ خور لہجے میں بولتا وہ اپنے بال
مٹھیوں میں جکڑ کر رہ گیا۔

شرجیل۔۔۔ یہ کیا بول رہے ہو۔۔۔ کہ دو کہ یہ سب "
بکواس ہے شرجیل۔۔۔" دوسری جانب موجود ثانیہ بیگم
حواس باختہ سی بے ربطہ سے جملے ادا کرنے لگی تھیں۔۔

ماما پلیز۔۔۔۔" وہ رابطہ منقطع کر گیا۔۔دوسری جانب "
موجود ثانیہ اپنے بیٹے کی بیوقوفی پر حیران و پریشان سی سر
تھامے بیٹھی رہ گئیں۔۔۔

فراز صاحب اور ثانیہ بیگم ندامت کے باعث گردن جھکائے
انصاری ہاؤس کے ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔۔ جبکہ وہ
سب حیران و پریشان سے بیٹھے ایک دوسرے کی شکل دیکھ
رہے تھے۔

فراز سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔آپ دونوں اتنے پریشان "
کیوں ہو؟" خالد صاحب نے پہل کی تھی۔

خالد دراصل میں تم سے بہت شرمندہ ہوں۔۔۔ سمجھ" نہیں آرہا تمہیں کس منہ سے تمہارے خسارے کی خبر کروں۔" اب عادل کے بھی کان کھڑے ہو گئے تھے۔۔

انکل بات کیا ہے۔۔ پلیز کھل کر بات کریں۔" وہ " سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

دراصل شرجیل نے ہالہ کو طلاق دے دی ہے۔ اور وہ" پچھلے ایک ہفتے سے لاپتہ بھی ہے۔" الفاظ تھے کہ بم، فائزہ کا ہاتھ اپنے دل پر پڑا تھا۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں فراز صاحب۔" خالد صاحب کا" دل لرز اُٹھا تھا۔ جبکہ وہ دونوں شرمندگی کے مارے مزید

وہاں نہیں بیٹھ سکے تھے۔ثانیہ بیگم نے شرجیل کی طرف سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی تھی۔اور پھر وہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پلٹ آئیں تھیں۔۔۔

شرجیل پچھلے تین گھنٹوں سے سڑکوں کی خاک چھان رہا تھا۔۔اس نے ہر جگہ سے ہالہ کا پتہ لگانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ مگر اُسے نہ ملنا تھا اور نہ وہ ملی۔۔ فواد کے کام کا پریشر تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔۔وہ جلد از جلد ملک چھوڑنے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ معاملات سیٹل ڈاون ہو سکیں۔

رات کی گہری سیاہ تاریکی بڑھتی ہی چلی جارہی تھی۔۔اسے
میں شرجیل تھکا ہارا سا گھر کی جانب گامزن تھا۔۔ مگر اسے
محسوس ہوا جیسے کچھ لوگ تھے جو اس کے تعقب میں
تھے۔۔اتفاق کی بات تھی کہ وہ اپنے ساتھ گن رکھنا بھی
بھول گیا تھا۔۔جو اکثر اس کے پاس ہی ہوا کر کرتی۔۔اپنے
وہم کا یقین ثابت ہونے کے بعد وہ تیز رفتاری سے اس جگہ
سے نکلا تھا جبھی پیچھے سے اس پر فائرنگ کی گئی تھی۔۔ مگر وہ
جو بھی لوگ تھے اسے محض ڈرانا چاہتے تھے۔۔گاڑی کے
چاروں ٹائر سہی سلامت تھے۔وہ رات کو بہت مشکل سے

اپنی جان بچا کر گھر پہنچا تھا،،اور سیدھا اپنے کمرے میں جا کر بند ھ ہو گیا تھا۔۔۔

شرجیل احمد اب تم نے مزید ہمارے ساتھ کام کرنے کے" بارے میں کیا سوچا؟" وہ آنکھیں مسلتا موبائل کان سے لگائے جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا تھا۔

میں نے پہلے بھی انکار کیا تھا اب پھر انکار کر رہا ہوں۔۔تو" برائے مہربانی مجھے بار بار پریشان کرنے سے گریز کیجئے۔" وہ شدید ضبط کے عالم میں گویا ہوا تھا۔

چلو جیسے تمہاری مرضی شرجیل احمد۔ مگر اپنے کسی بھی ”
نقصان کا زمہ دار ہمیں مت ٹھہرانا۔“ وہ زومعنیت سے
بولتا رابطہ منقطع کر گیا۔۔ جبکہ وہ پیشانی مسلتا آفس جانے
کے لئے نکل پڑا تھا۔۔

شرجیل کو امریکا گئے ایک ماہ سے اُپر ہونے کو آیا تھا۔۔ ہالہ کا
اب تک کچھ پتہ نہیں لگ سکا تھا۔۔ فراز صاحب اس عمر میں
اپنے بیٹے کی وجہ سے حد سے زیادہ پریشان رہنے لگے
تھے۔۔ وہ سارا بزنس جوں کا توں ان کے کندھوں پر چھوڑ
کر ملک سے ہی فرار ہو گیا تھا۔۔ کسی کی بچی کی زندگی تباہ و

برباد کردی تھی۔۔۔ہالہ کا غم انہیں اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔۔وہ اپنی زندگی میں ایک بار اسے سامنے بیٹھا کر باز پرس کرنا چاہتے تھے کہ آخر اس نے ایسا کیوں کیا تھا مگر قسمت ہر بار ہر انسان کو موقع فراہم نہیں کرتی۔۔اور کچھ ایسا ہی فراز صاحب کے ساتھ ہوا ہے۔۔۔۔ محض چند روز کا کھیلا تھا فراز صاحب اور ثانیہ بیگم ایک پری پلینڈ کار حادثے میں اپنی جان گنوا بیٹھے تھے۔۔ جس کا واحد زمہ دار صرف اور صرف ان کا اکلوتا بیٹا شرجیل تھا۔۔۔۔شرجیل لاکھ چاہنے کے باوجود مسلسل ملتی جان کی دھمکیوں کے باعث اپنے ماں

باپ کی آخری رسومات تک میں شرکت نہیں کر سکا تھا۔۔۔

حیدر درانی پر تو جیسے دنیا کی ہر خوشی حرام ہو گئی تھی۔۔ فلورا سے محض کاغذی رشتہ ہونے کے علاوہ ان کے درمیان کوئی دلی وابستگی نہیں تھی۔۔ دونوں ہی مجبوری میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔۔ حیدر نے ہالہ کو ہر جگہ تلاش کر لیا تھا مگر وہ نہ ملی تھی۔۔ زویاء کے رخصتی سے انکار کے بعد زاویار یورپ چلا گیا تھا۔۔

ہالہ کی تلاش مسلسل جاری تھی۔۔۔وقت مزید تین سال آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

مالا ہمدانی نے ہالہ کی زندگی میں زہر گھولا تھا تو خوش وہ بھی نہ رہ سکی تھی،اپنے باپ کو کھونے کے بعد تو مالا جیسے بے آسرا سی رہ گئی تھی۔۔بھری دنیا میں کوئی ولی وارث ہی نہ رہا تھا۔۔جبران جہانگیر کے ساتھ زندگی گزارنا کس قدر اذیت ناک تجربہ ثابت ہوا تھا یہ تو مالا ہی جانتی تھی۔۔ابھی اس کی بیٹی کو دنیا میں آئے تین ماہ کا مختصر سا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مالا کو علم ہوا کہ جبران جہانگیر بہت جلد اسے طلاق

دے کر پاکستان روانہ کرنے والا ہے۔اور اپنی کسی دوست سے دوسری شادی کر کہ ایک نئ زندگی کی شروعات۔۔۔

مالا اپنا سب کچھ گنوا چکی تھی مگر اب وہ اپنی بچی کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔بس اسی سوچ کے تحت جبران کے کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ہی وہ اس کی غیر موجودگی میں خلہ کے کاغذات تیار کروا چکی تھی۔۔ جس میں بچی کی کسٹڈی مالا کے پاس ہی آنی تھی۔۔۔پہلے تو جبران جہانگیر اپنی بیٹی کی محبت میں بکھر گیا تھا۔۔۔ مگر پھر نجانے کیا سوجھی کہ وہ مالا کو اس زبردستی کے رشتے سے آزاد کر چکا تھا۔۔وہ پاکستان واپس لوٹ آئی تھی۔۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ جبران جہانگیر

جیسا مکار شخص تو مردے کا پیچھا قبر تک نہ چھوڑے تو کیا وہ کائیاں انسان اسے سکون سے رہنے دے گے۔۔۔

اس رات مالا کی لاپرواہی کا فائدہ اٹھا کر ہمدانی مینشن میں داخل ہونے والی جبران کی بھیجی گئی عورتوں نے مالا کا واحد سہارا اس کی بیٹی کو بھی اس سے چھین لیا تھا۔۔اب جبکہ وہ شرجیل احمد اُس کے سب سے بڑے رقیب کے گھر میں جا بسی تھی تو کیا وہ اسے سکون سے رہنے دے سکتا تھا۔۔ نہیں بالکل نہیں۔۔۔۔۔

ہسپتال کے کوریڈور میں موجود محمود صاحب اور صائمہ بیگم غمزدہ دل سے اپنے لاڈلے کی زندگی کی دعائیں مانگتے خود کو بہت زیادہ بے بس محسوس کر رہے تھے۔

چند گھنٹوں قبل انہیں ایک انجان نمبر سے کال موصول ہوئی تھی جس میں حیدر کو گولی لگ جانے کی خبر سے اطلاع دی گئی تھی۔ وہ حواس باختہ پریشان حال یہ ساری صورت حال سمجھنے سے قاصر تھے۔ وہ کراچی کب واپس آیا تھا اور ہالہ کہاں تھی۔ حیدر کو گولی کس نے ماری تھی۔۔ وہ ساری صورتحال سمجھنے سے قاصر تھے۔۔۔ ساحل نے پولیس کو سنبھال لیا تھا۔ مگر حیدر ابھی تک آپریشن تھیٹر میں موجود تھا۔

ڈاکٹر میرا بیٹا کیسا ہے؟" وہ گھبرا کر ڈاکٹر کی جانب لپکے"
تھے۔ جو چہرے سے ماسک ہٹاتے مایوس نظر آ رہے تھے۔

سوری ہم آپ کے بیٹے کو نہیں بچا سکے۔۔" لفظ تھے کہ"
قیامت محمود درانی جوان بیٹے کی جدائی پر شدید جھٹکوں کی زد
میں ڈھ سے گئے تھے۔۔۔ صائمہ بے ہوش ہوتیں زمین پر
گر پڑی تھیں۔۔ چند قدموں کی دوری پر کھڑا ساحل شاک
کی کیفیت سے باہر آتا گھبرا کر اپنی ماں کی جانب بھاگا تھا۔

پلیز جانے دو مجھے۔۔۔میرا کیا قصور ہے۔۔ تمہیں خدا کا" واسطہ ہے۔۔پلیز مجھے یہاں سے جانے دو۔۔میں شادی شدہ ہوں۔۔۔۔۔" ہالہ روتی گڑگڑاتی ہاتھ جوڑ کر التجائیں کرتی خاصی بے بس دکھائی دے رہی تھی۔

چھوڑ دیں گے۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ مگر اس بار" تمہارے حسن کو خراج بخشنے کے بعد۔" فواد عالم چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ سجائے کمینگی سے بولتا نزدیک آیا تھا۔

نہیں پلیز۔۔۔میرا اب شرجیل سے کوئی واسطہ نہیں" ہے۔۔پلیز مجھے چھوڑ دو۔" ہالہ کی آنکھوں میں خوف سمٹ آیا تھا۔

ارے اسے کیسے چھوڑ دیں۔ تمہارے سابقہ شوہر کی وجہ "
سے ہم نے بہت بڑے بڑے نقصان جھیلے ہیں۔۔اب تم
زرا ہمارا تھوڑا تو ازالہ کرو۔" ہالہ کا چہرہ اپنی گرفت میں لیتا
وہ کمینگی کہ آخری درجے پر تھا۔

تمہیں اللہ کا واسطہ ہے پلیز چھوڑ دو مجھے۔۔ تمہارا شرجیل "
احمد سے جو بھی مسلہ ہے۔۔ تم اس کی سزا مجھے کیوں دے
رہے ہو۔۔ میں بے قصور ہوں۔" ہالہ کا دل خوف سے پھٹا
جا رہا تھا۔

جانتی ہو کیا۔۔۔ تم سے تعلق توڑنے کے بعد شرجیل احمد ”
تمہارا کیا ہمارا بھی نہ رہا۔۔ تمہاری جدائی میں اندھا ہو کر اس
نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ سنا ہے بڑا تڑپتا
ہے تمہاری خاطر۔۔ اور جب اسے یہ پتہ لگے گا کہ تم فواد
عالم کے قبضے میں ہو تو سوچو شرجیل احمد کے دل پر کتنی
بجلیاں گر پڑیں گی۔۔۔ تمہاری تڑپ میں بھاگا چلا آئے
گا۔۔ میں شرجیل احمد کو تڑپتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔ جو
صرف تمہاری بدولت ہی ممکن ہے۔۔“ ہالہ کی آنکھوں
میں خوف سمٹ آیا تھا۔

نہیں مجھے جانے دو پلیز۔ میں بے قصور ہوں۔۔" وہ بے بسی کے مارے ہاتھ جوڑ گئی۔ رات کی سیاہ تاریکی میں مقابل کا وحشت ناک قہقہہ گونج اُٹھا تھا۔ جبھی پیچھے کھڑے اس کے آدمیوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر موبائل فواد کی جانب بڑھایا تھا۔

"ہیلو!" سماعتوں سے ٹکراتی شناسہ تمسخر بھری آواز اور مقابل کا بے ہنگم سا قہقہہ سن شرجیل نے ضبط سے جبڑے بھینچ لئے۔۔

ابھی کچھ ہی دیر پہلے بڑا ذکر تھا تمہارا میاں بڑی عمر ہے تمہاری۔۔ہاہاہاہا۔۔" معنی خیز انداز میں کمینگی سے گنگناتا وہ ہالہ کو ورطہ حیرت میں دھکیل گیا تھا۔

"شرجیل احمد تمہاری سابقہ بیوی، تمہاری محبوبہ، تمہاری جان بہار ایک بار پھر میرے قبضے میں ہے۔۔اور یقین کرو یہ پہلے سے زیادہ حسین تر ہو گئی ہے۔اب تو اس کھیل میں اور مزہ آنے والا ہے۔۔۔جہاں تمہاری محبّت اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھے گی وہیں تم جان سے جاؤ گے۔۔" وہ چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجائے ہالہ کے سراپے پر گہری

میلی سی نگاہ ڈالتا معنی خیز انداز میں مسکرایا۔۔۔دوسری طرف موجود شرجیل غصّے سے چنگھاڑ اٹھا تھا۔

ہائے لڑکی تم تو کہہ رہی تھیں کہ تمہارا شرجیل احمد سے" اب کوئی واسطہ تعلق نہیں ہے۔۔ مگر یہ تڑپ اور دیوانگی تو مجھے کچھ اور ہی فسانہ سُنا رہی ہے۔" ہالہ اب رو نہیں رہی تھی۔ بلکہ پتھر کی مورت بنی خاموش ہو گئی
تھی۔۔۔شرجیل احمد اس کی زندگی کا وہ سیاہ باب تھا جیسے وہ چاہ کر بھی اپنی زندگی کی کتاب سے پھاڑ کر الگ نہیں کر سکی تھی۔۔اور آج شاید وقت پھر سے لوٹ آیا تھا۔

آہ حیدر۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔" دل میں ایک ہوک سی جاگ اُٹھی تھی۔اور دل نے ہمیشہ کی طرح حیدر درانی کو پکارا تھا۔جو ہر مشکل وقت میں ہالہ انصاری کی ڈھال بن جایا کرتا تھا۔

میں آرہا ہوں۔۔۔اور خبردار جو تم نے ہالہ کو ہاتھ بھی لگایا" تو۔" فواد نے جان بوجھ کر اسپیکر آن کر دیا تھا۔ہالہ کی سماعتوں سے ٹکراتی شرجیل کی خوفزدہ سی مگر چنگھاڑتی ہوئی

آواز سن سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔۔۔اگر شرجیل احمد کو اس کی گمشدگی کی خبر ہو چکی تھی تو حیدر درانی کہاں تھا؟



"ویلکم ویلکم۔۔۔"

خوش آمدید شرجیل احمد۔۔۔"ٹو سیٹر پرانے بوسیدہ سے"
صوفے پر کروفر پر براجمان فواد بپھرے سے شرجیل احمد کو
دیکھ مسرور انداز میں مسکرایا۔۔جو زخمی شیر بناسب کچھ
تہس نہس کرنے کے در پر تھا۔

ہالہ انصاری کہاں ہے۔"شدید اشتعال کے عالم میں"
خشک لہجے میں سوالیہ بولا۔

بتادیں گے بتادیں گے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔پہلے یہاں" آؤ بیٹھو۔۔اتنے سالوں بعد ملاقات ہوئی ہے ہماری۔" وہ قدم قدم چلتا نزدیک چلا آیا تھا۔

بکواس بند کرو۔۔مجھے بتاؤ کہاں لہ انصاری کہاں ہے۔" وہ" شدت سے دھاڑا۔

کون تمہاری حالیہ محبت یا پھر سابقہ بیوی۔" وہ معنی خیزی" سے استفساریہ بولا۔۔جبھی شرجیل طیش میں آتا اس کا

گریبان پکڑنے کے درپر تھا کہ تیزی سے آگے بڑھتے اس کے جدید اسلحہ سے لیس آدمی شرجیل کو قابو میں کر گئے۔

جوان خون ہو۔۔زرا دھیرج رکھو۔۔اتنی چربی کس بات کی چڑھ گئی ہے۔کیاماں باپ کو کھو کر بھی عقل ٹھکانے پر نہیں آئی۔۔۔"فواد عالم کا کہنا تھا کہ شرجیل حیرت سے گنگ غیض وغضب کہ باعث غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔

چھوڑو مجھے۔۔۔میں تمھیں جان سے مار ڈالونگا"
کمینے۔۔۔"دل کا گھاؤ نئے سرے سے رسنے لگا تھا۔

جاؤ ذرا لے کر آؤ اس مجنوں کی لیلی کو۔۔"شرجیل کی"
سرخ پڑتی آنکھیں اس کے ضبط کی گواہ تھیں۔۔جبھی دو
آدمی ہالہ کو تھامے زبردستی وہاں کھینچ کر لائے تھے۔۔جو
اطراف سے تھامے دو آدمیوں کی سخت گرفت میں منہ پر
بندھی پٹی ہونے کے باوجود مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔

ہالہ۔۔۔"اُجاڑ سی حالت میں ہالہ کو روتا بلکتا دیکھ وہ بے" یقین سا اس کی جانب بڑھنے لگا تھا۔

رکو زرا صبر کرو۔۔۔اپنی بے تابیوں پر زرا قابو رکھو۔" کار روائیں گے تمہاری سابقہ بیوی سے تمہاری ایک آخری ملاقات ضرور کار روائیں گے مگر پہلے میرا حساب تو چکتا کر دو۔"عقب سے اُبھرتی جانی پہچانی مسکراتی آواز سن شرجیل حیرت سے پلٹا تھا۔اور مقابل کھڑے وجود کو دیکھ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔۔۔۔

جبران جہانگیر۔۔۔۔"مزاحمت کرتی ہالہ ایک لمحے کو"
ٹھہر سی گئی تھی۔۔یہ شخص۔۔۔مالا کا شوہر۔۔

پہچانا شرجیل احمد۔۔۔جبران جہانگیر تمہاری دیوانی مالا"
ہمدانی کا ایکس ہز بینڈ۔ویسے ہیرو ماننا پڑے گا تمہاری دیدہ
دلیری کو۔۔ایک ہی وقت میں اپنے پیچھے اتنی لڑکیوں کو
پاگل کر رکھا ہے۔"جبران فواد کے ساتھ نشست سنبھالتا
داد دیتے لہجے میں معنی خیزی سے مسکرایا۔

"تم؟؟؟"

آہاں۔۔۔"شرجیل کی مزاحمت پر بہت سی گنز ہالہ کی" جانب گھومی تھیں۔

ویسے میری تم سے کوئی خاصہ دشمنی نہیں ہے شرجیل" احمد۔۔ مگر تمہاری وجہ سے مالا ہمدانی نے مجھے دھوکا دیا تھا۔۔ تو اب تمہیں اس کی سزا تو بھگتنی ہی پڑے گی۔" وہ شرجیل کے ماتھے پر بندوق کی نال رکھتا سفاکیت سے بولا

تھا۔ جبھی اچانک سے فضا میں گولیوں کی تھرتھراہٹ کہ ساتھ بلڈنگ میں پولیس موبائل کے سائرن کی آواز گونج اٹھی تھی۔۔۔وہ سب چونک گئے تھے۔۔یقیناًان کے آڈے پر کسی نے حملہ کیا تھا۔

لڑکی کو سنبھالو جلدی۔" وہ سب اندھا دھند اپنی اپنی گنز" تھامے نیچے کی جانب بھاگے تھے۔۔یہ شہر سے دور ایک کھنڈر عمارت تھی۔۔یہاں تک کسی بھی عام انسان کی رسائی ناممکنات میں تھی۔۔مگر اگر پولیس نے چھاپا مارا تھا تو وہ یقیناًپوری تیاری سے آئے تھے۔

ہالہ۔۔"شرجیل یکدم ہوتی بھگدڑ کا فائدہ اٹھاتا ہالہ کی" جانب بڑھا تھا۔ مگر کندھے سے آر پار ہوتی گولی پر وہ ضبط سے دیوار سے ٹیک لگا گیا گیا تھا۔۔ جبکہ وہ لوگ ہالہ کا منہ دباتے تیزی سے وہاں سے لے گئے تھے۔

عمارت کو چاروں اطراف سے پولیس نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔۔ رات کی سیاہ تاریکی میں مسلسل ہوتی فائرنگ اور آنسو گیس کی شیلنگ کے باعث فضا میں زہریلی گیس پھیل گئی تھی۔

دیوار کی آڑ میں چھپ کر کھڑے شرجیل کی آنکھوں میں" مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔ہالہ کو ان لوگوں نے نجانے کہاں غائب کر دیا تھا۔۔اور یہ حملہ۔۔۔سب کچھ سمجھ سے باہر تھا۔

"فواد ہے لیا گھیر سے طرف چاروں نے تمہیں پولیس عالم۔۔۔بہتری اسی میں ہے کہ تم سرینڈر کر دو۔"ایس ایس پی سیف آغا کی لاؤڈ اسپیکر زمیں گونجتی آوازوں پر عمارت میں موجود تمام افراد چوکس ہو گئے تھے۔

وہ لڑکی کہاں ہے۔۔۔لے کر آؤ اسے فوراً۔اور شرجیل" احمد یہاں سے زندہ سلامت واپس نہیں جانا چاہئے۔" فواد کے حکم پر وہ لوگ فوری ہالہ کی تلاش میں اُوپر والے کمرے کی جانب بھاگے تھے۔۔جہاں انہوں نے ہالہ کو قید کر رکھا تھا۔

آنسو گیس شیلنگ کے باعث آنکھوں میں شدید جلن" محسوس ہو رہی تھی۔جبکہ عمارت میں پانی نام کی کوئی چیز تک موجود نہیں تھی۔

یہاں سے بھاگنے کا کوئی دوسرا راستہ موجود ہے یا نہیں۔"""
وہ اس طرح پولیس کے ہاتھوں اپنی گرفتاری نہیں دے
سکتا تھا۔۔پولیس کافی عرصے سے اس کی تاک میں
تھی۔۔جو رات ورات ملک سے فرار ہو گیا تھا۔

نہیں سر۔۔۔یہاں سے بھاگنے کا ایک ہی راستہ"
ہے۔۔اور پولیس ہمیں چاروں طرف سے گھیر چکی
ہے۔۔"اس کے آدمی اس کو اطلاع دی تھی۔

سر وہ لڑکی اُوپر سے غائب ہے۔" دو آدمی حواس باختہ"
سے بھاگ کر نیچے آئے تھے۔۔ جبکہ ایک بار پھر فضا
گولیوں کی تیز آواز سے کانپ اُٹھی تھی۔

پولیس دوسری جانب خاموشی محسوس کر ایک بار پھر آنسو"
گیس کی برسات کرتی عمارت میں انٹر ہو چکی تھی۔۔اور
اب ان کے پاس سرینڈر کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ
موجود نہیں تھا۔

فواد عالم یو آر آنڈر آریسٹ۔" ایس پی سیف آغا نے"
ٹائیگر جیسے نامی گرامی گینگسٹر کے بخیہ اُدھیڑ ڈالے تھے یہ تو
پھر نام نہاد بزنس مین اسمگلر۔۔مافیہ سردار فواد عالم
تھا۔۔۔ جس کی ڈوریں بہت پہلے سیف کے ہاتھوں میں
آچکی تھیں۔

شرجیل یہ یہ کیا ہوا ہے تمہیں۔۔" مالارات بھرسے "
اضطرابی کیفیت سے دوچار سو ہی نہ سکی تھی۔۔رات کا گیا وہ
دوسرے دن سر شام گھر واپس لوٹ رہا تھا۔وہ گھبرائی سی
بھاگ کر نزدیک گئی تھی۔

کچھ نہیں بس گولی لگ گئی تھی۔" وہ ہال میں پڑے "
صوفوں پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھتا سرخ پڑتی آنکھیں
موند گیا۔جبھی ایک پولیس اہلکار گود میں بچی تھامے احمد ولا
میں انٹر ہوا تھا۔

"انزلنا میری بچی۔۔۔" مالا آفیسر کی گود میں اپنی بیٹی کو دیکھ تڑپ کر اس کی جانب دوڑی تھی۔۔ جو اتنے دنوں بعد اپنی ماں کے لمس محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔

"انزلنا ماما کی جان۔۔ ماما کی شہزادی۔۔ میری گڑیا۔" وہ بہتی آنکھوں سے چٹا چٹ اس کے گال چومتی بلک اُٹھی تھی۔۔ شرجیل نے ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے یہ خوبصورت منظر دیکھا تھا۔

شرجیل صاحب بچی سہی سلامت آپ کے حوالے کی"
جارہی ہے۔۔۔جبران جہانگیر اور فواد عالم اس وقت
حوالات میں ہیں۔۔ جنہیں بروز پیر کو عدالت میں پیش کیا
جائے گا۔۔ ہم پر اوپُر سے بہت دباؤ ہے۔ تمام ترسڑکیں
فواد عالم کی گرفتاری کے باعث بلاک کردی گئی ہیں۔ عین
ممکن ہے کہ ہمیں آپ کی بھی گرفتاری لینی پڑے۔۔ مگر
جب تک اپنی اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کی ذمہ داری آپ
کی۔"احمد صاحب کہ زمانے کے مراسم کام میں آگئے
تھے۔اور اس کی ذاتی طور پر پولیس محکمے میں اچھی سلام

دعا۔۔۔ابھی تک پولیس کے پاس شرجیل کے خلاف کوئی ایسا ٹھوس ثبوت موجود نہیں تھا جس کی بنا پر وہ اسے حراست میں لے سکتے۔

شکریہ انسپکیٹر صاحب۔" وہ مشکور ہوا جبکہ آفیسر الٹے قدموں واپس لوٹ گیا تھا۔

شرجیل یہ سب کیا ہے؟ جبران کو پولیس نے کیوں" گرفتار کیا۔۔اور یہ بزنس مین فواد عالم سے تمہارا کیا واسطہ۔۔اور انزلنا کہاں سے ملی تمہیں؟" حیرت سے گنگ مالا نے سوالوں کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی۔

بس یوں سمجھ لو۔۔یہ سب میرے گناہوں کی سزا" ہے۔۔اور تمہاری بیٹی تمہیں واپس ملنا تمہاری خوش بختی۔" شرجیل نے جب سے ہالہ کو دیکھا تھا۔۔وہ خود پر

ضبط نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔۔کتنا بد بخت تھا وہ اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں رسوا کر ڈالا تھا۔

مگر حیدر درانی۔۔۔کیا وہ ٹھیک ہے۔۔اسے بھی تو گولی" لگی تھی ناں۔"ہوش و حواس سنبھالتی مالا کو اب یکدم حیدر کا خیال آیا تھا۔۔۔جو یہاں سے اپنا زخمی بازو لئے نکلا تھا۔

شرجیل نے اس کے سوال کا کوئی بھی جواب دیے بغیر آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔مالا سر جھٹکتی اپنی تڑپتی ہوئی ممتا کی پیاس بُجھانے لگی تھی۔



دھیرے دھیرے سے آنکھیں کھولتی ہالہ کی سیدھی نظریں چھت پر گئی تھیں۔۔یکدم نظروں سے سامنے وہ خون

آشام مناظر گھوم گئے تھے۔۔اس نے خوف سے اِرد گرد میں نگاہ دوڑائی تھی۔

بیڈ کے اطراف میں حیدر سمیت گھر کے تمام تر افراد کو موجود دیکھ وہ بے یقینی سے کہنیوں کے بل اُٹھ بیٹھی تھی۔

"ہالہ لیٹی رہو۔۔تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" سرہانے بیٹھے حیدر نے اسے باز رکھا تھا۔

ماما۔۔۔" وہ آنکھوں میں آنسو لئے پاس بیٹھی اپنی ماں کی جانب لپکی تھی۔

"ہالہ میری جان۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔ چھوٹے موٹے ایکسیڈنٹ کا کیا ہے۔۔وہ تو ہو ہی جاتے ہیں۔۔۔وہ تو اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر اپنا کرم بنائے رکھا۔۔۔اور تم دونوں کو نئی زندگی بخشی۔" فائزہ کے لہجے کی نرمی پر ہالہ جھٹکے سے حیدر کی جانب گھومی تھی۔۔۔جو سہی سلامت اس کے سامنے براجمان تھا۔

"ہالہ آنٹی کو کیوں پریشان کر رہی ہو۔ایک کار ایکسیڈینٹ ہی تو تھا بس۔۔اب ہم ٹھیک ہیں۔۔"حیدر کے تنبیہ لہجے پر ہالہ خاموشی سے واپس لیٹ گئی تھی۔

"صبح بات ہوتی ہے۔۔"وہ لوگ کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔۔پتہ بیٹا رات بہت ہو گئی ہے۔۔تم لوگ آرام کرو۔۔ نہیں حیدر نے یہ سب کیسے سنبھالا تھا۔۔ہالہ کی الجھی الجھی سی نگاہیں اس کی پر سوچ نگاہوں سے جا ملیں تھیں۔۔جو اسے دیکھ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔ہالہ کی آنکھوں میں

سینکڑوں سوال رقم تھے جنہیں وہ نظر انداز کرتا خاموشی سے اُٹھ کر روم سے باہر نکل گیا تھا۔



"تم باہر کیوں آ گئے ہو؟" محمود صاحب جو اپنے روم کی جانب بڑھ رہے تھے۔اپنے پیچھے حیدر کی موجودگی محسوس کر حیران ہوئے۔

مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔" وہ سنجیدہ"
دکھائی دے رہا تھا۔

چلو باہر لان میں چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ سر ہلاتا ان "
کی ہمراہی میں باہر آ گیا تھا۔

اب بتاؤ حیدر کہ کیا بات ہے۔۔ تمہارا اور ہالہ کا "
ایکسیڈنٹ کیسے ہوا؟ تم کراچی کب واپس آئے اور وہ تمہیں

گولی لگنے کی جھوٹی خبر ہم تک پہنچانے والا کون شخص تھا۔" نشست سنبھالتے محمود صاحب نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

"دراصل بابا۔۔۔" وہ ایک گہری ٹھنڈی سانس فضا کہ سپرد کرتا محمود صاحب کو سب شروع سے بتاتا چلا گیا تھا۔۔ جبکہ وہ حواس باختہ سے اپنا سر تھام کر رہ گئے تھے۔

یااللہ تیرا شکر ہے۔۔تو نے میرے دونوں بچوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھا۔" فضا میں ہاتھ بلند کر انہوں نے خدا کا شکر بجالایا تھا۔

"مگر جب تم ٹھیک تھے۔۔۔تو وہ شخص کون تھا جیسے گولی لگی تھی۔۔ڈاکٹرز نے کس کا آپریشن کیا تھا؟" دماغ میں کلبلاتے سوال کو زبان پر لے ہی آئے۔

آپ کو اطلاع شرجیل احمد نے کی تھی۔۔ مگر میں اس ”
وقت تک ہسپتال گیا ہی نہیں تھا۔۔۔ڈائریکٹ پولیس
اسٹیشن گیا تھا۔۔اور وہاں سے شرجیل کی گاڑی کا پیچھا
کرتے ہم ان کے اڈے تک پہنچے تھے۔۔وہ سب محض ایک
مس انڈر اسٹینڈنگ تھی۔۔جو ڈاکٹرز کی لاپرواہی کا نتیجہ
تھا۔۔اس شخص کے گھر والوں کو اطلاع کر دی گئی
ہے۔۔جبکہ پولیس کی تفتیش ابھی جاری ہے۔"اس نے
سب تفصیل ان کے گوش گزار کی تھی۔

خیر جو بھی تھا۔۔اللہ کا کرم ہے کہ اس نے تم دونوں کی"
"حفاظت کی۔

چلو تم جاؤ اپنے روم میں۔۔ہالہ پریشان ہو رہی"
ہو گی۔۔کوشش کرنا کہ اسے مزید ٹینشن نہ دو۔۔"حیدر
اثبات میں سر ہلاتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

حیدر روم میں واپس آیا تو ہالہ روم میں موجود نہیں تھی۔۔
واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔شاید وہ شاور
لے رہی تھی۔۔وہ ایک گہری سانس بھرتا ڈریسنگ روم کی
جانب بڑھا تھا۔۔اپنے لئے ایک آرام دہ سی شرٹ نکال کر
وہ واپس روم میں آیا تھا۔ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑے ہو
کر شرٹ کے بٹن کھولتا وہ پر سوچ نظر آرہا تھا۔۔۔۔یکدم
نظروں کے سامنے ایک منظر سا چلنے لگا تھا۔

ان دونوں کی لڑائی میں فائر کھل گیا تھا۔۔۔ گولی حیدر کا کندھا چھو کر نکل گئی تھی۔۔۔۔ شرجیل کے معافی مانگنے پر وہ مزید کوئی تماشہ کئے بغیر وہاں سے نکلنے لگا تھا۔۔ جبھی شرجیل نے اپنا ایک آدمی اس کے ساتھ کیا اور وہ خود بھی بہت عجلت میں گھر سے نکلا تھا۔۔ وہ ہسپتال پہنچ کر شرجیل کے بندے کو روانہ کر چکا تھا۔۔ تاکہ وہ خود ذاتی طور پر معاملے کی تہ تک پہنچ سکے۔۔ جبکہ وہ پولیس کو اطلاع دے چکا تھا۔ جتنی دیر میں پولیس کی نفری چھاپا مارنے کے لئے نکلی تھی اتنی دیر میں وہ اپنی بینڈج کروا چکا تھا۔۔ مزید وقت ضائع کرنے کا وقت نکل چکا تھا۔۔ پولیس کی ہمراہی میں

شرجیل کا پیچھے کرتے اس اڈے پر پہنچ چکے تھے۔۔اور جس وقت پولیس نے چھاپا مارا تھا وہ کسی کی بھی نظر میں آئے بغیر چھپتا چھپاتا عمارت میں گھس آیا تھا۔۔اس وقت شرجیل احمد اور ان کی تحویل میں موجود ہالہ اس کی نظروں کے عین سامنے تھے۔۔ مگر پھر اچانک بھگ دڑ مچ گئی تھی۔۔آنسو گیس کی شیلنگ میں وہ صورت حال کا فائدہ اُٹھاتا مطلوبہ کمرے تک رسائی حاصل کر چکا تھا۔جہاں ہالہ کو قید رکھا گیا تھا۔۔۔وہ بے ہوش تھی۔ہالہ کو گود میں اٹھاتا وہ بہت مشکل سے پولیس کی مدد سے پیچھے کے راستے سے نکل آیا تھا۔۔۔جو بہت خطرناک تھا مگر اگر وہ دس فٹ کی بلندی

سے کودنے کا رسک نہ لیتا تو شاید اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ ہالہ کی عزت بھی گنوا بیٹھتا۔۔۔وہ جو بھی کر لیتا مگر ہالہ کی ذات پر لگنے والے الزامات کو نہیں مٹا سکتا تھا۔۔کچھ ہی دیر میں وہاں میڈیا بھی پہنچ گیا تھا۔۔۔ مگر وہ ہالہ کی ہمراہی میں پہلے ہی وہاں سے نکل آیا تھا۔فلیٹ پر پہنچ کر پہلے ہالہ کی حالت درست کی تھی اور پھر اپنی۔۔ مگر جب وہ گھر پہنچا تھا تو وہاں ایک عجیب قسم کا مسئلہ بنا ہوا تھا۔

ساحل کو کال کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں معاملہ گھمبیر تھا۔ وہ فوری طور پر ہسپتال پہنچا تھا۔

صائمہ بیگم اپنے ہوش میں نہیں تھیں۔۔ محمود صاحب الگ غم سے نڈھال تھے۔انھیں گھر روانہ کرنے کے بعد حیدر نے ہاسپٹل کے عملے کی اچھی طبیعت صاف کی تھی۔۔۔وہ شخص ایک پیش وار مجرم تھا۔۔جو کسی لوٹ مار میں موت کا نوالہ بن گیا تھا۔۔ جیسے وہ سب حیدر سمجھ بیٹھے تھے۔

"حیدر یہ چوٹ کیسے لگ گئی تمہیں؟" وہ جو اپنی سوچوں میں محو تھا۔ عقب سے اُبھرتی ہالہ کی پریشان کن آواز سن چونک گیا تھا۔

"وہ کچھ نہیں۔۔۔" جلدی سے شرٹ پہنتا وہ اس کا سوال نظر انداز کر گیا۔

حیدر رد کھاؤ مجھے۔۔اور اس پر بینڈ تج کرو۔۔دیکھو اس میں "
سے خون نکل رہا ہے۔" وہ کل کی بینڈ تج تھی۔۔ مسلسل
بھاگ دوڑ کی وجہ سے اب اس میں سے خون چھلک گیا تھا۔

کر لو نگا میں بینڈ تج۔۔بلکہ تم ہی کر دینا۔۔ مگر تم یہاں "
میرے پاس آؤ۔" وہ مزید ہالہ کو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا
موقع دیئے بغیر خود میں بھینچ گیا تھا۔۔وہ اس کے سینے سے
لگی کھڑی حیرت زدہ سی رہ گئی تھی۔

تم جانتی ہو ہٹ میں تمہاری غیر موجودگی محسوس کر کتنا" ڈر گیا تھا میں۔" ہالہ کی موجودگی کو محسوس کرتا وہ جذب کے عالم میں بولتا اس کے سر پر اپنا سر ٹکائے آنکھیں میچ گیا۔

"میں بھی بہت ڈر گئی تھی حیدر۔۔" ہالہ نے بھی اس بار شدت کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ دونوں ہی اس خاموشی کو محسوس کر رہے تھے۔ جتنا سب ہالہ برداشت کر چکی تھی اب وہ دوبارہ ان تکلیف دہ لمحوں کو دُہرا کر ہالہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

"ہالہ۔۔"

"ہمم۔۔"

"میری ایک بات مانو گی۔" وہ دونوں ابھی بھی اسی پوزیشن میں کھڑے تھے۔

ہاں بولو حیدر۔" وہ اس کی کتھئی آنکھوں میں جھانکتی" محبّت سے چور لہجے میں بولی تھی۔۔۔

کچھ بھی ہو جائے مگر تم مجھ سے کبھی بھی کچھ نہیں چھپاؤ " گی۔۔اور نہ ہی کبھی مجھ سے دور جانے کی بات کرو گی۔۔" ہالہ نے اس کے گال پر لب رکھتے ہامی بھر لی تھی۔

تھینکیو۔" وہ نرمی سے ہالہ کی آنکھیں چھوتا سینے سے لگا گیا"

تھا۔۔اب دونوں کے درمیان خاموشیاں باتیں کر رہی تھیں۔۔ہالہ پر سکون اور مطمئن تھی۔۔جبکہ حیدر کا دماغ کسی اور ہی سوچ میں اُلجھا ہوا تھا۔

صبح کا سورج خود میں ایک انوکھی سی جاذبیت لئے طلوع ہوا تھا۔۔۔مالا اپنی بیٹی کو پا کر خوش اور مطمئن تھ۔وہ انزلنا سے بات کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا سامان بھی پیک کر رہی تھی۔۔وہ اب اپنے گھر شفٹ ہونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ جبھی کوئی دروازے پر دستک دیتا روم میں داخل ہوا تھا۔

مالا تم کہیں جا رہی ہو کیا؟"شرجیل احمد اس کے روم کے" دروازے میں ہی استعدادہ سوالیہ گویا ہوا تھا۔

ہاں! میں نے سوچا اب انزلنا واپس مل گئی ہے۔ تو مجھے "
اپنے گھر شفٹ ہو جانا چاہیے۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔

مگر ابھی تمہارا اپنے گھر واپس جانا سیف نہیں ہے۔۔ فواد "
عالم اور جبران جہانگیر دونوں ہی گھناؤنے کاموں میں
ملوث رہے ہیں۔۔ جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہیں کرتی
تمہیں یہیں رہنا ہو گا۔۔ یہاں گارڈز ہیں، میں ہوں۔۔
یہاں تم اور تمہاری بیٹی محفوظ ہیں۔" مالا لب چباتی خاموش
ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

شرجیل! میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔۔اور ”
معافی بھی مانگنا چاہتی ہوں۔“ وہ شرمندہ دکھائی دے رہی
تھی۔

معافی مگر کس بات کی؟“ وہ ناسمجھی سے بولا۔ ”

تمہاری اور ہالہ کی زندگی میں زہر گھولنے کی۔“ وہ ”
شرمندگی سے نظر بھی نہ ملا سکی تھی۔

اب اس سب کا کیا فائدہ۔" وہ استہزائیہ مسکرایا۔"

مجھے معاف کر دو شرجیل احمد! میں انتقام کی آگ میں" آندھی ہو گئی تھی۔۔یہ سوچے بغیر کہ اس سب قصے میں ہالہ کا تو کوئی قصور نہ تھا۔۔اگر تم میرا نصیب ہوتے تو مجھے ضرور ملتے مگر میں۔۔۔" وہ جیسے پچھتا رہی تھی۔

پتا ہے کیا مالا۔۔تم نے میرے دل میں ہالہ کے خلاف زہر" بھرا تھا۔۔ہمارے درمیان شک کا بیج بویا تھا۔۔میں چاہتا تو

تمہاری بات سے انکاری ہو کر ہالہ پر یقین کر سکتا تھا۔۔ مگر میں نے ایسا نہ کیا۔ اتنا تمہارا قصور نہیں۔۔ جتنا قصور وار میں ہوں۔" وہ نادم تھا ہالہ کی جدائی شرجیل احمد کا مقدر ٹھہری تھی۔

مگر پلیز مجھے معاف کر دو۔" وہ پھر بھی معافی طلب گار " تھی۔

میں نے تمہیں معاف کیا مالا۔۔شاید میری معافی سے تمہیں سکون آجائے۔۔۔مگر میں تو شاید عمر بھر بے سکون ہی رہونگا۔۔کیونکہ ہالہ انصاری مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔"شرجیل کے لہجے میں کرب واضح تھا۔

"تم کہو تو میں ہالہ سے معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں۔۔میں اسے بتاؤں گی کہ وہ سب میری وجہ سے ہوا تھا۔"وہ پرجوش سی بولی۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ہاں تم یہاں سکون ”
سے رہ سکتی ہو۔۔ کسی چیز کی ضرورت ہو یا گڑیا کے لئے کچھ
منگوانا ہو تو ڈرائیور کے ساتھ جا کر لے آنا۔“شرجیل احمد
کے لہجے سے عیاں خلوص اسے ان دنوں کی یاد دلا گیا تھا
جب احمد صاحب اور ثانیہ بیگم حیات تھے۔۔وہ ایسا ہی تو تھا
نرم دل شرجیل احمد جس کی مالا ہمدانی دیوانی ہوا کرتی
تھی۔۔ مگر پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی بہت بدل گیا
تھا۔

ہالہ اپنے گھر کے لان میں موجود تھی۔۔حیدر آج صبح سے نجانے کہاں غائب تھا۔وہ دوپہر کے بعد فائزہ بیگم کے پاس چلی آئی تھی شام کا وقت تھا۔۔جبھی کار پورچ میں ایک گاڑی آکر ٹھہری تھی۔۔گارڈز مسلسل اس شخص کو اندر آنے سے انکار کر رہے تھے۔۔مگر بقول شرجیل احمد کے وہ یہاں عادل کے اجازت دینے پر ہی آیا ہے۔۔۔آج وہ یہاں

پورے چار سال بعد آیا تھا۔۔ہالہ متفکر سی پورچ تک آئی تھی۔ مگر گاڑی سے نکلتے شرجیل کو دیکھ وہ بے یقین سی رہ گئی تھی۔

"ہالہ۔۔" وہ تیزی سے اس کی جانب لپکا تھا۔۔۔وہ بے یقین سی دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

ہالہ میں عادل کی اجازت سے ہی یہاں آیا ہوں۔۔ایک بار میری بات تو سن لو۔" ہالہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم اب یہاں کیا لینے آئے ہو بولو۔" وہ وحشت بھرے انداز میں چلائی تھی۔

"ہالہ میں تم سے صرف معافی مانگنے آیا ہوں۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔۔" وہ اس کے قریب آتا دو قدموں کے فاصلے پر ٹھہرا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں معاف کرونگی۔" اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔

"ہالہ مجھے معاف کر دو پلیز۔۔ جانتا ہوں میں نے بہت غلط کیا تھا تمہارے ساتھ۔۔ مگر میں مجبور تھا۔۔ غصے میں کیا کر

بیٹھا مجھے خود پتہ نہیں چلا تھا مگر یقین کرو۔۔ تم سے جدا ہو کر میں نے ایک رات سکون سے نہیں گزاری ہے۔۔ میرا ضمیر ہر پل مجھے ملامت کرتا ہے۔۔ مجھے سونے نہیں دیتا، پلیز مجھے معاف کر دو۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔۔" وہ ندامت سے چور لہجے میں بولتا ہاتھ جوڑ گیا تھا۔

"کیا تم میری وہ پانچ سالہ اذیت ختم کر سکتے ہو شرجیل احمد" جو میں نے کومہ میں رہ کر اپنے گھر والوں سے دور رہ کر جھیلی تھی۔۔۔ کیا تم وہ پرانی زندہ دل ہالہ انصاری کو واپس لا

سکتے ہو شرجیل احمد؟ نہیں ناں! بالکل ایسی طرح میں تمہیں معاف نہیں کر سکتی۔" وہ بے تاثر نگاہوں سے دیکھتی خشک لہجے میں پھنکاری تھی۔

"جاؤ یہاں سے شرجیل احمد اور آگر" ہالہ میری بات۔۔۔ ہو سکے تو زندگی میں مجھے کبھی اپنی شکل بھی نہ دیکھانا۔" وہ نفرت آمیز لہجے میں غرائی تھی شرجیل نے شکست خوردہ نظروں سے دیکھ کر ب سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔اس کی محبت،اس کی ہالہ اس سے کتنا دور جا چکی تھی۔وہ محض چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی تھی مگر اس کے باوجود ان کے

درمیان میلوں کا فاصلہ قائم تھا۔۔۔۔وہ دور تھی بہت جہاں سے واپسی نا ممکن سی تھی۔

کیا تم مجھے معاف کر کے ایک آخری موقع نہیں دے سکتیں ہالہ؟ وعدہ میں سب سہی کر دوں گا۔۔اپنی تمام تر غلطیوں کا ازالہ کر لوں گا۔۔" وہ لہجے میں آس سموئے آسمان چھونے کی باتیں کر رہا تھا۔

یہ میری زندگی ہے شرجیل احمد کوئی کھیل نہیں۔۔جو میں" ہر بار تم پر اعتماد کرتی رہوں اور تم میرے عزت و وقار کی دھجیاں اُڑا ڈالو۔۔اگر میرا بس چلے تو میں اپنی زندگی کی کتاب سے تمہارے نام کا سیاہ باب ہی پھاڑ ڈالوں۔" ہالہ کے لہجے سے عیاں نفرت نے شرجیل احمد کو اندر سے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

ہالہ ایک بار معاف کر دو۔" وہ پھر سے گڑگڑایا تھا۔"

جاؤ یہاں سے شرجیل احمد۔۔۔۔۔۔" وہ شدت سے "
چلائی تھی۔

جارہا ہوں ہالہ انصاری۔۔اس امید کے ساتھ کہ تم کبھی "
نہ کبھی تو مجھے معاف کر ہی دو گی۔۔۔" وہ اپنے قدم پیچھے لیتا
آنکھ سے گرتا آنسو پونچھ گیا تھا۔

رک جاؤ شرجیل" وہ حیرت سے ٹھہرا تھا اور پھر بے یقین"
سا پلٹا تھا۔ ہالہ سینے پر بازو لپیٹے چل کر دو قدم نزدیک آئی
تھی۔

میں نے تمہیں معاف کیا شرجیل احمد۔" آنکھوں میں"
آنکھیں ڈالے وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔۔ شرجیل کہ
ہونٹوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

میں نے تمہیں معاف کیا شرجیل احمد۔۔اس اُمید کہ ”
ساتھ کہ اب تم زندگی میں مجھے دوبارہ کبھی اپنی شکل تک
نہیں دیکھاؤ گے۔میں اب تمہیں کبھی دوبارہ نہیں دیکھنا
چاہتی۔۔۔کیونکہ اگر اب میں نے تمہیں دیکھا ناں تو میں
اپنا ضبط کھو دونگی۔“شرجیل نے بے یقینی سے ہالہ کی
آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں محض نفرت اپنا رنگ دکھا رہی
تھی۔

اگر اب تم کبھی زندگی میں میرے سامنے بھی آئے تو جان ”
سے مار ڈالونگی تمہیں سُنا تم نے۔۔“وہ نفرت سے اُس پر

غراتی اپنا رُخ پھیر گئی تھی۔۔۔۔اور پھر ہالہ وہاں مزید نہیں رک سکی تھی۔۔۔وہ پلٹ گئی تھی۔۔اور تیز تیز قدم اُٹھاتی گھر کے اندورنی حصے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

شرجیل تھکا ہارا سا، شکستہ قدم اٹھاتا واپس لوٹ گیا تھا۔۔۔وہ ابھی اپنی گاڑی انصاری ہاؤس کی حدود سے نکال ہی رہا تھا کہ جبھی حیدر کی گاڑی کے لئے دروازہ کھولا گیا تھا۔۔۔ایک لمحے کے لئے دونوں کی نظریں ملی تھیں۔ایک کی نظر میں شرمندگی تھی تو دوسرے کی نظر میں حیرت۔۔۔۔

ہالہ اپنے روم میں آکر ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔ مسلسل آنسو بہانے کے باعث حلق میں کانٹے سے اٹکنے لگے تھے۔۔ حیدر سیدھا ہالہ کے کمرے میں آیا تھا۔۔اور اسے روتا بلکتا دیکھ اس کا خون کھول اُٹھا تھا۔

کیوں رو رہی ہو تم ہاں۔" وہ ہالہ کا ہاتھ اپنی سخت گرفت "
میں جکڑتا مقابل لایا تھا۔۔ نگاہوں میں خون اتر آیا تھا۔

حیدر۔" وہ حیرت سے اسے دیکھے گئی تھی۔"

بتاؤ کیوں رو رہی ہو۔۔ کس لئے آنسو بہا رہی ہو۔۔اس "
شرجیل احمد کی خاطر۔۔ جس نے تمہاری زندگی برباد
کر دی۔۔۔ جس نے تمہیں زمانے بھر میں رسوا

کر دیا۔۔اس کے لئے آنسو بہار ہی ہو تم۔"حیدر کو شرجیل کی موجودگی پر شدید طیش عود آیا تھا۔

حیدر ایسا نہیں ہے۔۔۔میں۔۔۔"وہ حیدر کے غصے سے خائف سی کانپ کر رہ گئی۔

شٹ اپ ہالہ حیدر دُرانی۔۔۔کہا تھا ناں کہ یہ آنسو دکھ دیتے ہیں مجھے۔۔مگر نہیں تمہیں میری تکلیف کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔تم اس شرجیل احمد کی خاطر آنسو بہار ہی

ہو۔ بھلے سے میری محبّت جائے بھاڑ میں۔۔۔ تم مجھے ہمیشہ تکلیف سے دوچار کرتی ہو اور پتا ہے کیا تم ابھی بھی ایسا ہی کر رہی ہو۔" وہ اسے بیڈ کی جانب دھکیلتا اپنا ماتھا مسل کر رہ گیا۔

حیدر میں نہیں۔۔۔ وہ معافی۔" بیدردی سے اپنے آنسو" پونچھتی وہ بے ربط سا جملہ ادا کرتی صفائیہ لہجے میں بولی جبکہ وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے باز کر گیا تھا۔

بس ہالہ ! بس کرو اب۔۔ میں مزید اپنے جذبات کی ناقدری نہیں برداشت کر سکتا۔" وہ جیسے ضبط نہیں کر سکا تھا جبکہ وہ اب سسکنے لگی تھی۔

"ہالہ انصاری اگر تم اپنی سابقہ محبت کے پاس واپس لوٹنا چاہتی ہو تو میں تمہیں کبھی نہیں روکوں گا۔۔ میں حیدر درانی تمہیں اس زبردستی کے بندھن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد کرتا ہوں۔" وہ بوجھل سے لہجے میں آنکھیں میچتا ضبط سے بولا تھا۔

"حیدر تم۔۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ لفظ ادا کرنے کی۔۔۔" ہالہ کی سسکیاں تھم گئیں تھیں۔اب وہ بپھری شیرنی بنی اسے جھٹکے سے اپنی جانب موڑتی گریبان پکڑ چکی تھی۔

"ہالہ!" وہ اس کی شدت گریہ سے سُرخ پڑتی آنکھوں میں اشتعال دیکھ اسے سنبھالنے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

ڈونٹ ٹچ می حیدر دُرانی!" وہ فاصلہ قائم کرتی ناگواری"
سے بولی تھی۔ حیدر کے قدم تھم سے گئے تھے۔

ہالہ میری بات۔۔" حیدر کو اب اپنے تلخ رویہ کا شدت"
سے احساس ہوا تھا۔

گیٹ آوٹ آف مائی روم۔" وہ شدید اشتعال کے عالم"
میں اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کی جانب دھکیل چکی
تھی۔

نہیں نہیں حیدر درانی۔۔۔ تم نے دھتکارا ہے"
مجھے۔۔۔ تم نے بھی باقی سب کی طرح ہالہ انصاری کے وجود
کو دھتکار دیا ہے۔۔۔ اب جاؤ تم یہاں سے۔ دفع ہو جاؤ۔"
وہ اسے پیچھے دھکیلتی اپنے غصے کا اظہار کر رہی تھی۔ جو اسے
قابو کرنا چاہ رہا تھا۔

ویسے تو تم بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے۔ میری محبت کا"
دم بھرتے تھے۔ اب کیا ہوا؟" اب کیوں مکر گئے میری
محبت سے۔۔ کیوں برداشت نہ ہوا تم سے وہ سب، جو میں

گزشتہ پانچ سالوں سے برداشت کر رہی ہوں۔ تم منکر ہو حیدر دُرانی، جھوٹے ہو تم۔۔۔" حیدر نے اسے آپے سے باہر ہوتا دیکھ زبردستی آگے بڑھ کر تھام لیا تھا۔ جو بے قابو سی اسی کی گرفت میں مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔۔

ہالہ سوری۔۔۔۔ سوری یار۔۔ میں غصے میں تھا۔۔" وہ" اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا معذرتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

نہیں جاؤ یہاں سے حیدر۔۔۔فی الحال میں تمہاری شکل" بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔" وہ اس کی محبت سے تھامے ہاتھ جھٹک چکی تھی۔حیدر لب بھینچتا خاموش رہ گیا۔

جاؤ۔۔۔۔۔" وہ بہتی آنکھوں کو پونچھتی بڑے حق سے" غرائی تھی اور اس قدر گھمبیر صورتحال میں بھی ہالہ کا انداز حیدر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔۔آج کتنے دنوں بعد اس کے گال کے گڑھوں نے اپنا دیدار کروایا تھا۔ہالہ ٹرانس کی سی کیفیت میں ایک لمحے کو ٹھہر سی گئی تھی۔

جارہاہوں۔۔ مگر تم ان آنکھوں کو تکلیف نہیں"
پہنچاؤ گی۔۔ کیونکہ اب یہ تمہاری نہیں بلکہ میری امانت ہیں
تمہارے پاس۔" وہ آگے بڑھ کر اس کی سُرخ مترنم
آنکھوں کو اپنے لبوں سے چومتا روم سے باہر نکل آیا
تھا۔۔ جبکہ وہ پلکوں پر محسوس ہوتے اس کے یخ بستہ لمس
میں کھوئی سی اس کے سحر میں جکڑی اپنی جگہ ساکت رہ گئی
تھی۔

عادل۔" وہ سنجیدگی سے قدم اُٹھاتا عادل کے نزدیک آیا۔"

ہاں کیا ہوا؟" وہ مصروف سا روم سے باہر آیا تھا۔"

شرجیل کو گھر میں آنے کی اجازت تم نے دی تھی۔" وہ" استفساریہ گویا ہوا۔

نہیں تو۔۔ کیوں وہ آیا تھا کیا؟'' وہ انکاری ہوتا غصے سے ''
گویا ہوا تھا۔

ہاں! مگر فکر نہیں کرو۔۔اب کبھی نہیں آئیگا۔'' اسے ''
جبڑے بھینچتا دیکھ وہ کندھے پر ہاتھ رکھتا دلاسہ دینے
والے لہجے میں بولا تھا۔

ہالہ کہاں ہے؟" سر جھٹکتا وہ ہالہ کے متعلق باز پرس "
کرنے لگا تھا۔

روم میں ہے اپنے۔۔ شاید آج رات وہ یہیں اسٹے کرے "
گی۔ میں گھر جا رہا ہوں۔۔۔ ڈنر یہیں کروں گا، ہالہ کے
ساتھ۔" گھڑی میں وقت دیکھتا وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

اب یہ نہ کہنا کہ تم بھی آج میری بہن کے ساتھ یہیں قیام "
کرو گے۔" وہ زرا شرارت سے بولا تھا۔

اور اگر کر بھی لوں تو تمہیں کوئی مسلہ ہے کیا۔۔ بھئی ”
آفیشل سسرال ہے میرا۔“ حیدر آنکھیں چھوٹی کئے زرا
شوخی سے گویا ہوا تھا۔

ہاں بھئی اب تو داماد ہو تم انصاری ہاؤس کے۔ میں کیا کہہ ”
سکتا ہوں۔“ حیدر کے نکاح کے بعد ان دونوں دوستوں
کے درمیان یہ پہلی گفتگو تھی جو شرارت اور چھیڑ چھاڑ پر
مبنی تھی۔

خیر تم یہ بتاؤ کہ اب تم کب شادی کر رہے ہو سالے" صاحب؟" حیدر سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

فی الحال تو میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔" وہ بات کاگ مول" جواب دے گیا۔

اس گولڈ ڈگر لڑکی کی محبت سے باہر آجاؤ اب۔۔۔اور" آنٹی کا سوچو وہ بالکل اکیلی ہو گئی ہیں۔ تم شادی کر لو

گے۔ تمہارے بچے ہو جائیں گے تو ان کا بھی دل بہل جائے گا۔" حیدر سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

"بھئی ان کا دل صرف میرے بچوں سے نہیں بلکہ ہالہ کے بچوں سے بھی خوب بہل جائے گا۔ تو تم مجھے کیوں پھنسانا چاہ رہے ہو۔ خود پھنس گئے ہو تو کیا سب پھنس جائیں۔۔۔" وہ شرارت سے بولتا حیدر کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

بچوں کا تو پتہ نہیں۔۔البتہ تمہاری بہن آج کل جب دیکھو" مجھے کاٹ کھانے کو ضرور دوڑتی ہے۔"حیدر کے شرارتی لہجے پر عادل مسکرا اٹھا تھا۔

تھینکیو یار!"عادل اچانک سے بولتا ہوا اس کے سینے سے" لگ گیا تھا جس پر حیدر ذرا حیران ہوا۔

ہالہ کی حالت دیکھ میں تو پریشان ہی ہو گیا تھا۔۔مگر تھینک" گوڈ کہ تو نے اسے ہمیشہ کی طرح سنبھال لیا ہے۔۔کاش کہ

ہم نے پہلے ہی درست فیصلہ کر لیا ہوتا۔" عادل کی آنکھ سے آنسو بہہ نکلا تھا جس پر اُس کی پشت تھپتھپا تا حیدر دھیرے سے مسکرایا تھا۔

سالے صاحب اب ہم میں ایسی بھی کوئی اجنبیت نہیں" رہی کہ تو مجھے شکریہ بولے۔۔ چل اب نکل یہاں سے۔ اتنا ٹائیٹلی ہگ کرنے کی اجازت میں صرف اپنی بیوی کے علاوہ کسی کو نہیں دیتا۔" حیدر اسے پیچھے کو دھکیلتا آنکھیں گھوما کر معنی خیزی سے آنکھ کا کونا دبا گیا۔ جبکہ وہ تاسف سے نفی میں

سر ہلاتا اس کی کمر پر ایک دھموکا رسید کرتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔



ہالہ! کہاں ہو یار۔" وہ اسے ڈھونڈتا ہوا روم میں آیا تھا۔" جو ڈنر ٹیبل پر آنے سے صاف انکار کر چکی تھی۔

ہالہ دروازہ تو کھولو۔" وہ دھیمی سی آواز میں منتی لہجے میں "
گویا ہوا تھا۔ مگر دوسری جانب کمال کی بے نیازی تھی۔

ہالہ۔۔۔" اپنے عقب میں کھڑے عادل کو مسکراہٹ "
روکتا دیکھ اس نے دانت پیس کر پکارا۔

کیا ہوا برادر۔۔۔ کیا بیوی نے روم سے باہر نکال دیا"
ہے؟" وہ کندھے پر ہاتھ رکھتا شرارت سے آنکھیں گھما کر
زرا افسوس بھرے لہجے میں استفسار یہ گویا ہوا تھا۔

یار سمجھاؤ اپنی بہن کو۔۔۔ باہر اتنا رومینٹک موسم ہو رہا" ہے۔۔اور یہ منہ بنا کر کمرہ نشین ہو گئی ہے۔" وہ جان بوجھ کر ہالہ کو سنانے کی غرض سے باآواز بلند بولا تھا۔

میں کیا سمجھاؤں بھئی۔۔ تمہاری بیوی ہے تم جانو اور تمہارا" کام۔ ویسے بھی میں میاں بیوی کے آپسی معاملات میں دخل اندازی سے پرہیز ہی کرتا ہوں۔" وہ فوراً ہاتھ جھاڑ کر پیچھے ہوا تھا۔ حیدر استہزائیہ مسکرایا۔

واہ واہ! تو پھر تم یہاں کھڑے ہو کر کس بات کے مزے" لے رہے ہو؟" اس نے زرا خشمگیں نظروں سے گھُورا تھا۔

تم دونوں میاں بیوی جب سُسرال میں آ کر یوں کھلم کھلا" جنگ لڑو گے تو بھئی ہم کنوارے لوگ تو مزے ہی لیں گے ناں۔" وہ بھی بھرپور شرارت سے بولا تھا۔

تمہاری تو۔۔" حیدر ابھی کوئی جوابی کارروائی کرتا اس سے "
قبل ہی ہالہ کے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔

کیا مسئلہ ہو گیا ہے تم دونوں کے ساتھ۔۔۔ میرے روم "
کے دروازے کے عین سامنے کیوں کچہری سجا رکھی ہے؟
اپنا یہ تماشہ کہیں اور جا کر لگاؤ۔" وہ گھورتی نگاہوں سے
دیکھتی ان دونوں کی طبیعت صاف کر گئی تھی۔ جبکہ حیدر کی
شرارتی نظریں اسے مسلسل تنگ کر رہی تھیں۔

ہٹو پیچھے اور روم میں آنے دو مجھے۔۔۔ تمہارا یہ سنکی بھائی" فضول میں میرا دماغ گھُمارہا ہے۔" وہ ہالہ کو کندھوں سے پکڑ کر پرے کرتا خود بڑی دلیری سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ہالہ نے ہونقوں کی طرح منہ کھول کے اُسے دیکھا تھا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے حیدر۔۔ آج میں یہیں اپنے گھر" رہونگی۔۔ تم جاؤ اپنے گھر۔۔۔۔" وہ شدید تپی ہوئی تھی۔

کیا مطلب ہے بھئی۔۔ میں بچارہ معصوم کہاں"
جاؤں۔۔ جہاں میری بیوی میں بھی وہیں رہو نگا۔" وہ دھم
سے بیڈ پر گرتا ہنوز شرارت کے موڈ میں تھا۔

ہاں ہالہ ذرا باندھ کر رکھو اس معصوم آدمی کو، رومینٹک"
موسم دیکھ کسی حسین لڑکی کہ ساتھ رومینٹک ڈیٹ پر
جانے کے لئے بہت دل للچا رہا ہے ان کا۔" عادل نے بھی
جھٹ جلتی پپر تیل کا کام کیا تھا جواباً ہالہ نے کینہ توز نگاہوں
سے گھور کر حیدر کو دیکھا تھا۔

بکواس کر رہا ہے یار۔۔۔ میں ایسا سوچ بھی سکتا ہوں"
کیا؟" وہ گڑبڑا کر فوراً سیدھا ہوا تھا۔ جبکہ عادل نے
مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

ہاں تم تو بہت شریف ہو۔۔ چک بتیس سے بتیاں دیکھنے"
آئے ہو یہاں پہ۔" عادل طنزیہ لہجے میں بولا تو وہ اُٹھ کر
دروازے کے قریب آیا تھا۔ جو مزے سے دروازے سے
ٹیک لگائے کھڑا میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کروانا بالکل
شیطان کا پرتو لگ رہا تھا۔

تم نکلو یہاں سے شیطان کے چیلے۔" حیدر نے اسے باہر "
کی جانب دھکا دیتے دروازہ دھڑام سے اس کے منہ پر بند کیا
تھا۔

تم کہاں گھسے چلے آرہے ہو؟ چلو تم بھی نکلو میرے روم "
سے باہر۔" ہالہ نے چٹکی بجا کر اسے چلتا کرنا چاہا۔

میں تو بہت پہلے گھس آیا تھا آپ کی زندگی میں۔۔۔ وہ "
بھی تمام تر شرعی اور قانونی گواہوں و ثبوتوں کے ساتھ۔"

اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے نزدیک کرتا وہ شرارت سے
بازنہ آیا تھا۔ جو خونخوار نظروں سے اسے گھورنے میں
مصروف تھی۔

اپنے یہ ٹھہرک کے کیڑے کہیں اور جا کر نکالو، فی الحال"
میرے روم میں سے باہر نکلو۔"خود کو چھڑانے کے لئے
بھرپور مزاحمت کی گئی تھی۔

چلو پھر ساتھ میں چلتے ہیں لانگ ڈرائیو پر، دیکھو کتنا حسین" موسم ہو رہا ہے۔" اسے نے بالوں کی شریر لٹوں سے کھیلتے قائل کرنا چاہا تھا۔

ہاں تم تو کسی حسین لڑکی کہ ساتھ جانے والے تھے ناں۔" میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کہ میں شرجیل احمد کہ ساتھ نہ چلی جاؤں رومینٹک ڈیٹ پہ۔ ویسے بھی تو تم مجھے اپنے ہر رشتے سے آزاد کر چکے ناں۔" ہالہ نے طنزیہ لہجے میں کہتے اس کے سینے پر سانپ لوٹا دئے تھے۔۔ حیدر کے چہرے کے تاثرات یکایک تبدیل ہوئے تھے۔ لہجے میں ناگواری

سی در آئی تھی۔ گرفت میں مزید سختی آئی تھی۔۔ہالہ خاموشی سے لب بھینچ گئی۔ مگر آنکھیں اس کی کتھئی آنکھوں میں گاڑ رکھی تھیں۔

"ہالہ ڈونٹ۔"" وہ شدید ضبط سے بولا تھا۔"

"کیوں کیا ہوا؟ برداشت نہیں ہوا حیدر دُرانی۔۔۔مجھے بھی تکلیف ہوئی تھی۔جب تم نے میرے مان کی دھجیاں اُڑائی

تھیں۔۔۔" وہ کرب سے مسکرائی تھی۔ مقابل کی آنکھیں ضبط کے باعث لال انگارا ہو گئی تھیں۔

میں تمہیں معاف نہیں کرونگی حیدر سنا تم نے۔" اس پر" ایک بار پھر جنون کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔
رُخساروں پر پھسلتے آنسو سختی سے رگڑتی وہ کمرے کے کھلے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی تھی۔ پیچھے وہ پتھر کا ہوا اپنی جگہ پر ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔

****

پر سوچ سی نظروں کو غیر مرئی نکتے پر ٹکائے زویاء زاویار کے سرہانے بیٹھی اسکے بالوں میں نگلیاں چلا رہی تھی۔ جو دواؤں کے زیرِ اثر غنودگی میں تھا۔ نظروں کے سامنے چھم سے ایک منظر گھوم گیا تھا۔

زاویار تم ٹھیک تو ہو ناں۔" زاویار کے سینے پہ سے اُٹھتی وہ"
خوفزدہ لہجے میں بولی تھی۔ جو درد کی شدّت کے باعث
آنکھیں میچے پڑا تھا۔

زویاء! تم اٹھو جلدی یہاں سے۔۔۔" جھاڑیوں میں"
سانپ کی موجودگی محسوس کر وہ جلدی سے اسے اُٹھا چکا
تھا۔ جبکہ اس کی پنڈلی میں درد کی لہر سی دوڑ گئی تھی۔

زاویار ہوا کیا ہے۔۔اُٹھو پلیز۔" وہ اپنا پاؤں تھام گیا"
۔۔۔کاٹنے والی جگہ کا حصّہ نیلا پڑ گیا تھا۔زویاء نے اسے
خوفزدہ نظروں سے دیکھا تھا۔

زاویار آر یو او کے ؟" وہ اُس کے مقابل آئی۔"

زویاء جاؤ یہاں سے۔۔۔یہاں سانپ ہے۔میرے پاؤں"
پہ سانپ نے کاٹ لیا ہے۔۔۔۔۔"زویاء حیرت اور پریشانی
کی ملی جلی سی کیفیت سے دو چار لفظ ہی ادا نہ کر پا رہی تھی۔

کیا کہہ رہے ہو زاویار! اُٹھو پلیز۔" وہ اب رونا شروع کر" گئی تھی۔۔۔ جبکہ وہ اپنے حواس قائم نہیں رکھ سک رہا تھا۔۔ گھومتا سر مزید گھوم رہا تھا۔۔۔ جبھی قدموں کی آہٹ اپنے مزید قریب محسوس ہوئی تھی۔۔ اور اس بار زویاء مدد کے لئے بھاگ پڑی تھی۔

وہ تو شکر تھا کہ ہاتھوں میں ٹارچ تھامے لوگ ان دونوں کی ہی تلاش میں تھے۔ جنہیں زاویار نے اپنی مدد کے لئے بلوایا

تھا۔ زویاء جب تک پلٹ کر واپس آئی زاویار بے ہوش ہو چکا تھا۔

انہیں فوری طور پر ریسکیو کیا گیا تھا۔ زاویار کو ہسپتال میں شفٹ کیا گیا تھا۔ بروقت ٹریٹمنٹ ملنے کے باعث زاویار اب خطرے سے باہر تھا۔ مگر شاید یہ بات شوبز انڈسٹری میں جنگل میں آگ کی مانند پھیل جاتی اگر شالہ وقت پر سب نہ سنبھال لیتی۔ زاویار کی طبیعت کے بارے میں میڈیا پر کوئی خبر آوٹ نہیں کی گئی تھی۔ اور نہ ہی یہ بات پاکستان

میں ان کے گھر والوں کو بتائی گئی تھی۔ وہ کل رات کو ہسپتال سے ڈس چارج ہو گیا تھا۔ مگر زخم ابھی تازہ تھے۔

"زویاء! "رات کا نجانے کونسا پہر تھا، اس کے سرہانے بیٹھی زویاء اپنا وجود کا سارا بوجھ اُس پر ڈالے بے خبر سو رہی تھی۔

"زویاء! "زاویار کی پکار پر بھی اس کے جسم میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بال زاویار کے سینے پر بکھرے

ہوئے تھے۔ جبکہ چہرہ ماتھے پر ٹکائے وہ دنیا و مافیہ سے بے خبر تھی۔ وہ ہولے سے مسکراتا اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر سہی سے لٹتا اس کی آنکھیں چوم گیا۔ وہ سوتے ہوئے اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کہ وہ شدید پیاس لگنے کے باوجود اسے بیدار نہیں کر سکا تھا۔ لبوں پر ہلکی مسکراہٹ سجائے وہ خود بھی آنکھیں موند گیا تھا۔ اب امید تھی کہ زندگی کا آئندہ سفر خوشگوار گزرنا تھا۔

****

ہالہ!" وہ اس کی تلاش میں نظریں گھماتا لان میں آیا تھا۔ تیز چلتی طوفانی ہواؤں نے اب آندھی کی شکل اختیار کر لی تھی۔۔ اور اب ہوا کے دوش پر مینہ بھی برسنے لگا تھا۔ مگر اپنی پسندیدہ جگہ پر بیٹھی کیاری میں لگے پھولوں کو یک ٹک دیکھتی ہالہ ارد گرد سے بیگانہ تھی۔ حتیٰ کہ اسکی پکار پر بھی ہالہ کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ وہ ساکت و جامد خاموش بیٹھی تھی۔

"یار! دیکھو زرا کتنی تیز بارش ہو رہی ہو۔۔اُٹھو ورنہ طبیعت خراب ہو جائے گی۔" وہ ایک بار پھر نرمی سے منانے کے لئے جتن کرنے لگا تھا۔

"ہالہ! بس بہت کر لی ضد۔۔اُٹھ جاؤ اب فوراً۔۔اب میں زبردستی سے دور ہر گز نہیں ہوں۔" مگر وہ جوں کی توں پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہی تھی۔ بارش کا پانی دونوں کو بھگو چکا تھا۔۔حیدر نے جھرجھری سی لی تھی۔ مگر شاید اسے تو کوئی احساس ہی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

ہالہ کیا میری بات نہیں مانو گی۔۔ شوہر نہ سہی دوست سمجھ" کی ہی مان جاؤ۔" وہ ہار گیا تھا ہاں وہ ہمیشہ اس کی ضد کے آگے ہار ہی تو جاتا تھا۔

حیدر درانی میں تمہارے ساتھ کسی قسم کا کوئی بھی رشتہ" نہیں رکھنا چاہتی۔

نہ محبت کا اور نہ ہی نفرت کا۔ بلکہ کسی اچھے وقت میں ہمارے درمیان ایک بہت ہی پیارا اور خوبصورت سا دوستی

کا رشتہ قائم تھا۔۔اور اب وہ بھی تم اپنی حرکتوں کی وجہ سے خراب کر چکے ہو۔تو بہتر یہی ہے کہ تم مجھ سے اور میرے معاملات سے دور رہو۔ورنہ میں بھول جاؤنگی کہ ہم دوست بھی رہے ہیں۔" آسمان سے برستا پانی ہالہ کے وجود میں جلتی آگ کو بجھانے میں ناکام ہی رہا تھا۔

"ہالہ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔ہم اندر چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے بولا تھا جس کا وجود بارش کے پانی میں مکمل بھیگ چکا تھا۔جبکہ دانت باقاعدہ بجنے لگے تھے۔

میری فکر کرنا چھوڑ دو، تمہیں میری ایک بات سمجھ کیوں"
نہیں آتی حیدر دُرانی۔۔" درشت لہجے میں مزاحمت کرتی وہ
بارش کے پانی میں پور پور بھیگی سی حیدر کے ہاتھوں میں
جھول گئی تھی۔ جبکہ اس کے چہرے پر ٹھہرے شبنمی
قطرے انگلیوں کے پوروں سے سمیٹتا وہ لب بھینچ گیا
تھا۔اس کی نیم وا آنکھوں سے مسلسل رُخساروں پر پھسلتے
گرم سیال کو دیکھ وہ ایک جھٹکے سے اسے گود میں اُٹھاتا ایک
بار پھر گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا۔

****

زویاءاور زاویار کی آج پاکستان کی فلائٹ تھی۔زاویار کی طبیعت کی ناسازی کے باعث رہ جانے والے سینز کی شوٹنگ کینسل کر دی گئی تھی۔زویاء بھی اب پاکستان واپس جانے کے لئے باضد تھی۔

جہاز میں زاویار کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی وہ پر سکون تھی۔

زویاء!"گھمبیر آواز کی سرگوشی پر وہ چونکی۔"

ہمم!"ہنوز اسی حالت میں جواب دیا گیا تھا۔"

یار مجھے اپنی ایلی جان کی یاد آرہی ہے۔" وہ بظاہر سنجیدگی"
سے بولا تھا۔ جبکہ زویاء کی تیوری چڑھ گئی۔اس نے جھٹکے
سے گردن اُٹھائی تھی۔

کیاہوا؟"اسے خاموشی سے گھورتا دیکھ وہ معصوم بنا۔"

تم باز نہیں آؤ گے۔۔اپنی حرکتوں سے۔"وہ زچ ہو گئی" تھی۔

اب میں نے کیا کر دیا ہے یار۔"وہ منہ بنا گیا۔"

تمہیں شرم نہیں آتی ایک ہی وقت میں اتنی ساری" لڑکیوں کو دھوکا دیتے ہوئے۔اپنی بیوی کے سامنے کون

اپنی سابقہ محبوباؤں کا ذکر کرتا ہے۔۔۔" وہ افسوس بھرے لہجے میں تاسف سے بولی تھی۔

"جب لڑکیوں کو شرم نہیں آتی۔ شادی شدہ آدمی پر ڈورے ڈالتے ہوئے تو پھر میں کس بات کی شرم کروں۔ اور جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم۔۔" وہ مزے سے بولا۔

تم۔۔۔ایک بار پاکستان پہنچ جانے دو۔۔ تمہیں بھی میں" نے مزہ نہ چکھایا تو پھر بولنا۔" وہ زچ ہو گئی تھی۔

کیوں اس بار کیا تم ہمارے بچوں کے ساتھ ہنی مون پر" جانے کا ارادہ رکھتی ہو۔ ویسے آئیڈیا بُرا نہیں ہے۔۔ سچی بہت مزہ آئیگا۔" وہ بات گھما گیا تھا۔

اللہ کرے مر جائے تمہاری ایلی جان۔۔۔ منحوس" ماری۔"

وہ سیخ پا ہوئی۔ جبکہ وہ ہمیشہ کی طرح خوب محظوظ ہو رہا تھا۔

دیکھو زویاء ایلی جان ازمائے فرسٹ اینڈ لاسٹ لو۔۔۔"" وہ ذرا گھور کر بولا تو وہ ہونق ہوئی۔

وہ پہلا اور آخری پیار ہے تو میں کیا پاگل ہوں۔ پہلے " زبردستی رخصتی کروالی اور اب اپنی ایلی جان کے عاشق بنے گھوم رہے ہو۔" وہ روہانسی ہو گئی تھی۔

ہاں تو جب تم نے مجھ سے بے وفائی کی تھی۔ تب وہی تھی"
جو دن اور رات کا چین و سکون تھی۔" وہ ایک جذب کے
عالم میں مسرور سا بولا۔

کیا مطلب تم لوگ ایک ہی گھر میں رہا کرتے تھے۔""
زویاء کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔

ظاہر سی بات ہے بھئی۔ میں اور میری جان ایک گھر کیا" ایک ہی کمرے میں رہا کرتے تھے۔۔۔" وہ اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔

میری طرف سے جہنم میں جاؤ تم اور تمہاری وہ ایلی" جان۔۔۔۔" وہ درشتگی سے بولتی ونڈو کی جانب رخ پھیرتی اپنے آنسو ضبط کر گئی۔

مگر جنّت میں تو تمہارے ساتھ ہی جانا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ" اس کی پر زور مزاحمت کو نظر انداز کرتا اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا آنکھیں موند گیا۔ جو چہرہ اٹھاتی اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔۔ اس نے ایک پل کو آنکھیں کھولی تھیں اور اس کے بگڑے تیور دیکھ عنابی لبوں پر مسکان مچل گئی تھی۔

سو جاؤ۔۔ ابھی لینڈنگ میں وقت ہے۔" وہ اس کی آنکھ کا" کونا چوم گیا تھا۔ زویاء گڑبڑا کر فاصلے پر ہوتی اس کے سینے پر ایک دھموکا جڑتی خود بھی آنکھیں موند گئی۔

****

زویاءاور زاویار کو پاکستان واپس آئے ایک ماہ سے اُوپر ہونے والا تھا۔تینوں گھر کے بڑوں کی باہمی رضامندی کے تحت آج ان دونوں جوڑیوں کا ریسپشن رکھا گیا تھا۔دعوت ولیمہ میں شہر کے نامور کاروباری، سیاستدان، اور بیروکریسی کے لوگوں نے شرکت کر کے اس محفل کو چار چاند لگا دیئے تھے۔جبکہ زاویار کی جانب سے شوبز انڈسٹری کے بھی بہت سے چمکتے ہوئے ستارے مدعو تھے۔

سب نے ہی دونوں جوڑیوں کو خوب سراہا تھا۔۔جو ایک ساتھ خوب جچ رہی تھیں۔

"لائیک میڈ فار اچ آدر۔۔۔"

ولیمے کی اجتماعی تقریب کے باعث شہر کا سب سے بڑا بینکوئٹ بُک کروایا گیا تھا۔۔جس کے ایک اسٹیج پر زویاء اور

زاویار براجمان تھے۔۔ جبکہ دوسری جانب ہالہ اور حیدر کی جوڑی کی تو چھاپ ہی نرالی تھی۔

دونوں جوڑیوں نے سیم ڈریسنگ کر رکھی تھی۔۔ سلور رنگ میکسی پر ڈائمنڈ کی نازک سی جیولری پہنے، نیچرل میک اپ اور بالوں کا میسی جوڑا بنائے وہ دونوں ولیمے کی دلہنیں اپنے اپنے شہزادوں کے حصار میں کھڑی بلا کی خوبصورت لگ رہی تھیں۔ بلیک ٹیکسیڈو میں ملبوس زاویار اور حیدر کے لبوں سے مسکراہٹ ایک پل کے لئے بھی جدا نہیں ہو سکی

تھی۔۔۔دونوں ہی اپنی محبتوں کو پا کر خوش اور مطمئن تھے۔

مسز میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ہمارا ولیمہ ذرا پھیکا اور ادھورا'' ادھورا سا نہیں لگ رہا؟''زاویار کی سرگوشی پر وہ چونکی۔

کیا؟''نا سمجھی سے سوال کیا گیا تھا۔''

کتنا اچھا ہوتا اگر ہمارا ولیمہ ہمارے بچے بھی اٹینڈ کر لیتے" تو۔" وہ شرارت سے آنکھ دباتے آئی بروا چکا کر بولا تو زویاء نے سب کی موجودگی کے باعث محض گھورنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

سدھر جاؤ تم۔" وہ دانے کچکچا کر آہستگی سے بولتی رُخ" پھیر گئی۔

اب تم سُدھار لینا۔" وہ دلکش مسکراہٹ کے ساتھ محبت"
سے بولتا اس کا ہاتھ چوم گیا۔ اس کی حرکت پر زویاء نے گھبرا
کر اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کروائے تھے۔

زاویار بد تمیزی نہیں کرو۔" وہ اسٹیج پر بلند ہوتا معنی خیز سا"
شور دیکھ پل میں سرخ پڑ گئی تھی۔ وہ مسکرا کر رہ گیا۔

ویسے میرے پاس تمہارے لئے ایک زبردست سا "
سرپرائز ہے۔" وہ فوٹو گرافر کی ہدایات پر عمل کرتا ایک

رومانوی سا پوز دیتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا شرارت سے بولا۔

"اوہ پلیز زاویار فاروقی! اب میں تمہارے ساتھ مزید کسی فضول سے ہنی مون پر جانا کا شوق ہر گز بھی نہیں رکھتی۔" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑی وہ ناراض ہوئی۔

"تو پھر مائے ڈیئر وائف بی ریڈی فار این آدر فضول سا ہنی مون۔۔جو تمھیں ساری عمر یاد رہے گا۔۔۔" وہ ماتھے پر

لب رکھتا زرا معنی خیزی بولا۔ جبکہ وہ اس کی بے باکی پر اپنے
دھواں دھواں ہوتے چہرے کا رخ موڑتی تیزی سے
ڈھڑکتی ڈھڑکوں کو سنبھالتی مسکرا بھی نہ سکی تھی۔

****

زوجہ زرا چہرے کے زاویے تو درست کر لیجئے ورنہ آج"
سے دس بیس سال بعد جب آپ ہمارے بچوں کو شادی کی
البم دکھا رہی ہونگی۔ تو بلاوجہ شرمندہ ہونا پڑے گا کہ اچھا

خاصہ حسین چہرہ ہونے کے باوجود میں اپنے حسین چہرے کو بگاڑ کر کھڑی تھی۔اور پھر جب ہمارا کوئی شرارتی سا بیٹا پوچھے گا کہ ماما آپ اتنی پیاری دلہن ہونے کے باوجود اتنی ڈراونی کیوں لگ رہی تھی۔۔تو پھر سوچو ہالہ پھر کیا جواب دو گی تم میرے بیٹے کو۔اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے ہینڈسم سے بندے کی ریپوٹیشن کا ہی کچھ خیال کر لو۔" وہ شرارت سے اس کے کان کے نزدیک جھکتا معنی خیز سی سرگوشی کرتا اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

حیدر!" وہ حیا کے باعث بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔"

جی جان بولو!'' وہ جی جان سے ہمہ تن گوش ہوا۔''

خاموش ہو جاؤ ورنہ میں تم سے ناراض ہو جاؤنگی۔'' وہ'' سامنے کی جانب نظریں مرکوز کئے دانت پیس کر غصے سے گویا ہوئی۔

زوجہ اگر آپ بھول رہی ہیں تو میں آپ کو یاد دلا دوں۔'' آپ مجھ سے کبھی خوش تھی ہی نہیں۔۔آپ تو شادی کے

پہلے دن سے ناراض ہی چلی آ رہی ہیں۔" حیدر مزید شرارتی لہجے میں بولا تو وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔ محفل میں مدعو تمام تر مہمانوں کی توجہ کا مرکز وہ دونوں جوڑیاں ہی تھیں۔

بلاشبہ "ہالہ انصاری" اور "حیدر دُرانی" کی جوڑی اس "" "قدر حسین اور مکمل تھی گویا انگوٹھی میں نگینہ ہو جیسے۔

تو چہرے کی سرخی سے میں کیا مطلب اخذ کروں کہ میری" زوجہ محترمہ ناچیز سے راضی ہو گئیں ہیں؟" وہ مزید شرارتی لہجہ اپناتا آئی برو اٹھائے سوالیہ بولا۔

پہلے میں نے سوچا تھا کہ تمہیں معاف کر دیا" جائے۔۔۔ مگر اب تمہاری مسلسل گستاخیوں کو جھیلنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ تمہیں مزید کچھ سال تڑپانا چاہیے۔" میکسی کا گھیر اُٹھا کر ذرا نزدیک آتی وہ حیدر کے بلیک شوز میں مقید پاؤں پر اپنی ہیل والی سینڈل رکھ کر کھڑی ہوتی چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجا کر گویا ہوئی تھی۔

دور سے دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہونا تھا جیسے دونوں بہت ہی کسی خوشگوار گفتگو میں مصروف ہیں۔

زوجہ محترمہ ایسا بھی کیا گناہ کیا۔ہائے ظالم میرے قیمتی" جوتے۔" وہ بھی اسے کمر سے جکڑتا دہائیاں دیتے لہجے میں بولا تھا۔

الٹرا پرو میکس رومینٹک کپل باقی باتیں بعد میں اپنے روم" میں جا کر لیجیے گا۔فی الحال ہمیں گروپ پکچر بنا لینے

دیں۔" ساحل ہاتھ میں سیلفی اسٹک تھامے اسٹیج پر آتا شرارتی لہجے میں بولتا انہیں سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔ جہاں ہالہ جھینپ گئی تھی وہیں زویاء اور زاویار دھیرے سے مسکرائے تھے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو بھابھی صاحبہ۔" زویاء اسے گلے سے لگاتی شرارتی انداز میں بولی تھی۔ ساتھ ہی حیدر کے سینے سے بھی لگی تھی، جو اسکے ماتھے پر پیار کرتا دھیرے مسکرایا تھا۔

تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو نند صاحبہ!" اسٹیج پر موجود"
تمام ہی لوگ مسکرا اُٹھے تھے۔۔دونوں کی بے مثال دوستی
میں گندھا یہ نیا رشتہ بھی ممکن تھا کہ آئندہ بھی یونہی برقرار
رہنا تھا۔

نند بھابی کی باتیں ختم ہو گئی ہیں تو کیا اب ہم ایک گروپ"
پکچر لے لیں۔" ساحل ذرا طنزیہ بولا۔

ہاں بھئی ضرور!" ایک طرف حیدر اور زاویار ہالہ اور زویاء کو تھامے کھڑے تھے تو دوسری جانب ساحل، محمود صاحب عادل، فائزہ اور صائمہ موجود تھیں۔

اسمائل پلیز!" کیمرے کی آنکھ میں قید ہوتا یہ خوبصورت منظر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا تھا۔ جہاں سب کے چہروں پر ایک حسین مسکراہٹ تھی۔

****

مالا! میرے خیال سے تمہیں اب کہیں جانے کی"
ضرورت نہیں ہے۔" فواد عالم کے ساتھ ساتھ جبران
جہانگیر کو بھی غیر قانونی کاموں میں ملوث ہونے کی وجہ
سے عدالت نے سزائے موت سنائی تھی۔ شرجیل پر بھی دو
کروڑ روپے کا جرمانہ عائد ہوا تھا۔۔ جسے وہ اپنی کچھ پراپرٹی
سیل کر کہ ادا کر چکا تھا۔۔ سد شکر تھا کہ تعلقات لڑانے اور
پیسہ پانی کی طرح بہانے کی وجہ سے دو سے تین راتیں ہی
جیل میں گزارنے کے بعد شرجیل احمد رہا ہو گیا تھا۔

مگر کیوں؟اب تو یہاں رہنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔" وہ"
ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

میرے خیال سے بھری دنیا میں تمہیں ایک محفوظ چھت"
کے ساتھ ساتھ ایک سائبان کی بھی اشد ضرورت ہے۔اور
میں اپنے ویران گھر کو ایک بار پھر آباد کرنا چاہتا
ہوں۔۔مجھے ایک جذباتی سہارے کی اشد ضرورت
ہے۔مجھے لگتا ہے کہ ہم دونوں اگر ایک دوسرے کا بوجھ
اٹھالیں تو زندگی بہتر انداز میں بیتائی جاسکتی ہے۔"شرجیل

کے غیر متوقع لفظوں پر اس نے بے یقینی سے شرجیل احمد کو دیکھا تھا۔

مگر!" اس کا لہجہ لڑکھڑاتا ہوا سا تھا۔"

مانا کہ ماضی میں ہم دونوں نے ہی بہت سی غلطیاں کی" ہیں۔ تو کیا ہم اپنی غلطیوں سے سبق نہیں حاصل کر سکتے۔۔ اور ایک نئے سفر کا آغاز کرتے ہیں۔" وہ قدم قدم اُٹھاتا نزدیک آیا تھا۔

اگر تمہیں ایسا لگتا ہے کہ ہم دونوں مستقبل میں ایک ”
ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ تو مجھے تمہارے فیصلے پر کوئی
اعتراض نہیں ہے۔“ مالا کے جواب پر شرجیل کے لبوں پر
دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہر انسان ہی غلط ہو یا پھر وہ اپنی
غلطیوں سے سبق حاصل کر کہ زندگی کے سفر میں آگے نہ
بڑھ سکتا ہو، بلکہ اکثر اوقات سارا قصور بُرے حالات کا

ہوتا ہے۔اور حالات کا تقاضہ یہی تھا کہ کچھ راہوں نے جدا ہونا تھا تو کچھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہونے والی تھیں۔

****

ولیمے کے فوراً بعد وہ حیدر کی ضد کے باعث سیدھا ڈین مارک آئے تھے۔دو چار دن تو انہوں نے گھومنے پھرنے میں گزار دیئے تھے۔ مگر حیدر نے اس کے لئے ایک

سرپرائز ارینج کر رکھا تھا۔ جبکہ وہ متجسس تھی کہ آج وہ اسے کہاں لے کر جا رہا تھا۔

"حیدر اب کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟" وہ انٹرینس کی سیڑھیاں چڑھتا اسے لیے اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"حیدر!" وہ زچ ہوئی۔

ویٹ آمنٹ یار بیوی!" وہ اس کا ہاتھ تھامے مطلوبہ "
بندے سے سنجیدگی سے گفتگو کرتا نجانے کہاں لے آیا
تھا۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اتنی تیزی سے چلا جا رہا تھا کہ
اسے مزید کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ مگر وہاں
انٹر ہوتے ہی اسے محسوس ہوا یہ کوئی ہارس ریسنگ گراؤنڈ
تھا۔ تو کیا وہ اسے رائیڈنگ کلب لے آیا تھا۔۔۔ ہالہ نے
حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ وہ نرم مسکراہٹ سے
اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتا دلکشی سے مسکرایا۔

مائیک میں گونجتی کمینٹیٹر کی آواز سے لگا جیسے یہاں ابھی کوئی ریس لگنے والی تھی اور بس وہ شروع ہونے ہی والی ہے۔ ہر طرف لوگوں کا ہجوم تھا۔ سیٹس پھلانگتے وہ سب سے ٹاپ پر اپنی نشست پر آکر بیٹھے تھے۔ جبکہ پنڈال میں موجود ہالہ حیران و پریشان سی کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔ سامنے واضح نظر آتے ٹریک پر بس گھوڑے دوڑنے ہی والے تھے۔ گھوڑوں پر سوار گھوڑ سوار دیکھ ہالہ متعجب ہوئی۔

حیدر تمہیں کیسے پتہ لگا کہ مجھے گھوڑوں کی ریس دیکھنے کا" بہت شوق ہے؟" وہ پر جوش سی سوالیہ گویا ہوئی۔

مجھے تمہارے بارے میں سب معلوم ہوتا ہے جاناں۔"" وہ دھیرے سے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکراتا محبت سے بولا تو ہالہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لینے لگے تھے۔

تھینکیو حیدر۔۔۔" وہ اس کے سینے پر سر رکھتی مشکور" ہوئی۔ جبکہ ریس شروع ہو گئی تھی۔۔ مگر اب اس کا دھیان

اس ریس پر نہیں بلکہ حیدر درانی کی جانب تھا، جو اس کی خوشی کی خاطر کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھا۔

وہ پاپ کارن کھول کر اس کی جانب بڑھاتا پر جوش نظر آ رہا تھا۔۔۔ہالہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔یہ ایک بڑے پیمانے پر منعقد کی جانے والی عالمی سطح کی ریس تھی۔

اور حسین اتفاق یہ تھا کہ اس ریس میں ایک پاکستانی گھوڑا بھی شامل تھا، جو یقیناً اس خوبصورت انسان کی ملکیت

تھا۔سیاہ رنگ گھوڑا سینکڑوں گھوڑوں کے جھنڈ میں ٹریک پر بھاگتا چلا جارہا تھا۔۔۔کانوں میں گونجتی کومینٹیٹر کی آواز،لوگوں کا شوروغُل،حیدر کی دلکش مسکان اور گالوں میں پڑتا وہ گڑھا ہالہ کا دل ایک لمحے کو ڈھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔وہ اس ہجوم کا حصہ ہونے کے باجود بہت دور نکل آئی تھی،اس کی آنکھیں محض ایک خوبصورت منظر پر ٹھہر سی گئی تھیں۔اور منظر حیدر درانی کا حسین چہرہ تھا۔

وہ اس کی آنکھوں میں جمع نمکین پانی دیکھ دھیرے سے اس کی جانب جھکا تھا۔

تم صرف حیدر درانی کی خاموش چاہت ہی نہیں بلکہ ”
لازوال عشق کی زندہ مثال ہو۔ جیسے میں نے ہر لمحہ شدت
سے دعاؤں میں مانگا ہے۔۔اور آج میری دعاؤں پر دور
آسمانوں پر کن فرما دیا گیا ہے۔“ ہالہ کی لرزتی پلکوں کو نرمی
اور چاہت سے اپنے لمس سے مہکاتا وہ پیشانی سے پیشانی
ٹکائے محبت سے چور لہجے میں بولتا آنکھیں موند گیا تھا۔ ہالہ
کی سرُخ آنکھوں سے بہتا گرم سیال رخساروں پر سے پھسلتا
چلا گیا تھا۔ جنہیں وہ قیمتی موتی کی مانند لبوں سے چنتا بے
مول ہونے سے بچا گیا تھا۔

****

"زویاء میری جان جلدی کرو ہاؤس فل ہے۔دو گھنٹے کی موووی ہے اور میں پوری دیکھنا چاہتا ہوں۔کوئی سین بھی مس نہیں کرنا چاہتا۔۔۔" وہ دونوں اس وقت نیویورک ٹائم اسکیور پر موجود تھے۔جبکہ زویاء تھی کہ فلم کی ٹکٹس زاویار کے متھے مار کر خود گھومنے پھرنے میں مصروف تھی۔

زاویار! چپ کر جاؤ۔ کیا کرنا ہے تمہیں مووی دیکھ" کر۔۔۔۔" وہ غصہ ہوئی تھی۔

یار زویاء چلو میرے ساتھ۔" وہ زبردستی کھینچ کر اپنی" ہمراہی میں سیڑھیاں چڑھتا اُوپر لے آیا تھا۔ ویسے بھی مووی دیکھنے کا پلان زاویار کا تھا۔

زاویار تم کیوں اتنا ٹرپ رہے ہو۔ یہ پاکستانی کبھی کوئی" اچھی موووی نہیں بنا سکتے۔ فضول میں پیسہ برباد کیا ہے تم نے۔۔۔۔"اس کی مسلسل ایک گردان پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔ مگر قدم نہیں روکے تھے۔

یارزویاء اس فلم میں میری دوست شالہ بھی ہے ناں۔ وہ" امریکا میں پاکستانی اسپائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ مجھے یہ موووی ہر حال میں دیکھنی ہے۔ آئی لو مائی کنڑی۔۔۔ بھلے سے گھٹیا ترین موووی ہو مگر میں ضرور سپورٹ کرونگا۔"

وہ اس کی ایک بھی سنے بغیر زبردستی کھینچتا سینما ہال میں لے آیا تھا۔ بڑی سی اسکرین پر فلم شروع ہو گئی تھی۔

اب ایک گھنٹہ بیٹھ کر پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کا شجرہ" حسب نصب دیکھو۔" وہ مووی کا انٹرو دیکھ منہ بسور گئی۔

یار چپ کرو۔۔اب ہیرو ہیروئن کی انٹری ہو گی۔۔۔" وہ" سر پر پہنی ہڈی پیچھے گراتا اپنے لئے پہلے سے مختص کردہ

آگے کی نشستوں میں نشست سنبھالتا ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"زاویار یہ۔۔۔۔" اسکرین پر اُبھرتا ہیرو کا چہرہ دیکھ، وہ منہ کھولے حیرت سے گنگ رہ گئی۔ جس کا آدھا چہرہ کورڈ تھا مگر وہ بہت جانا پہچانا سا چہرہ تھا۔

"کیا ہوا؟" پاپ کارن اس کی جانب بڑھاتا وہ بے نیازی سے آئی برو اُچکا گیا۔

یہ ہیرو مجھے کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا ہے۔ مگر اس نے اپنا" چہرہ کیوں چھپا رکھا ہے؟" زویا پر تجسس لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

یار دراصل ہیرو بھی پاسکتانی اجینٹ ہے۔ تو بھئی تمہاری" جیسی لڑکیاں اس ہینڈسم مین کو دیکھتے ہی فلیٹ نہ ہو جائیں اس لئے چہرہ چھپا رکھا ہو گا۔۔۔" وہ سافٹ ڈرنک انجوائے کرتا شرارت سے باز نہ آیا تھا۔

کیا میری جیسی لڑکیاں۔۔۔ہہنہ میرا ٹیسٹ اتنا بے کار" نہیں ہے زاویار فاروقی۔"ں ماسنے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

سو تو ہے۔۔۔ورنہ زاویار فاروقی آج تمہاری ملکیت نہ" ہوتا۔"اس کی شوخی پر وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

اچھا خاموش ہو جاؤ۔اب مجھے مووی ذرا دلچسپ سی لگ رہی ہے۔پوری دیکھ لینے دو پلیز۔۔۔" وہ اپنی پوری توجہ بڑی اسکرین پر چلتی مووی پر مرکوز کرتی ساتھ ساتھ پاپ کارن بھی منہ میں ڈالتی جا رہی تھی۔

"ہاں دو گھنٹے کی مووی بہت دلچسپ ہے اور بغل میں جو چھے فٹ کا دلچسپ سا بندہ بیٹھا ہے اس میں صفر برابر دلچسپی بھی نہیں ہے بیوی کو۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔

کیا کچھ کہا ہے تم نے؟" وہ آئی برو اٹھا کر سوالیہ بولی۔"

نہیں زویاء صاحبہ آپ مووی انجوئے کریں۔اس سے اچھا" تو کسی آوٹ ڈور سینما میں مووی دیکھ لیتا۔ساتھ ساتھ باہر کے نظارے بھی ہوتے رہتے۔کم از کم اپنی ہی فلم بار بار تو نہ دیکھنی پڑتی۔" وہ آہستہ سی سرگوشی میں بڑبڑایا تھا۔اس کی بڑبڑاہٹ پر زویاء کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

تم نے پھر کچھ کہا کیا؟" وہ زرا نزدیک آئی۔"

نہیں ! میں سو رہا ہوں۔ تم مووی انجوئے کرو۔ جب ختم ہو جائے تو اُٹھا دینا۔۔۔" وہ چہرہ پیچھے گراتا سر پر ہیٹ رکھ کر آنکھیں موند گیا تھا۔ اور پھر توقع کے عین مطابق کچھ لمحوں بعد زویاء کی پر جوش آواز نے اسے پورے وجود سے ہلا ڈالا تھا۔ جو زاویار کو لیڈ رول اسپیشلی ایک ایجنٹ کے روپ میں دیکھ خوشی سے پھولے ہی نہیں سما رہی تھی۔ جبکہ فلم میں اس کی ایکٹنگ دیکھ وہ عش عش کرا اٹھی تھی۔ ایک ایجنٹ ہیروئن کا کردار شالہ صاحبہ ادا کر رہی تھیں۔ جس کی روٹس پاکستانی جبکہ وہ امریکن نیشن تھی۔ جو

بھی تھا زویاء خوش زیادہ تھی یا حیران وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

****

زاویار تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ تمہیں پتہ بھی ہے" میں کتنی شاکڈ میں ہوں۔۔۔ مطلب کہ اتنے بڑے لیول پر فلم ریلیز ہوئی ہے اور مجھے کانوں کان خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔"
وہ ابھی تک بے یقینی سے دوچار تھی۔

ہاں تمہیں میری ایلی جان سے جیلس ہونے سے فرصت" ملے تو کچھ سوچو گی ناں۔۔۔" وہ شرارت سے بولتا قہقہہ لگا اٹھا تھا۔ جبکہ وہ اپنے لمبے لمبے ناخن اس کی گردن میں گاڑھ چکی تھی۔

خبر دار! جواب تم نے مجھے اس بلی کا نام لے کر پاگل بنایا" تو۔" جب سے زویاء کو پتہ لگا تھا کہ ایلی اس کی پالتو بلی نام تھا۔ جو وہ وہیں اپنی ایک گوری پڑوسن کو گفٹ کر آیا تھا۔ وہ تو صدمے میں ہی چلی گئی تھی۔

کیوں کیا اب تمہیں میری محبت سے جیلسی نہیں ہوتی؟"" وہ زیر لب مسکراتا اپنی گردن سہلاتا ہوا مزید شرارت سے باز نہ آیا تھا۔ جبکہ وہ خائف سی محض گھور کر رہ گئی۔

"زاویار۔۔۔" وہ اس کو کالر سے جکڑتی ایڑیاں آٹھاتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ذرا قریب تر ہو گئی تھی وہ ابھی کچھ کہتی کہ وہ ایک شوخ سی شرارت کرتا اس کی گرفت سے آزاد ہوتا بھاگ کھڑا ہوا۔

زاویار۔۔اب میں تمھیں نہیں چھوڑوں گی۔۔اب میں ”
تمہیں سیدھا ضرور کرونگی۔۔۔جو ہمیشہ مجھے باتوں میں لگا
کر پاگل بنادیتے ہو۔“گال پر ہاتھ رکھے کھڑی وہ ہوش میں
آتی دانت کچکچا کر بولی تھی۔اسے یکدم سابقہ تمام تر دکھ یاد
آگئے تھے۔ جبھی وہ اس کے پیچھے جنگلی بلی کی طرح دوڑی
تھی۔جو اپنی ہنسی ضبط کرتا،اس کی گرفت سے نکلتا دور
ہو گیا تھا۔نیویارک کی سڑکوں پر بھاگتی دوڑتی زندگی ان کی
خوش آئند زندگی کی ضمانت تھی۔انہیں یقین تھا کہ اب راہ
میں آئی کھادار جھاڑیاں وہ ساتھ مل کر چن لیں گے۔

****

(پانچ سال بعد)

ہالہ اپنے دو سالہ بیٹے کو گود میں تھامے بیٹھی کب سے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو باپ کی غیر موجودگی میں مسلسل رو رہا تھا۔

افف ارمان خاموش بھی ہو جاؤ اب۔" اس کی مسلسل "
ریں ریں پر زچ ہوتی وہ زرا سختی سے بولی تھی۔ جبھی کمرے
کا دروازہ کھولتا حیدر اپنی چار سالہ بیٹی کا ہاتھ تھامے مسکراتا
ہوا روم میں داخل ہوا تھا۔

ہالہ یار کیوں اتنا رُلا رہی ہو میرے بیٹے کو۔" وہ روہانسو "
ہوئی ہالہ سے ارمان کو تھامتا زرا آنکھیں نکالا کر بولا تھا۔ جو دو
سال قبل ان کی زندگی میں آ کر انہیں مکمل کر چکا تھا۔

خود سنبھالو اپنے بیٹے کو۔ میری گود میں تو ہر وقت بس روتا" ہی رہتا ہے۔ اور اب دیکھو زارا اپنے شرارتی بیٹے کو تمہارے پاس آتے ہی کیسے خاموش ہو گیا۔" ہالہ اپنے گولو مولو سے بیٹے کے گال کھینچتی زرا گھور کر بولی۔ جواب باپ کی گود میں چڑھا چہرے پر سنجیدگی سجائے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ٹُکر ٹُکر گھور رہا تھا۔

"ہالہ بیگم تم بس جلتی ہو میرے بیٹے سے۔۔۔" وہ چار سالہ زائشہ کے ساتھ ہی ارمان کو بھی بیڈ پر بیٹھاتا مسکراہٹ ضبط

کرتا شرارت سے بولا۔ توہالہ نے آنکھیں چھوٹی کئے اسے گھورا۔

میں کیوں جیلس ہونگی اس چھوٹے پیکٹ بڑے دھماکے" سے۔۔ یہ تو جب سے دنیا میں آیا ہے، میری آزادی ہی ختم کر دی ہے۔۔۔" وہ منہ بسور کر شکوہ کرتی اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ جو ماں باپ کو لڑنے میں مصروف دیکھ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ کھیلنے میں مگن ہو گئی تھی۔ وہ ہو بہو ہالہ کی کاپی تھی۔ اسی کی طرح کا دراز قد، نین نقش اور

بڑی بڑی آنکھوں کا رنگ حیدر کا چرایا تھا۔ مگر وہ ہالہ کی بانسبت اپنے باپ کی طرح خاموش طبع بچی تھی۔

آہاں دراصل جب میرا بیٹا ہنستا ہے تو اس کے ڈمپل دیکھ" سب لڑکیوں کے دل ڈھڑکنا بھول جاتے ہیں۔اور بس تم اسی لئے جیلس ہوتی ہو کیونکہ یہی خاصیت اس کے باپ میں بھی ہے۔۔۔" وہ اسے خفگی سے گھورتا دیکھ آنکھ دباتا چھیڑنے کی غرض سے بولا تھا۔

"زائشہ تم یہاں آؤ میرے پاس۔ بس یہی میری بچی ہے، جو ماں کا دکھ سمجھ سکتی ہے۔ ورنہ یہ دونوں باپ بیٹا تو ہر وقت میرا خون خشک کرنے میں لگے رہتے ہیں۔" وہ اپنی بیٹی کو گود میں لے کر ماتھے پر پیار کرتی ذرا گھور کر بولی۔

"جی نہیں! زائشہ اپنے بابا کی بیٹی ہے۔۔۔ کیوں زائشہ؟" حیدر کے استفسار پر زائشہ نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے پہلے اس نے ماں کو دیکھا اور پھر باپ کو۔

میں آپ دونوں کی بیٹی ہوں۔۔۔۔"اپنی بیٹی کے سیاسی"
جواب پر دونوں کا زندگی سے بھرپور قہقہہ بے ساختہ تھا۔
ہالہ کو اپنے حصار میں لیتے حیدر کی نظروں میں چھم سے ایک
خوبصورت منظر لہرا گیا تھا۔جو اس کے عنابی لبوں پر
مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔

****

حیدر نے اپنی فرسٹ اینیورسری اور زائشہ کی پیدائش کی خوشی میں ہالہ کو جو سرپرائز گفٹ دیا تھا۔ وہ دیکھ ہالہ سچ میں خوشی سے پھولے نہیں سما پا رہی تھی۔ ورلڈ لارجسٹ کروز شپ پر حیدر اور اپنی بیٹی کی ہمراہی میں گزارے زندگی کے وہ خوبصورت آٹھ دن شاید وہ کبھی بھی نہیں بھلا سکتی تھی۔ وہ کروز شپ صرف شپ نہیں تھا بلکہ سمندر میں تیرتا ایک مکمل شہر تھا۔ اس نے اس طرح کے شپس صرف انگلش موویز میں دیکھ رکھے تھے اور پہلی بار نگاہوں کے سامنے ایٹھ ڈیکس پر مشتمل پانی کی بالائی سطح پر تیرتے اس لگژری سے شہر نما شپ کو دیکھ ہالہ کی ایکسائٹمنٹ کے مارے چیخ

نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔اس شپ پر کیا کچھ نہیں تھا۔انگریزوں نے دنیا کی ہر نعمت کو اس شپ پر فراہم کر دیا تھا۔وہ کروز خوابوں کا جہان تھا۔ جس پر ایک انسانی زندگی کے لئے درکار دنیا جہاں کی ہر شے موجود تھی۔ جہاں انسان کچھ عرصے کے لئے زمین زادوں سے کٹ کر ایک الگ ہی دنیا میں پانی کے بہاؤ کے سنگ سانسیں بھر سکتا ہے۔ جہاں انسان اپنی آنکھوں سے اپنے خوابوں کی تکمیل ہوتے دیکھ سکتا تھا۔

خیالی دنیا میں رہنے والی ہالہ کے سارے خوابوں کو حیدر درانی نے حقیقت کا رنگ دے کر ان خوشگوار لمحات کو ہمیشہ کے لئے امر کر دیا تھا۔وہ واقعی ہالہ کی زندگی کا شہزادہ ثابت

ہوا تھا جس نے دنیا اس کے قدموں کے نیچے لا رکھی تھی۔
حیدر درانی کو یقین ہو چلا تھا کہ محبت اگر سچی ہو تو وہ لاکھ
کٹھنائیوں کے بعد بھی آپ کا مقدر بن ہی جاتی ہے۔

اپنی بیٹی کو پہلی بار گود میں اٹھاتا حیدر جتنا خوش تھا۔اس کی
خوشی لفظوں میں بیان نہیں تھی۔حیدر ہالہ کو پا کر جتنا خوش
اور مطمئن تھا اس دن پہلی بار اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر خود کو
دنیا کا خوش قسمت مرد تصور کر رہا تھا۔من چاہی محبت محرم
بن کر اس کے حصار میں قید تھی جبکہ ان کے عشق کو
دونوں بچوں زائشہ حیدر اور ارمان حیدر نے مکمل کر دیا تھا۔

****

زاوایار!" زویاء کی جھنجھلائی سی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر"
زاویار ہڑبڑا کر ہوش میں آیا تھا۔ وہ ایک اپ کمنگ فلم کی
شوٹنگ کے باعث فجر تک سیٹ پر ہی موجود تھا۔ اور ابھی
اسے سوئے کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ زویاء کی چیخ و پکار پر
اس کی نیند خراب ہو گئی تھی۔ جبھی زویاء اپنے تین سالہ بیٹے
کو گود میں اُٹھائے روم میں داخل ہوئی تھی۔ جو پورا منہ
کھول کر رونے کا شغل فرما رہا تھا۔

یارزویاءچپ کرواؤاسے۔۔۔" وہ بیزاری سے اپنے"
کانوں پر تکیہ رکھتارخ پھیر کر لیٹ گیا تھا۔

میں کیوں چپ کرواؤں۔ تمہاری بھی اولاد ہے سنبھالو"
اس کو۔ کل سارادن میں نے اکیلے سنبھالا ہے تمہاری اس
"روندواولاد کو۔ چاب تمہاری باری۔۔۔۔

وہ شہیر کو اس کی پشت پر بیٹھاتی غصے سے بولی۔ زاویار اس کے گر جانے کے ڈر سے جلدی سے سیدھا ہوا تھا۔ جبکہ آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔

یار! آج اور سنبھال لو۔ کل پکا میں کہیں نہیں جاؤنگا۔" وہ" اپنے اوپر بیٹھے شہیر کو سینے سے لگاتا چپ کروانے لگا تھا۔

با۔۔ با۔" زویاء کی گھورتی نگاہوں کو دیکھ وہ معصومیت "
سے ہونٹ باہر نکلے زویاء کی جانب اشارہ کرتا اس کی شکایت
کر رہا تھا۔

جی بابا کی جان ! ماما گندی ہیں۔ مارتی ہیں میرے شہزادے "
کو۔۔۔" وہ اس کا منہ صاف کرتا زویاء کو گھورتا اپنے بیٹے کو
پیار کر رہا تھا۔ جبکہ زویاء نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں
ڈھیروں آنسو دیکھ بامشکل مسکراہٹ روکی تھی۔

شرم تو نہیں آتی ناں تمہیں۔ میرے بچے کو رلاتے "
ہوئے۔ کیسی ماں ہو تم۔۔ اپنے بچے کو رلا کر ہنس رہی ہو۔"
وہ اسے پاس آنے کا اشارہ کرتا افسوس بھرے لہجے میں بولا۔

ہاں تو کیا کبھی اس کی شرارتیں دیکھی ہیں۔ کبھی واشروم"
میں جا کر ٹب میں بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی اپنے کپڑے گندے کر
لیتا۔۔ کبھی میرا میک اپ توڑ ڈالتا ہے۔اور تو اور اب تو کہتا
ہے کہ ماما پسٹک (لپ اسٹک) لگائیں میرے بھی۔"
دوسری طرف سے اس کے برابر میں اس کے دوسرے
بازو پر سر رکھ کر لیٹتی وہ اپنے بیٹے کو خونخوار نظروں سے
گھور کر بولی تو زاویار نے اس کی شکایتوں پر بامشکل
مسکراہٹ دبائی تھی۔

ہاں تو تمہیں ہی بیٹا چاہیے تھا۔اچھی بھلی میری زائشہ گڑیا" جیسی ایک پیاری سی بیٹی ہو جاتی۔تو کتنا اچھا ہوتا۔۔۔" وہ اسے چھیڑنے کی غرض سے بولا تھا۔

مجھے کیا پتہ تھا۔یہ اتنا تیز ہو گا۔بالکل اپنے باپ پر گیا" ہے۔۔۔" وہ جلتی بُھنتی تپ کر بولی تھی۔

زویاء صاحبہ اگر یہ ذرا سا بھی اپنے باپ پر گیا ہوتا ناں تو""" میری طرح سادہ طبیعت ہوتا۔یہ لڑاکو طبیعت تمہاری ہی دین ہے میرے بیٹے میں۔۔۔۔" زاویار مزید شوخی سے بولا جبکہ شہیر نجانے کیا سمجھ آنے پر کھلکھلا اُٹھا تھا۔

دیکھا دیکھا میرا بیٹا بھی ہنس کر اس بات کی تصدیق کر رہا" ہے کہ اس میں یہ گندی عادت اس کی ماں کی وجہ سے آئی ہے۔۔۔" زاویار ایک بار پھر اسے چھیڑنے کی غرض سے بولا تھا جبکہ اپنے بیٹے کو کھکھلاتا دیکھ وہ مسکراہٹ روک کر آنکھیں دکھاتی گود میں بھر چکی تھی۔ جس نے گود میں آتے ہی سیدھا حملہ اس کے بالوں پر کیا تھا۔

آہ میرے بال۔۔۔ زاویار بچاؤ مجھے۔" زاویار اس کے نازک سے ہاتھوں کی سخت گرفت میں اپنی جنگجو طیارے بیوی کے بال دیکھ قہقہے پر قہقہے لگا رہا تھا۔ جو غصے میں سب

کچھ بھولتی اپنے بال بامشکل شہیر کی گرفت سے نکالتی اسے دونوں کے بیچ میں بیٹھاتی زاویار پر تکیہ برسانے لگی تھی۔ زاویار کی جانب سے بھی بھرپور جوابی کارروائی کی گئی تھی۔ روئی میں ڈوبا بیٹھا شہیر باآواز ہاتھ پاؤں مارتا کھلکھلاتا ہوا اپنے باپ کا ساتھ دے رہا تھا۔ جس کی نیند اپنی دنیا میں کھو کر اُڑ چکی تھی۔

"یہ تو دنیا میں آیا ہی مجھ سے تمہارے حصّے کے بدلے لینے ہے۔۔۔۔ باپ کا چمچہ۔۔۔" زویاء کی کلستی ہوئی آواز پر

زاویار اپنے بیٹے کو چٹاچٹ چومتا ہوا بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔ ویسے زویاء کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہی تھی۔

****

ویسے حیدر ہم شاید اب یہ چوتھی بار ہنی مون پر آئے" ہیں۔ ایک بار ولیمے سے پہلے، پھر ولیمے کے بعد، پھر زائشہ کی پیدائش پر اور اب۔۔۔" وہ ارمان کو حیدر کی گود میں ڈالتی مسکراہٹ ضبط کرتی شرارت سے بولی تھی۔

ڈونٹ وری بیوی ہم اپنی سلور جوبلی پر بھی ہنی مون پر"
"جائیں گے۔۔۔

وہ زائشہ کو بھی گود میں اٹھاتا آنکھ کا کونا دبا گیا۔ جبکہ ہالہ چاروں جانب بچھی برف کی چادر کو دیکھ ایک جھرجھری سی بھر کر رہ گئی۔

حیدر اس کا ہاتھ تھامے اس مقام پر لے آیا تھا۔ جو اس کے لئے سرپرائز تھا۔ وہ اپنی گاڑی بہت دور چھوڑ آئے تھے۔ ہالہ کو ہمیشہ سے کسی ایسے ملک میں رہنے کا شوق تھا جہاں سال کے بارہ مہینوں صرف برف ہی برف ہو اور آج حیدر نے اس کی یہ خواہش بھی پوری کر دی تھی۔ حیدر نے بزنس کے سلسلے میں مستقل طور پر کینیڈا میں شفٹ ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ نیکسٹ ویک کی ان کی کینیڈا کی فلائٹ تھی۔

وہ لوگ اس وقت شہر سے کافی دور تھے۔ برف سے ڈھکے پیڑ پودوں میں چھپا کوٹیج اب بالکل نظروں کے عین سامنے

موجود تھا۔ جبکہ ساتھ میں کھڑا سفید گھوڑا دیکھ وہ ایکسائٹڈ سی اس کی جانب بھاگی تھی۔

حیدر یہ۔۔۔"زائشہ بھی گود سے اترتی ماں کے پیچھے ڈور" پڑی تھی۔

میری خواہش ہے کہ میں ہنی مون پر کسی ایسی جگہ جاؤں۔" جہاں ہر سمت محض برف کی چادر بچھی ہوئی ہو۔ برف سے ڈھکے پہاڑ، لکڑی کا ایک چھوٹا خوبصورت سا گھر ہو، برف

کے پہاڑوں میں چھپا جنگل ہو اور ایک سفید براق گھوڑا۔
جس پر میں اپنے شہزادے کی ہمراہی میں سوار ہو کر اپنی
خوابوں کی دنیا میں پہنچ جاؤں۔۔۔"آنکھوں پر سایہ فگن
مڑی مڑی پلکیں، گلابی چہرہ، سرخ پڑتے رخسار اور سماعتوں
میں بازگشت کرتی مدھر آواز پر وہ حیدر کی جانب ٹرانس میں
دیکھے گئی تھی۔

میں نے سوچا کہ پردیس شفٹ ہونے سے پہلے اپنی بیوی"
کی یہ خواہش بھی پوری کر ہی دوں۔۔۔"وہ ارمان کو ہالہ کی

جانب بڑھاتا محبّت سے چور لہجے میں بولا تھا۔ خوشی کے مارے ہالہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔

جبکہ ارمان اس کی گود میں اُچھلتا گھوڑے کی جانب لپک رہا تھا۔

آئی لو یو حیدر۔۔۔" وہ محبّت سے بولتی اس کی جانب بڑھی" تھی۔ جبھی اس کی بیٹی نے برف کا گولا بنا کر اس کے چہرے پر مارا تھا۔ وہ ہڑ بڑا کر نیند سے بیدار ہوئی تھی۔ ایک لمحے

میں منظر تبدیل ہو گیا تھا۔ارد گرد میں نگاہ ڈالی تو وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔ جبکہ حیدر کو مخالف سمت میں کروٹ کے بل سوتا پایا تھا۔وہ گال کے نیچے ہاتھ رکھتی سائیڈ ٹیبل پر رکھی اپنی اور حیدر کے ساتھ دونوں بچوں کی تصویر دیکھنے لگی تھی۔ جو ایک مکمل منظر تھا۔کچھ دنوں بعد وہ اپنے اس کمرے کو بہت مس کرنے والی تھی۔ کیونکہ اس کمرے سے اس کی اور حیدر کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں۔ جنہیں حیدر نے اپنی بے مثال محبّت سے ہمیشہ کے لئے امر کر دیا تھا۔

****

ختم شد۔۔۔

حرف آخر!

”امید ہے میری یہ کاوش آپ کو پسند آئی ہو گی، کہیں کوئی کمی بیشی رہ گئی ہو تو اس کے لئے معذرت! جانتی ہوں کہ کچھ جگہوں پر تحریر آپ کی اُمیدوں پر پورا نہیں اُتر سکی ہو گی۔ کچھ تشنگی سی رہ گئی ہو گی، مگر حقیقت میں یہی زندگی

ہے۔۔اس پورے ناول میں، میں نے شرجیل احمد جیسے کردار کو ہائی لائٹ کیا ہے۔ کہ چاہے لڑکا امیر اکبیر ہو، اچھے خاندان سے ہو، پڑھا لکھا ہو۔ مگر وہ ایک شکی مزاج مرد ہو تو ایسے نفسیاتی مرد کے ساری زندگی گھٹ گھٹ کر گزارنے سے بہتر یہی کہ آپ ایک بار کڑا فیصلہ کر کہ ایک ہی بار اپنی قسمت کو رولو۔۔جو بار بار کے رُونے سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔۔ شکی مزاج انسان کے ساتھ نہ صرف آپ کی بلکہ اولاد کی زندگی بھی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔اور جو خواتین اس کرب سے گزر رہی ہیں۔وہ یقیناً میری بات سے اتفاق کریں گی۔۔اللہ پاک ہر ہالہ انصاری کو حیدر جیسا پیارا محبت

کرنے والا شوہر دے۔۔ کیونکہ پیسے کے بغیر زندگی مسکرا کر
گزاری جاسکتی ہے مگر رشتے میں اعتماد اور محبت کے بغیر
زندگی کاٹنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔۔ اللہ ہم سب کا نگہبان!

ہما قریشی